بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے نظیر حکومت کا عروج و زوال

بے نظیر حکومت کا عروج و زوال

پروفیسر غفور احمد

القمر انٹرپرائزز
رحمان مارکیٹ
اُردو بازار: لاہور

PART II

فہرست ابواب

(**نوٹ** : تفصیلی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

باب 15

سندھ میں گرینڈ آپریشن

25 مارچ کو رینجرز نے شاہ فیصل کالونی اور دیگر علاقوں کا محاصرہ کر کے پانچ گھنٹے تک آپریشن کیا۔ جو بعض خطرناک مجرموں کو چھڑانے کی کوشش کی اطلاع پر کیا گیا۔ عدالت میں موجود لوگوں کی تلاشی لی گئی۔ شناختی کارڈ پیش نہ کرنے والوں کو عارضی طور پر حراست میں لے لیا گیا۔ رینجرز عدالت میں بھی داخل ہو گئے اور ججوں کو کمروں سے نکل جانے کا حکم دیا، جس پر رینجرز اور ججوں کے درمیان تکرار بھی ہوئی۔ 100 افراد حراست میں لے لیے گئے۔ فیصل کالونی میں بھی چھاپے مار کر 65 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ 28 مارچ کو رات کے وقت حیدر آباد میں پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم، سپاف، بھٹو شہید گروپ، جئے سندھ اور ترقی پسند رہنماؤں کی گرفتاری کے لیے اچانک چھاپے مارے۔ مطلوبہ اشخاص کے نہ ملنے پر رشتہ داروں کو حراست میں لے لیا گیا۔ 31 مارچ کو کراچی میں محاصروں کے دوران 40 افراد گرفتار کیے گئے۔

ان اقدامات کے باوجود مارچ کے آخری ہفتے میں کراچی میں تشدد کی وارداتوں میں ایک پولیس افسر سمیت 25 افراد لقمہ اجل بن گئے۔ پولیس موبائلوں پر حملے ہوئے، ایمبولینس سمیت چھ گاڑیاں جلا دی گئیں۔ سڑکوں پر ٹائر جلا کر ٹریفک روک دیا گیا۔ گلبہار کے قبرستان سے ایک ہاتھ پیر بندھی نعش ملی۔

طرابلس میں پاکستانی صحافیوں سے بات کرتے ہوئے لیبیا کے سربراہ قذافی نے کہا کہ کراچی کے حالات غیر ملکی سازش کا نتیجہ ہیں۔

عالمی ادارہ سیاحت نے کراچی کو دنیا کے خطرناک ترین شہروں کی فہرست میں شامل کر دیا۔ غیر ملکی سیاحوں کو مشورہ دیا گیا کہ وہ کراچی کا رخ کرنے سے گریز کریں۔ فسادات کے باعث وہاں ہلاکتیں روزمرہ کا معمول بن گئی ہیں۔

ارکان اسمبلی کے مشاہروں میں اضافہ

سندھ اسمبلی نے کثرت رائے سے ارکان سندھ اسمبلی کے مشاہروں میں اضافے کا بل منظور کر لیا۔ وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء کی تنخواہوں میں ساڑھے تین سو فیصد اضافہ کر دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ کی صوابدیدی گرانٹس لامحدود کر دی گئیں۔ اپوزیشن نے بل کی مخالفت کی۔

نااہل اور ناکام حکومتی پارٹی نے یہ بل منظور کرا کے اپنی خود غرضی، ڈھٹائی اور ذہنی پستی کا ثبوت فراہم کر دیا اور عوام کی نظروں میں خود کو رسوا کر لیا۔ ایسے مفاد پرست گروہ سے کسی اصلاح اور خیر کی توقع عبث ہے۔ صدر اور وفاقی حکومت نے بھی اس بارے میں کوئی گرفت نہیں کی۔

اعلیٰ سطحی صلاح مشورہ

27 مارچ کو اسلام آباد میں صدر لغاری، وزیر اعظم بے نظیر اور جنرل وحید کے درمیان داخلی سلامتی اور کراچی کی صورت حال پر تین گھنٹے سے زیادہ دیر تک تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ فوج کا بالواسطہ تعاون حاصل کرنے اور رینجرز کو آرٹیکل 245 کے تحت اختیارات دینے کا معاملہ بھی زیر غور آیا۔ صدر نے کہا کہ اس پیچیدہ مسئلہ کے حل کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم سے مذاکرات کے دروازے کھلے رکھنے ہوں گے۔ بلدیاتی انتخابات کرانے سے حالات مزید خراب ہوں گے۔ غیر ملکی تربیت یافتہ دہشت گرد سرگرم عمل ہیں۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ آپریشن دہشت گردوں کے خاتمے تک جاری رہے گا۔

صدر کے ساتھ مذاکرات

30 مارچ کو ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک تین رکنی وفد نے اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس کراچی میں صدر لغاری سے ڈھائی گھنٹے تک علیحدگی میں مذاکرات کیے، جس میں گورنر یا وزیر اعلیٰ سندھ بھی موجود نہیں تھے۔ صدر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم بحالی امن میں حکومت سے تعاون کرے۔ صدر اور حکومت کے درمیان مذاکرات کے بارے میں مطابقت نظر نہیں آتی۔ صدر ہمیشہ ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ مذاکرات کرنے پر زور دیتے رہے ہیں جبکہ حکومت اس بارے میں تحفظات رکھتی ہے۔

یکم اپریل کو شہباز شریف نے لندن سے ٹیلی فون پر جماعت اسلامی کے رہنما لیاقت بلوچ سے رابطہ قائم کر کے اشتراک عمل کے امکانات پر تبادلہ خیال کیا۔ لیاقت بلوچ نے کہا کہ نواز

شریف یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ جن کو وہ بوجھ سمجھتے تھے، وہ سرمایہ ہیں۔

جلسہ عام سے خطاب

3 اپریل کو سانگھڑ میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ قوم کو پاکستان اور بے نظیر میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ ساڑھے تین روپے کلو ملنے والا آٹا اب چھ روپے کلو ہوگیا ہے۔ بے نظیر جب پہلی مرتبہ وزیراعظم بنیں تو اپنا ایک فوٹو بنوانے پر 8 لاکھ روپے خرچ کرڈالے۔ اب وہ اپنے امریکہ کے دورہ میں سیر سپاٹوں اور ناچ گانوں پر 18 کروڑ روپے خرچ کریں گی۔ جلسہ گاہ میں مسلم لیگ اور اے۔ این۔ پی کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ کچھ لوگ الطاف حسین کی تصویریں اٹھائے ہوئے تھے۔ اس موقع پر نواز شریف نے پیرپگارا سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔

3 اپریل کو نصیر بابر نے کہا کہ احتساب کے ضمن میں مقدمات تیار کرلیے گئے ہیں۔ حمزہ شریف اپنے چچا کی وجہ سے گرفتار ہوا۔

اسمگلر امریکہ کے حوالے

اسمگلنگ میں ملوث اقبال بیگ اور انور بیگ کی لاہور ہائی کورٹ میں رٹ درخواستیں مسترد ہونے کے فوراً بعد ان دونوں کو امریکی حکام کے حوالے کردیا گیا۔ امریکی پولیس ایک خصوصی طیارے کے ساتھ پہلے سے موجود تھی تاکہ ان کو امریکہ لے جایا جائے۔ امریکی سفارت خانہ کے ذرائع نے بتایا کہ امریکہ نے منشیات کی اسمگلنگ میں ملوث 25 پاکستانیوں کو امریکہ کے حوالے کرنے کی درخواست کی ہے۔ پاکستان افیون کی کاشت کرنے والا دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے۔ افیون کی اشت روکنے کے لیے امریکہ نے پاکستان کو ایک کروڑ ڈالر کی امداد دی ہے۔

بھٹو مرحوم کی برسی

4 اپریل کو گڑھی خدا بخش بھٹو میں بھٹو مرحوم کی 16ویں برسی کے موقع پر بے نظیر نے کہا کہ دہشت گردوں اور منشیات کے اسمگلروں کے لیے پاکستان میں کوئی جگہ نہیں۔ دورہ امریکہ میں اصولوں پر سودے بازی نہیں ہوگی۔ بے نظیر اور میر مرتضیٰ نے علیحدہ علیحدہ اپنے والد کے مزار پر حاضری دی اور چادر چڑھائی۔ مرتضیٰ نے کہا کہ بے نظیر اور میر مرتضیٰ نے علیحدہ علیحدہ اپنے والد کے مزار پر حاضری دی اور چادر چڑھائی۔ مرتضیٰ نے کہا ہے کہ بے نظیر پاپا کے قاتلوں کے ساتھ بیٹھی ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ بھٹو کی برسی کے موقع پر حکومت نے

اخبارات کو کروڑوں روپے کے اشتہارات دیئے۔ یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی کا ناجائز استعمال ہے۔ عوام دکھی ہیں۔ اپوزیشن کے بارے میں بے نظیر کی تنگ نظری بحران کا بنیادی سبب ہے۔

بے نظیر کا دورہ امریکہ

5 اپریل کو وزیراعظم بے نظیر امریکہ کے آٹھ روزہ سرکاری دورہ پر واشنگٹن پہنچ گئیں۔ ایئرپورٹ سے انہیں ہیلی کاپٹر کے ذریعے جارج واشنگٹن یادگار لے جایا گیا جہاں امریکی دفتر خارجہ کے اعلیٰ حکام نے اُن کا استقبال کیا۔ بعد میں وہ ہوٹل روانہ ہو گئیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے کارکنوں نے اُن کی ایئرپورٹ اور ہوٹل آمد کے موقع پر احتجاجی مظاہرہ کیا اور نعرے لگائے۔

امریکی اخبارات نے بے نظیر کی آمد پر کوئی خبر شائع نہیں کی، البتہ امریکی اخبارات میں حکومت پاکستان کے خرچ پر خصوصی ضمیمے شائع کرائے گئے۔ بے نظیر کے دورہ امریکہ کی تشہیر میں بیس لاکھ ڈالر خرچ کیئے جا چکے ہیں۔ اس موقع پر ثقافتی پروگراموں کے لیے دو سو پاکستانی رقاصوں اور فنکاروں پر مشتمل ایک ٹیم پہلے ہی سے امریکہ بھیجی جا چکی ہے۔ ثقافتی پروگراموں کا ٹھیکہ سیکرٹری خارجہ کی اہلیہ کو دیا گیا ہے۔ فنکاروں اور منتظمین کے سفر اور قیام و طعام کے اخراجات کے علاوہ ثقافتی شو پر چار لاکھ ڈالر خرچ ہوں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ ملک ثقافتی طائفوں کی عیاشی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

بے نظیر کے وفد میں ایک بزرگ شخصیت نواب جہانگیر عرف پیر صاحب بھی شامل ہیں، جو وزیراعظم کے کامیاب امریکی دورے کے لیے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ انہیں وی۔ آئی۔ پی کا درجہ حاصل ہے۔ جب بھی صحافی اُن سے ملاقات کرنے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں بتایا جاتا ہے کہ پیر صاحب وظیفہ اور خصوصی عبادات میں مصروف ہیں۔

6 اپریل کو بے نظیر نے واشنگٹن میں پاکستان امریکی کونسل کے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان بین الاقوامی دہشت گردی، منشیات کی اسمگلنگ اور بنیاد پرستی کے خلاف فرنٹ لائن اسٹیٹ ہے۔ پاکستان امریکہ کا دیرینہ دوست ہے۔ سرد جنگ ختم ہونے کے بعد بھی پاکستان کی اہمیت کم نہیں ہوئی ہے۔ پریسلر ترمیم پاکستان کے لیے امریکہ سے وفاداری کی سزا اور بھارت کے ہاتھوں میں لاٹھی دینے کے مترادف ہے جو روس کے ساتھ ہے۔ امریکہ ایف 16 طیارے فراہم کرے یا ہماری رقم واپس کرے۔ بھارت کے بغیر ہم ایٹمی عدم پھیلاؤ کے معاہدہ پر دستخط نہیں کریں گے۔

7 اپریل کو پاکستان اور امریکہ کے تاجروں نے 6 ارب ڈالر کی 65 یادداشتوں پر دستخط کیئے۔ ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ اس نوعیت کی یادداشتوں کی حیثیت محض نمائشی ہوتی ہے جن کا اصلیت سے دور کا بھی کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

سی-این-این کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہم امریکہ کے قابل اعتماد دوست ثابت ہوں گے۔ امریکہ کو چاہیے کہ وہ اعتدال پسند قوتوں کا ساتھ دے۔ ہم ایٹم بم نہیں بنائیں گے اور نہ ہی ایٹمی ٹیکنالوجی ایران سمیت کسی ملک کو برآمد کریں گے۔ ہم نے اپنی مرضی سے ایٹمی عدم پھیلاؤ کے اصول پر کاربند رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔

لیکن 8 اپریل کو "واشنگٹن پوسٹ" نے امریکی حکام کے حوالے سے یہ خبر شائع کی کہ پاکستان طاقتور ایٹمی اسلحہ بنانے کے خوشاب کے نزدیک ایٹمی ری ایکٹر کی تعمیر کر رہا ہے۔ پاکستان نے اپنا ایٹمی پروگرام ترک نہیں کیا ہے۔ امریکہ کا موقف بالکل واضح ہے کہ "ایٹمی پروگرام ترک کرو، امداد لو۔" بے نظیر نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ جدید ایٹمی ہتھیار تیار کے لیے پلاٹونیم پیدا کرنا ہمارے پروگرام میں شامل نہیں ہے۔ یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے کہ خوشاب ری ایکٹر سے اسلحہ پیدا کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔ اس تردید کے باوجود اس ایک خبر نے بے نظیر کی تشہیری مہم اور اُن کے معذرت خواہانہ بیانات پر پانی پھیر دیا۔ "نیویارک ٹائمز" کے مطابق امریکی ایوان نمائندگان کے اسپیکر نے وزیر اعظم بے نظیر سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔

طلبہ سے خطاب

9 اپریل کو بے نظیر نے پرنسٹن یونیورسٹی میں طلبہ اور دیگر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت کے پاس دنیا کی دوسری بڑی فوج ہے۔ وہ پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال، سری لنکا اور مالدیپ کے لیے خطرہ ہے۔ بھارت چاہتا ہے کہ پاکستان کشمیر کو بھارتی یونین کا حصہ تسلیم کر لے۔ بڑی طاقتیں مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر خاموش ہیں۔ کشمیر کے مسئلہ پر پاکستان کو اقوام متحدہ یا امریکہ کی ثالثی قبول ہے۔ امریکہ اس مسئلہ کے حل کے لئے کثیر قومی کانفرنس بلائے۔ مذہب کو اہم کردار ادا کرنا ہے لیکن انتہا پسندی کے خلاف اقدامات ضروری ہیں۔ کراچی میں حالات خراب ہیں، پھر بھی واشنگٹن کے مقابلہ میں بارہ گنا بہتر ہیں۔ واشنگٹن میں ہر ایک ہزار میں ایک فرد قتل کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ کراچی میں ہر بارہ ہزار میں ایک آدمی قتل ہوتا ہے۔ ملکی سلامتی کے لیے ہمیں بھارت کے پرتھوی میزائل کا جواب دینا پڑے گا۔

10 اپریل کو بے نظیر نے نیویارک میں کہا کراچی نیویارک سے بڑا شہر ہے۔ وہاں 80 تھانوں میں سے صرف 20 تھانوں میں گڑبڑ ہے۔ حالات دو سال کے اندر بہتر ہو جائیں گے۔ دہشت گردی کی بڑی وجہ منشیات اور افغان جنگ ہے۔ ایم-کیو-ایم اور تحریک جعفریہ کے کارکنوں نے نیویارک میں بھی بے نظیر کے خلاف احتجاجی مظاہرے کئے اور "بے نظیر کرائم

منسٹر" کے نعرے لگائے۔

صدر کلنٹن سے ملاقات

10 اپریل کو وزیراعظم بے نظیر سے وہائٹ ہاؤس میں صدر کلنٹن نے ملاقات کی۔ بے نظیر نے کہا کہ پاکستان کے پاس ایٹمی ہتھیار نہیں ہیں۔ مسئلہ کشمیر کے حل میں تاخیر ایٹمی ہتھیاروں اور میزائلوں کی دوڑ کا باعث ہے۔ صدر کلنٹن نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پر ثالثی دونوں ممالک کی رضامندی سے ہو سکتی ہے۔ انہوں نے بے نظیر کو یقین دلایا کہ پریسلر ترمیم کے بارے میں وہ کانگریس سے رجوع کر کے نرمی کے لیے کہیں گے۔

ملاقات اور مذاکرات کے بعد صدر کلنٹن اور وزیراعظم بے نظیر نے مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ صدر کلنٹن نے رمزی یوسف کی گرفتاری میں امریکہ کے ساتھ مل کر کام کرنے پر بے نظیر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو سرد خانے میں ڈالنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ پاکستان کو تنہا نہیں چھوڑا جائے گا۔ مشترکہ اعلامیہ میں دوستانہ تعلقات کے فروغ، ایٹمی عدم پھیلاؤ، بین الاقوامی دہشت گردی کی روک تھام، مسئلہ کشمیر حل کرنے اور پریسلر ترمیم پر نظر ثانی کرنے پر اتفاق رائے کا اظہار کیا گیا لیکن لیری پریسلر نے کہا کہ ایٹمی عدم پھیلاؤ کے لیے پریسلر ترمیم بہترین پالیسی ہے۔ وہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہونے دیں گے۔

بے نظیر کی وہائٹ ہاؤس آمد کے موقع پر ایم۔ کیو۔ ایم نے مظاہرہ کیا۔ 12 اپریل کو واشنگٹن میں ایم۔ کیو۔ ایم اوورسیز نے صدر کلنٹن کو ایک یادداشت پیش کی جس میں اُن سے اپیل کی گئی کہ وہ سندھ میں مہاجروں کے خلاف انتقامی کارروائیاں بند کرائیں۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں رکوائیں اور مہاجر علاقوں میں محاصروں کا سلسلہ ختم کرائیں۔ وفاقی وزیر خالد کھرل نے کہا کہ احتجاجی مظاہروں میں بھارتی باشندے شامل تھے۔ صوبائی وزیر نثار کھوڑو نے کہا کہ امریکہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کے مظاہرے وطن سے وفاداری نہیں۔

15 اپریل کو بے نظیر براستہ لندن وطن کے لیے روانہ ہو گئیں۔ اُسی روز امریکہ نے پاکستان کو امداد دینے والے ملکوں کے کنشوریم سے کہا کہ وہ امریکہ کی جانب سے امداد کی بحالی کے فیصلہ تک پاکستان کی دو ارب 20 کروڑ ڈالر کی امداد کی درخواست کی منظوری نہ دے۔ امریکہ کی جانب سے بے نظیر کے دورے کا یہ فوری جواب تھا۔

15 اپریل کو صدر لغاری نے کہا کہ امریکی دباؤ قبول نہ کرنا حکومت کا بڑا کارنامہ ہے۔ امریکہ نے تسلیم کر لیا ہے کہ پاکستان کے بارے میں میں اُس کا موقف غیر منصفانہ ہے۔

"خلیج ٹائمز" نے اپنے تبصرہ میں لکھا کہ پاکستان کو امریکہ کے ساتھ تعلقات کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ بین الاقوامی تجارتی حلقے کراچی میں لاقانونیت سے

پریشان ہیں۔

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کا دورہ امریکہ ناکام رہا۔ ملکی سلامتی کے لیے خطرات بڑھ گئے۔ ہمارے قریبی دوست ایران اور چین اور افغانستان بھارت سے قریب ہو رہے ہیں۔

15 اپریل کو جب بے نظیر لندن پہنچیں تو ہیتھرو ایئرپورٹ پر پاکستان کے ہائی کمشنر، دوسرے حکام اور پیپلزپارٹی کے کارکنوں نے اُن کا استقبال کیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے لندن میں بھی اُن کے خلاف مظاہرہ کیا۔ لندن کے مختصر قیام کے دوران بے نظیر نے سارا وقت اپنی بہن صنم کے ساتھ گزارا۔

وطن واپسی

16 اپریل کو جب بے نظیر دورہ امریکہ کے بعد اسلام آباد ایئرپورٹ پر اُتریں تو وفاقی وزراء، صوبوں کے گورنروں، وزرائے اعلیٰ، ارکان پارلیمنٹ، سفارتی نمائندوں اور پیپلزپارٹی کے رہنماؤں اور کارکنوں نے اُن کو خوش آمدید کہا۔ ایئرپورٹ کئی گھنٹے قبل تمام پروازوں کے لیے بند کر دیا گیا تھا۔ حفاظتی انتظامات اس درجہ سخت تھے کہ سکیورٹی کے عملے نے سینیٹ کے چیئرمین وسیم سجاد کی گاڑی کے لیے بھی وی۔ آئی۔ پی گیٹ کھولنے سے انکار کر دیا۔ جس پر وہ وزیراعظم کا استقبال کیے بغیر واپس چلے گئے۔

پریس کانفرنس سے خطاب

ایئرپورٹ پر پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ میرا امریکہ کا دورہ کامیاب رہا۔ کلنٹن نے کشمیر کو متنازعہ علاقہ تسلیم کر لیا۔ امریکی اخبارات نے ہماری کامیابی کو سفارتی انقلاب قرار دیا۔ ہم نے امداد مانگنے والا کشکول توڑ دیا ہے۔ ہم امریکہ کے ساتھ باعزت اور باوقار تعلقات استوار کرنے کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاکستان امریکہ کا رفیق کار ہو۔ ہم نے واضح کر دیا کہ ایٹمی پروگرام پر کوئی سودے بازی نہیں کی جاسکتی۔

شام کو بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری اور جنرل وحید کو دورے کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔

نواز شریف کی لندن روانگی

16 اپریل کو میاں نواز شریف اپنے بیمار والد میاں محمد شریف کو لے کر اپنی والدہ، اہلیہ، بہنوں اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ لندن روانہ ہو گئے۔ کلیرنس نہ ملنے کے باعث اُن کی

روانگی میں ڈیڑھ گھنٹے کی تاخیر ہوگئی۔ 7 اپریل کو لندن کے ایک اسپتال میں محمد شریف کا کامیاب آپریشن ہوگیا۔ بے نظیر نے گلدستہ بھیجا اور صحت یابی کے لیے دعا کی۔ 10 اپریل کو الطاف حسین نے لندن کے اسپتال میں میاں شریف کی عیادت کی۔ اس موقع پر نواز شریف اور الطاف حسین کے درمیان علیحدگی میں ملاقات بھی ہوئی۔ 14 اپریل کو جونیجو گروپ کے ظفر جمالی نے نواز شریف سے ملاقات کر کے مسلم لیگ کے اتحاد پر بات چیت کی۔ دونوں نے کہا کہ مسلم لیگ کا اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔

6 اپریل کی صبح نواز شریف نے الطاف حسین سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی جو ڈھائی گھنٹے جاری رہی۔ اہم اُمور پر اتفاق رائے ہوگیا۔ نواز شریف نے کہا کہ عوامی مینڈیٹ کا احترام کیا جائے۔

قانون شہادت میں ترمیم

9 اپریل کو صدر نے ایک آرڈی نینس جاری کر دیا۔ جس کے تحت دہشت گردی سے متاثرہ علاقوں میں، کسی جرم میں ملوث شخص کا پولیس کے سامنے دیا گیا۔ اقبالی بیان ملزم کے خلاف شہادت سمجھا جائے گا۔ قانونی ماہرین نے کہا کہ پولیس کے وسیع اختیارات سے ملکی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ عدالتیں بے بس ہو جائیں گی۔ پولیس اسٹیٹ کا نظام مستحکم ہوگا اور کسی کی عزت محفوظ نہیں رہے گی۔ پروفیسر خورشید نے کہا کہ صدارتی آرڈی نینس بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔ اس سے دستور کی روح کو مجروح کر دیا گیا ہے۔ وزیر قانون این۔ ڈی۔ خاں نے اسے وقت کی ضرورت قرار دیا اور کہا کہ کراچی میں خوف کی وجہ سے کوئی شخص بھی دہشت گردوں کے خلاف عدالتوں کا رخ کرنے پر تیار نہیں ہے۔ اسپیکر یوسف گیلانی نے کہا کہ اقبالی بیان کے بارے میں مجھے اپوزیشن کے خیالات سے اتفاق ہے۔ آئندہ اجلاس میں اس پر بحث کرائی جائے گی۔

ملی یک جہتی کونسل

9 اپریل کو 23 دینی جماعتوں پر مشتمل ملی یک جہتی کونسل کا ایک اجلاس کراچی میں مولانا نورانی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں اتفاق رائے سے ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا کہ وزیر اعظم بے نظیر کی طرف سے مذہبی جماعتوں کی بیخ کنی کے لیے امریکہ اور مغربی استعماری طاقتوں سے امداد طلب کرنا اشتعال انگیز اور ہتک آمیز ہے۔ حکومت نے اگر ایٹمی پروگرام پر کوئی سودے بازی کی تو اُسے اُٹھا کر پھینک دیا جائے گا۔ وفاقی وزیر انور سیف اللہ نے

کہا کہ حکومت بیرونی امداد حاصل کرنے والے ملاؤں کی فہرستیں شائع کرنے پر غور کر رہی ہے۔

تحریک عدم اعتماد

15 اپریل کو اجمل خٹک اور ولی خان نے کہا کہ ہماری تیاریاں مکمل ہیں۔ ایوان کے اندر تبدیلی ہونے والی ہے۔ مشاہد حسین نے کہا کہ عدم اعتماد کی تحریک جلد ہی لائی جا رہی ہے۔ نواز کھوکھر نے کہا کہ میں وزیراعظم کا ساتھ دوں گا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ اسمبلی کے اندر کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اب کوئی مرد مجاہد میدان میں نکلے گا تو لوگ اُس کا ساتھ دیں گے۔

فوجی کمانڈروں کا اجلاس

15 اپریل کو جی ایچ کیو میں فوجی کمانڈروں کے اجلاس میں قومی سلامتی کی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ جنرل وحید نے کہا کہ ملکی سلامتی کے لیے چیلنج بڑھ گئے ہیں۔ پڑوسی ملک کی جانب سے تباہ کن میزائلوں کی تیاری اور تنصیب سے دفاعی حوالے سے ہمارے خطرات میں اضافہ ہوا ہے۔

پیپلزپارٹی کے رکن قومی اسمبلی منور منج کی گاڑی سے اسلحہ اور ہیروئن برآمد ہوئی۔ منور منج نے قومی اسمبلی میں کہا کہ مجھے منشیات کے کیس میں غلط طور پر ملوث کیا گیا ہے۔ چودھری شجاعت نے کہا کہ اس سے ثابت ہوگیا کہ حکمران جماعت کے کئی ارکان منشیات کا دھندا کر رہے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کی جائیدادیں ضبط کر کے عوام میں تقسیم کر دیں گے۔ 20 اپریل کو دس کروڑ روپے کا مچلکہ جمع نہ کرانے پر عدالت نے منور منج کی عبوری ضمانت منسوخ کر دی۔ جس کے بعد اسلام آباد ایئرپورٹ پر انہیں گرفتار کر کے نامعلوم جگہ پر پہنچا دیا گیا۔ 18 اپریل کو لاہور ہائی کورٹ نے ان کی دو روز کیلئے قبل از ضمانت عبوری رہائی کی درخواست منظور کی تھی۔

آئی ایم ایف کے اختیارات

17 اپریل کو وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب الدین نے کہا کہ آئی ایم ایف اگر ہمیں قرضے دیتا ہے تو اسے پاکستان کے مالیاتی امور کو مانیٹر کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے۔ آئی ایم ایف کی ہدایت پر سیلز ٹیکس کا دائرہ وسیع کیا گیا اور اقتصادی پالیسی میں ترمیم کی گئی۔ عوام اپنی بیلٹ کس لیں۔ آئندہ بجٹ سخت ہوگا۔ مخدوم شہاب الدین نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ قدرتی آفات اور دیگر حادثات کے باعث بینکوں اور مالیاتی اداروں نے چار ارب روپے کے قرضے

معاف کیے ہیں۔ 15 ارب روپے کے قرضے ڈوب گئے۔ لیکن انہوں نے نام اور تفصیلات بتانے سے انکار کر دیا۔

ایرانی صدر کا دورہ بھارت

18 اپریل کو ایران کے صدر سید علی اکبر ہاشمی رفسنجانی جب بھارت کے دورہ پر لکھنؤ پہنچے تو وزیر اعلیٰ ملائم سنگھ اور دوسرے حکام نے ان کا استقبال کیا۔ ایرانی صدر نے کہا کہ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش باہمی تعاون سے خطے میں امن کو ممکن بنائیں۔ بھارت نے اعتراف کیا کہ گزشتہ پانچ سال کے دوران کشمیر میں گیارہ ہزار شہری اور پانچ ہزار مجاہدین جاں بحق ہو گئے۔ ساڑھے تین ہزار افراد معذور ہو گئے۔ ایرانی صدر کے دورہ کے موقع پر بھارت اور ایران کے درمیان چھ معاہدوں پر دستخط ہو گئے۔ ایران نے بھارت کو وسط ایشیا کے لیے راہداری فراہم کر دی۔ 19 اپریل کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ایرانی صدر نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ کشمیری عوام، پاکستان اور بھارت کے ساتھ سہ طرفہ مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے۔ انہوں نے ثالثی کی تجویز ایک مرتبہ پھر پیش کر دی۔ دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ پاک ایران تعلقات مضبوط بنیادوں پر استوار ہیں۔ ایرانی صدر کے دورہ بھارت سے یہ متاثر نہیں ہوں گے۔

قومی اسمبلی کا اجلاس

26 اپریل کو قومی اسمبلی کا اجلاس شدید ہنگاموں، دھمکیوں اور گالم گلوچ کے باعث ملتوی کرنا پڑا۔ حکومت اور اپوزیشن کی جانب سے ایک دوسرے کے لیے چور چور اور ڈاکو ڈاکو کے نعرے لگتے رہے۔ ایک مسلم لیگی ممبر نے کہا کہ بے نظیر سینیٹر گلزار کے گھر جا کر ٹھہرتی ہیں جو قومی مجرم ہے اور جس نے کو آپریٹو کے 37 کروڑ روپے ہڑپ کر رکھے ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے لوگوں نے ڈھائی ارب روپے کے قرضے معاف کرائے۔ چھ ارب روپے کو آپریٹو کے کھا گئے۔ بے نظیر کے ساتھی قوم کے دس ارب روپے ہضم کر کے چور ثابت ہو چکے ہیں۔

پرویز الٰہی کی رہائی

17 اپریل کو لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب اسمبلی میں قائم مقام اپوزیشن لیڈر چودھری پرویز الٰہی کو عبوری ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ وہ رات گئے اڈیالہ جیل سے رہا کر دیئے گئے۔

مسلم لیگی کارکنوں نے بڑی تعداد میں ان کا استقبال کیا اور پچاس گاڑیوں کے جلوس میں گھر لے جایا گیا۔

30 اپریل کو پنجاب اسمبلی میں ایک بل کی منظوری کے سلسلے میں۔ حکومت کو شکست ہوگئی۔ رائے شماری میں حکومت کو 36 ووٹ ملے جبکہ اپوزیشن نے 48 ووٹ حاصل کیے۔ اپوزیشن اس کامیابی کی خوشی میں "حکومت گئی، حکومت گئی" اور "گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو" کے پرجوش نعرے لگائے۔

کراچی میں خون کی ہولی

اپنے دورہ امریکہ کے دوران بے نظیر بھٹو کراچی کے حالات کو واشنگٹن اور نیو یارک سے بدرجہا بہتر قرار دے رہی تھیں اور ادھر کراچی خون میں نہا رہا تھا۔ اپریل کے پہلے ہفتے میں ہی ایک عورت اور تین پولیس اہلکاروں سمیت 23 افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ پٹیل پاڑہ میں 3 اپریل کو ایک سب انسپکٹر کو گولی مار دی گئی۔ کورنگی میں ملزمان دو افراد کی نعشیں پھینک کر فرار ہوگئے۔

3 اپریل کو بے نظیر نے امریکی جریدے "نیوز ویک" کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ کراچی کا کنٹرول دوبارہ ایم کیو ایم کے حوالے نہیں کریں گے۔ یہاں بیروت جیسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کراچی میں جلد ہی امن قائم ہو جائے گا۔ نواز شریف نے کہا کہ الطاف حسین کے خلاف مقدمات واپس لیے جائیں اور ان کے ساتھیوں کو عام معافی دی جائے۔

اپریل کے دوسرے ہفتے میں ایک سب انسپکٹر، ایک ہیڈ کانسٹیبل اور پانچ پولیس والوں سمیت 27 افراد لقمہ اجل بن گئے۔ 8 اپریل کو مسلح افراد نے کورنگی تھانہ پر حملہ کیا، پولیس موبائلوں پر بھی حملے جاری رہے۔

مرتضیٰ کی اپیل پر ہڑتال

16 اپریل کو میر مرتضیٰ کی اپیل پر اپنے حامیوں کی گرفتاری اور انتقامی کارروائیوں کے خلاف سندھ کے اندرونی شہروں اور قصبوں میں جزوی ہڑتال ہوئی۔ کراچی میں لیاری اور ملیر کے علاقوں میں ہنگامہ آرائی ہوئی۔ 20 گاڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔ مرتضیٰ نے کہا کہ اگر مجھے "را" کا ایجنٹ قرار دیا گیا تو میں بے نظیر راجیو راز فاش کردوں گا۔

کراچی میں اپریل کے تیسرے ہفتے میں بھی دو سپاہی اور کانسٹیبل سمیت 27 افراد موت کی آغوش میں چلے گئے۔ 17 اپریل کو نگینہ سکوائر میں کار میں سوار مسلح افراد نے رات دس بجے

حقیقی کے چار کارکنوں کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ وہ ایک دکان پر بیٹھے بن کباب کھا رہے تھے کہ فائرنگ کی زد میں آ گئے۔

17 اپریل کو پولیس اور رینجرز نے لیڈی سرچ کے ساتھ سعید آباد کا بارہ گھنٹے تک محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ 270 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ بلدیہ ٹاؤن کا بھی تیسری مرتبہ صبح سویرے محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ لوگ اپنے گھروں کے اندر محصور ہو گئے۔ اگلے دن بھی محاصرہ اور تلاشیوں کا سلسلہ جاری رہا۔

17 اپریل کو سرکاری ذرائع نے بتایا کہ انہیں یہ اطلاع ملی کہ امریکی سفارت کاروں کا مبینہ قاتل ندیم کمانڈو ایک مکان میں چھپا ہوا ہے۔ پولیس نے اس مکان پر چھاپہ مارا تو ملزمان نے پولیس پارٹی پر فائرنگ شروع کر دی۔ پولیس نے گھیرا تنگ کر کے جوابی فائرنگ کی جس میں ندیم کمانڈو پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو گیا۔ جبکہ اس کے ایک ساتھی سہیل کو گرفتار کر لیا گیا۔ ندیم کمانڈو کے فنگر پرنٹس اور تصاویر امریکی تحقیقاتی ٹیم کو فراہم کر دی گئیں۔ دہشت گردی پر قابو پانے کے لیے پولیس مقابلوں میں ہلاکت کی نئی حکمت عملی کا آغاز ہو گیا۔

بے نظیر نے کہا کہ ہم قائداعظم کے شہر پر خون اور لاشوں کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کی کوشش ناکام بنا دیں گے۔ پولیس اور رینجرز گرفتاریوں کی رفتار برقرار رکھے۔

حیدر آباد بھی بدامنی کی لپیٹ میں

حیدر آباد شہر میں امن و امان تھا لیکن اچانک حکومت نے ایم کیو ایم کی خدمت کمیٹی کے دفتر کی لیز منسوخ کر دی اور پولیس دفتر کا قبضہ لینے پہنچ گئی۔ کارکنان نے مزاحمت کی اور پولیس نے زبردستی قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں وہاں بھی ہنگامے پھوٹ پڑے۔ دو افراد فائرنگ سے ہلاک ہو گئے۔ چار گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں، ایک سرکاری جیپ اور واپڈا کی تین بسوں کو آگ لگا دی گئی۔ پولیس نے اندھا دھند فائرنگ کی اور آنسو گیس کے گولے پھینکے، پولیس نے دفتر کو سیل کر کے بھاری تعداد میں نفری وہاں تعینات کر دی۔

25 اپریل دفتر پر قبضہ کرنے اور گرفتاریوں کے خلاف حیدر آباد میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ سرکاری دفاتر اور گاڑیوں کو نذر آتش کیا گیا، سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے، دو ڈاک خانے اور ایک انکم ٹیکس دفتر کو جلا دیا گیا۔ شہر کے بیشتر تھانے رینجرز کے حوالے کر دیئے گئے۔ ایم کیو ایم کے پچاس کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ 26 اپریل کو بھی ہنگامے جاری رہے۔ پانچ دفاتر، بلدیہ کی دو گاڑیاں اور 20 کاریں جلا دی گئیں۔ پورے دن دھماکے اور فائرنگ ہوتی رہی، ٹرینوں پر پتھراؤ کیا گیا، ایک مجسٹریٹ کی گاڑی کے ڈرائیور کو زدوکوب کر کے گاڑی کو آگ لگا دی۔ ایک پولیس آفیسر کے گھر پر آتش گیر مادہ پھینکا گیا۔ واپڈا، پوسٹ آفس، نیشنل بینک اور مہران آرٹس کونسل

کے دفاتر نذر آتش کر دیئے گئے۔ چوتھے روز 27 اپریل کو بھی مکمل ہڑتال رہی، چھ گاڑیاں جلا دی گئیں، فائرنگ اور دھماکے ہوتے رہے۔ انتظامیہ پوری کوشش کے باوجود بازار نہیں کھلوا سکی۔ 28 اپریل کو بھی رینجرز کی چوکی پر کریکر پھینکا گیا، پولیس موبائل پر دھماکہ خیز مادہ پھینکا گیا، ایک پوسٹ آفس کو آگ لگا دی گئی اور واپڈا کی کار پر فائرنگ ہوئی۔ 29 اپریل کو فائرنگ سے ایک اے ایس آئی جاں بحق ہوگیا۔ بینک اور گاڑیاں جلائی گئیں، پولیس موبائلوں پر حملے کیے گئے۔ 30 اپریل کو بھی ایک بینک کو آگ لگا دی گئی، بجلی کا ایک ٹرانسفارمر اڑا دیا۔ شعیب بخاری نے کہا کہ یہ ہڑتال ہماری نہیں بلکہ عوام کا احتجاج ہے۔ ایک سازش کے ذریعے حیدر آباد کی معیشت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ بے نظیر وفاق کی نہیں بلکہ نفاق کی علامت ہیں۔ حیدر آباد کے واقعات کی سپریم کورٹ کے جج سے تحقیقات کرائی جائے۔ نواز شریف نے کہا کہ حیدر آباد میں امن کی تباہی "سندھ کارڈ" کو دوبارہ زندہ کرنے کی ایک کوشش ہے۔

وسیع تر اتحاد

یکم مئی 1995ء کو ولی خاں نے کراچی میں پیر پگاڑا سے ایک طویل ملاقات کے بعد کہا کہ وسیع تر اتحاد کی بات چیت کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ حکومت عوام کے بجائے امریکہ پر تکیہ کر رہی ہے۔ نواز شریف ہمارے کپتان ہیں اور ہم ان کے حکم کے منتظر ہیں۔ اجمل خٹک نے کہا کہ ملکی مسائل کے حل کے لیے ضروری ہے کہ وزیراعظم کا تعلق صوبہ پنجاب سے ہو۔ بے نظیر حکومت کو گرانا ہمارے ایجنڈے کا پہلا نکتہ ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت کے خلاف فائنل راؤنڈ کی تیاریاں مکمل ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ حکومت کو گیدڑ بھبکیوں سے خوفزدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اب ایوان میں سازشیں نہیں ہوتیں۔

سارک کانفرنس

2 مئی کو نئی دہلی میں ہونے والی سارک کانفرنس میں وزیراعظم بے نظیر نے نہیں بلکہ صدر لغاری نے شرکت کی۔ صدر لغاری نے مسئلہ کشمیر کانفرنس میں نہیں اٹھایا البتہ بھارتی وزیراعظم نرسیما راؤ سے علیحدہ ملاقات میں کشمیر اور دیگر امور پر بات چیت کی۔ بھارت نے کشمیر کے مسئلہ پر کسی نرمی کا اظہار نہیں کیا۔ صحافیوں سے بات کرتے ہوئے بھارتی وزیراعظم نے کہا کہ اس مسئلہ پر ٹھنڈک پڑی رہے تو اچھا ہے۔ پہلے تجارت اور معیشت کے معاملات طے کر لیے جائیں۔ صدر لغاری نے تاج محل دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے اس لیے وہ تاج محل دیکھ کر پاکستان واپس جائیں گے۔

بھارت کے نائب وزیر خارجہ مسٹر بھاٹیہ نے کہا کہ مسئلہ کشمیر "بھٹو اندرا" مفاہمت کے تحت حل کیا جائے۔ اس وقت بے نظیر بھی شملہ میں موجود تھیں اور انہیں اس مفاہمت کا علم ہے وہ خود اس مفاہمت کے راز سے پردہ اٹھا دیں۔ وفاقی وزیر سردار آصف نے کہا کہ شملہ معاہدہ ایک کھلی دستاویز ہے۔ بھٹو پر کسی مفاہمت کا الزام سفید جھوٹ ہے۔ نواز شریف نے بے نظیر سے مطالبہ کیا کہ وہ قوم کو بتائیں کہ شملہ میں کیا سازش ہوئی تھی۔

رحمت مسیح، سلامت مسیح کا انٹرویو

3 مئی کو ایک جرمن جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے رحمت مسیح اور سلامت مسیح نے کہا کہ ہم بے نظیر پر اپنی جانیں بھی قربان کر سکتے ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے ہم پھانسی سے بچ گئے۔ پاکستان میں سارے مسلمان مذہبی جنون میں مبتلا ہیں۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران ہمارے وکلاء کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ عدالت عالیہ کے حکم پر رہائی پانے کے بعد بے نظیر حکومت نے ان دونوں کو جو توہین رسالت کے مقدمہ میں ملوث تھے، بیرون ملک جانے میں مدد کی تھی۔

پنجاب اور بلوچستان کی اسمبلیوں نے متفقہ طور پر قراردادیں منظور کیں جن میں وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ توہین رسالت کے قانون میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی ترمیم منظور نہ کی جائے۔ انبیاء کی توہین سے بڑھ کر کوئی سنگین جرم نہیں ہو سکتا اس کی سزا قتل ہے۔ غلط مقدمہ درج کرانے والے کے لیے قانون میں سزا موجود ہے۔

توہین رسالت کے قانون میں کسی ترمیم کے خلاف ملی یک جہتی کونسل کی اپیل پر 27 مئی کو پورے ملک میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ جلسے جلوسوں اور مظاہروں کا اہتمام ہوا۔ مولانا نورانی نے کہا کہ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کسی قربانی سے گریز نہیں کریں گے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ گولی کھا کر ناموس رسالت کی حفاظت کریں گے۔

عمران خان کی شادی

16 مئی کو پیرس میں عمران خان نے برطانیہ کے ساتویں بڑے سرمایہ دار ایک یہودی گولڈ سمتھ کی بیٹی جمیما گولڈ سمتھ سے شادی کر لی۔ جمیما نے اسلام قبول کر لیا اور ان کا نام حائقہ رکھا گیا۔ ان کا نکاح اسلامک سینٹر پیرس میں پڑھایا گیا۔ پاکستانی سفیر اور قونصل جنرل نے بطور گواہ دستخط کیے۔ نکاح کی تقریب میں دلہن کے والدین نے بھی شرکت کی۔ حائقہ نے کہا کہ میں عبداللہ یوسف علی کا ترجمہ قرآن اور مولانا مودودی کی کتاب پڑھ کر مسلمان ہوئی ہوں۔ بی بی سی نے لکھا کہ عمران خان اگر سیاست میں آئے تو سسر کا اثر و رسوخ اور سرمایہ کام آئے گا۔

سینٹ سے واک آؤٹ

16 مئی کو بھی چیئرمین کی رولنگ کے باوجود حکومت اسیر کارکنان کو اجلاس میں شرکت کے لیے نہیں لائی۔ نصیر بابر نے پھر کہا کہ اسیر کارکنان کی اجلاس میں شرکت کے لئے اپوزیشن عدالت سے رجوع کرے۔ اس پر اپوزیشن کے ارکان سینٹ سے بطور احتجاج واک آؤٹ کر گئے۔

حمید گل کی جماعت

20 مئی کو لاہور میں لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل نے اپنی جماعت "تحریک اتحاد" کے قیام کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔ انہوں نے مسئلہ کشمیر پر اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کے لیے "قومی کشمیر کمیٹی" تشکیل دینے کا فیصلہ بھی کر لیا۔ یہ کمیٹی اقتدار کی کشمکش سے علیحدہ رہے گی۔

21 کو نصیر بابر نے کہا کہ سرکاری دباؤ کے ذریعے بینکوں سے 36 کروڑ روپے حاصل کرنے اور خورد برد کے الزامات میں نواز شریف اور ان کے اہل خاندان کے خلاف مزید تین مقدمات درج کر لیے گئے ہیں۔

نواز شریف کی واپسی

24 مئی کو نواز شریف لندن سے وطن واپس پہنچ گئے۔ اسلام آباد ایئرپورٹ پر ان کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ واپسی کے فوراً بعد مسلم لیگ سیکرٹریٹ میں وفود سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ میں انتقامی کارروائیوں سے مرعوب نہیں ہوں گا۔ ملک کو دولخت کرنے والی پارٹی کو دوبارہ ملکی سلامتی کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ موجودہ بحران 1971ء کے بحران سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ بے نظیر خود احتساب سے خوفزدہ ہیں۔ ملک قاسم کمیٹی کو بھی اپنے پسندیدہ افراد کے خلاف تحقیقات سے روک دیا گیا۔

بے نظیر نے کہا کہ انتقامی سیاست ہمارے منشور کا حصہ نہیں۔ ہم سیاست میں اچھی روایات قائم کرنا چاہتے ہیں۔

خصوصی عدالت میں طلبی

29 مئی کو لاہور میں خصوصی عدالت نے پلاٹوں کے ناجائز الاٹمنٹ کے فوجداری ریفرنس میں 11 جون کو نواز شریف کو عدالت میں طلب کر لیا۔ سماعت کے دوران مسلم لیگی کارکنوں نے

زبردست مظاہرہ کیا۔ مظاہرین ایک ترازو اٹھائے ہوئے تھے جس کے ایک پلڑے میں لوٹے اور دوسرے میں کرنسی نوٹ رکھے ہوئے تھے۔ کارکنوں نے ایک پتلے کو جس پر بے نظیر بھٹو لکھا ہوا تھا اپنے پاؤں تلے روندا اور اس پر جوتے مارے۔ بعض نے حکومت اور عدلیہ کو بددعائیں دیں۔ مظاہرین کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے اور "انصاف، انصاف" کی صدائیں لگا رہے تھے۔ پولیس نے مظاہرین سے کوئی تعارض نہیں کیا۔

حکومت کی عدم کارکردگی

سرکاری اطلاعات کے مطابق بھی 94-1993ء کارواں سال حکومت کی ناکامیوں کا بدترین سال ثابت ہوا۔ حکومت نے اس سال میں جن اہداف کے حصول کا اعلان کیا تھا ان میں سے کوئی ایک بھی پورا نہیں کیا جاسکا۔ حکومت کی منفی پالیسیوں کی وجہ سے ملک اقتصادی تباہی سے دوچار ہے۔ ٹیکسوں کی وصولی، مجموعی قومی پیداوار کی شرح، صنعتی اور زرعی شعبہ میں ترقی کے جو اہداف حکومت نے مقرر کیے تھے ان میں سے کوئی ایک بھی حاصل نہیں کیا جاسکا۔ آمدنی کی مد میں حکومت کو 60 ارب روپے کی کمی کا سامنا ہے۔ ایک سال میں دو ہزار صنعتی یونٹ بند ہوگئے۔ بیروزگاری، مہنگائی اور افراط زر کی شرح میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ بجٹ کا خسارہ ایک کھرب روپے تک پہنچ گیا۔ حکومت قومی مسائل کے حل میں سنجیدہ کوششیں کرنے کے بجائے سستی شہرت حاصل کرنے، بلند بانگ دعوے کرنے اور اپوزیشن کے خلاف انتقامی کارروائیوں میں مصروف ہے۔

گورنر پنجاب کی وفات

اتوار 21 مئی کو شام سات بجے پنجاب کے گورنر چودھری الطاف حسین اچانک حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ وہ اپنی معمول کی مصروفیات نمٹا رہے تھے کہ اچانک دل کا شدید دورہ پڑا اور کوئی طبی امداد ملنے سے قبل ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی عمر 84 سال تھی۔ 22 مئی کو انہیں ان کے آبائی گاؤں واقع جہلم میں سپرد خاک کیا گیا۔

نئے گورنر کی تقرری حکومت کے لیے ایک مسئلہ بن گئی۔ چودھری الطاف کی وفات کے تقریباً چار ہفتے بعد 18 جون کو لیفٹیننٹ جنرل (ر) راجہ سروپ کو پنجاب کا نیا گورنر مقرر کیا گیا۔

صوبہ سندھ کے حالات

ایم کیو ایم کی خدمت خلق کمیٹی کے دفتر کی لیز منسوخ کر کے اور پولیس فورس کے

ذریعے اس پر قبضہ کر کے حکومت نے 24 اپریل کو حیدر آباد شہر یں بلاجواز فسادات کی جو آگ لگائی تھی اس کے شعلے مئی کے مہینے میں بھی بھڑکتے رہے۔ یکم سے 3 مئی تک آٹھویں، نویں اور دسویں دن بھی شہر میں زندگی معطل رہی۔ بینک بند ہونے کی وجہ سے ملازمین کو تنخواہیں نہیں مل سکیں۔ ایک سرکاری دفتر، تین مکانات اور دو گاڑیوں کو آگ لگا دی گئی، ہوائی فائرنگ سے خوفزدہ ہو کر پولیس اہلکار ایک چوکی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ چھاپوں کے دوران سو سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ بے گناہ افراد کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے خواتین نے دھرنا دے کر قومی شاہراہ بلاک کر دی۔ الطاف حسین نے فون پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپریشن کے دوران ماؤں، بہنوں کا حوصلہ ناقابل فراموش ہے۔ سانحہ مشرقی پاکستان کو دہرانے کی سازش ہو رہی ہے۔ شعیب بخاری نے کہا کہ کمیٹی کے دفتر پر حکومتی کارروائی سماجی کاموں پر ایک ضرب کاری ہے۔ نواز شریف نے حیدر آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کمیٹی کے دفتر پر کارروائی حکومتی غنڈہ گردی ہے۔ حیدر آباد میں امن و امان کا مسئلہ خود حکومت کا پیدا کردہ ہے۔ حیدر آباد کے عوام خود کو تنہا نہ سمجھیں۔ ایم کیو ایم کے ایک وفد سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اپوزیشن حکومت کے مظالم کے خلاف آواز اٹھائے گی۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ حیدر آباد میں ایم کیو ایم نے ایک رفاہی پلاٹ پر قبضہ جما لیا تھا جو ہم نے واگزار کرایا ہے۔ ہم اس پر چار کروڑ روپے کی لاگت سے ایک ہسپتال قائم کریں گے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ہم سیاست کو جرائم سے پاک بنائیں گے۔

کراچی میں بھی تشدد اور فائرنگ کی وارداتوں میں مئی کے پہلے ہفتے میں 22 افراد جاں بحق اور دو درجن سے زائد زخمی ہو گئے۔

4 مئی کو خصوصی عدالت نے ہنگامہ اور بلوہ سے متعلق مقدمہ میں الطاف حسین کو اشتہاری ملزم قرار دے دیا۔ فاروق ستار سمیت ایم کیو ایم کے گیارہ افراد پہلے ہی سے اس مقدمہ میں زیر حراست ہیں۔

امریکی ویزا آفس

6 مئی سے کراچی کے قونصل خانہ سے امریکہ کے لیے ویزا کا اجرا بند کر دیا گیا۔ اسلام آباد میں امریکی سفارت خانہ نے کہا کہ کراچی میں قونصل خانہ بند نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ سندھ سے ویزا کی درخواستوں پر کارروائی اب کراچی کے بجائے لاہور کے امریکی قونصلیٹ میں ہو گی۔

غوث علی شاہ کی وضاحت

7 مئی کو پاکستان مسلم لیگ سندھ کے صدر سید غوث علی شاہ نے کہا کہ ایم کیو ایم میں نے نہیں بنائی اور نہ اس بارے میں مجھے اعتماد لیا گیا۔ مجھے معلوم نہیں یہ کیوں اور کیسے بنی۔ اس کا سارا کریڈٹ جنرل ضیاء کو جاتا ہے۔ میں نے الطاف حسین کو مختلف مقدمات میں 1986ء اور 1988ء میں دو مرتبہ گرفتار کیا اور انہیں جیل میں ڈالا لیکن جب میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ ان مقدمات میں ملوث نہیں ہیں تو میں نے انہیں رہا کر دیا۔

مئی کے دوسرے ہفتے میں پولیس اور رینجرز نے فیصل کالونی، کورنگی، ملیر، لیاقت آباد، بریگیڈ، لطیف کالونی اور محمود آباد کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ پانچ دہشت گردوں سمیت دو سو افراد گرفتار کر لیے گئے۔ اور اسلحہ بھی برآمد کیا گیا۔

لیکن اس دوران بھی پولیس افسران اور اہلکار سمیت تیرہ افراد ہلاک کر دیے گئے۔ 8 مئی کو لانڈھی میں ایک اے ایس پی کی کار پر فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دیا گیا۔

مئی کے تیسرے ہفتے میں بھی رینجرز اور پولیس نے متاثرہ علاقوں کی مکمل ناکہ بندی کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ بکتر بند گاڑیاں استعمال کی گئیں۔ تلاشی کے دوران راکٹ اور کلاشنکوفیں برآمد ہوئیں۔ دس افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ رینجرز کے کرنل منیر بٹ نے کہا کہ رینجرز کی گاڑیوں پر منصوبہ بندی کے تحت حملہ کیا گیا۔ ایم کیو ایم کا نعیم شری گروپ اس میں ملوث ہے۔ کراچی کے علاوہ اسلام آباد، صادق آباد، ملتان اور کوئٹہ سمیت کئی دوسرے شہروں میں بھی چھاپے مار کر ایم کیو ایم کے متعدد رہنما اور کارکنان گرفتار کر لیے گئے۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ گرفتار کیے جانے والے دو دہشت گردوں نے 59 افراد کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔

گورنر سندھ کا استعفیٰ

17 مئی کو سندھ کے گورنر محمود اے ہارون نے صحت کے باعث اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ لیکن بی بی سی نے بتایا کہ انہوں نے حکومت کے ساتھ بعض اختلافات کی وجہ سے استعفیٰ دیا ہے۔ ان کی جگہ سینیٹر کمال اظفر کو سندھ کا نیا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ وہ سینٹ سے مستعفی ہو گئے اور 22 کو گورنر کے عہدہ کا حلف اٹھا لیا۔

مئی کے آخری سات دنوں میں دو فوجیوں اور ایک کانسٹیبل سمیت مزید 34 افراد ہلاک اور 25 سے زائد زخمی کر دیے گئے، سات گاڑیاں، دو بینک اور قومی بچت کے مرکز کو آگ لگا دی گئی۔

مئی کے مہینے میں 131 افراد، مشاورتی کونسل کے تین ارکان اور قانون نافذ کرنے والے

اداروں کے 25 اہلکار دہشت گردی کا شکار ہوئے۔ سو سے زائد گاڑیاں جلائی گئیں۔

سرکاری ذرائع نے بتایا کہ 1300 افراد کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ ایک گرفتار شدہ دہشت گرد سے اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ الطاف حسین کے خلاف نئے مقدمات درج کیے گئے ہیں۔

31 مئی کو وائس آف امریکہ نے کہا کہ حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان کشیدگی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

صدر لغاری نے کہا کہ کراچی کی دہشت گردی میں ایک نہیں کئی پارٹیاں ملوث ہیں۔ ایم کیو ایم دہشت گردی کے خاتمے کے لیے حکومت کے ساتھ تعاون کرے۔

وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ وطن کے غدار موت کے حقدار ہیں۔ تکبیر کے صلاح الدین اور رینجرز کے قاتلوں کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ کلاشنکوف لے کر گھومنے والے کس طرح خود کو معصوم کہتے ہیں۔ یہاں کسی کو کربلا نہیں بنانے دیں گے۔ بھارت مجھے قتل کرانا چاہتا ہے۔ بھارت نے ایک تنظیم کو راکٹ لانچر فراہم کر دیئے ہیں۔ مجھے اپنی جان کی پروا نہیں، میں کراچی کے عوام کو بچانا چاہتی ہوں۔

وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے کہا کہ دہشت گردوں سے ہماری کھلی جنگ ہے۔ جون میں دہشت گردی پر قابو پا لیا جائے گا۔

قومی اسمبلی کا اجلاس

یکم جون 1995ء کو قومی اسمبلی کا اجلاس پہلے ہی روز شدید ہنگامہ آرائی کی نذر ہو گیا۔ اپوزیشن کا اصرار تھا کہ سب سے پہلے کراچی کی صورتحال پر بحث کی جائے لیکن حکومت نے اس سے اتفاق نہیں کیا جس پر شور شرابہ اور گالم گلوچ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اپوزیشن کے ارکان اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے۔ بعد میں وہ مذاکرات کے بعد ایوان میں واپس آ گئے۔ اسیر ارکان اسمبلی کو ایوان میں شرکت کے لئے نہ لانے پر اپوزیشن نے پھر علامتی واک آؤٹ کیا۔

باہمی اختلافات کے باوجود 11 جون کو قومی اسمبلی میں سانحہ چرار شریف اور درگاہ نور الدین ولی کو نذر آتش کرنے پر بھارت کے خلاف اتفاق رائے سے ایک قرار داد منظور کی گئی۔ بھارتی فوج کو اس کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ حکومت نے کشمیری پناہ گزینوں کی امداد اور کشمیر کے مسئلہ کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کے لیے کشمیر فنڈ قائم کرنے کا اعلان کیا۔ گوہر ایوب نے کہا کہ کشمیر پالیسی کو موثر بنایا جائے۔ بھارت افغانستان میں روس کی شکست سے سبق حاصل کرے۔

نواز شریف کے خلاف مقدمات

11 جون کو لاہور ہائی کورٹ میں نواز شریف کے خلاف پلاٹوں کے ناجائز الاٹمنٹ کے ریفرنس میں مقدمات کی سماعت کے دوران مسلم لیگی کارکنان عدالت کے عقبی دروازے سے پولیس کو دھکے دیتے اور پتھراؤ کرتے ہوئے اندر داخل ہوگئے۔ مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے پولیس نے ہوائی فائرنگ اور شیلنگ کی۔ کچھ خواتین نے بھی عدالت کے احاطہ کے اندر نعرہ بازی کی۔ پولیس نے خواتین کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ بعض خواتین کو گھسیٹتے ہوئے گاڑیوں میں ڈالا اور گرفتار کر کے لے گئے۔ مظاہرین باہر سے عدالت کے مختلف دروازوں پر پتھراؤ کرتے رہے، پولیس نے درجنوں مرد مظاہرین کو بھی حراست میں لے لیا۔ اس روز نواز شریف خود عدالت میں پیش نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے خصوصی عدالت کی تشکیل کے قانون کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر رکھا ہے۔

ریفرنس کی اگلی سماعت کے موقع پر بھی 28 جون کو مال روڈ پر مسلم لیگی کارکنوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ پولیس نے مظاہرین کو ہائی کورٹ کی عمارت میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے پھینکے۔ مظاہرین نے بے نظیر کا پتلا جلایا۔ وہ "بے نظیر بھگاؤ، پاکستان بچاؤ" کے نعرے لگا رہے تھے۔ مظاہرین نے کہا کہ ہم ظلم کا حساب لاہور کی سڑکوں پر چکا دیں گے۔ خصوصی عدالت ریفرنس کی سماعت نہیں کر سکی۔ اگلی سماعت 2 جولائی کو ہوگی۔

سابق کونسلر کا قتل

11 جون کو بھاٹی کے علاقے لاہور میں چار مسلح افراد نے مسلم لیگ (نواز) کے سابق کونسلر چودھری نواز کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ قاتلوں نے نعش پر قہقہے لگائے۔ پولیس نے کوئی مداخلت نہیں کی، مشتعل ہجوم نے تھانے پر ہلہ بول دیا۔ مظاہرین اور پولیس میں دوبدو لڑائی ہوئی۔

12 جون کو نواز شریف نے دوسرے مسلم لیگی رہنماؤں کے ساتھ جماعت اسلامی لاہور کے دفتر میں قاضی حسین احمد سے ملاقات کی جو تقریباً سوا گھنٹے جاری رہی۔ نواز شریف نے قومی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی جو قاضی حسین احمد نے قبول کر لی۔

نواز شریف کے خلاف بغاوت کا مقدمہ

12 جون کو پنجاب کے ہوم سیکرٹری نے حبیب اللہ اغوا کیس کو بنیاد بنا کر نواز شریف،

چودھری شجاعت، میاں اظہر، لیفٹیننٹ وٹو، چودھری غفور، بنیامین اور اختر رسول سمیت 17 مسلم لیگی رہنماؤں کے خلاف بغاوت کا مقدمہ سیشن جج لاہور کو سماعت کے لیے بھیج دیا۔ ان سب کو 25 جون کو عدالت میں طلب کر لیا گیا۔

نواز شریف نے کہا کہ ہم ظلم کے سامنے نہیں جھکیں گے۔ قوم جاگ رہی ہے، قومی مفادات کا تحفظ ہمارا مشن ہے جب تک جان میں جان ہے غیر ملکی ایجنڈے پر عمل نہیں ہونے دوں گا۔

صدر لغاری نے کہا کہ نواز شریف کے خلاف بغاوت کا مقدمہ دائر کرنے سے قبل حکومت پنجاب کو اچھی طرح غور کر لینا چاہیے تھا۔ سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ نواز شریف پر بغاوت کا مقدمہ سیاسی انتقام ہے۔

15 جون کو واشنگٹن میں امریکی حکومت کے ایک ترجمان نے نواز شریف اور ان کے ساتھیوں پر بغاوت کا مقدمہ قائم کرنے پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ جمہوری نظام اور عدلیہ کے لیے نیک شگون نہیں ہے۔ حکومت اور اپوزیشن سیاسی مذاکرات کریں۔ پاکستان کے دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ امریکہ کا یہ بیان ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ امریکہ کے کہنے پر کوئی مقدمہ واپس نہیں لیا جائے گا۔ سیاسی مبصرین نے امریکی ترجمان کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے بے نظیر حکومت کے جلد خاتمے اور نواز شریف کے دوبارہ اقتدار میں آنے کا اشارہ قرار دیا۔

عدالت سے رہائی

13 جون کو عدالت نے نواز شریف کے بھائی عباس شریف اور شہباز شریف کے بیٹے حمزہ شریف کو ضمانت پر رہا کر دیا۔

نئے مالی سال کا بجٹ

15 جون کو مخدوم شہاب الدین نے قومی اسمبلی کے سامنے بجٹ پیش کر دیا جس میں 16 ارب 30 کروڑ روپے کے لیے نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ پٹرولیم کی قیمتوں میں پانچ فی صد اضافہ کیا گیا ہے۔ اپوزیشن نے بجٹ تقریر کا بائیکاٹ کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم عوام دشمن بجٹ میں فریق نہیں بن سکتے۔ مہنگائی پہلے ہی آسمان سے باتیں کر رہی ہے، منی بجٹ آتے رہیں گے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بجٹ میں سارا بوجھ عام آدمی پر ڈال دیا گیا ہے۔ پروفیسر خورشید نے کہا کہ بجٹ کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔

بجٹ پیش ہونے کے موقع پر کلرکوں نے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کیا۔ وہ بے نظیر حکومت کے خلاف سر پیٹتے، ماتم کرتے اور نعرہ بازی کرتے رہے۔ پولیس کلرکوں پر ٹوٹ پڑی۔ لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کا بے دریغ استعمال کیا۔ متعدد مظاہرین گرفتار کر لیے گئے۔

بے نظیر نے کہا کہ کوئی منی بجٹ نہیں آئے گا۔ وزیراعظم کے مشیر وی اے جعفری نے کہا کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کرنا ممکن نہیں۔ بجٹ سازی میں حکومت نے آئی ایم ایف کی ہدایات کی پابندی کی ہے۔

22 جون کو قومی اسمبلی میں بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ وزیراعظم کے 29 بے مقصد دوروں نے بجٹ خسارہ میں اضافہ کیا ہے۔ لوڈشیڈنگ اور ناقص سرکاری پالیسیوں کی وجہ سے ملک کی آدھی سے زیادہ صنعتیں بند ہو چکی ہیں۔ افراط زر کی شرح 19 فیصد تک جا پہنچی ہے۔ ضروری اشیاء کی قیمتوں میں بیس سال کے دوران اس قدر اضافہ نہیں ہوا تھا جتنا بے نظیر کے دور میں ہوا۔ حکومت کی ناقص خارجہ پالیسی نے پاکستان کو یک و تنہا کر دیا ہے۔ نواز شریف کی تقریر جاری تھی کہ بے نظیر اچانک اٹھ کر ایوان سے چلی گئیں۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر میں اتنا حوصلہ بھی نہیں ہے کہ وہ میری تقریر سن کر جاتیں۔ ہمارا پھینکا ہوا کشکول حکومت نے اٹھا لیا ہے۔ دھاندلی کی پیداوار حکومت کو مزید مہلت نہیں دی جا سکتی۔

بے نظیر نے 22 جون کو ممبران اسمبلی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ عوام نے ہمیں پانچ سال اقتدار میں رہنے کا حق دیا ہے۔ اپوزیشن بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے، اقتدار میں آنے کا کوئی شارٹ کٹ نہیں۔

نواز شریف نے غیر ملکی صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر کے بغیر پیپلز پارٹی کے ساتھ مل کر حکومت تشکیل دی جا سکتی ہے۔ مسائل کے حل کے لیے بھٹو خاندان سے باہر کے کسی شخص کا وزیراعظم بننا ضروری ہے۔

27 جون کو اپوزیشن کی عدم موجودگی میں قومی اسمبلی نے بجٹ منظور کر لیا۔

27 جون کو پشاور کے قریب تین جرمن انجینئرز کو اغوا کر لیا گیا۔ کسی نے اس کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔

28 جون کو ایک سوال کے جواب میں وزیر اطلاعات خالد کھرل نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ دسمبر 1994ء سے اپریل 95ء تک ٹی وی پر حکومت کو 16 گھنٹے 39 منٹ اور اپوزیشن کو ایک گھنٹے سے کم کوریج دی گئی۔ 28 جون کو سپاہ محمد نے ملی یک جہتی کونسل سے علیحدگی اختیار کر لی۔

میاں ممتاز دولتانہ کی رحلت

جمعہ 30 جون کو مسلم لیگ کے سابق صدر اور تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کرنے

والے رہنما میاں ممتاز محمد خان دولتانہ 78 سالہ کی عمر میں انتقال کر گئے۔ سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد انہوں نے عملی سیاست سے کنارہ کشی کر لی تھی۔

بموں کے دھماکے

یکم جون کو سندھ اسمبلی بلڈنگ کے اندر کھڑی ہوئی ایک کار میں جو 27 مئی کو چوری کی گئی تھی نصب بم کے پھٹنے سے وہاں کھڑی گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ جن کے ٹکڑے دور دور تک پھیل گئے۔ قرب و جوار کی عمارتیں لرز گئیں۔ اور عمارتوں کے شیشے ٹوٹ کر چکناچور ہوگئے۔ دھماکہ کے وقت اسمبلی بلڈنگ میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس جاری تھا۔

20 منٹ کے بعد مازی پور روڈ پر کھڑی ہوئی کار کے اندر نصب بم کے پھٹنے سے دو فلیٹوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ ان بموں کے دھماکوں کی آواز میلوں دور تک سنی گئی۔ اسی روز نیو کراچی تھانہ پر راکٹ داغا گیا۔ دو کانسٹیبل زخمی ہوگئے۔ سندھ اسمبلی کے ایک رکن کے گھر کو آگ لگا دی گئی۔ وزیر اعلیٰ کے مشیر کے گھر پر فائرنگ سے سکیورٹی گارڈ زخمی ہوگیا۔ فیصل کالونی، اورنگی ٹاؤن اور لانڈھی میں حقیقی کے ایک کارکن اور پیپلز پارٹی کے ایک عہدیدار سمیت پانچ افراد کو قتل گیارہ کو زخمی کر دیا گیا۔ نوجوانوں کی فائرنگ سے فیصل کالونی میں بجلی کی سپلائی منقطع ہوگئی، لوگ گھروں کے اندر محصور ہوگئے۔

ایم کیو ایم کے دفتر پر چھاپہ

جمعہ 2 جون کو رینجرز اور پولیس کی بھاری نفری نے بکتر بند گاڑیوں کے ساتھ ایم کیو ایم کے مرکزی دفتر نائن زیرو کو محاصرہ میں لے کر صبح سویرے اور پھر شام کے وقت چھاپہ مارا اور تلاشی لی۔ ان چھاپوں کے دوران مرد کارکنان دفتر میں موجود نہیں تھے اس لیے خواتین کارکنان سے پوچھ گچھ کی گئی اور ریکارڈ اور کیش اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ایم کیو ایم کے ذرائع نے کہا کہ سرکاری اہلکاروں نے خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی، دفتر میں توڑ پھوڑ کی اور 48 ہزار روپے بھی ساتھ لے گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ خواتین کے ساتھ بدتمیزی کرنے والے اگر اتنے ہی سورما ہیں تو انہیں کشمیر فتح کرنے کے لیے بھیج دیا جائے۔

مرکزی دفتر پر چھاپے کی خبر پھیلتے ہی شہر میں زبردست فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ متاثرہ علاقوں میں اکثر لوگ نماز جمعہ میں بھی شرکت نہیں کر سکے۔ 2 اور 3 جون کو دو پولیس اہلکاروں سمیت 20 افراد جاں بحق اور درجنوں زخمی ہوگئے۔ 63 گاڑیوں اور چار بینکوں کو آگ لگا دی گئی، چار تھانوں پر راکٹوں سے حملہ کیا گیا۔

3 جون کو یہ ہنگامے حیدر آباد اور اندرون سندھ تک وسیع ہو گئے۔ حیدر آباد میں دو ڈاک خانے اور چودہ گاڑیاں جلا دی گئیں۔ ایک تھانہ پر حملہ کیا گیا، دو اہلکار زخمی ہو گئے۔ وزیر اعلیٰ کے معاون خصوصی الٰہی بخش قائم خانی کے گھر پر موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کی۔ تمام تجارتی مراکز مکمل طور پر بند ہو گئے۔ سو افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ میرپور خاص میں ٹرین کی ایک بوگی کو آگ لگا دی گئی۔ سکھر نواب شاہ اور دوسرے شہروں میں بھی فائرنگ اور دھماکے ہوتے رہے، کاروبار بند رہا۔

3 جون کو وزیر اعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے کراچی کی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ ایم کیو ایم سے مذاکرات ہو سکتے ہیں لیکن دہشت گردوں کے ساتھ نہیں ہو سکتے۔

اجمل دہلوی کی ملاقات

3 جون کو ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم کے ایک رکن اجمل دہلوی نے عبداللہ شاہ سے ملاقات کر کے ایک گھنٹے تک تبادلہ خیال کیا۔ بعد میں وہ الطاف حسین سے ملاقات کے لیے لندن روانہ ہو گئے۔ لیکن عبداللہ شاہ نے کہا کہ اجمل دہلوی سے کوئی مذاکرات نہیں ہوئے ان کا اپنا کوئی چکر تھا۔

زاہد اختر کی گرفتاری کے بعد ہنگاموں میں مزید شدت پیدا ہو گئی۔ 4 اور 5 جون کو دو دنوں میں چار پولیس اہلکار سمیت 32 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ امریکی قونصل خانے کی ایک گاڑی سمیت 37 گاڑیاں، ایک ڈاک خانہ، ایک بینک اور ایک پٹرول پمپ کو جلا دیا گیا۔ سولہ تھانوں پر حملے ہوئے۔ بکتر بند گاڑیوں پر روسی ساخت کے بم پھینکے گئے، ایک سرکاری ویَن دس افراد سمیت اغوا کر لی گئی۔ عباسی شہید ہسپتال پر فائرنگ سے بھگدڑ مچ گئی۔ سینٹرل جیل کراچی پر فائرنگ کی گئی۔ 5 جون کو ایم اے جناح روڈ پر نقاب پوش ایک گھنٹے تک فائرنگ کرتے رہے۔ متاثرہ علاقوں میں کاروبار تباہ ہو گیا۔ لوگ فاقوں کا شکار ہو گئے۔ لیاقت آباد میں رات گئے لوگوں نے اذانیں دینا شروع کر دیں۔

4 جون کو سینیٹر زاہد اختر کراچی سے پشاور پہنچا دیا گیا۔ خصوصی عدالت نے دہشت گردی اور اسلحہ کی سمگلنگ میں ملوث ہونے پر انہیں تین دن کے جسمانی ریمانڈ پر سی آئی ڈی پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ بعد میں 6 جون کو خصوصی عدالت نے زاہد اختر کو چودہ دن کے ریمانڈ پر پشاور جیل بھجوا دیا۔ ان کے والد اور سسر کو ان سے ملاقات کی اجازت نہیں دی گئی۔ 14 جون کو انہیں ایف آئی اے کے حوالے کر دیا گیا۔ زاہد اختر نے کہا کہ ایم کیو ایم کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔

باب 16

ایم کیو ایم اعترافِ جرم کرتی ہے

6 جون کو پشاور کی ایک عدالت میں ملیر کراچی سے متعلق ایم کیو ایم کے ایک رہنما محمد عارف قریشی نے اعترافِ جرم کرتے ہوئے کہا کہ وہ لندن گئے تھے جہاں الطاف حسین نے انہیں چار ہزار پونڈ دیئے تاکہ سرحد سے اسلحہ گولہ بارود اور راکٹ لانچر خرید کر سندھ لے جائیں۔ سندھ میں موجودہ دہشت گردی کے ذمہ دار الطاف حسین ہیں۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ عارف قریشی کو چند دن قبل اسلحہ کی سمگلنگ اور حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش میں ملوث ہونے پر پشاور ایئرپورٹ سے گرفتار کر لیا گیا تھا۔

7 جون کو کراچی میں ایک پولیس کانسٹیبل نے جو کئی روز سے ڈیوٹی پر نہیں آ رہا تھا گرفتاری کے بعد مختلف مقامات پر پچاس بے گناہ افراد کو قتل کرنے کے بارے میں سنسنی خیز انکشافات کیے۔ اس کے بعض ساتھی پہلے ہی گرفتار کیے جا چکے ہیں۔

اس دوران کراچی، حیدر آباد اور سندھ کے دوسرے شہروں میں دہشت گردی کی وارداتیں جاری رہیں اورنگی ٹاؤن سے پیپلز پارٹی کے رکن قومی اسمبلی آفاق شاہد کے گھر پر فائرنگ سے پولیس اہلکار سمیت ایک درجن افراد زخمی ہو گئے۔ فائرنگ کی مختلف وارداتوں میں پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے کارکنوں سمیت نو افراد جاں بحق ہو گئے۔ اورنگی میں دو بھائیوں کو اغوا کر کے گولی مار دی گئی۔ عباسی شہید ہسپتال پر پھر فائرنگ کی گئی۔ گلشن اقبال میں ایس ڈی ایم کی گاڑی پر فائرنگ سے گن مین اور ڈرائیور جاں بحق ہو گئے۔ رانا سوائی میں ایک اے ایس آئی کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ پولیس نے کراچی، حیدر آباد اور سکھر میں چھاپے مار کر تقریباً تین سو افراد کو گرفتار کر لیا۔ وزیر اعظم نے سندھ کے حالات پر رپورٹ طلب کر لی۔

اعلیٰ سطحی اجلاس

7 جون کو ایوان صدر اسلام آباد میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں جس میں صدر لغاری، وزیر اعظم بے نظیر، جنرل عبدالوحید اور حساس اداروں کے سربراہوں نے شرکت کی، کراچی میں دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ایک جامع پروگرام تیار کیا گیا۔ صدر نے کہا کہ ایم کیو ایم میں سب دہشت گرد نہیں۔ اس میں اچھے لوگ بھی موجود ہیں۔ مثبت سوچ رکھنے والوں سے ہمارا رابطہ قائم ہے۔ حالات کو معمول پر لانے کے لیے دہشت گردوں کا خاتمہ ضروری ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ کراچی کی صورتحال جلد بہتر ہو جائے گی۔ میں نے ایم کیو ایم کو بزدل چوہا نہیں کہا۔ یہ ان لوگوں کے بارے میں کہا گیا تھا جو چھپ کر رینجرز اور پولیس پر حملے کرتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل شیخ رفیق نے کہا کہ ایم کیو ایم کے بعض گرفتار شدہ افراد نے الطاف گروپ کے بھارت کے ساتھ رابطے کا اعتراف کر لیا ہے۔ وفاقی وزیر این ڈی خاں نے کہا کہ بندوق کی نوک پر مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ گورنر کمال اظفر نے کہا کہ ایم کیو ایم نے کراچی میں بغاوت جیسی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ 7 جون کو الطاف حسین نے نواز شریف سے ٹیلی فون پر بات چیت کی۔ جس کے بعد نواز شریف نے کہا کہ کراچی کے باشندوں کو حب الوطنی کی سزا دی جا رہی ہے۔ کراچی کا مسئلہ صرف "نان بھٹو وزیر اعظم" ہی حل کر سکتا ہے۔

الطاف حسین نے صدر اور بری فوج کے سربراہ کے نام اپنے خطوط میں لکھا کہ حکومت "سول وار" کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ خدارا پاکستان کو بچائیں۔ انہوں نے مہاجروں کے خلاف بے نظیر کی جانب سے توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے کے خلاف احتجاجی تحریک کو عارضی طور پر ملتوی کرنے کا اعلان کر دیا۔

10 جون کو بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ ہم نے احتجاجی تحریک چند یوم کے لیے ملتوی کر دی ہے۔ وزیر اعظم نے جس قوم کو چوہا کہا ہے وہ کسانوں اور غریبوں کا خون چوسنے والوں پر فتح حاصل کر کے دکھائیں گے۔ صدر مہاجروں پر ظلم بند نہیں کرا سکتے تو استعفیٰ دے دیں۔ غیر جانبدار افراد کی ثالثی میں مذاکرات ہو سکتے ہیں۔

بے نظیر نے کہا کہ الطاف حسین بااختیار ٹیم بنا دیں تو ہم فوری طور پر مذاکرات شروع کر دیں گے۔ لیکن تخریب کاروں سے کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے کہا کہ میں تصادم سے نکلنا چاہتا ہوں اور ایم کیو ایم کے ساتھ مذاکرات کے لیے تیار ہوں۔ ایم کیو ایم مذاکراتی ٹیم کو اختیارات بھی دے۔ آصف زرداری نے کہا کہ ایم کیو ایم کو دہشت گردی ترک کرنا ہو گی۔ نواز شریف سیاسی مفادات کے حصول کے لیے ایم کیو ایم کی حمایت کر رہے ہیں۔ مارشل لا کی باقیات کے خاتمے کے بعد ہی کوئی مفاہمت ہو سکے گی۔ مسلم لیگ کے مشاہد حسین نے کہا کہ اس وقت ضیا دور کے 38 افراد بے نظیر کی ٹیم میں شامل ہیں۔

10 جون کو قاضی حسین احمد نے صدر لغاری سے ملاقات کے موقع پر کہا کہ ایم کیو ایم کے ساتھ مذاکرات کی ضرورت ہے۔ کراچی کا مسئلہ طاقت کے زور پر حل نہیں کیا جا سکتا۔ بعد میں قاضی صاحب نے کراچی میں شاہ احمد نورانی سے ملاقات کر کے فرقہ وارانہ کشیدگی اور کراچی میں امن و امان کی بحالی پر تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کے شہروں تو تمام سیاسی اور معاشرتی حقوق دیئے جائیں اور بلدیاتی انتخابات فوری طور پر کرائے جائیں۔

آئی ایس آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل نے کہا کہ کراچی کا بحران حل کرنے کے لیے بااعتماد شخصیات پر مشتمل ایک مصالحتی کونسل تشکیل دی جائے۔ کسی سیاسی قوت کو جبر کے ساتھ ختم نہیں کیا جا سکتا۔ جماعت اسلامی، نیب اور عوامی لیگ کو ختم کرنے کی کوشش عبرت ناک انجام سے دوچار ہو چکی ہیں۔

8 جون کو بری فوج کے سابق سربراہ جنرل اسلم بیگ نے پشاور میں کہا کہ ایم کیو ایم میں نے نہیں بلکہ جنرل ضیاء نے بنائی۔ میں 1988ء میں ایسے وقت منظرعام پر آیا جب ایم کیو ایم ایک بڑی سیاسی قوت بن چکی تھی۔ ایم کیو ایم میں تشدد کے عوامل موجود ہیں۔ نواز شریف اور بے نظیر دونوں نے فوج کو اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا۔

پاکستان کے سابق نگران وزیراعظم معین قریشی نے نیویارک میں کہا کہ ایم کیو ایم حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے وجود میں آئی۔ مہاجروں نے پاکستان بنایا، اس کا اعتراف کرنا چاہیے۔ کراچی کی انتظامیہ کمزور ہے، پولیس دہشت گردوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

سندھ اسمبلی کا بائیکاٹ

11 جون کو ایم کیو ایم نے سندھ اسمبلی کے بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ فاروق ستار نے کہا کہ ہمارے اسیر ارکان اسمبلی کو ایوان میں نہیں لایا گیا۔ ہمارے تین سو سے زیادہ اسیروں کو کراچی سے اندرون سندھ کی جیلوں میں منتقل کر دیا گیا۔ مشکلات کے ازالے تک ہم اسمبلی میں نہیں آئیں گے۔

12 جون کو امریکی سفیر جان سی مانجو نے لاہور میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کراچی کو پاکستان سے علیحدہ کرنے کی کسی کوشش میں ملوث نہیں ہے۔ پاکستان کی دونوں بڑی پارٹیوں کا امریکہ کی پالیسیوں پر اتفاق ہے۔ اس لیے حکومت کی کسی تبدیلی سے پاک امریکہ تعلقات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

12 جون کو رینجرز اور پولیس کی مشترکہ ٹیم نے گلبہار میں دہشت گردوں کے ایک ٹھکانے پر چھاپہ مار کر بڑی تعداد میں اسلحہ اور تخریبی مواد حاصل کر لیا، ایک شخص کو حراست

میں لے لیا گیا۔

12 جون کو فیلڈ کورٹ مارشل نے کراچی میں ایک نوعمر لڑکی سے دست درازی کرنے پر آرمی کے دو جوانوں کو 30 کوڑوں اور عمر قید کی سزا سنادی اور انہیں ملازمت سے بھی برطرف کر دیا گیا۔ فوجی حکام نے شکایات ملتے ہی ان کے خلاف کارروائی کی۔

جون کے دوسرے ہفتے میں اعلیٰ سرکاری حکام اور دس کانسٹیبل سمیت 62 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

دہشت گردی کی لرزہ خیز واردات

15 جون کو سپر مارکیٹ لیاقت آباد میں واقع رجسٹرار آفس پر کلاشنکوفوں اور مشین گنوں سے مسلح افراد نے صبح گیارہ بجے دفتر میں گھس کر فائرنگ شروع کر دی۔ وہ پندرہ منٹ تک اطمینان کے ساتھ فائرنگ کرتے رہے۔ تین سب رجسٹرار اور دو وکلاء سمیت دس افراد کو گولیوں سے بھون ڈالا گیا۔ سپر مارکیٹ کی چھت پر تعینات رینجرز اور پولیس کا عملہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ ملزمان نے فائرنگ سے قبل دوسرے دفاتر کے دروازے بند کر دیئے تھے۔ ایک شخص نے موبائل ٹیلی فون پر ہدایت ملنے کے بعد حملہ آوروں کو اشارہ دیا جس کے بعد انہوں نے فائرنگ شروع کر دی۔ پولیس جائے واردات پر اس وقت پہنچی جب دہشت گرد واردات کر کے فرار ہو چکے تھے۔ حکومت سندھ نے سانحہ لیاقت آباد میں ملوث دہشت گردوں کی گرفتاری کے لیے 30 لاکھ روپے کے انعام کا اعلان کر دیا۔

بے نظیر نے کہا کہ ایم کیو ایم ریاست کے اندر ریاست قائم کرنا چاہتی ہے۔ الطاف حسین کے حکم پر سرکاری عملے اور عمارت پر فائرنگ کی جا رہی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کراچی کا مسئلہ حل کرنے میں سنجیدہ نہیں۔ فاروق ستار نے کہا کہ الطاف حسین ایم کیو ایم کے غیر متنازعہ لیڈر ہیں۔ حکومت عوام کے مینڈیٹ کا احترام کرے۔

کراچی کے نئے ڈی آئی جی

18 جون کو ڈاکٹر محمد شعیب سڈل نے کراچی کے نئے ڈی آئی جی پولیس کے عہدہ کا چارج لے لیا۔

الطاف حسین نے لندن سے صدر لغاری سے مطالبہ کیا کہ ایم کیو ایم کے رکن صوبائی اسمبلی قمر منصور کی ہمشیرہ رئیس فاطمہ کو ایجنسیوں کے قبضہ سے بازیاب کرایا جائے۔

18 جون کو سندھ اسمبلی میں فنکشنل مسلم لیگ کے رکن اسمبلی اور سابق وزیراعلیٰ کے

بھتیجے جام مدد علی کی نشست خالی قرار دے دی گئی۔ وہ چالیس دن سے زیادہ چھٹی کی درخواست کے بغیر اسمبلی سے غیر حاضر رہے۔

جون کے تیسرے ہفتے میں بھی کراچی میں سرکاری افسران اور اہلکار سمیت 54 افراد لقمہ اجل بن گئے۔

صدر لغاری کی کراچی آمد

19 جون کو صدر لغاری کراچی آئے اور انہوں نے مختلف وفود سے ملاقاتیں کیں۔ انہوں نے امن و امان کے قیام کے لیے اتفاق رائے پر زور دیا۔ قتل و غارت گری بند کرانے میں ایم کیو ایم ہمارا ساتھ دے، بدامنی کا سب سے زیادہ نقصان خود مہاجروں کو اٹھانا پڑ رہا ہے۔ صدر ایم کیو ایم کے دونوں دھڑوں سے کوئی ملاقات نہیں کر سکے۔ شعیب بخاری نے کہا کہ مذاکرات کے لیے حکومت لندن میں الطاف حسین کے ساتھ رابطہ قائم کرے۔

الطاف حسین نے کہا کہ صدر لغاری کراچی میں جن لوگوں سے ملاقاتیں کر رہے ہیں وہ غیر نمائندہ ہیں۔ مہاجر تیتر یا ہرن نہیں ہیں، وہ اپنا شکار نہیں ہونے دیں گے۔

21 جون کو صدر لغاری نے اسلام آباد میں کہا کہ مہاجروں سے زیادہ پاکستان کا محافظ اور کون ہو سکتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ کسی دن مہاجر بھی پاکستان کا صدر بنے۔ کراچی کے عوام کو برابری اور انصاف کی بنیاد پر حقوق دیئے جائیں، حالات کی درستگی کے لیے بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم ایم کیو ایم کو اس کا جائز مقام دینے اور شکایات کا ازالہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ کراچی میں حکومت کو منی بغاوت کا سامنا ہے۔ دہشت گردوں سے مذاکرات نہیں کیے جا سکتے۔ حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے تو پھر ہر شخص بندوق کے زور پر اپنی بات منوانے کی راہ پر چل پڑے گا۔

22 جون کو قومی اسمبلی میں نواز شریف نے کہا کہ پاکستان کی معاشی شہہ رگ اور سب سے زیادہ ٹیکس دینے والا شہر کراچی جل رہا ہے۔ روز لاشیں گر رہی ہیں، حکومت کراچی کو دشمنی کی چھری تلے دباتی چلی جا رہی ہے۔ حکومت الطاف اور حقیقی گروپوں کے تنازع کا تاثر دے کر بھارتی مقاصد کی راہ ہموار کر رہی ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ ایم کیو ایم ایک سیاسی حقیقت ہے۔ کراچی کا مسئلہ مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے۔ حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ ایم کیو ایم پر دہشت گردی کا الزام تھوپنے کا کوئی جواز نہیں۔ پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم مل کر کراچی کے مسائل حل کریں۔

سپریم کورٹ میں سماعت

21 جون کو اسلام آباد میں سپریم کورٹ میں ایم کیو ایم کی آئینی درخواست پر سماعت کے دوران حکومت پاکستان اور سندھ کی صوبائی حکومت کے جوابی بیان میں کہا گیا کہ الطاف حسین مہاجر صوبہ کی آڑ میں پاکستان کو توڑ کر سندھ کی سرزمین کے وسیع علاقے کو کاٹ کر کراچی ڈویژن، راجستھان کی بھارتی سرحد اور ٹھٹھہ کے ساحلی علاقوں تک پھیلی ہوئی آزاد ساحلی ریاست "جناح پور" کے قیام کے لیے اپنے خفیہ عزائم پورا کرنا چاہتے ہیں۔ ایم کیو ایم نے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور مسلح افواج پر جھوٹے الزامات لگائے ہیں۔ ایم کیو ایم سیاسی جماعتوں کے قانون مجریہ 1976ء کے تحت کوئی رجسٹرڈ سیاسی جماعت نہیں ہے، نہ ہی اس کا کوئی منشور ہے۔ ایم کیو ایم کا الطاف گروپ جدید اسلحہ، ہینڈ گرنیڈ، ٹینک شکن میزائلوں اور دیگر اسلحہ سے لیس ہے۔ ایم کیو ایم نے اپنی اس آئینی درخواست کے ذریعے سپریم کورٹ کو بھی نسلی تنازعات میں ملوث کرنے کی کوشش کی ہے۔

الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ جناح پور کی سازش بریگیڈیئر آصف ہارون نے تیار کی۔ میری آواز کی نقل کر کے جعلی ٹیپ اعلیٰ حکام کو سنایا گیا۔

21 جون کو بھی کراچی میں فائرنگ ہوتی رہی۔ ایک کانسٹیبل اور حقیقی کے تین کارکنوں سمیت پانچ افراد جاں بحق ہوگئے۔ آئی آئی چندریگر روڈ پر قومی اخبارات کے دفاتر کے سامنے ایک شخص زخمی حالت میں اس طرح ملا کہ اس کے ہونٹ ٹانکے لگا کر سی دیئے گئے تھے، صحافی حلقے اس سے خوفزدہ ہوگئے۔

سینیٹر زاہد اختر بھی پریس کے سامنے

زاہد اختر کو 4 جون کو کراچی سے گرفتار کر کے پشاور لے جایا گیا تھا۔ 14 جون کو انہیں ایف آئی اے کے حوالے کر دیا گیا۔ 29 جون کو سینیٹر زاہد اختر نے بھی اسلام آباد میں پولیس کے زیر حراست سرکاری اہتمام میں پی آئی ڈی کے دفتر میں ایک خصوصی پریس کانفرنس میں اپنا بیان دیتے ہوئے کہا کہ میں مارچ 1991ء میں ایم کیو ایم کے ٹکٹ پر سینیٹر منتخب ہوا۔ میرا مقصد ملک و قوم کی خدمت کرنا تھا۔ ایم کیو ایم دہشت گرد جماعت نہیں بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک چند دہشت گردوں نے اسے یرغمال بنا لیا ہے۔ جماعت کا ہر کارکن اور مہاجر قوم کا ہر شریف آدمی ان عناصر کی کارروائیوں سے پریشان رہنے لگا۔ میں بھی اندر ہی اندر کڑھتا تھا۔ گزشتہ دنوں مجھے ان دہشت گردوں کی جانب سے وزیراعظم بے نظیر، ان کے شوہر آصف زرداری اور ان کے بچوں کو ان کے طیارے کو تباہ کر کے قتل کرنے کے ایک منصوبے کا علم

ہوا تو میں کانپ گیا کیونکہ اس سے ملک میں امن و امان کی صورتحال خوفناک شکل اختیار کر لیتی اور مہاجر عوام کو بدنامی کا سامنا کرنا پڑتا۔ ان حالات میں میرے لیے اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں کہ میں پوری صفائی کے ساتھ ایم کیو ایم کو یرغمال بنانے والے دہشت گردوں سے اپنی علیحدگی کا اعلان کروں۔ میں مہاجر قوم کو بھی پیغام دیتا ہوں کہ وہ دہشت گردوں کا ساتھ نہ دیں اور کراچی میں قتل و غارت گری کی مذمت کریں۔ ملک و قوم کی ترقی، خوشحالی اور بحالی جمہوریت کے لیے ہمیں موجودہ حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ سوالوں کا جواب دیتے ہوئے زاہد اختر نے کہا کہ میں اب مہاجروں کی نمائندہ جماعت ایم کیو ایم کے ساتھ ہوں اور پیپلز پارٹی میں شامل نہیں ہو رہا ہوں۔ میرا یہ بیان حکومتی دباؤ کا نتیجہ نہیں ہے۔

حسام الظفر اور زاہد اختر کو کسی عدالت کے سامنے پیش کرنے کے بجائے پریس کانفرنس میں بیانات دلوانے سے یہ ساری کارروائی مشکوک اور ناقابل اعتبار ہو گئی۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت تشدد کے ذریعے جبری بیان دلوا رہی ہے۔ تشدد کر کے اسیر کارکنوں کے ذہن مفلوج کر دیئے گئے ہیں۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں اس کی تحقیق کے لیے اپنے نمائندے پاکستان بھیجیں۔ حکومت مہاجروں پر ایک اور شب خون مارنے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے جرائم پیشہ افراد میں اسلحہ تقسیم کیا جا رہا ہے اور مورچے بنائے جا رہے ہیں۔

28 جون کو حقیقی کے آفاق احمد نے کہا کہ سندھی مہاجر فسادات کرانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ حقیقی کے وائس چیئرمین بدر اقبال نے کہا کہ الطاف گروپ نے لسانی فسادات کرانے کا منصوبہ بنایا ہے۔

الطاف حسین کی گرفتاری

28 جون کو نصیر بابر نے کراچی میں کہا کہ حکومت انٹرپول کی معرفت الطاف حسین کو لندن میں گرفتاری کے وارنٹ جاری کر رہی ہے تاکہ ان کے جرائم کے الزامات میں پاکستانی عدالتوں میں مقدمات چلائے جا سکیں اور ایک فوجی افسر کے اغوا کے مقدمہ میں بھی ان کو سزا دی جا سکے۔ لیکن برطانوی اخبارات نے لکھا کہ برطانوی حکومت الطاف حسین کو پاکستان کے حوالے نہیں کرے گی۔

28 جون کو وزیراعظم بے نظیر نے اسلام آباد میں پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے کراچی میں دہشت گردوں کے گرد گھیرا تنگ کر دیا ہے۔ ان کے حوصلے پست ہو چکے ہیں۔ اب انہیں کہیں بھی پناہ نہیں مل رہی ہے۔ عظیم طارق اور صلاح الدین کے قاتل گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ ہم نے ایم کیو ایم کے تمام مطالبات تسلیم کر لیے لیکن ہتھیار پھینکنے اور دہشت گردوں کو قانون کے حوالے کرنے کا ہمارا ایک مطالبہ نہیں مانا جاتا۔

وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے بے نظیر سے ملاقات کر کے امن و امان کی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔

امن و امان کی صورتحال میں بہتری کے دعوؤں کے باوجود 28 اور 29 جون کو بھی 28 افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ اورنگی ٹاؤن میں دو گروہوں کے درمیان فائرنگ سے پورا علاقہ محاذ جنگ بن گیا۔ شہر میں اذانیں دی جانے لگیں۔ وزیراعظم نے صوبائی حکومت کو انتہائی اقدام کرنے کا اختیار دے دیا۔

شام کے اخبارات پر پابندی

29 جون کو حکومت سندھ نے شام کے چھ اردو اخبارات پبلک، قومی اخبار، عوام، آغاز، پرچم اور ایوننگ سپیشل پر دو ماہ کے لیے پابندی عائد کر دی۔ سرکاری اہلکاروں نے چھپے ہوئے اخبارات کی تمام کاپیاں ضبط کر لیں۔ بے نظیر نے کہا کہ شام کے اخبارات سنسنی خیز اور مبالغہ آمیز خبریں بڑھا چڑھا کر شائع کر رہے تھے۔ عبداللہ شاہ نے بھی کہا کہ یہ اخبارات خوفناک تصاویر شائع کر رہے تھے۔

عارف نظامی اور حمید ہارون نے کہا کہ اخبارات پر پابندی آزادی صحافت کی تاریخ میں یوم سیاہ ہے۔ ایک اجلاس میں اخبارات پر پابندی کا یہ حکم فوری طور پر واپس لینے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اس ظالمانہ اقدام کی واپسی تک بھرپور مہم چلائیں گے۔ ہزاروں متاثر صحافیوں نے احتجاجاً بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھیں۔

نواز شریف نے کہا کہ ہماری حکومت نے ایم کیو ایم کو اعتماد میں لے کر اس کی رضا مندی کے ساتھ سندھ میں فوج بھیجی تھی۔ لیکن جنرل آصف نواز نے مینڈیٹ سے تجاوز کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کراچی کے مسئلہ پر ایک قومی کانفرنس کراچی میں منعقد کی جائے گی۔

ملی یک جہتی کونسل نے بھی بلدیہ عظمیٰ کراچی کے انتخابات کرانے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اندھا دھند گرفتاریاں بند کی جائیں۔

29 جون کو وزیر قانون این ڈی خاں نے کہا کہ ایم کیو ایم کے منتخب نمائندے مذاکرات کے لیے 6 جولائی کو اسلام آباد آجائیں۔ ان کی حفاظت کا معقول بندوبست کیا جائے گا۔

یوم احتجاج

رابطہ کمیٹی کے اس اعلان کے مطابق کہ بلاناغہ ہڑتال کے بجائے مطالبات کی منظوری تک اب ہر جمعہ اور ہفتہ کو ہڑتال کی جایا کرے گی، جمعہ 30 جون کو کراچی سمیت سندھ کے کئی

شہروں میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ لیکن یہ احتجاج بھی پر امن نہیں رہ سکا۔ فائرنگ کی وارداتوں میں چودہ افراد جاں بحق اور آٹھ زخمی ہوگئے، چار گاڑیاں اور دو مکانات جلا دیئے گئے، بکتر بند گاڑیوں پر حملے کیے گئے، ایک پانچ سالہ بچہ بھی فائرنگ کی زد میں آکر موقع پر دم توڑ گیا۔ کھی گراؤنڈ سے دو نعشیں ملیں۔

ایم کیو ایم کے رکن صوبائی اسمبلی رانا صفدر ایڈووکیٹ کو گرفتار کرلیا گیا۔ وہ اپنے عزیز کے ہاں مقیم تھے کہ پولیس اور رینجرز کی بھاری اکثریت نے پورے علاقہ کا محاصرہ کرکے گھر پر چھاپہ مارا اور انہیں گرفتار کرلیا۔

جون کا خون آشام مہینہ گزر گیا۔ اس کی آمد سے قبل وفاقی اور صوبائی حکومت نے کہا تھا کہ کراچی میں جون کے مہینے میں امن و امان قائم کردیا جائے گا۔ لیکن کراچی خون میں نہاتا رہا، بوریوں میں بند نعشیں ملتی رہیں، شہری دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیئے گئے، حکومت دونوں دھڑوں کو باہم لڑاتی رہی، دہشت گردوں کے بجائے بستیوں کا محاصرہ کرکے پوری پوری آبادیوں کو ہراساں اور خوفزدہ کیا جاتا رہا، حکومت بے بس اور بے حس رہی اور عوام بے یار و مددگار۔

حمید گل کی ملاقات

یکم جولائی کو آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل (ر) حمید گل نے وزیراعظم سے اسلام آباد میں ملاقات کرکے کراچی میں امن کی بحالی کے لیے اپنی تجویز دیں۔ اس دو گھنٹے کی ملاقات میں این ڈی خاں اور آئی ایس آئی کے سربراہ جنرل جاوید اختر بھی موجود تھے۔

یکم جولائی کو پولیس نے سعید آباد کے علاقے میں چھاپہ مار کر ایم کیو ایم کے محمد ارشد کو گرفتار کرکے اس کے قبضہ سے ٹی ٹی پستول برآمد کرلیا۔ پولیس ذرائع کے مطابق دہشت گرد ارشد نے متعدد افراد کو اغوا کرکے ان پر تشدد کرنے کے بعد قتل کرکے ان کی لاشیں بوریوں میں بند کرکے سڑک پر پھینکنے کا اعتراف کرلیا۔

عالمی بینک اور آئی ایم ایف نے کراچی کی صورتحال پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس کا اثر ملک کی اقتصادی اور صنعتی ترقی پر پڑ رہا ہے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ گزشتہ تین برسوں کے دوران قیام امن کے لیے گیارہ ارب 75 کروڑ روپے خرچ کیے جاچکے ہیں۔

موبائل فون بند

یکم جولائی کی شب سے وفاقی حکومت کے حکم پر کراچی میں کام کرنے والے 18 ہزار

موبائل فون، 15 ہزار پیجر اور تمام کارڈ فون تاحکم ثانی بند کر دیے گئے۔ بی بی سی نے کہا کہ اس سے کاروباری طبقہ متاثر ہوگا۔

بھارت کے دور درشن ٹیلی وژن نے اپنی ایک شرانگیز خبر میں کہا کہ حکومت نے غیر مہاجروں سے کہا ہے کہ وہ فوری طور پر کراچی چھوڑ دیں کیونکہ ایم کیو ایم کے خلاف ایک بڑا آپریشن شروع کیا جانے والا ہے۔

احتجاج کے دو دن گزر جانے کے بعد کراچی اتوار 2 جولائی کو بھی امن سے محروم رہا۔ طویل ہڑتالوں کے بعد لوگوں نے ابھی اپنی دکانیں کھولی ہی تھیں کہ تجارتی مراکز جوڑیا بازار، میرٹ روڈ، بولٹن مارکیٹ اور بمبئی مارکیٹ میں انہیں دھمکی آمیز ٹیلی فون ملے جن میں فوری طور کاروبار بند کرنے کے لیے کہا گیا۔ تاجروں میں خوف و ہراس پھیل گیا اور وہ فوری طور پر اپنی دکانیں اور دفاتر بند کر کے گھروں کو روانہ ہوگئے۔ اس روز بھی فائرنگ سے دو سپاہیوں سمیت چودہ افراد جاں بحق ہوگئے۔ اورنگی میں ایک عورت، دو نوجوان اور ایک بارہ سالہ لڑکا گولیوں کا نشانہ بن گئے۔

جماعت اسلامی کی تجاویز

2 جولائی کو جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی جس میں کہا گیا کہ کراچی میں علاقائی اور لسانی تصادم کرانے کی سازش کی جا رہی ہے۔ ملک کے سیاسی اور معاشی مستقبل کا انحصار کراچی کے حالات کی اصلاح پر ہے۔ مسائل مذاکرات کے ذریعے حل کیے جائیں۔ تصادم کی راہ ترک کی جائے، بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ کراچی لہو میں ڈوبا ہوا ہے اور افسران عیش و عشرت میں غرق ہیں۔

اخبارات کے خلاف کارروائی

2 جولائی کو حکومت سندھ نے باقاعدگی سے شائع ہونے والے دو اخبارات "جرات" اور "عوامی آواز" سمیت 122 اخبارات کو ڈی قرار دیتے ہوئے ان کے ڈکلریشن منسوخ کر دیئے گو ان اخبارات کی ڈی باقاعدگی سے محکمہ اطلاعات کے پاس جمع کرائی جاتی رہی ہے۔ مشترکہ ایکشن کمیٹی نے اعلان کیا کہ اخبارات پر پابندی کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے 5 جولائی کو ملک گیر ہڑتال ہوگی۔ اور جمعرات کو ملک بھر میں کوئی اخبار شائع نہیں ہوگا۔ اخباری تنظیموں کے نمائندوں سے بات چیت کرنے کے بعد وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے کراچی کے اردو اخبارات پر پابندی ختم کرنے کا اعلان کر دیا جس کے بعد اخبارات نے ملک گیر ہڑتال کی اپیل واپس لے لی۔

سپریم کورٹ میں درخواست

2 جولائی کو ایم کیو ایم کے محمد نعیم خان نے گرفتار رہنماؤں حشام الظفر اور زاہد اختر کے اقبالی بیانات ٹیلی کاسٹ کیے جانے کے خلاف سپریم کورٹ میں ایک درخواست داخل کر دی جس میں کہا گیا کہ گرفتار شدگان کے ذہنوں کو دواؤں کے ذریعے ماؤف کر کے اعتراف کرائے جانے کا حکومتی رویہ غیراخلاقی، غیرقانونی اور انسانی عظمت کے خلاف ہے۔

بلوچستان میں پناہ

بعض ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ دہشت گرد کراچی میں وارداتیں کرنے کے بعد بلوچستان فرار ہو جاتے ہیں۔ جہاں انہیں بااثر شخصیات کی پناہ حاصل ہے۔ پہاڑی علاقوں میں انہیں اسلحہ چلانے کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

بلوچستان کے گورنر لیفٹیننٹ جنرل (ر) عمران اللہ خان نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے بتایا کہ بلوچستان کے راستے کراچی کو اسلحہ کی فراہمی کے تمام امکانات ختم کر دیئے گئے ہیں۔ کراچی میں قیام امن کی خاطر کراچی سے ملحقہ بلوچستان کے علاقے حب میں بھی موبائل فون اور پیجر سروس بند کر دی گئی ہے۔

اورنگی کا محاصرہ

2 جولائی کو رینجرز اور پولیس کی بھاری نفری نے اورنگی کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں شدید مزاحمت کا سامنا ہے۔ دہشت گرد عام لوگوں کو ڈھال بنا کر فائرنگ کرتے ہیں۔ اہلکاروں نے بعض مورچوں پر قبضہ کر کے نو دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ حیدر آباد میں گھر گھر تلاشی لی گئی اور ایک سو سے زائد افراد گرفتار کر لیے گئے۔

نصیر بابر کی کراچی آمد

3 جولائی کو نصیر بابر نے کراچی کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور خفیہ اداروں اور انتظامیہ کے اہلکاروں سے ملاقاتیں کیں۔ امریکی اور جرمن ریڈیو کو انٹرویو دیتے ہوئے نصیر بابر نے کہا کہ حکومت سے کوئی نہیں لڑ سکتا۔ کراچی کے شہری قومی سیاست کے دھارے میں شامل ہوں۔ دہشت گرد ہتھیار پھینک دیں تو کسی کارروائی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کسی نے گڑبڑ کی تو اس کی سرکوبی کی جائے گی۔

3 جولائی کو اسلام آباد میں فوجی سربراہوں کے اجلاس میں کراچی کی صورتحال زیر بحث آئی۔ اجلاس میں اس توقع کا اظہار کیا گیا کہ حکومت بحران کا منصفانہ سیاسی حل نکالنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

3 جولائی کو اخبار نویسوں سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اگر ہمیں اقتدار مل جائے تو ہم چوبیس گھنٹے کے اندر کراچی کی رونقیں بحال کر دیں گے۔ بے نظیر نے جان بوجھ کر آگ لگائی ہے۔ ہم سندھ کے عوام کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔

مذاکرات پر آمادگی

ایم کیو ایم نے الطاف حسین کی منظوری کے بعد حکومت کے ساتھ مذاکرات کے لیے اجمل دہلوی کی سربراہی میں طارق جاوید، شعیب بخاری، قاضی خالد، اور شیخ لیاقت پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کر دی۔ 3 جولائی کو حکومت نے بھی این ڈی خان کی قیادت میں آفاق شاہد اور زہیر اکرم ندیم پر مشتمل اپنی مذاکراتی ٹیم کا اعلان کر دیا۔ بتایا گیا کہ مذاکرات 6 جولائی سے اسلام آباد میں ہوں گے لیکن باہمی رضامندی سے انہیں موخر کر دیا گیا اور کہا گیا کہ نئی تاریخ کا اعلان بعد میں ہو گا۔ وائس آف امریکہ نے کہا کہ دونوں اپنی قوت کا اندازہ لگا رہے ہیں۔ مذاکرات سے کچھ بھی حاصل ہونے کی توقع نہیں۔

3 اور 4 جولائی کو کراچی میں ایک بچی، تین خواتین اور دو سپاہیوں سمیت چودہ افراد ہلاک ہو گئے۔ پولیس ہیڈ کوارٹر پر رات نو بجے سے صبح پانچ بجے تک فائرنگ ہوتی رہی۔ اورنگی سے ہزاروں افراد نقل مکانی کر گئے۔

رینجرز اور پولیس نے اورنگی میں خندقیں بند کر کے اپنے مورچے قائم کر لیے۔ پورے علاقہ کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ محاصرے کے دوران اگر کوئی گھر سے باہر نکلتا تو اسے مرغا بنا دیا جاتا۔ اس کارروائی کے باعث زندگی معمول پر آنا شروع ہو گئی۔ گرفتاری سے بچنے کے لیے دہشت گردوں نے اندرون ملک کا رخ کر لیا۔ حیدر آباد میں بھی گھر گھر تلاشی کے دوران چودہ افراد گرفتار کر لیے گئے۔

دفاعی کمیٹی کا اجلاس

4 جولائی کو اسلام آباد میں وزیراعظم کی صدارت میں کابینہ کی دفاعی کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں وزیر دفاع، وزیر داخلہ، جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین، تینوں مسلح افواج کے سربراہوں اور دیگر اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔ کراچی کی صورتحال پر غور کیا گیا۔ بعد میں بے

نظیر نے کہا کہ ہم دہشت گردی، لاقانونیت اور فرقہ واریت کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیں گے۔ دہشت گردوں کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ وہ بچ کر نہیں نکل سکیں گے۔ حکومتی ٹیم جلد ایم کیو ایم سے مذاکرات کرے گی۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم مذاکرات کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ حکومت پہلے ہی مان جاتی تو ہزاروں جانیں ضائع نہ ہوتیں۔

سعید الدین کا اعتراف جرم

4 جولائی کو اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں 19 سالہ مبینہ دہشت گرد سعید الدین عرف چیتا نے حراست کے دوران اخبار نویسوں کو بتایا کہ میں نے ایک سال قبل ایم کیو ایم کے لیاقت آباد یونٹ میں شامل ہو کر اپنی مجرمانہ سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ اس یونٹ میں میرے علاوہ ریحان کانا، ندیم کمانڈو، جاوید بچھو اور علی نامی لڑکے بھی شامل تھے۔ یونٹ کا انچارج باوا نامی ایک شخص تھا جسے براہ راست موبائل فون پر الطاف حسین سے ہدایات ملتی تھیں۔ باوا کی ہدایت پر ہم نے سپر مارکیٹ کی تیسری منزل پر کے ایم سی کے دفتر پر فائرنگ کی۔ لیاقت آباد میں پولیس موبائل پر حملہ بھی ہمارے یونٹ نے کیا تھا۔ جون 1995ء کی ہڑتال کے دوران ہم نے ڈاک خانے کے قریب پولیس پر اور لیاقت آباد تھانے پر فائرنگ کی۔ میں بہاولپور سے ایک رشتہ دار کے گھر جا رہا تھا کہ سی آئی اے کے اہلکاروں نے مجھے گرفتار کر لیا۔ میں نے اپنے تمام جرائم کا اعتراف کر لیا، اہلکاروں نے مجھ پر کوئی تشدد نہیں کیا۔

اعتراف جرم کے بعد یہ افراد منظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی حکومت نے عدالت کے سامنے پیش نہیں کیا۔

5 جولائی کو کورنگی میں فائرنگ سے گیارہ افراد جاں بحق اور ایک پولیس افسر سمیت چوبیس زخمی ہو گئے۔ پولیس چوکیوں پر حملے کیے گئے، بکتر بند گاڑی اور ماڈل ٹاؤن کے تھانہ پر حملہ کیا گیا، کاروبار زندگی مفلوج ہو گیا اور لوگ اپنے گھروں کے اندر محصور ہو گئے۔

5 جولائی کو رینجرز اور پولیس نے کورنگی، عثمان آباد، ناصر کالونی اور زمان ٹاؤن میں بڑے پیمانہ پر آپریشن کا آغاز کر دیا۔ محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی، بڑی تعداد میں نوجوانوں کو گرفتار کر کے نامعلوم مقامات پر منتقل کر دیا گیا۔ کورنگی میں اہلکاروں نے ایک ٹارچر سیل پر چھاپہ مارا جس کے دوران فائرنگ کے تبادلہ میں ایک دہشت گرد ہلاک ہو گیا۔ یہ ٹارچر سیل ایک سکول میں قائم تھا جہاں تشدد کر کے لوگوں کو ہلاک کیا جاتا تھا۔ چھاپے کے دوران دو رائفلیں، راکٹ لانچر کا شیل، ہتھکڑی، رسے، قینچیاں اور دیگر سامان برآمد ہوا۔ سکول میں پولیس نے اپنی چوکی قائم کر لی۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ٹی وی پر دکھائے جانے والے ٹارچر سیل جعلی ہیں۔

6 جولائی کو بھی کورنگی میں رینجرز اور مسلح افراد کے درمیان دن بھر مقابلہ ہوتا رہا۔ مسلح

افراد نے خندقیں کھودیں۔ مسلسل فائرنگ کے باعث رینجرز انہیں عبور نہیں کر سکے۔ بکتر بند گاڑیوں پر راکٹوں سے حملے کیے گئے، ایدھی ایمبولینس پر فائرنگ کی گئی، فائرنگ کی وارداتوں میں سولہ افراد جاں بحق اور 23 زخمی ہوگئے۔ بجلی کے سولہ ٹرانسفار مرتباہ کر دیئے گئے۔ ایک بس نذر آتش کر دی گئی۔ بعض متاثرہ علاقوں میں رینجرز نے راشن اور دوائیں تقسیم کیں۔ حیدر آباد میں بھی مسلح افراد اور رینجرز کے درمیان مقابلہ ہوا، 55 افراد گرفتار کر لیے گئے۔

بی بی سی نے کہا کہ کورنگی کے محاصرہ میں پولیس اور رینجرز کو مزاحمت کا سامنا ہے۔ علاقہ میں ایمبولینس کا داخلہ بھی ممکن نہیں۔ پانچ لاشیں 48 گھنٹے تک بے گورو کفن پڑی رہیں۔ کوئی قابل ذکر اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ فورسز کا مقابلہ کرنے والے صرف دس جوان گرفتار کیے جا سکے، 80 سے زائد مسلح نوجوان روپوش ہیں۔

یوم سیاہ

5 جولائی کو اٹھارہ سال قبل ملک میں مارشل لا کے نفاذ اور بھٹو حکومت کو برطرف کرنے کے خلاف حکومت کے زیر اہتمام یوم سیاہ منایا گیا۔

دو روزہ ہڑتال

ایم کیو ایم کی اپیل پر جمعہ 7 جولائی اور ہفتہ 8 جولائی ہڑتال کی گئی۔ شہری زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی، فائرنگ کی وارداتوں میں ان دو دنوں میں تیس افراد جاں بحق اور 27 زخمی ہو گئے۔ درجنوں گاڑیاں جلا دی گئیں۔ کورنگی میں رینجرز کی چیک پوسٹ پر حملے سے ایک سپاہی جاں بحق ہوگیا۔ لیاقت آباد میں بکتر بند گاڑی پر حملہ کیا گیا، عیدگاہ گراؤنڈ سے 6 نعشیں ملیں۔ حیدر آباد میں بھی نقاب پوش افراد نے پھلیلی تھانہ پر حملہ کیا۔ ایک سپاہی جاں بحق اور دو زخمی ہو گئے۔

اسلم سبزواری کی ہلاکت

7 جولائی کو پولیس کی حراست کے دوران ایم کیو ایم کے ایک سابق کونسلر اسلم سبزواری جاں بحق ہوگئے۔ پولیس کے مطابق حراست کے چند گھنٹوں کے بعد انہیں دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ وہ 45 مقدمات میں پولیس کو مطلوب تھے اور ان کی گرفتاری کے لیے پانچ لاکھ روپے کا انعام تھا۔ لیکن ایم کیو ایم کے مطابق سبزواری کے جسم پر تشدد کے واضح نشانات موجود تھے۔ الطاف حسین نے کہا کہ سبزواری کے قتل کا مقدمہ بے نظیر اور عبداللہ شاہ کے خلاف قائم کیا جائے گا۔ حکومت مظالم سے فرعون اور ہلاکو کی روحیں بھی لرز اٹھی ہیں۔ ایجنسیاں ظالم

حکمرانوں کی محافظ بن گئی ہیں۔

ایم کیو ایم کی رابطہ کمیٹی نے اعلان کیا کہ اسلم سبزواری کے قتل پر احتجاج کرنے کے لیے اتوار اور پیر کو یوم سوگ منایا جائے گا۔ کمیٹی نے ذمہ دار اہلکاروں کی گرفتاری اور سبزواری کے لواحقین کو پندرہ لاکھ روپے معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا۔ گزشتہ پندرہ دنوں کے دوران چھ دن کی ہڑتالوں، احتجاج اور یوم سوگ کے باعث کراچی کی اقتصادی، معاشی، تجارتی اور صنعتی سرگرمیاں تعطل کا شکار رہیں۔ یومیہ اجرت پر کام کرنے والے آٹھ لاکھ محنت کش بے روزگار ہو گئے۔ محصولات کی مد میں حکومت کو چھ ارب روپے کا خسارہ ہوا، کھانے پینے کی اشیاء ناپید ہو گئیں، پانی کا بحران پیدا ہو گیا۔ بیماروں کے لیے دواؤں کا حصول بھی مشکل ہو گیا۔ بے نظیر نے کہا کہ ایم کیو ایم نے ایسے ورکر کی ہلاکت پر احتجاج کی کال دی ہے جو کئی مقدمات میں ملوث تھا۔ ہڑتالوں میں بے گناہ لوگ قتل ہو رہے ہیں۔

اورنگی کا محاصرہ

7 جولائی کو پولیس اور رینجرز نے اورنگی کا محاصرہ کر کے ایک ٹارچر سیل پر چھاپہ مارا۔ فائرنگ کے تبادلے پر ایک سپاہی جاں بحق اور ایک شرپسند ہلاک ہو گیا۔ پانچ افراد گرفتار کر لیے گئے۔ ٹارچر سیل سے ہاتھ پیر باندھنے کے کلپ، پستول، لاٹھیاں، دو موٹر سائیکلیں اور دو کاریں برآمد ہوئیں۔ اہلکاروں نے علاقے میں اپنی بارہ چوکیاں قائم کر دیں۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ اورنگی اور کورنگی کو دہشت گردوں نے یرغمال بنا رکھا تھا۔ اب لوگوں نے سکون کا سانس لیا ہے۔ کراچی کے واقعات میں بھارت ملوث ہے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ آپریشن کے نتیجے میں خطرناک دہشت گرد اندرون ملک منتقل ہو گئے ہیں۔ چاروں صوبوں میں انتظامیہ کو الرٹ کر دیا گیا ہے۔

الطاف حسین نے لندن سے آرمی چیف جنرل وحید کے نام اپنے خط میں لکھا کہ اورنگی میں قتل عام کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ مہاجر بستیوں میں سرکاری دہشت گردی ختم کرائی جائے، خط کی نقول تمام ممالک کے سربراہوں کو بھی ارسال کی گئیں۔

قاضی حسین احمد کی صدر سے ملاقات

8 جولائی کو قاضی حسین احمد نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے کراچی کے معاملات پر تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان نتیجہ خیز مذاکرات کی ضرورت پر زور دیا۔ صدر نے بتایا کہ اس مسئلہ پر قومی اتفاق رائے کی کوشش کی جا رہی

ہے۔

بھارتی سفیر کو ظہرانہ

8 جولائی کو نواز شریف نے اپنی مری کی رہائش گاہ پر بھارتی سفیر ایس کے لامبا کے اعزاز میں ایک ظہرانہ دیا۔ وہ اپنے عہدہ کی مدت پوری ہونے پر بھارت واپس جا رہے ہیں۔

یوم سوگ

اتوار 9 جولائی کو بھی کراچی میں کاروبار بند رہا۔ ایم کیو ایم نے سبزواری کی ہلاکت پر یوم سوگ منانے کا اعلان کیا تھا۔ فائرنگ کی وارداتوں میں پیپلز پارٹی کے دو عہدیداروں اور ایک عورت سمیت دس افراد جاں بحق ہو گئے۔ ایک بس، ایک منی بس، چار گاڑیاں اور ایک بینک کو آگ لگا دی گئی۔

۷ جولائی کو ایوان صدر میں وزیراعظم بے نظیر نے صدر لغاری اور جنرل وحید سے کراچی کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ معتبر ذرائع نے بتایا کہ اگر بے نظیر حکومت دوسری مرتبہ ختم ہوئی تو کراچی کی بدامنی اس کا جواز بنے گی۔ ایوان صدر اور مقتدر حلقوں میں عبوری حکومت کے ڈھانچہ پر غور شروع کر دیا گیا۔

9 جولائی کو سینٹ میں کراچی کی صورت حال پر بحث کرتے ہوئے اپوزیشن نے کراچی میں آپریشن بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ اقبال حیدر نے کہا کہ آپریشن مہاجروں کے نہیں بلکہ دہشت گردوں کے خلاف ہے۔ اپوزیشن نے اسیر سینیٹروں کو ایوان میں نہ لانے پر اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ زاہد اختر حکومت سرحد کی تحویل میں ہیں اور سعید قادر کی درخواست عدالت میں زیر سماعت ہے۔ چیئرمین وسیم سجاد نے کہا کہ حکومت مجھے عدالتوں سے لڑانا چاہتی ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ میں اسیر سینیٹروں کی اجلاسوں میں شرکت کے لیے عدالتوں کو ہدایت جاری کروں۔

مذاکرات کا آغاز

مذاکراتی ٹیم کے سربراہ اجمل دہلوی نے کہا کہ منگل 11 جولائی سے اسلام آباد میں حکومت سے مذاکرات کا آغاز ہو گا۔ ہم اپنے اٹھارہ نکاتی مطالبات پیش کریں گے۔ آپریشن جاری رہے گا تو پھر احتجاج بھی جاری رہے گا۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ کراچی کا معاملہ کچھ دو اور کچھ لو کی بنیاد پر حل ہو سکتا ہے۔ این ڈی خان نے کہا کہ ہم ایم کیو ایم کے وفد کو مکمل تحفظ اور پروٹوکول دیں

گے۔ انہیں الطاف حسین سے براہ راست رابطہ کی سہولت حاصل رہے گی۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت مخلص نہیں ہے، وہ عالمی دباؤ پر مذاکرات کے لیے آمادہ ہوئی ہے۔ بہرحال الطاف نے پیر 10 جولائی کو ہڑتال کی کال جذبہ خیرسگالی کے طور پر واپس لے لی۔ البتہ جمعہ اور ہفتہ کے روز احتجاج جاری رہے گا۔

ہڑتال کی کال واپس لینے پر پیر 10 جولائی کو کراچی کے تمام تجارتی مراکز کھل گئے۔ غیریقینی صورتحال کی وجہ سے لوگوں نے بھاری مقدار میں کھانے پینے کا سامان خریدا لیکن 10 اور ۱۱ جولائی کو بھی کراچی میں فائرنگ کی وارداتوں میں 125 افراد ہلاک اور ایک درجن سے زائد زخمی ہوگئے۔ کورنگی سے دس افراد کی نعشیں ملیں۔

امریکی جریدے "ٹائم" نے لکھا کہ کراچی میں امن و امان کی صورتحال تشویش ناک ہے۔ کوئی علاقہ بھی محفوظ نہیں رہا۔ ایک ماہ کے دوران تین سو افراد ہلاک کئے جا چکے ہیں۔ بدامنی کی وجہ سے غیرملکی سرمایہ کار بے یقینی کا شکار ہیں۔ ان حالات میں "جنرل ٹائر" نے اپنا چالیس بلین ڈالر کا صنعتی منصوبہ منسوخ کر دیا۔

مذاکرات کا آغاز

ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم منگل ۱۱ جولائی کو اسلام آباد پہنچ گئی۔ انہیں عزت و احترام کے ساتھ فائیو سٹار ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔ سرکاری عملہ ان کی حفاظت پر مامور ہے، اسی روز حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان سوا دو گھنٹے تک پارلیمنٹ ہاؤس میں مذاکرات ہوئے۔ ایم کیو ایم نے اپنا اٹھارہ نکاتی ایجنڈا پیش کیا جس میں آپریشن بند کرنے، اسیروں کو رہا کرنے، بلدیاتی انتخابات کرانے، کوٹہ سسٹم کے خاتمے، ہلاک زدگان اور زخمیوں کے لیے معاوضہ کی ادائیگی، اسلم سبزواری کی موت کی عدالتی تحقیقات، رئیس فاطمہ کا عدالت میں پیش کیے جانے کے مطالبات شامل تھے۔ حکومت نے آپریشن بند کرنے کے لیے مفرور ملزمان کو عدالت میں پیش کرنے، اسلحہ تھانوں میں جمع کرانے اور امن و امان کے قیام میں تعاون کرنے کی شرائط پیش کر دیں۔ این ڈی خان نے کہا کہ وہ مذاکرات میں پیش رفت سے مطمئن ہیں۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ہم ابتدائی باتوں سے مطمئن ہیں۔ الطاف حسین مقدمات کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہر ایک سے اسلحہ واپس لیا جائے تو ہم بھی واپس کر دیں گے۔ مذاکرات ناکام ہوئے تو اس سے مایوسی پھیلے گی۔ مہاجر قوم علیحدہ صوبے کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ کراچی میں غیرملکی مداخلت کا جواز پیدا ہو سکتا ہے۔ احتجاج ملتوی کرنے کے باوجود ہمیں لاشوں کے تحفے دیئے جا رہے ہیں۔ سینیٹر اشتیاق اظہر کو اس مرتبہ مذاکرات سے بالکل بے خبر اور لاتعلق رکھا گیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ مذاکرات کے باوجود آپریشن جاری رہے گا۔ این ڈی خان نے مذاکراتی ٹیم کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا۔

اجمل دہلوی نے الطاف حسین کو مذاکرات کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ مذاکرات کو مثبت بنانے کے لیے الطاف حسین نے جمعہ اور ہفتہ کا احتجاج ملتوی کر دیا لیکن ساتھ ہی کہا کہ حکومت کھلی آمریت اور دہشت گردی کر رہی ہے۔ اس نے مذاکرات کا یہ ڈھونگ محض دھوکہ دینے کے لیے رچایا ہے۔ اس کے باوجود حکومت کو جاری آپریشن کو کامیاب بنانے اور ایم کیو ایم کو حفاظتی تدابیر کے لیے وقت درکار تھا۔ ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم نے سرکاری خرچ پر فائیو سٹار ہوٹل میں قیام کر کے اور ایجنسیوں کو اپنی حفاظت پر مامور ہونے پر رضا مندی کا اظہار کر کے کوئی اچھی مثال قائم نہیں کی۔

11 جولائی کو "ٹائم" نے لکھا کہ مذاکرات کی کامیابی کی کوئی توقع نہیں۔ وزیر اعظم بے نظیر ایم کیو ایم سے کوئی معاہدہ کر کے اپنے سندھی ووٹروں کو ناراض نہیں کر سکتیں۔ بی بی سی نے بھی کہا کہ معاہدہ ہونے کی کوئی توقع نہیں ہے۔

12 جولائی کو اجمل دہلوی کی قیادت میں مذاکراتی ٹیم نے سینٹ کے چیئرمین وسیم سجاد اور قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی سے ملاقاتیں کر کے کراچی کے معاملات پر مداخلت کی اپیل کی اور کہا کہ ہم پر زیادتیاں کی جا رہی ہیں۔

اسلام آباد میں مذاکرات اور کراچی میں قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ 12 جولائی کو بھی دس افراد لقمہ اجل بن گئے۔

مذاکرات کا دوسرا دور

13 جولائی کو مذاکرات کا دوسرا دور پارلیمنٹ ہاؤس میں پانچ گھنٹے جاری رہا۔ اس دوران حکومتی ٹیم نے اپنے 21 مطالبات کی فہرست پیش کر دی جس میں الطاف گروپ کا تشدد کی پالیسی ترک کرنے ہڑتال کی کال نہ دینے، ہتھیار پولیس تھانوں میں جمع کرانے، مطلوبہ افراد کو پولیس کے حوالے کرنے، مخالفین کا قتل بند کرنے، حقیقی اور دوسری جماعتوں کو برداشت کرنے، سرکاری اہلکاروں کو قتل نہ کرنے، بھارت میں قائم تربیتی مراکز بند کرنے، جاوید لنگڑا اور اس کے ساتھیوں کو بھارت سے واپس بلانے، ملزمان کا عدالتوں کا سامنا کرنے، سندھ کی تقسیم کے مطالبہ سے دستبردار ہونے، مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کی مذمت کرنے، پریس کو دھمکانے کی پالیسی ترک کرنے، "قائد کا جو غدار ہے وہ موت کا حق دار ہے" کا نعرہ واپس لینے، خواتین کو بے وقار کر کے عوامی جذبات کو بھڑکانے، سیاسی کارکنوں اور سرکاری اداروں کے مقتول اہلکاروں کے خاندانوں کو معاوضہ ادا کرنے، ٹارچر سیل بند کرنے، بھتہ کی وصولیابی ختم کرنے اور سرکاری کراچی پیکج کا خیر مقدم کرنے کے مطالبات شامل تھے۔ مطالبات کی یہ فہرست دراصل ایک چارج شیٹ تھی جو حکومت نے ایم کیو ایم کے حوالے کی۔ مذاکرات کے اس دور

میں ایم کیو ایم کے اٹھارہ نکاتی مطالبات میں سے صرف چھ پر سرسری تبادلہ خیال ہوا۔ بارہ نکات پر بات چیت کو یہ کہہ کر موخر کر دیا گیا کہ ان میں سے جن کا تعلق صوبائی معاملات سے ہے ان پر حکومت سندھ سے مشورہ کیا جائے گا اور وفاقی معاملات پر وزیراعظم سے مشورہ کرنے کے بعد کچھ کہا جا سکتا ہے۔ طے پایا کہ مذاکرات کا اگلا دور گورنر ہاؤس کراچی میں ہوگا۔ قادر مگسی نے کہا کہ ایم کیو ایم مہاجر صوبے کی بات زبان پر بھی نہ لائے۔ سندھی اپنی دھرتی کے تحفظ کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اجمل دہلوی نے مذاکرات پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ کراچی میں مذاکرات ہماری خواہش پر منتقل کیے گئے ہیں۔ ہمارے جذبہ خیر سگالی کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ ہم ایک منٹ کے نوٹس پر پھر احتجاج کی کال دے سکتے ہیں۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ اٹھارہ اور بارہ نکات کراچی کے مسئلہ کا حل نہیں۔

13 جولائی کو ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم "میٹ دی پریس" پروگرام میں شرکت کے لیے راولپنڈی پریس کلب اس شان سے پہنچی کہ سائرن بجاتی ہوئی پروٹوکول کی گاڑیاں اور موٹر سائیکل سوار سارجنٹ ان کے ہمراہ تھے۔ صحافیوں نے اس پر اپنی حیرت کا اظہار کیا۔

13 جولائی کو بھی کراچی میں فائرنگ سے سات افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم پورے پروٹوکول کے ساتھ اسلام آباد سے کراچی روانہ ہوگئی۔ اس موقع پر شعیب بخاری نے کہا کہ ایجنسیوں نے مہاجروں سے کراچی میں اربوں روپے رشوت میں لیے ہیں۔ حکومت تحقیقات کے لیے ایک عدالتی کمیشن قائم کر دے ہم اس کے سامنے ٹھوس ثبوت فراہم کر دیں گے۔

13 جولائی کو نصیر بابر بھی کراچی پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا کہ کچھ دہشت گردوں نے کراچی میں امن و امان کا مسئلہ پیدا کر رکھا ہے۔ اس پر جلد قابو پا لیا جائے گا۔ اورنگی اور کورنگی میں ابھی دہشت گرد نہیں پکڑے جا سکے ہیں۔ تاخیر سے اطلاع ملنے کی وجہ سے عمران فاروق بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ جاوید لنگڑا کی گرفتاری کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

وزیراعظم کی کراچی آمد

8 ہفتوں کے بعد بے نظیر بھٹو بھی 13 جولائی کو کراچی آگئیں۔ انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم ایجی ٹیشن کی سیاست ترک کر دے۔ ہم اس کے جائز مطالبات پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ملزموں کو عدالت میں پیش ہونا ہوگا۔ دہشت گردوں کو عوام کی جانوں سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ہم کراچی کو ہتھیاروں سے پاک کر کے قاتلوں سے نجات دلائیں گے۔

پولیس مقابلے میں ہلاکت

13 جولائی کو پولیس مقابلہ میں ایم کیو ایم کے پانچ کارکنان ہلاک کر دیئے گئے۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ دو مکانوں کا محاصرہ کرنے پر دہشت گردوں نے فائرنگ شروع کر دی۔ جوابی فائرنگ سے پانچ دہشت گرد ہلاک کر دیئے گئے۔ رابطہ کمیٹی نے کہا کہ پولیس نے ہمارے کارکنوں کو اپنی تحویل میں لینے کے بعد اجتماعی طور پر قتل کر کے حیوانیت اور درندگی کا ثبوت دیا ہے۔ عدالتی جھمیلوں سے بچنے کے لیے حکومت کو بظاہر یہ آسان نسخہ ہاتھ آگیا کہ مشتبہ افراد کو گرفتار کر کے پولیس مقابلوں میں ٹھکانے لگا دیا جائے لیکن یہ غیر قانونی اور غیر آئینی طریقہ سنگین نتائج کا حامل بھی ہے۔ پولیس کو یہ اختیار دینے کے بعد کوئی شہری بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

13 جولائی کو جنرل حمید گل ایک پانچ نکاتی فارمولا لے کر لندن روانہ ہو گئے جہاں وہ الطاف حسین سے ملاقات کر کے اس پر بات چیت کریں گے۔

احتجاج کی کال واپس لینے کے باوجود جمعہ 14 جولائی کو بھی کراچی میں ایک ہیڈ کانسٹیبل سمیت چار افراد جاں بحق ہو گئے۔ کورنگی میں فائرنگ کی شدت کی وجہ سے ایمبولینس گاڑیاں زخمیوں کو بھی نہیں اٹھا سکیں، لوگ وہاں سے نقل مکانی کرنے لگے۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ دہشت گرد گروپ نے خود کو فوج کی طرح منظم کیا ہے۔ اس کے پاس جدید ترین مواصلاتی نظام موجود ہے۔ اس نے میزائل اور طیارہ شکن توپیں خریدنے کے لیے رابطے کیے ہیں۔ ہم مذاکرات کے لیے دروازے کھلے رکھیں گے۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت مذاکرات میں سنجیدہ نہیں۔ کشمیر پر ہماری پالیسی وہی ہے جو قوم کی ہے۔ بھارت سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں اور نہ ہی وہاں ہمارا کوئی تربیتی کیمپ ہے۔ پیپلز پارٹی سے نجات کے لیے اگر مارشل لا لگتا ہے اور ہمارے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کر کے ہمارے حقوق دیئے جاتے ہیں تو ہم مارشل لا کا خیر مقدم کریں گے۔

15 جولائی کو بھارتی رسالے "انڈیا ٹوڈے" کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ مہاجروں کے ساتھ جنگی قیدیوں جیسا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ بے نظیر لسانی فسادات کرانا چاہتی ہیں، وہ ہٹلر سے مختلف نہیں۔

برطانوی حکومت کا فیصلہ

برطانوی حکومت نے الطاف حسین کی جانب سے کوئی باضابطہ درخواست نہ دیئے جانے کے باوجود انہیں برطانیہ میں غیر معینہ مدت تک قیام کی اجازت دے دی۔ نصیر بابر نے اس کے باوجود کہا کہ ہم الطاف حسین کو گرفتار کرانے کی اپنی کوشش جاری رکھیں گے۔ الطاف حسین

نے کہا کہ حکمرانوں کو مہاجروں کی خون میں ڈوبی ہوئی لاشوں کو دیکھ کر سکون ملتا ہے۔

گلبہار کا محاصرہ

21 جولائی کو پولیس اور رینجرز نے بکتربند گاڑیوں کے ساتھ صبح چار بجے گلبہار کا محاصرہ کر کے 28 منٹ میں علاقے پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ ایک بم بنانے والی فیکٹری اور دو مسروقہ کاریں برآمد ہوئیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم سے متعلق 13 افراد کو گرفتار کر لیا گیا جنہوں نے خندقیں کھود کر راستے مسدود کر دیئے تھے۔

لیکن اسی روز دوسرے علاقوں میں فائرنگ سے 9 افراد ہلاک ہوگئے۔ سرجانی ٹاؤن سے ایک کانسٹیبل کی نعش ملی۔ حقیقی کے ایک کارکن کو گولی مار دی گئی۔ ناظم آباد میں کار کی ڈکی سے دو نعشیں ملیں۔ 22 جولائی کو بھی مزید 22 افراد ہلاک کر دیے گئے۔

عقوبت خانوں کا دورہ

22 جولائی کو ڈپٹی کمشنر خسرو پرویز نے صحافیوں اور دیگر افراد کو کچی گراؤنڈ کے عقوبت خانہ کا دورہ کرایا۔ انہوں نے وہ جگہ دکھائی جہاں لوگوں کو لٹکا کر گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ مخالفین کے سر قلم کر کے ان کی نعشیں بوریوں میں بند کی جاتی تھیں۔ صحافیوں کو بتایا گیا کہ اس عقوبت خانہ میں 45 افراد کو قتل کیا گیا لیکن وہاں ایسے کوئی نشانات نہیں پائے گئے جن سے اس کی تصدیق ہوتی ہو۔ ڈی۔ سی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ بارش کی وجہ سے خون کے نشانات مٹ گئے ہیں۔ کوئی دہشت گرد گرفتار نہیں کیا جا سکا کیونکہ وہ چھاپے سے قبل ہی فرار ہو چکے تھے۔

اس کے بعد اورنگی نالے کے کنارے پر قالین کے ایک پرانے کارخانے میں قائم ایک دوسرے عقوبت خانہ میں صحافیوں کی جماعت کو لے جایا گیا۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ یہاں مخالفین کو الٹا لٹکا کر ان پر تشدد کیا جاتا تھا۔ یہاں سے رسیوں کے پھندے اور خون آلود بوریاں ملیں۔ اس کی دیوار پر لکھا تھا "آ جا میرے بالما تیرا انتظار ہے۔"

23 جولائی کو وفاقی وزیر نصیر بابر نے 19 ممالک کے قونصل جنرلوں کو اپنے ہمراہ لے کر کچی گراؤنڈ اور اورنگی کے عقوبت خانوں کا دورہ کرایا اور انہیں وہ پول بھی دکھائے جن پر لٹکا کر لوگوں کو پھانسی دی جاتی تھی۔ آس پاس کے لوگ اس موقع پر جمع ہوگئے اور انہوں نے بھی اپنی مشکلات اور مصائب سے انہیں آگاہ کیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے گا۔ جناح پور کی تحریک ختم ہو جائے گی۔ عوام علیحدگی پسندوں کو مسترد کر چکے

ہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ اگست کے اوائل تک آپریشن مکمل ہو جائے گا۔

23 جولائی کو پولیس اور رینجرز نے اورنگی توسیع اور مومن آباد کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ 900 سے زائد افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ 51 ہتھیار اور 22 مسروقہ گاڑیاں اپنے قبضہ میں لے لیں۔ سرکاری عملہ نے خندقیں بھر کر علاقے میں چوکیاں قائم کر لیں۔ اسی طرح سب سے زیادہ متاثرہ علاقوں میں حکومت نے بتدریج اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ ضرورت پڑنے پر فوج بھی طلب کی جا سکتی ہے۔

حیدر آباد میں بھی لطیف آباد کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے 30 سے زائد کارکن گرفتار کر لیے گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ محاصروں کے نام پر مہاجرین کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ مجھ پر دباؤ ہے کہ جمعہ اور ہفتہ کی ہڑتال کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دوں۔

24 جولائی کو پولیس نے کورنگی کو گھیرے میں لے لیا تو مسلح افراد سے پولیس مقابلہ ہو گیا۔ دہشت گردوں نے ایک وین کے اوپر ایل۔ ایم۔ جی نصب کر رکھی تھی۔ ان کارروائیوں میں سرکاری اہلکاروں نے ہیلی کاپٹر بھی استعمال کیے۔ فائرنگ کے تبادلہ میں ایک دہشت گرد ہلاک ہو گیا۔ اُس کے ساتھی اُس کی لاش، راکٹ لانچر، دستی بم، ایل ایم۔ جی سمیت بھاری اسلحہ چھوڑ کر فرار ہو گئے جن میں بھاگے تین سپاہی بھی شامل تھے۔

24 جولائی کو نصیر بابر نے کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں ایک ہزار دہشت گرد موجود ہیں۔ اب تک مقابلوں میں 50 دہشت گرد مارے جا چکے ہیں، 70 کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ہم نے اسلحہ کی فراہمی کے راستے بند کر دیئے ہیں۔ درہ خیل کے اسلحہ کے گیارہ تاجروں نے خود کو حکام کے حوالے کر دیا ہے۔ جاوید لنگڑا کو واپس لانے کے لیے ہم بھارتی حکومت سے رابطہ کریں گے۔ اگر کراچی کے عوام کو فورسز سے شکایت ہے تو پھر وہ دہشت گردوں سے خود ہی نمٹ لیں۔

24 جولائی کو بے نظیر نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے کراچی کے حالات پر تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے صدر کو بتایا کہ کراچی کو جلد ہی دہشت گردوں سے پاک کر دیا جائے گا۔

بے نظیر کے ایلچی کی حیثیت سے مخدوم امین فہیم نے لندن میں الطاف حسین سے ملاقات کر کے بے نظیر کا خصوصی پیغام پہنچایا اور کہا کہ مذاکرات کی کامیابی اور امن کی بحالی میں وہ اپنا کردار ادا کریں۔

24 جولائی کو بھی کراچی میں فائرنگ سے 18 افراد ہلاک ہو گئے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ برطانوی حکومت نے الطاف حسین کو پاکستان کے خلاف سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے لندن کو بطور ایک اڈہ استعمال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ برطانیہ الطاف حسین کو ہمارے حوالے کرے۔ برطانوی حکام نے پھر کہا کہ الطاف حسین کے

دہشت گردی میں ملوث ہونے کا کوئی ثبوت نہیں، وہ لندن میں رہ سکتے ہیں۔

محاصرے اور چھاپے

25 جولائی کو لیاقت آباد کا چودہ گھنٹے تک محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی، کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ سو سے زائد افراد گرفتار کر لیے گئے۔ کورنگی، بلدیہ ملیر، گلزاری ہجری اور بلدیہ ٹاؤن میں چھاپے مار کر بڑی تعداد میں اسلحہ برآمد کر لیا گیا۔ ایک خالی مکان سے کلاشنکوف، سب مشین گن، ریوالور، ٹی۔ ٹی پستول، وڈیو کیسٹ، موبائل فون اور اہم دستاویزات پکڑی گئیں۔ سپر ہائی وے پر ایک بس پر چھاپہ مار کر ہتھیاروں کی اسمگلنگ میں ملوث تین ملزمان گرفتار کر لیے گئے۔ اُن کے قبضے سے بھاری تعداد میں اسلحہ اور کارتوس برآمد ہوئے۔ ملزمان نے اعتراف کر لیا کہ وہ جنوبی وزیرستان سے اسلحہ لا کر کراچی میں فروخت کیا کرتے ہیں۔ پیاز کی بوریوں میں بھر کر بلوچستان سے کراچی اسلحہ لانے والے ایک دہشت گرد کو گرفتار کر لیا گیا۔ اعجاز نامی شخص سمیت ایم۔ کیو۔ ایم کے سات حامیوں کو ڈیرہ غازی خاں میں پکڑا گیا جو کراچی میں قتل، ڈاکہ زنی اور تشدد کی وارداتوں میں ملوث بتائے گئے۔ 28 جنوری کو پولیس نے چھاپے مار کر دو پولیس اہلکار سمیت چار ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ وہ تھانے پر راکٹ سے حملہ کرنے اور تین سپاہیوں کے قتل میں ملوث ہیں۔ 29 جولائی کو سی۔ آئی۔ اے نے پانچ دہشت گرد گرفتار کر لیے۔ اُن سے بڑی تعداد میں اسلحہ اور مصنوعی داڑھیاں برآمد ہوئیں۔ ایک ملزم نے گیارہ افراد کو قتل کرنے کا اعتراف کیا۔ 31 جولائی کو ناظم آباد اور نئی کراچی کا محاصرہ کر کے دس مبینہ دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ اُن سے چار کلاشنکوف، ریپٹر، دو ٹی۔ ٹی، دو پیٹی گولیاں، سو کارتوس اور مسروقہ گاڑیاں برآمد ہوئیں۔ ملزمان چار افراد کے قتل اور اغوا برائے تاوان کی درجنوں وارداتوں میں ملوث ہیں۔ نصیر بابر نے کراچی میں کہا کہ ہم شہریوں کو تکلیف نہیں ہونے دیں گے۔ طاقت کا کم از کم استعمال کر کے کراچی کے بڑے حصے سے دہشت گردی کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

وزیر داخلہ کے اس دعوے کے باوجود جولائی کے آخری ہفتے میں 44 افراد کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ آفاق احمد کی گاڑی پر فائرنگ کی گئی۔ گاڑی گولیوں سے چھلنی ہو گئی۔ آفاق احمد گاڑی میں نہیں تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مہاجروں کو آپس میں لڑانے کی سازش ہے۔

الطاف حسین نے لندن میں کہا کہ نصیر بابر کے حکم پر ہمارے چار سو سے زائد کارکنوں کو حراست میں لینے کے بعد تشدد کر کے ہلاک کیا جا چکا ہے، ہم اُن کے قتل کا مقدمہ درج کریں گے۔ ایم۔ کیو۔ ایم زیادہ دیر تک عوامی جذبات کو قابو میں نہیں رکھ سکتی۔

29 جولائی کو کراچی میں شباب ملی کی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے

کہا کہ عوام گھروں سے نکل کر کراچی کو دہشت گردی اور تباہی سے بچانے کے لیے انقلابی جدوجہد کا آغاز کریں۔ اگر مختلف قومیتوں کی بات کرنے کے بجائے ایک قومیت کی بات کی جاتی تو آج حالات مختلف ہوتے۔ کراچی اور کشمیر کے مسئلہ کو ہم پلہ قرار دینے والے بھارت کے آلہ کار ہیں۔ کراچی کے لوگوں نے کڑوے پھل کا مزہ چکھ لیا۔ ظالمانہ نظام کی تبدیلی کے لیے انقلاب کی ضرورت ہے۔

30 جولائی کو لندن سے لاہور آمد پر صحافیوں سے بات کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ کراچی کے عوام صبر کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ سندھ کی تباہی کی ذمہ دار پیپلز پارٹی ہے۔ اس سے نجات دلانا ہماری ذمہ داری ہے۔

مذاکرات

30 جولائی کو اجمل دہلوی نے کہا کہ اگر حکومت نے ہم سے رابطہ کیا تو ہم مذاکرات کے لیے اسلام آباد جائیں گے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ یہ طے ہو گیا تھا کہ اگلے مذاکرات کب اور کہاں ہوں گے۔ اس لیے ہم رابطہ نہیں کریں گے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی ٹیم کو خود ہی آنا ہو گا اور انہیں دو قومی نظریہ اور بھارت کے ساتھ کنفیڈریشن پر اپنی پوزیشن کی وضاحت کرنا ہو گی۔

31 جولائی کو حکومتی ٹیم گیارہ بجے سے ایم۔ کیو۔ ایم کی مذاکراتی ٹیم کا انتظار کرتی رہی لیکن وہ کراچی سے نہیں آئے۔ اجمل دہلوی نے کراچی میں کہا کہ سرکاری ٹیم نے وعدہ کیا تھا کہ میڈیا پر الطاف گروپ نہیں بلکہ ایم۔ کیو۔ ایم کہا جائے گا لیکن حکومت نے یہ وعدہ پورا نہیں کیا۔ اگر حکومت الطاف گروپ کے بجائے ایم۔ کیو۔ ایم کہنا شروع کر دے تو مذاکرات میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔ آفاق احمد نے کہا کہ طفلانہ مطالبہ کو جواز بنا کر مذاکرات میں تعطل عوام سے مذاق کرنا ہے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ یہ التوا عارضی ہے۔ الطاف گروپ سے دوبارہ رابطہ کروں گا۔ بے نظیر نے کہا کہ حکومت ڈیڈلاک ختم کرنا چاہتی ہے۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ تعطل سے کشیدگی میں اضافہ ہو گا۔ مذاکرات دوبارہ شروع ہونے کی اُمیدیں ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ نئی صورت حالت پر بے نظیر، نصیر بابر، این۔ ڈی۔ خاں اور عبداللہ شاہ نے باہمی تبادلہ خیال کیا۔

عمران خاں کی سیاست میں آمد

9 جولائی کو عمران خاں نے لاہور میں کہا کہ میری شادی کو یہودی سازش قرار دیا جا رہا ہے۔ اُن کی اہلیہ جمائمہ نے بھی کہا کہ میں نے کسی دباؤ میں آ کر اسلام قبول نہیں کیا ہے۔ میں زندہ دلوں کے شہر لاہور کو بہت پسند کرتی ہوں۔ عمران خاں نے کہا ہے کہ سیاست میں کرپشن کا

دور دورہ ہے۔ میں سیاست میں آ کر اپنی عزت گنوانا نہیں چاہتا۔ لیکن عمران خاں کے حمید گل اور پاسبان سے رابطوں کی وجہ سے ملک میں یہ خبریں پھیلتی رہی ہیں کہ وہ جلد ہی سیاست میں آنے کا اعلان کرنے والے ہیں لیکن عمران خاں نے کہا کہ حمید گل اور پاسبان سے میرے تعلقات کی خبریں پچاس فیصد خود ساختہ ہیں۔ کیا میں اتنا پاگل ہوں کہ پاسبان جیسی کمزور جماعت کے ذریعے سیاست میں آؤں۔ اگر میں پانچ دس نشستیں جیت بھی لوں تو عوام کی کیا خدمت کر سکوں گا۔

10 جولائی کو نواز شریف نے پارلیمنٹ ہاؤس میں اپوزیشن کے ارکان سینٹ کے اعزاز میں ایک ظہرانے کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر نواز شریف نے قاضی حسین احمد کے ساتھ صلاح مشورہ کیا۔ 11 جولائی کو نواز شریف نے کہا کہ تمام مسائل کا حل نان بھٹو حکومت کے قیام میں ہے۔ ملک بچانے کے لیے بھٹو خاندان کو سیاست سے نکالنا ہو گا۔

لاہور ہائی کورٹ کے سامنے مظاہرہ

9 جولائی کو لاہور ہائی کورٹ میں نواز شریف کے خلاف بغاوت کیس کی سماعت کے دوران مسلم لیگی کارکنوں نے مال روڈ پر عدالت عالیہ کے سامنے زبردست مظاہرہ کیا۔ پولیس پر پتھراؤ سے ایک ڈی۔ ایس۔ پی زخمی ہو گیا۔ مظاہرین نے پولیس بس نذر آتش کر دی۔ ایک سپاہی کو مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ پولیس نے جوابی کارروائی کی۔ 5 خواتین سمیت 15 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ حکومت نواز شریف، چوہدری شجاعت حسین، میاں اظہر اور اُن کے بارہ ساتھیوں کے خلاف مقدمہ بغاوت واپس لینے پر غور کر رہی ہے۔ امریکی سفیر اور غیر ملکی حکام نے اسے انتقامی کارروائی قرار دے کر اس پر اپنی تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ ایسے اقدام کی حمایت نہیں کی جا سکتی۔

15 جولائی کو نواز شریف نے کہا کہ وزیر اعظم نے اپنے دورہ امریکہ کے دوران ثقافتی طائفے پر 28 کروڑ روپے کا زر مبادلہ لٹا دیا۔ جس قوم کو بے نظیر جیسا عوام دوست اور "غریب پرور" وزیر اعظم میسر ہو، اُسے کسی دوسرے دشمن کی ضرورت نہیں۔

19 جولائی کو لاہور میں صدر لغاری کی جواں سال بھتیجی کو سول سیکرٹریٹ کے سامنے تین موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے زخمی کر دیا۔ آپریشن کر کے گولی نکال دی گئی۔

27 جولائی کو ایف۔ آئی۔ اے کی درخواست پر لاہور کے مجسٹریٹ نے میاں نواز شریف کے والد میاں محمد شریف، بھائی شہباز شریف اور بیٹے میاں حسن نواز کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔ اُن پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے حدیبیہ پیپر ملز کے نام پر قرضہ حاصل کرنے کا الزام ہے۔

محاصرے اور چھاپے

اگست 1995ء میں بھی صوبہ سندھ کے حالات ملکی سیاست پر چھائے رہے۔ یکم اگست کو اورنگی اور پیپلز کالونی میں چھاپہ مار کر پولیس نے فائرنگ اور ڈکیتی کی وارداتوں میں ملوث پانچ دہشت گردوں اور 36 افراد کو حراست میں لے لیا۔ گرفتار شدگان سے اسلحہ برآمد ہوا۔ اُن سے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی جا رہی ہے۔ اُسی روز ایف۔ آئی۔ اے نے تفتیش کے لیے چار زیر حراست نوجوانوں کو کراچی سے اسلام آباد منتقل کر دیا۔ ایئرپورٹ آمد پر اُن کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

فاروق دادا کی ہلاکت

2 اگست کو صبح سویرے فاروق دادا اپنے تین ساتھیوں جاوید مائیکل، غفار اور حنیف سمیت پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ سرکاری ذرائع کے مطابق وہ ایک چھینی ہوئی کار میں سوار ہو کر ایک اہم شخصیت کو لے جانے والے ہوائی جہاز کو اُڑانے کے لیے ایئرپورٹ جا رہے تھے۔ اُن سے 12 کلاشن کوف، راکٹ لانچر اور بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا۔ فاروق دادا پر فوج کے کپتان، دو تھانے داروں اور متعدد پولیس اہلکاروں سمیت 100 افراد کے قتل کا الزام تھا۔ اُس کے سر کی قیمت دس لاکھ روپے اور جاوید مائیکل کے سر کی قیمت پانچ لاکھ تھی۔ بے نظیر بھٹو نے فاروق دادا اور ساتھیوں کو ہلاک کرنے والی پولیس پارٹی کے لیے ایک ایک لاکھ روپے انعام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں جلد امن قائم ہو جائے گا۔

نصیر بابر نے کہا کہ فاروق دادا دہشت گردوں کا کمانڈر انچیف تھا۔ اُس کی نعش بے گور و کفن پڑی رہی۔ کوئی اُس کی باڈی کلیم نہیں کر رہا ہے۔ دہشت گرد اس سے عبرت حاصل کریں۔ ہمارا خیال تھا کہ ایم۔ کیو۔ ایم فاروق دادا کی ہلاکت پر کوئی کال دے گی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ عمران فاروق بال بال بچ گیا ہے۔ دہشت گردی کے خاتمے تک آپریشن جاری رہے گا۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ اس سے قبل بھی پولیس اس نام کے دو افراد کو مار چکی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس مرتبہ اصل فاروق دادا مارا گیا ہو۔ الطاف حسین نے کہا کہ فاروق دادا اور اُس کے تین ساتھیوں کو گرفتار کر کے تشدد کیا گیا اور پھر قتل کیا گیا۔ یہ کیسا پولیس مقابلہ تھا کہ کسی سرکاری اہلکار کے خراش تک نہیں آئی۔ وزیر داخلہ کے خلاف ان کے قتل کا مقدمہ درج کیا جائے۔ نصیر بابر نے کہا کہ یہ درست نہیں ہے کہ فاروق دادا کو پہلے پکڑا گیا اور پھر مارا گیا۔ فاروق دادا کو ایم۔ کیو۔ ایم کے پرچم کے ساتھ 11 اگست کو دفن کیا گیا۔ ایف۔ آئی۔ اے نے فاروق دادا کے

والد، بہن اور تین بھائیوں کو اسلام آباد منتقل کر دیا گیا جہاں سے اُن سے معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔

آئی۔ جی۔ پولیس سندھ نے بتایا کہ کراچی میں 6 ہزار دہشت گرد ہیں۔ بدامنی کی حالیہ لہر میں 35 سرکاری اہلکار ایم۔ کیو۔ ایم کے 108، حقیقی کے 96، پیپلز پارٹی کے 31، سپاہ صحابہ کے 52 اور سپاہ محمد کے 68 افراد سمیت 1312 افراد ہلاک ہوئے ہیں۔

الطاف حسین نے صدر لغاری سے اپنے خط میں اپیل کی کہ وہ اُن کے کارکنوں پر تشدد بند کرائیں۔ حکومت ہمارے اسیروں پر تشدد کر کے ایک نئی ایم۔ کیو۔ ایم بنوا رہی ہے۔ اجمل دہلوی نے بھی صدر کے نام اپنے خط میں لکھا کہ ہمیں لاشوں کے تحفے دینے کا مقصد یہ ہے کہ مذاکرات کو ناکام بنا دیا جائے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ اب مذاکرات شروع کرنے سے قبل ایم۔ کیو۔ ایم ہماری طلب کی ہوئی وضاحتوں کے تحریری جواب دے۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ حکومت اپنے سخت رویہ میں کسی تبدیلی پر آمادہ نہیں۔

سخت ترین حفاظتی انتظامات کے باوجود یکم اور دو اگست کو 8 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

3 اگست کو پولیس نے نیشنل ہائی وے پر ایک ٹرک سے ایک کروڑ روپے سے زائد مالیت کا اسلحہ برآمد کر لیا جو کراچی لایا جا رہا ہے۔ الفلاح، شمسی سوسائٹی، گولڈن ٹاؤن، پنجاب کالونی، گلبہار، اورنگ آباد، پاپوش نگر، بلدیہ اور سعید آباد کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ دو سو افراد گرفتار کر لیے گئے۔ اسلحہ دستیاب نہیں ہوا۔ ایئرفورس کے دو اہلکاروں کے اغوا کی اطلاع پر الکرم اسکوائر کا محاصرہ کر کے ایم۔ کیو۔ ایم کے دفتر کی تلاشی لی گئی۔ 5 اگست کو اورنگی کا تیسری مرتبہ محاصرہ کر کے دو ہزار افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ بیشتر کو پوچھ گچھ کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ 7 اگست کو ناظم آباد کے ایک مکان پر چھاپہ مار کر پولیس نے فہیم کمانڈو اور اُس کے تین ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ فہیم نے انسپکٹر بہادر علی، ڈی۔ ایس۔ پی امداد علی اور کئی سرکاری اہلکاروں کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔ ملزمان نے بتایا کہ وہ ڈی۔ ایس۔ پی چوہدری مجید کے قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے اور یہ کہ اُنہیں ندیم نصرت کے ذریعے لندن سے ہدایات ملتی ہیں۔ دوسرے مقامات پر چھاپوں کے دوران 17 خطرناک ملزمان بھی گرفتار کر لیے گئے۔ حیدر آباد میں بھی چھاپے مار کر 12 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ مطلوبہ افراد کے نہ ملنے پر رشتہ دار گرفتار کر لیے گئے۔

7 اگست کو صبح کے وقت میٹھادر سے کلاشنکوف سمیت گرفتار ہونے والا ملزم محمد الطاف انتقال کر گیا۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ اُس کی موت دل کے دورہ کی وجہ سے ہوئی۔

محاصروں، چھاپوں اور گرفتاریوں کے باوجود 3 سے 7 اگست تک 60 افراد کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ 3 اگست کو ایک گھر میں گھس کر چار افراد کو قتل کر دیا گیا۔ ایک کوچ سے بارہ افراد کی نعشیں ملیں جن کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور ہر فرد کے سر اور ماتھے پر گولیاں مار

کر ہلاک کیا گیا تھا۔ گلشن اقبال میں ایس۔ ڈی۔ ایم کی گاڑی پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں ایس۔ ڈی۔ ایم محمد نواز خشک اور اُن کا گن مین موقع پر دم توڑ گئے۔ نواز خشک مقابلہ کا امتحان پاس کر کے براہ راست ایس۔ ڈی۔ ایم مقرر ہوئے تھے۔

حکومت نے ایم۔ کیو۔ ایم کی رابطہ کمیٹی اور مذاکراتی ٹیم کے ارکان پر بیرون ملک جانے پر پابندی لگا دی۔ اجمل دہلوی اور شعیب بخاری کو لندن جانے سے روک دیا گیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ یہ پابندی دستور اور اخلاقیات کے خلاف ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم سیاسی جماعت نہیں۔ یہ دہشت گردی پر یقین رکھتی ہے۔ جاوید لنگڑا، ندیم کمانڈو جیسے لوگ سرسید اور لیاقت علی خاں مرحوم کے کلچر کی نمائندگی نہیں کرتے، یہ بھارت کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ دو قومی نظریہ کا مذاق اُڑانے والوں کے ساتھ مذاکرات کس طرح ہو سکتے ہیں۔ صدر لغاری نے کہا کہ کراچی کو علیحدہ ریاست بنانے کی سازش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ نصیر بابر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم میں خود بخود نئی قیادت اُبھرے گی۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ حکومت نے ایم۔ کیو۔ ایم کو الطاف گروپ نہ کہنے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ مہاجر متحد رہیں۔ بے نظیر، نصیر بابر اور عبداللہ مہاجر کے قاتل ہیں۔ میں لندن میں بیٹھ کر اپنے کارکنوں کو لوگوں کے قتل کرنے کے احکامات نہیں دے رہا ہوں۔ ظالم حکمرانوں پر اللہ کا قہر نازل ہو گا۔

نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے جان بوجھ کر مذاکرات میں ڈیڈلاک پیدا کیا ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم دونوں غیر سنجیدہ اور متعصب گروہ ہیں۔ مڈٹرم انتخابات ہی ملکی مسائل کا حل ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ مڈٹرم انتخابات کا کوئی امکان نہیں۔ دس سال بعد کراچی میں حکومت کی اتھارٹی قائم ہوئی ہے۔

5 اگست کو حقوق انسانی کی تنظیم کے انصار برنی ملک چھوڑ کر لندن چلے گئے۔ اُنھوں نے کہا کہ میں دلبرداشتہ ہو کر لندن جا رہا ہوں۔ بعض شخصیات نے میرے قتل کا منصوبہ بنایا ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم سے چند اہم لوگوں کی جان کو خطرہ ہے۔

7 اگست کو وزیر اعظم بے نظیر نے اچانک کسی اطلاع کے بغیر بنارس، چوک، اورنگی، بلدیہ ٹاؤن، اور مچھی گراؤنڈ کا تین گھنٹے تک طوفانی دورہ کیا۔ گورنر اور وزیر اعلیٰ اُن کے ساتھ تھے۔ گلبہار کی ترقی کے لیے اُنھوں نے تین کروڑ روپے دینے کا اعلان کیا۔

8 اگست کو گلشن اقبال میں شاہراہ پر واقع ایک بنک سے مسلح افراد ڈیڑھ کروڑ روپے لوٹ کر فرار ہو گئے۔ عملے کو یرغمال بنا کر وہ دو گھنٹے تک اطمینان سے کارروائی کرتے رہے۔ کراچی کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا بنک ڈاکہ تھا۔

9 اگست کو میاں نواز شریف نے لاہور میں قاضی حسین احمد سے ملاقات کی۔ سرتاج عزیز بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ ملک اور خصوصاً کراچی کی صورت حال پر تبادلہ خیال ہوا۔

آپریشن

9 اگست کو ناظم آباد اور لیاقت آباد کی گھر گھر تلاشی لی گئی۔ سات سو افراد کو حراست میں لیا گیا۔ 45 لائسنس یافتہ ہتھیار برآمد ہوئے۔ 10 اگست کو سعید آباد میں پولیس مقابلہ میں ایک نوجوان خورشید عرف پونا ہلاک ہوگیا۔ اُس کے دوسرے ساتھی فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہوگئے۔ 12 اگست اورنگی کا محاصرہ کر کے پھر گھر گھر تلاشی لی گئی۔ اس دوران کسی کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ دو سو افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ بھاری تعداد میں اسلحہ بھی ملا۔ الطاف حسین نے کہا کہ ہم مہاجروں کی گرفتاریوں پر خاموش نہیں رہ سکتے۔ مہاجروں کو مٹانے کا مطلب پاکستان کو مٹانا ہے۔

نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے کراچی میں امن قائم کر دیا ہے۔ اس وقت آٹھ سو دہشت گرد کراچی میں سرگرم عمل ہیں۔ دو تین سو کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ہم نے کراچی کے تمام گھروں کا فضائی سروے مکمل کر لیا ہے۔ فہیم کمانڈو کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اعلیٰ قیادت نے گرفتار کروایا۔ شعیب بخاری نے کہا کہ یہ انکشاف دراصل فہیم کے قتل کی دھمکی ہے۔

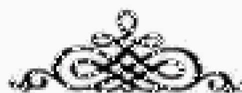
12 اگست کو نواز شریف نے کہا کہ کراچی کے عوام پر ظلم روا رکھا جا رہا ہے۔ غیر جانبدار حکومت کی نگرانی میں نئے انتخابات ناگزیر ہوگئے ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ ہماری حکومت پانچ سال مکمل کرے گی۔

اگست کے دوسرے ہفتے میں بھی کراچی میں 21 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

49 واں یوم آزادی

14 اگست کو پاکستان کے 49 ویں یوم آزادی کے موقع پر صدر لغاری نے کہا کہ آج کے عظیم دن لسانی، علاقائی اور مذہبی اختلافات اور تفرقہ بازی کو ختم کرنے کا عہد کیا جائے۔ وزیراعظم بے نظیر نے اس موقع پر کہا کہ قوم دہشت گردی، تشدد اور علیحدگی پسندی کی مذمت کرے۔

یوم آزادی کے موقع پر بھی دہشت گرد کراچی کے شہریوں کو موت کا پیغام دینے میں مصروف رہے۔ اُس روز بھی 14 افراد کو ابدی نیند سلا دیا گیا۔ قائداعظم کے مزار پر تقریب کے دوران ایک سپاہی کو گولی لگی۔ اُس وقت گورنر بھی وہاں موجود تھے۔ مقتول ایس۔ ایچ۔ او بہادر علی کے بھائی کو بھی گولی مار دی گئی۔ نئی کراچی میں ایک کوسٹر سے 16 افراد کی نعشیں ملیں۔





جماعت اسلامی کے زیر اہتمام ملین مارچ کا ایک منظر

باب 17

سندھ آتش فشاں کے دہانے پر

دہشت گردوں کے خلاف حکومت کے بڑے آپریشن کے باوجود آزادی کے 48 سال مکمل ہونے کے بعد ملک اور اُس کا سب سے بڑا شہر کراچی شدید بدامنی کا شکار ہیں۔ پورے پاکستان کو بدعنوانی کا ایک ایسا سمندر بنا دیا گیا ہے جس میں دیانت داری کا کوئی چھوٹا سا جزیرہ بھی نظر نہیں آتا۔ دہشت گردوں کی تلاش میں کراچی کی پورری پوری بستیوں کا طویل دورانیوں تک محاصرہ کرنے، ہزارہا افراد کو حراست میں لینے، فضائی سروے مکمل کرنے اور ملزمان کو پولیس مقابلوں میں قتل کرانے والے حکمرانوں نے یہ حقیقت فراموش کی ہے کہ ٹیکسوں کی چوری، کک بیک، پرمٹ، پلاٹ اور لائسنس کے اجراء اور سرکاری فنڈز میں خوردبرد بھی تو دہشت گردی اور وطن دشمنی کی بدترین مثالیں ہیں۔ کیا طیاروں، آبدوزوں اور ریلوے انجنوں کی خریداری پر کمیشن کی بھاری رقوم حاصل کرنا غداری کے مترادف نہیں۔ فیڈرل انٹی کرپشن کمیٹی کی جانب سے بعض شدید بدعنوانیوں کی نشاندہی کے باوجود حکومت نے خاموشی سادھ کر اس اہم ادارے کو محض کاغذ کی ایک ناؤ کیوں بنا رکھا ہے۔ ڈاکٹر محبوب الحق کے اس انکشاف کے باوجود کہ صرف ٹیکسوں کی مد میں 40 ارب روپے سالانہ کی چوری کی جاتی ہے، حکومت ٹیکس چوروں پر ہاتھ ڈالنے سے کیوں گریزاں ہے جبکہ دہشت گردی کی طرح کرپشن بھی تو ملک کا مسئلہ نمبرون ہے۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک اندازاً 100 کھرب سے زائد رقم بدعنوانیوں اور باقاعدگیوں کی نذر ہو چکی ہے لیکن پھر بھی حکومت اس بارے میں کوئی آپریشن نہیں کرتی کیونکہ خود وہ اس میں ملوث اور شریک ہے۔ ایسی حکومت جس کے ہاتھ کرپشن میں خود رنگے ہوں، کسی شعبہ میں بھی اصلاح کا کوئی کام انجام نہیں دے سکتی۔ اگر دہشت گردوں سے بڑے مجرم حکمرانوں کی اپنی صفوں میں موجود ہوں تو ملک میں امن، عدل اور انصاف کا قیام

ممکن نہیں۔ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے کرپشن کا خاتمہ ناگزیر ہے اور امن کے قیام کے لیے انصاف لازمی ہے۔

اگست کے تیسرے ہفتے میں بھی محاصروں' چھاپوں اور گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا۔ 16 اگست کو پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم کے عزیز آباد کے دفتر پر کمانڈو ایکشن کر کے بغیر کسی مزاحمت کے چار کارکنوں کو گرفتار کر لیا۔ ایک بنگلہ پر چھاپہ مار کر چھ افراد کے قتل میں ملوث طارق عرف کمانڈو کو گرفتار کر لیا گیا۔ 17 اگست کو نصرت بھٹو کالونی میں پولیس مقابلہ میں ایک ملزم ہلاک ہو گیا۔ اورنگی ٹاؤن سے کچی گراؤنڈ کے انچارج اور بارہ افراد کے قتل میں ملوث دو افراد کمال انصاری اور صدیق ماما کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کارروائیوں میں اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ حیدر آباد میں بھی ایک خالی پلاٹ پر چھاپہ مار کر پولیس نے راکٹ لانچر' چار گولے' تین ہینڈ گرینڈ اور آتش گیر مادہ برآمد کر لیا۔ 17 اگست کو ناظم آباد کراچی سے سات مبینہ دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ 18 اگست کو رابطہ کمیٹی نے کہا کہ لیاقت آباد پولیس نے ہمارے ایک کارکن رفیق احمد کو تشدد کر کے ہلاک کر دیا۔ 20 اگست کو پولیس نے پاک کالونی کا 15 گھنٹے تک محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ سرکاری ذرائع کے مطابق ایم۔ کیو۔ ایم سے متعلق ندیم عرف پتھر' امین ٹی ٹی اور اسلم سمیت 9 خطرناک ملزم گرفتار کر لیے گئے۔ محاصرہ کے دوران 9 ہزار افراد سے پوچھ گچھ کی گئی۔ گلشن اقبال سے بھی ایم۔ کیو۔ ایم کے یونٹ انچارج سمیت سات دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ یونٹ انچارج ایک لیڈی ڈاکٹر کے قتل اور 5 بسوں کے جلانے میں ملوث ہے۔ ملیر سے ایک دہشت گرد ممتاز منا کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے ایک کانسٹیبل سمیت سات افراد کے قتل کا اعتراف کر لیا۔ اورنگی ٹاؤن میں ایک ٹارچر سیل پر چھاپے کے دوران پولیس مقابلہ میں دو نوجوان اشفاق احمد اور حمید گل مارے گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ پولیس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے ٹارچر سیل میں تشدد کا نشانہ بنایا اور پھر قتل کر کے پولیس مقابلہ قرار دے دیا۔ ہم ہر روز اپنے پیاروں کی شہادت پر خون کے آنسو روتے ہیں۔ مہاجر ہونا جرم بن گیا ہے۔ حکومت اپنے ذہن سے مہاجر دشمنی کا بھوت اتار دے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم بموں اور راکٹوں کی سیاست نہیں کرنے دیں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے ایم۔ کیو۔ ایم کی بڑی بڑی مچھلیاں پکڑی ہیں۔ کراچی میں اب محاصروں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ اب تک دو سو دہشت گرد گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ صدر لغاری نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم اور حقیقی دونوں میں دہشت گرد موجود ہیں' حکومت نے انہیں پکڑنے اور مارنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔

اگست کے تیسرے ہفتے میں بھی کراچی میں 50 افراد دہشت گردی کی نذر ہو گئے۔ صرف ایک دن میں 15 اگست کو پاک بحریہ کے ایک جوان سمیت 20 افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ 16 اگست کو کورنگی سے دو نوجوانوں کی ہاتھ پاؤں بندھی لاشیں ملیں۔ 17 اگست کو چار افراد گولیوں سے

چھلنی کر دیئے گئے۔ 18 اگست کو لیاقت آباد سے اسلامی جمعیت طلبہ کے دو کارکنوں کی نعشیں ملیں۔ 21 اگست کو عزیز آباد میں کرائم برانچ کے اے۔ ایس۔ آئی محمد نذیر احمد کو دن دہاڑے گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ بفرزون میں دو نوجوانوں کو اغوا کر کے تشدد کرنے کے بعد گولی مار دی گئی۔

16 اگست کو نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت رخصت ہونے والی ہے۔ کارکن انتخابات کی تیاری کریں۔ بے نظیر جیل میں بند شیخ رشید کا ہی مقابلہ کر کے دکھائیں۔ ہم اقتدار میں آ کر 60 دن کے اندر امن بحال کر کے لوٹا ہوا مال واپس لے لیں گے۔ مظلوموں کو دہلیز پر انصاف ملے گا۔ مجھے نقصان پہنچانے کے لیے میری شوگر ملوں کو سربمہر کیا گیا۔ جنرل وحید کے بارے میں تاریخ فیصلہ کرے گی۔ غلام اسحٰق، آصف نواز اور اسلم بیگ نے میری حکومت نہیں چلنے دی۔

ایم۔ کیو۔ ایم کی مذاکرات پر آمادگی

17 اگست کو ایم۔ کیو۔ ایم نے اچانک حکومت کو مذاکرات کی بحالی کی دعوت دے دی اور کہا کہ اگر حکومت "الطاف گروپ" کی رٹ لگانے پر بضد ہے تو اپنا یہ شوق بھی پورا کرتی رہے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ہم وقت، ہر جگہ غیر مشروط طور پر مذاکرات کے لیے آمادہ ہیں۔ این۔ ڈی۔ خان نے کہا کہ دوسری مصروفیت کی وجہ سے اس ہفتے کے دوران مذاکرات نہیں ہو سکتے۔ اس ماہ کے آخر میں مذاکرات کا امکان ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی جانب سے غیر معمولی نرمی اور حکومت کی طرف سے سختی اس بات کی دلیل ہے کہ حکمرانوں کو کراچی کی حالت پر قابو پا لینے کا یقین ہو گیا ہے۔

مختار حسن کی رحلت

20 اگست کو ممتاز صحافی، ہفت روزہ زندگی کے ڈپٹی ایڈیٹر اور روزنامہ "جسارت" کے کالم نویس مختار حسن قضائے الٰہی سے اسلام آباد میں وفات پا گئے۔ دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا۔

بی۔ بی۔ سی کے دفتر پر حملہ

24 اگست کو چھ بجے شام مسلح افراد نے بی۔ بی۔ سی کے دفتر واقع اسلام آباد پر حملہ کر کے آگ لگانے والا ایک بم پھینکا جس سے عمارت میں آگ بھڑک اٹھی۔ دفتر کے اندر توڑ پھوڑ شروع کر دی۔ ایک حملہ آور نے بی۔ بی۔ سی کے بیورو چیف ڈینیل لیک پر لوہے کی سلاخ سے

حملہ کر دیا۔ وہ بی۔ بی۔ سی مردہ باد کے نعرے لگاتے اور فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے۔

مذاکرات کی دعوت

غیر متوقع طور پر این۔ ڈی۔ خاں نے اچانک ایم۔ کیو۔ ایم کو 29 اگست کو چار بجے شام گورنر ہاؤس کراچی میں مذاکرات کی دعوت دے دی اور کہا کہ ہم مذاکرات میں اپنا وضاحتوں کا مطالبہ نہیں اٹھائیں گے۔ اگر الطاف گروپ امن کی بحالی میں ہماری مدد کرے تو ہم اُسے حکومت میں حصہ دینے کو تیار ہیں۔ تین ماہ میں بلدیاتی انتخابات بھی کرائے جا سکتے ہیں۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کو اب بھی الطاف گروپ کہنے کے باوجود ہم نے مذاکرات میں شرکت کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیکن ہماری مصروفیات کی وجہ سے وقت چار بجے کے بجائے چھ بجے رکھا جائے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ مذاکرات پر آمادگی اجمل دہلوی کے محب وطن ہونے کا ثبوت ہے۔

23 اور 24 اگست کی ہڑتال پہلے جیسی تو کامیاب نہیں تھی لیکن پھر بھی حکومت اپنے تمام وسائل کو کام میں لانے کے باوجود انہیں ناکام نہیں بنا سکی اور نہ ہی دہشت گردی کی وارداتوں کو ختم کر سکی۔ دونوں کو اپنی اس کمزوری کا احساس تھا۔ اس بنا پر سابقہ روش سے رجوع کر کے حکومت نے از سر نو مذاکرات پر اپنی آمادگی ظاہر کی اور ایم۔ کیو۔ ایم نے بھی اسے غیر مشروط طور پر قبول کر لیا۔

خیر سگالی کی فضاء کے باوجود 25 اگست کو بھی کراچی میں 6 افراد دہشت گردی کی نذر ہو گئے۔ ماڈل کالونی میں ایک کانسٹیبل کو ہلاک کر دیا گیا۔ سرگودھا سے فیصل آباد جانے والی مسافر بس میں بم کے ایک خوفناک دھماکے میں 15 افراد ہلاک اور 22 زخمی ہو گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ بس میں بم دھماکہ کی ذمہ دار حکومت ہے۔ جس نے ملک کو دہشت گردوں اور تخریب کاروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ مسلم لیگ کے مشاہد حسین نے کہا کہ حالات ایسے ہی رہے تو پھر ملک صومالیہ یا لبنان بن جائے گا۔ نصیر بابر کراچی میں نعشوں کی سیاست کر رہے ہیں۔ بحران کا واحد حل مڈٹرم الیکشن ہیں۔

26 اگست کو دہشت گردی کی ایک لرزہ خیز واردات نے پورے کراچی کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس روز صبح سویرے ایک درجن سے زائد افراد نے جو خود کو پولیس والے کہہ رہے تھے، موہنی کالونی میں تین گھروں سے دس افراد کو اغوا کر کے ایک مکان میں جمع کیا۔ تمام افراد کے ہاتھ پیر باندھے، آنکھوں پر پٹیاں چڑھا دیں۔ پھر اُن سے کہا گیا کہ کلمہ پڑھ لو اور ساتھ ہی گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ گولیاں لگتے ہی یہ ایک دوسرے پر گر گئے۔ تین افراد کے بھیجے اُڑ گئے۔ دو زخمی نعشوں کے نیچے دب جانے سے معجزانہ طور پر بچ گئے جبکہ 8 ہلاک ہو گئے۔ ہلاک شدگان کا

تعلق مانسہرہ سے تھا۔ اُن میں چار حقیقی بھائی تھے۔ ملزمان واردات کے بعد دو گاڑیوں میں بیٹھ کر فرار ہوگئے۔ پولیس دو گھنٹے تاخیر سے پہنچی۔ آٹھوں افراد کی میتیں مانسہرہ روانہ کر دی گئیں۔ صوبائی وزیر خواجہ محمد اعوان میتوں کے ساتھ گئے۔ نصیر بابر نے کہا کہ 8 افراد کا قتل حکومت پر دباؤ ڈالنے کی حکمت عملی لگتی ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ وزیر خارجہ اپنے ہی عوام کا قتل عام کرا کے جنگی جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ان افراد کے قتل میں حکومت خود ملوث ہے۔ ہماری جدوجہد غاصب حکمرانوں کے خلاف ہے۔ فائرنگ کی دوسری وارداتوں میں مزید 13 افراد جاں بحق ہوگئے۔ ایک سپاہی موبائل کی مرمت کر رہا تھا کہ نامعلوم افراد نے اُسے ہلاک کر دیا۔ قصبہ کالونی سے بوری میں بند نعش ملی۔

ریٹائرڈ میجر کا قتل

27 اگست کو میجر (ر) شاہنواز اپنے بیٹے خرم کے ہمراہ شمالی ناظم آباد کے مکان سے دفتر جانے کے لیے کار میں روانہ ہوئے کہ پہلے سے اُن کی گھات میں بیٹھے ہوئے موٹر سائیکل سواروں نے اُن پر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ شاہنواز نے موقع پر دم توڑ دیا جبکہ اُن کا 16 سالہ بیٹا شدید زخمی ہوگیا۔ شاہنواز امریکی ڈرگ انفورسمنٹ ایجنسی کے لیے کام کرتے تھے۔ خرم اپنے والد کو بس اسٹاپ چھوڑنے جا رہا تھا کہ فائرنگ کی زد میں آ گئے۔ فائرنگ کی دوسری وارداتوں میں بھی دو افراد ہلاک ہوگئے۔ مختلف علاقے فائرنگ سے گونجتے رہے۔

27 اگست کو کورنگی میں ایک شخص کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کر دیا گیا۔

محاصرے

28 اگست کو فیڈرل "بی" ایریا، یوسف پلازہ، کورنگی، جمشید کوارٹرز اور ککری گراؤنڈ کا محاصرہ کر کے مکانوں اور فلیٹوں کی تلاشی لی گئی۔ ڈھائی سو سے زائد افراد کو حراست میں لے کے علاوہ 8 دہشت گرد بھی گرفتار کر لیے گئے۔ اُن میں سے دو فاروق اور منظور ایم۔ کیو۔ ایم کے یونٹ انچارج رہ چکے ہیں۔ چار دہشت گردوں نے سکیورٹی گارڈز، حقیقی اور اسلامی جمعیت طلبہ کے کارکنوں کے قتل اور گاڑیوں کو آگ لگانے کی وارداتیں کرنے کا اعتراف کر لیا۔ دوسرے گرفتار شدگان میں زیادہ تر نوعمر لڑکے اور نوجوان شامل ہیں۔

28 اگست کو ایم۔ کیو۔ ایم کا ارشد کے۔ ٹو ٹونیرنگ سنیما لیاقت آباد کے عقب میں پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ ارشد سپر مارکیٹ فائرنگ کیس میں نامزد ملزم تھا۔ پولیس نے ارشد کی نعش اُس کی ماں کے حوالے کر دی۔ نصیر بابر نے کہا کہ ارشد کی ہلاکت کے بعد دہشت گردوں

کی کمر ٹوٹ گئی۔ اب وہ پناہ کی تلاش میں ہیں۔ 90 فیصد اسلحہ بازیاب کر لیا گیا ہے۔ حالات قابو میں آ رہے ہیں۔ امن کی بحالی کے دوران 233 پولیس اہلکار جاں بحق ہوئے۔

الطاف حسین نے کہا کہ حکومت ظلم کر کے مہاجروں کو دیوار سے لگا رہی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت نے ملک کو سنگین خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔

اخبارات کا احتجاج

نیوز پرنٹ پیپر پر ڈیوٹی اور سیلز ٹیکس لگانے کے خلاف اخبارات نے بطور احتجاج 4 ستمبر کو ملک گیر ہڑتال کرنے فیصلہ کر لیا۔ بے نظیر نے کہا کہ خواہ سال کے 365 دن کوئی بھی اخبار شائع نہ ہوا' پھر بھی ڈیوٹی واپس نہیں لیں گے۔ اپوزیشن نے ہڑتال کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر کا بیان فرعونیت ہے۔

آل پاکستان کلرکس ایسوسی ایشن کے صدر نے کہا کہ حکومت نے ہمارے مطالبات کے بارے میں اپنے وعدوں سے انحراف کیا ہے اس لیے ہم 26 ستمبر کو اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گے۔

مذاکرات کا آغاز

29 اگست کو حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات کا چھٹا دور گورنر ہاؤس کراچی شروع ہوا۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ اگر ظلم و زیادتی کا ازالہ ہو' آپریشن بند ہو اور محاصرے ختم ہوں تو اعتماد بحال ہو جائے گا۔ اور اس طرح حکومت میں شمولیت کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ اگر بوریوں میں بند لاشیں ملتی رہیں تو پھر اعتماد کس طرح بحال ہو سکتا ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں 6 ماہ کے لیے سیزفائر ہو جائے گی تو ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ اقتدار میں شرکت کا فارمولا طے پا سکتا ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ اقتدار ہماری منزل نہیں۔ حکومت اپنی انتظامیہ کو سیزفائر کا حکم دے۔ یہ مذاکرات مخلصانہ نہیں بلکہ دونوں جانب سے وقت گزاری کا ایک ذریعہ تھے۔ نتیجہ خیز نہ ہونے کے باوجود 30 اگست کو بھی دونوں کے درمیان تین گھنٹے تک مذاکرات ہوئے اور طے پایا کہ اگلا دور 3 ستمبر کو ہو گا۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم امن کے قیام میں تعاون کرے اور ہڑتالوں سے گریز کرے۔ الطاف حسین نے کہا کہ عوام پُرامن احتجاج کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔

30 اگست کو امریکہ کی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے حکومت سندھ کے وزراء اور ایم۔ کیو۔ ایم کے رہنماؤں سے ملاقات کر کے کراچی کی صورت حال پر بات چیت کی۔ رابن

رافیل نے کراچی میں خونریزی بند کرنے کے لیے دونوں فریقوں کے درمیان سیاسی تصفیہ کرنے پر زور دیا۔

30 اگست کو رابن رافیل نے صوبہ سندھ کے وزراء اور ایم۔ کیو۔ ایم کے رہنماؤں سے ملاقات کر کے کراچی کی صورت حال پر بات چیت کی۔ رابن رافیل نے کراچی میں خونریزی بند کرنے کے لیے دونوں فریقوں کے درمیان سیاسی تصفیہ کرنے پر زور دیا۔

30 کو حکومت سندھ نے صوبہ بھر میں اسلحہ فروشوں کے لائسنس معطل کر کے اسلحہ کی خرید و فروخت پر پابندی عائد کر دی۔ اسی روز ناظم آباد میں ایک گھر میں گھس کر مسلح افراد نے سوتے ہوئے دو حقیقی بھائیوں کو گولیوں سے بھون ڈالا۔

محاصرے اور گرفتاریاں

30 اگست کو بلدیہ ٹاؤن کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ 500 افراد کو حراست میں لے کر انہیں قطار میں کھڑا کر کے نقاب پوش مخبروں سے شناخت کرائی گئی۔ اُن کی نشاندہی پر 151 افراد کو باضابطہ طور پر گرفتار کر لیا گیا۔ دوسرے علاقوں میں چھاپے مار کر 30 مبینہ دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ اُن سے بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا۔ مخبروں کی نشاندہی پر قبر میں دفن راکٹ لانچر اور دستی بم برآمد کیے گئے۔ کٹی گراؤنڈ کے ایک بڑے ملزم کو بس اسٹاپ سے گرفتار کر لیا گیا۔ 39 افراد کو اغوا کر کے قتل میں ملوث چار مبینہ دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ اُن میں سے تین ملزمان امجد خاں عرف بڑھے کی روح، کمال عرف پارا اور طارق عرف تیمور نے 34 افراد کو قتل کر کے اُن کی لاشیں کٹی گراؤنڈ میں پھینکنے کا اعتراف کر لیا۔ فیروز آباد میں بھی فائرنگ کے تبادلہ کے بعد چار ملزمان گرفتار کر لیے گئے۔ حیدر آباد میں بھی ایم۔ کیو۔ ایم کے ظفر مغل سمیت 24 افراد گرفتار کر لیے گئے لیکن یہ بات باعث حیرت ہے کہ ایسے سنگین جرائم کا اعتراف کرنے والے ملزمان کو حکومت کسی عدالت کے سامنے پیش نہیں کرتی۔ یا تو وہ منظر سے غائب ہو جاتے ہیں یا پولیس مقابلہ میں قتل ہو جاتے ہیں۔

31 اگست کو اجمل دہلوی نے کہا کہ نصیر بابر کے حکم پر ایم۔ کیو۔ ایم کی خواتین بھی گرفتار کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے 48 گھنٹے کے اندر خواتین کو رہا کرنے کا مطالبہ کیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ ہم ماؤں اور بہنوں کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتے۔ ہماری کارکن سیما زریں کو فوری طور پر رہا نہیں کیا گیا تو ہم آئندہ لائحہ عمل بنانے میں آزاد ہوں گے۔ نصیر بابر نے خواتین کی گرفتاری کی تردید کی اور کہا کہ ہم ماؤں بہنوں کی عزت کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اگر مجھے کراچی کا ٹکا خاں سمجھتے ہیں تو یہ اُن کی سوچ ہے۔

صدر لغاری نے کہا کہ کراچی کا مسئلہ مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے۔ بے نظیر نے کہا

کہ ہماری خواہش ہے کہ گھر، بازار اور گلیاں روشن ہوں اور کارخانے چلتے رہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت نے عوام سے جینے کا حق چھین لیا ہے۔ مسلم لیگ جلد اقتدار میں آکر ظالموں کا احتساب کرے گی۔

31 اگست کو اسلام آباد میں سپاہ محمد پاکستان کے سربراہ علامہ مرید عباس یزدانی کو گرفتار کر لیا گیا۔ اُن کے مرکزی دفتر سے اسلحہ بھی برآمد ہوا۔

عبدالستار ایدھی کا انٹرویو

31 اگست کو عبدالستار ایدھی نے سعودی عرب کے ایک روزنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ میں جلد ہی ایدھی ٹرسٹ سے ریٹائر ہو کر عملی سیاست میں حصہ لوں گا۔ ہم نے 48 برسوں میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں پر مشتمل 1420 ایسے خاندان پیدا کئے ہیں جو ہیروئن کی فروخت اور اسلحہ کی اسمگلنگ میں ملوث ہیں۔

چھاپے اور گرفتاریاں

پولیس نے اورنگی ٹاؤن نئی کراچی اور لیاقت آباد میں رات بھر چھاپے مار کر 14 اشتہاری ملزم اور 12 مبینہ قاتل گرفتار کر لئے۔ بڑی تعداد میں اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ 3 ستمبر کو پولیس نے دو یونٹ انچارج سمیت ایم۔ کیو۔ ایم کے 5 کارکن گرفتار کر لئے۔ ایک ملزم نے پولیس والوں اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں سمیت 38 افراد کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔ 4 ستمبر کو سہیل کمانڈو کو اس کے دو ساتھیوں سمیت رفاہ عام سوسائٹی سے گرفتار کر لیا گیا۔ اسلحہ فروخت کرنے والا ایک ملزم بھی اپنے ساتھیوں سمیت پکڑا گیا۔

گلشن اقبال میں ایم۔ کیو۔ ایم کے دو کارکن یامین اور بابر پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو گئے۔ دونوں قتل کی وارداتوں میں ملوث تھے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کا دوسرا کارکن طارق عرف تیمور سینٹرل جیل کراچی میں پر اسرار طور پر ہلاک ہو گیا اسے 16 اگست کو گرفتار کیا گیا تھا۔ ڈپٹی کمشنر نے اس کی ہلاکت کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ طارق تیمور کی والدہ شہناز بیگم نے پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرے بیٹے کے قتل کے ذمہ دار بے نظیر، نصیر بابر، عبداللہ شاہ ہیں۔ میرا بیٹا اگر دہشت گرد تھا تو حکومت عدالت میں ثابت کر کے سزا دلواتی۔ ڈاکوؤں کے پاس تو لوٹا ہوا مال ہوتا ہے۔ ہمارے پاس تو کھانے تک کو کچھ نہیں۔ میرا بیٹا گھر کا واحد کفیل تھا۔ نصیر بابر نے کہا طارق کی والدہ کا دعویٰ غلط ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کامیاب کارروائیوں نے الطاف گروپ کی کمر توڑ دی ہے۔ ہمیں ان کے ٹھکانوں اور نیٹ

ورک کا پتہ چل گیا ہے۔ اگر منتخب ارکان سندھ اسمبلی دہشت گردی کی حمایت ترک کر دیں تو انہیں حکومت میں شریک کیا جا سکتا ہے۔

نصیر بابر نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم دور آمریت کی یادگار ہے۔ دسمبر تک کراچی میں امن قائم ہو جائے گا۔ قربانی کی کھالوں کے ڈیڑھ کروڑ روپے میں سے 80 لاکھ الطاف حسین کو بھیج دیئے گئے۔ کراچی کے 75 تھانیدار تبدیل کئے جا رہے ہیں۔ 500 پولیس اہلکار نکال دیئے گئے ہیں سات انسپکٹر جیلوں میں بند ہیں۔ پنجاب سے پولیس کی نئی نفری آ چکی ہے۔ اسٹیل ملز پی۔ آئی۔ اے پورٹ قاسم اور کے۔ پی۔ ٹی میں مہاجر اپنے کوٹے سے زیادہ ہیں فوج میں ان کا ایک سپاہی بھی نہیں سارے کے سارے افسر ہیں۔ وفاقی حکومت میں 17 سے 22 تک کے گریڈ میں وہ اپنے کوٹے سے 600 فی صد زیادہ ہیں۔ الطاف گروپ کے سرگرم کارکنوں نے کئی کئی شناختی کارڈ اور پاسپورٹ بنوا رکھے ہیں انیس قائم خانی کسی اور نام سے ہماری حراست میں ہے۔ عوام اب خود دہشت گردوں کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم، جماعت اسلامی، جے۔ یو۔ آئی سمیت تمام جماعتیں کراچی میں پرامن سیاسی عمل کا آغاز کر دیں۔

صوبائی اسمبلی کی رکنیت

5 ستمبر کو سندھ اسمبلی کے ڈپٹی، سپیکر نبیل گبول نے کہا کہ اگر ایم۔ کیو۔ ایم کے ممبران اسمبلی مزید دس روز غیر حاضر رہے تو ان کی رکنیت کے خاتمے کے لئے الیکشن کمیشن سے رجوع کیا جائے گا۔ شعیب بخاری نے کہا کہ اگر ہمارے اسیر ارکان کو اسمبلی میں شرکت کے لئے نہیں لایا گیا تو ہمارا اجلاس کا بائیکاٹ جاری رہے گا۔

مذاکرات

بد امنی اور کشیدگی کے باوجود حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان 3 ستمبر اور پھر 7 ستمبر کو گورنر ہاؤس کراچی میں مذاکرات کے دو دور ہوئے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ گھنٹوں تک جاری رہنے والی بات چیت کے باوجود مذاکرات میں ایک انچ کی پیش رفت بھی نہیں ہو سکی۔ البتہ دونوں فریق بات چیت جاری رکھنے پر رضامند ہو گئے۔ مذاکرات کا اگلا دور اسلام آباد میں 13 ستمبر کو ہوا جس میں اجمل دہلوی نے سرکاری ٹیم کو ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک نکاتی فارمولا پیش کر دیا۔ چار گھنٹے طویل مذاکرات کے بعد اجمل دہلوی نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ طوالت سے بچنے کے لئے ہم نے اپنا ایک نکاتی فارمولا حکومت کے حوالے کر دیا ہے، اب نتیجہ حکومت کے رویہ پر منحصر ہے۔ وزیر داخلہ نے اپنی متوازی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ لیکن ہم اشتعال میں نہیں

آئیں گے۔

اکتوبر کے دوسرے ہفتے میں بھی 26 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ پولیس گاڑیوں اور موبائلوں پر حملے ہوئے۔

صوبائی اسمبلی

10 ستمبر کو فاروق ستار کو جیل سے صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے اسمبلی بلڈنگ لایا گیا۔ لیکن وہ ایوان میں نہیں آئے اور کہ کہ جب تک ہمارے دوسرے چھ اسیر ارکان کہ جنہیں اسلام آباد منتقل کر دیا گیا ہے نہیں لایا جاتا ہمارا اسمبلی کا بائیکاٹ جاری رہے گا۔ سندھ اسمبلی نے ایم۔ کیو۔ ایم کے 24 ارکان کی چھٹی کی درخواستیں منظور کر لیں لیکن فاروق ستار نے کہا کہ ہم نے چھٹی کی کوئی درخواست نہیں دی۔

یونس حبیب کی اہلیہ کی ہلاکت

مہران بنک اسکینڈل کے مرکزی کردار اور ممتاز بینکار یونس حبیب کی دوسری اہلیہ زیبا شا حبیب کو دن دہاڑے 13 ستمبر کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ وہ اپنے شوہر کو عدالت میں کھانا دینے جا رہی تھیں کہ دو موٹر سائیکل سواروں نے عقب سے ان کی کار پر فائرنگ کر دی۔ بھائی زخمی ہو گیا۔ یونس حبیب نے کہا کہ میری کسی سے کوئی دشمنی نہیں۔

11 تا 15 ستمبر کراچی میں 13 افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ بوریوں میں ہاتھ پیر بندھی نعشیں ملیں۔ اغوا کر کے نوجوانوں کو قتل کیا گیا۔

عالمی ہفتہ احتجاج

ایم۔ کیو۔ ایم اوورسیز نے 11 تا 16 ستمبر دنیا کے مختلف ملکوں فن لینڈ، سویڈن، بلجیم، ناروے، جرمنی، فرانس، آسٹریا اور ڈنمارک وغیرہ میں ڈیڑھ سو سے زائد مقامات پر ہفتہ احتجاج کے دوران مصروف بازاروں اور دفاتر میں دس لاکھ ہینڈبل اور لٹریچر تقسیم کیا۔ 52 سفارت خانوں میں یادداشتیں پیش کیں۔ کارکنان نے احتجاجی مظاہرے کیے۔ انہوں نے مخصوص قمیص پہن رکھی تھیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ الطاف گروپ نے وزیراعظم اور مسلح افواج کے خلاف شرمناک ہینڈبل تقسیم کر کے غیر ملکی مداخلت کو دعوت دی ہے۔

16 ستمبر کو ٹیکسی میں سوار ایک سب انسپکٹر اور ایک سپاہی کو ان کے تعاقب میں مسلح افراد نے موقع ملتے ہی ان پر فائرنگ کر دی۔ دونوں موقع پر جاں بحق ہو گئے۔ 17 ستمبر کو پیپلز پارٹی کے

ایک رہنما عثمان غنی اور ان کے محافظ کو کالا پل کے نزدیک فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ 19 ستمبر کو پیر آباد میں پانچ پولیس اہلکار ڈیوٹی پر تھے کہ کٹی پہاڑی سے ان پر فائرنگ کی گئی۔ ایک کانسٹیبل نے موقع پر دم توڑ دیا۔ حب چوکی میں مسجد کے اندر فائرنگ سے دس افراد جاں بحق ہو گئے کوٹری جامشورو کے علاقے میں مسلح افراد نے تھرمل پاور اسٹیشن کے اندر گھس کر سیکورٹی گارڈز محمد الیاس اور مہر علی کو ہلاک کر دیا۔ حملہ آور ان کی دو کلاشن کوفیں اور 40 گولیاں لے کر فرار ہو گئے۔ مختلف علاقوں میں فائرنگ کی وارداتوں میں مزید 13 افراد ہلاک ہو گئے متاثرہ علاقے کریکر کے دھماکوں سے گونجتے رہے۔ ایک کوچ، پندرہ گاڑیاں اور ایک موٹر سائیکل جلا دی گئی۔ لیاقت آباد تھانے اور رینجرز کی گاڑیوں پر حملے ہوئے۔

الطاف حسین کی سالگرہ

الطاف حسین نے لندن سے کہا کہ 17 ستمبر کو ان کی 42 ویں سالگرہ کے موقع پر کوئی تقریب منعقد نہ کی جائے۔ میں کس دل سے خوشی مناؤں جبکہ مہاجروں کے ساتھ مفتوحہ قوم جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ خوشی اس وقت منائیں گے جب مہاجر قوم کو اس کے حقوق مل جائیں۔ میں سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے اکیلا مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔

محاصرے، چھاپے اور پولیس مقابلے

9 ستمبر کو فائرنگ کے تبادلے کے بعد پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم کے کاشف کمانڈو اور اس کے ایک ساتھی کو زخمی حالت میں گرفتار کر لیا جبکہ اس کے دوسرے ساتھی نعیم چریا، فہیم بھورا اور احمد فرار ہو گئے۔ ایک راہ گیر نوجوان آصف بھی فائرنگ کی زد میں آ کر جاں بحق ہو گیا۔ جب بے گناہ آصف کی نعش گھر پہنچی تو کہرام مچ گیا۔ پولیس نے مختلف مقامات پر چھاپے مار کر 36 مبینہ دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا۔ اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ گرفتار شدگان کو خفیہ مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ 12 ستمبر کو پولیس نے ارشد کے۔ ٹو کے 8 ساتھیوں کو گرفتار کر لیا جو موسیٰ کالونی کے اجتماعی قتل اور 50 سے زائد سنگین وارداتوں میں ملوث بتائے گئے۔ 15 ستمبر کو لانڈھی میں پولیس کے مقابلے کے بعد چار دہشت گرد گرفتار کر لئے گئے۔ 16 ستمبر کو رینجرز نے نئی کراچی کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ تین ہزار افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ ایک شخص فائرنگ کے تبادلہ میں ہلاک ہو گیا۔ لیاقت آباد میں بھی 12 افراد گرفتار کیا گیا۔ 17 ستمبر کو زماں ٹاؤن سے 6 دہشت گرد اسلحہ سمیت گرفتار کیے گئے۔ دو چھینی ہوئی گاڑیاں بھی برآمد ہوئیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا جو دہشت گرد زیر زمین چلے گئے ہیں وہ بھی جلد گرفتار کر لئے جائیں گے 18 ستمبر کو سعود آباد لیاقت

آباد اور بغدادی میں فائرنگ کے تبادلہ کے بعد پولیس نے 16 مبینہ دہشت گردوں کو گرفتار کر کے ان کے قبضہ سے بھاری تعداد میں اسلحہ اور مسروقہ گاڑیاں برآمد کر لیں۔ 19 ستمبر کو ضلع وسطی میں پولیس نے ایک گروہ کو گرفتار کر کے اس کے قبضے سے دو کروڑ روپے مالیت کے وائرلیس کے پرزے اور اسلحہ برآمد کر لیا جو تخریب کاری کے لئے استعمال ہوتا تھے۔ اجمیر نگری میں ایک گھر سے نقدی اور زیورات لوٹنے کے الزام میں ایک سب انسپکٹر اور ایک سپاہی کو گرفتار کر لیا گیا۔ گلشن اقبال کے ایک فلیٹ پر چھاپہ مار کر پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک سابق کونسلر عبدالمجید اور ان کے تین رشتہ داروں کو گرفتار کر لیا۔ کوٹری میں ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک رہنماء کی گرفتاری کے لئے پولیس نے ایک فیکٹری پر چھاپہ مارا۔ اس کے نہ ملنے پر پولیس نے فیکٹری منیجر کو گرفتار کر لیا۔

گرفتاری پر انعام

19 ستمبر کو حکومت سندھ نے ایم۔ کیو۔ ایم کے سابق ممبر اسمبلی اسامہ قادری اور ریحان کانا، ندیم چٹا، مجید منجھلا، یعقوب میڈا، سلیم کنکا، عارف اندھا، مبین ٹنڈا، نعیم شری سمیت سنگین جرائم میں ملوث 60 ملزمان کی گرفتاری کے لئے مجموعی طور پر 5 کروڑ روپے انعام کا اعلان کر دیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ سروں کی قیمت مقرر کر کے حکومت توہین عدالت کی مرتکب ہوئی ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو قومی سیاست سے جبراً باہر کیا جا رہا ہے۔

20 ستمبر کو پولیس نے غوثیہ نگر میں چھاپہ مار کر مخبری کے شبہ میں ایک شخص کو اس کے دو بیٹوں اور بیٹیوں سمیت 21 افراد کے قتل میں ملوث ایک مبینہ دہشت گرد محمد حفیظ کو گرفتار کر لیا۔ ارشد کے۔ٹو سمیت ایم۔ کیو۔ ایم کے 8 کارکنوں کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے گئے۔

مذاکرات

19، 20 اور 21 ستمبر کو اسلام آباد میں حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات کے تین ناکام دور ہوئے۔ 19 ستمبر کو دو گھنٹے تک جاری رہنے والی بات چیت میں حکومت نے ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک نکاتی فارمولا مسترد کر دیا۔ وہ مطالبہ کیا تھا اسے راز میں رکھا گیا۔ 20 ستمبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کی مذاکراتی ٹیم نے رئیس فاطمہ اور شازیہ فاروق کی بازیابی کا مسئلہ نہیں اٹھایا۔ 18 اور 21 نکات پر بات کی گئی۔ ایم۔ کیو۔ ایم کی ٹیم نے کہا کہ ایک مخصوص لابی کراچی میں بدامنی کی ذمہ دار ہے۔ 21 ستمبر کو ہڑتال کے باوجود ڈھائی گھنٹے تک مذاکرات جاری رہے لیکن کوئی پیش

رفت نہیں ہو سکی۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے کہا کہ اگر ہڑتال کے اسباب دور نہ کیے گئے تو مذاکرات کا آئندہ دور آخری دور ہو گا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے بطور احتجاج 26 ستمبر کو ہونے والے مذاکرات کا بائیکاٹ کر دیا۔

21 ستمبر کو کراچی، حیدر آباد اور سندھ کے دوسرے شہروں میں ہڑتال ہوئی۔ پرائیویٹ گاڑیاں بھی کم تعداد میں سڑکوں پر آئیں۔ حیدر آباد میں بنک کھلے رہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ کراچی پر ایم۔ کیو۔ ایم کا کنٹرول ختم ہو گیا۔ 21 ستمبر کو گاڑیاں چلیں اور بازار بھی کھلے رہے۔ احتجاج اب موثر نہیں رہا۔ الطاف حسین نے کہا کہ ظلم بند نہ ہوا تو ہڑتال کا سلسلہ جاری رہے گا۔ مذاکراتی ٹیم نے کہا کہ ہڑتالیں جمہوریت کا حصہ ہیں۔ حقوق خوشی سے نہ دیئے جائیں تو پھر چھیننا پڑتے ہیں۔

شہریوں کو تحفظ فراہم کرنے کی یقین دہانی کے باوجود 21 ستمبر کو کراچی میں ایک کم سن بچی اور ایک عورت سمیت 8 افراد ہلاک اور ایک درجن سے زائد زخمی کر دیئے گئے۔ 5 گاڑیاں جلا دی گئیں۔ سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کر کے ٹائر جلائے گئے۔ ٹریفک اور پولیس موبائلوں پر حملے کیے گئے۔

21 ستمبر کو بنک منیجر جنہیں حال ہی میں ان کی 30 سالہ خدمات پر گولڈ میڈل دیا گیا تھا، لسبیلہ چوک پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ آخر ستمبر تک مزید 46 افراد جاں بحق ہو گئے۔ 24 ستمبر کو لیاقت آباد میں ایک سب انسپکٹر کو گولی مار دی گئی۔ 25 ستمبر کو خواجہ اجمیر نگری میں رینجرز کے ہیڈ کوارٹر پر راکٹوں سے حملہ کیا گیا۔ 27 ستمبر کو ایس۔ پی ایسٹ قاضی عبدالمجید اپنے دو بیٹوں اے۔ ایس۔ آئی عدنان رشید اور بنک افسر عمران رشید کے ہمراہ پولیس گارڈ کے ساتھ ڈیوٹی پر جا رہے تھے کہ دہشت گردوں نے اُن کی جیپ پر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ جیپ گولیوں سے چھلنی ہو گئی۔ 28 ستمبر کو اے۔ ایس۔ پی اظہر حمید کی کار پر فائرنگ کی گئی لیکن جوابی فائرنگ سے حملہ آور فرار ہو گئے۔ گلبرگ تھانے میں تعینات اے۔ ایس۔ آئی شگفتہ پروین پر مسلح افراد نے اُس وقت فائرنگ کی جب وہ اپنے گھر نارتھ کراچی جا رہی تھیں۔ اسپتال پہنچ کر وہ چل بسیں۔

27 ستمبر کو اوباڑو اور گھوٹکی کی عدالتوں میں پیشی کے بعد سنگین وارداتوں میں ملوث 27 قیدیوں کو جیل واپس لے جایا جا رہا تھا کہ سکھر سے نزدیک قومی شاہراہ پر جدید اسلحہ سے لیس 20 مسلح افراد نے پولیس گاڑی پر اچانک حملہ کر کے 8 پولیس اہلکاروں کو ہلاک اور متعدد کو زخمی کر کے تمام 27 قیدیوں کو چھڑا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اُنھوں نے پولیس سے اسلحہ بھی لوٹ لیا۔ الطاف حسین نے 27 قیدیوں کے چھڑانے کے اس واقعہ کو قتل عام کرانے کی ایک سازش قرار دیا۔

رواں سال کے دوران کراچی میں 113 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ صرف ضلع وسطی میں

جو ایم- کیو- ایم کا گڑھ ہے، 507 افراد لقمہ اجل بنے- ستمبر کے دوران صرف 8 دن کام ہوا- بی- بی- سی نے کہا کہ ہڑتالوں سے آپ ایم- کیو- ایم کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہو رہا ہے- صرف دو ماہ میں ڈھائی ارب روپے کا نقصان ہو چکا ہے- حکومت سندھ کی ہدایت پر کے- ڈی- اے اپنے ہزاروں ملازمین کو ستمبر کے پورے مہینے کی تنخواہ کے بجائے 27 دن کی تنخواہ دی- تین دن کی تنخواہ ہڑتالوں کے دوران غیر حاضر رہنے کی وجہ سے کاٹ لی گئی-

آپریشن

23 ستمبر لیاقت آباد گڈاپ اور زمان ٹاؤن سے پولیس مقابلوں کے بعد19 دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے- بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا- گرفتار شدگان نے متعدد وارداتوں میں ملوث ہونے کا اعتراف کر لیا- 24 ستمبر کو بریگیڈ سے بھی 6 مبینہ دہشت گرد پکڑے گئے- گرفتار شدگان نے متعدد وارداتوں میں ملوث ہونے کا اعتراف کر لیا- ایک ملزم ایک سپاہی کا بیٹا ہے- اورنگی میں ایم- کیو- ایم کے دو کارکن آصف زیدی اور سعید پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو گئے- الطاف حسین نے کہا کہ چھاپوں کی آڑ میں گھر لوٹے جا رہے ہیں اور مہاجروں کی املاک پر قبضہ کیا جا رہا ہے- الطاف حسین نے نواز شریف کو کارکنوں کے قتل کی تفصیلات سے آگاہ کیا- ایم- کیو- ایم کی قیادت نے امریکی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ وہ کراچی میں مہاجر قوم کے ساتھ مظالم اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا جائزہ لینے کے لیے اپنا ایک وفد کراچی روانہ کرے- آفاق احمد نے کہا کہ 30 ستمبر 1987ء کے سانحہ حیدرآباد کی یاد منانا کسی کو یاد نہیں رہا- شہداء کی قربانیوں کو فراموش کر دیا گیا ہے- نصیر بابر نے کہا کہ آپریشن جاری رہے گا- دسمبر تک دہشت گردی کا خاتمہ کر دیا جائے گا- بھارتی ماہرین لکھنؤ میں دریائے گومتی کے قریب ایک کیمپ میں تخریب کاری کی تربیت دے رہے ہیں-

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ عوام ہماری پالیسیوں سے مطمئن ہیں- ہم نے ترقیاتی پروگرام کا جال بچھا دیا ہے- عوام دعا کریں کہ میری حکومت قائم رہے- ہم غربت اور جہالت کے خلاف مہم چلا رہے ہیں- کلاشنکوف کلچر برداشت نہیں کیا جائے گا-

نواز شریف کی تنقید

یکم ستمبر کو نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے 28 کروڑ روپے ڈگڈگی بجانے والوں پر خرچ کر دیئے- عوام اور تاجر ناچ گانوں میں اڑانے کے لیے ٹیکس ادا نہیں کرتے ہیں- بے نظیر دشمن کے ایجنڈے پر عمل کر رہی ہیں-

بے نظیر کی چین روانگی

3 دسمبر کو وزیراعظم بے نظیر خواتین کانفرنس میں شرکت کے لیے چین روانہ ہو گئیں۔ اس کانفرنس میں 180 ممالک کے مندوبین شرکت کر رہے ہیں۔

مقدمات کی واپسی

14 ستمبر کو وفاقی حکومت کی ہدایت پر پنجاب حکومت نے نواز شریف سمیت 13 افراد کے خلاف بغاوت کا مقدمہ واپس لے لیا۔ نواز شریف نے کہا کہ مجھ پر بغاوت کا مقدمہ بنانے والے خود غدار اور باغی ہیں۔ اب بھاگ کیوں رہے ہیں، آئیں اور مقابلہ کریں۔

نواب خیر بخش مری کی واپسی

16 ستمبر کو نواب خیر بخش مری اپنی خودساختہ جلاوطنی ترک کر کے منظر عام پر آ گئے۔ اُنھوں نے پہلی مرتبہ جمہوری وطن پارٹی کی بلائی ہوئی ایک قومی کانفرنس میں شرکت کی جو کوئٹہ کے ایک ہوٹل میں ہوئی۔

الیکشن ٹریبونل کا فیصلہ

28 ستمبر کو الیکشن ٹریبونل نے پاکستان مسلم لیگ کے رکن قومی اسمبلی اسحٰق ڈار کو پاکستان انوسٹمنٹ بورڈ کے چیئرمین کے عہدہ پر فائز رہنے کے باعث نااہل قرار دے کر قومی اسمبلی کے حلقہ 98 میں دوبارہ الیکشن کرانے کا حکم دے دیا۔

علماء کنونشن سے خطاب

28 ستمبر کو کراچی میں علماء کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ لٹیروں سے نجات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ علماء مشائخ اور مذہبی رہنما فسطائی حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور 1977ء کے جذبہ کے ساتھ تحریک چلائیں۔ اپنے معمول سے ہٹ کر ٹی۔ وی نے اپنے خبرنامہ میں مشائخ کانفرنس میں نواز شریف کی تقریر اُن کی تصویر کے ساتھ نشر کی۔ گو اب تک ٹی۔ وی پر اُن کا بلیک آؤٹ کیا جاتا رہا ہے۔ ناظرین اس تبدیلی پر حیران ہو گئے۔ نواز شریف نے اپنے ساتھیوں کو تبدیلی کا سگنل دے دیا۔ مشائخ کانفرنس کی قرارداد میں صدر لغاری

سے ملک کو بدعنوان حکمرانوں سے نجات دلانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

29 ستمبر کو نواز شریف نے سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے عہدیداروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ عدلیہ کے وقار کی بحالی کے لیے حکمرانوں کے سامنے ڈٹ جائیں۔ آئین اور قانون کی پامالی اور عدلیہ کی تذلیل کے خلاف جدوجہد ہر پاکستانی کی قومی ذمہ داری ہے۔

عرب نیوز کا انکشاف

30 ستمبر کو "عرب نیوز" نے انکشاف کیا کہ امریکہ روانگی سے قبل وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے چھ گھنٹے طویل ملاقات کی لیکن دونوں کے درمیان اختلافات ختم نہیں ہو سکے۔ صدر نے بدعنوانی میں ملوث افراد کی ایک فہرست بے نظیر کے حوالے کرتے ہوئے اُن سے 6 وفاقی وزراء اور 300 اعلیٰ حکام کو برطرف کرنے کا مطالبہ کیا۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ بے نظیر حکومت چند دنوں کی مہمان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ امریکہ میں ہوں اور اُن کی اسی دوران چھٹی ہو جائے۔ اقوام متحدہ کی 50 سالگرہ پر یوم سیاہ منایا جائے۔ اگر صدر لغاری، آرمی چیف اور چیف جسٹس نے کچھ نہ کیا تو ہم اپنا پورا لشکر لے کر انقلاب لائیں گے۔ چند دنوں میں اسلام آباد جا کر حکومت کا تخت گرا دیں گے۔ اکتوبر کے آخر میں اسلام آباد مارچ کی کال دیں گے۔ ہم اقتدار میں آ کر عدل و انصاف قائم کریں گے۔ گرینڈ الائنس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ایسی کوئی تجویز ہمارے زیر غور نہیں۔

ججوں کے بارے میں فیصلہ

30 ستمبر کو صدر لغاری نے سپریم کورٹ کے 20 مارچ کے فیصلہ کی روشنی میں وزیراعظم کے مشورہ سے لاہور، سندھ اور پشاور ہائی کورٹس کے 29 ججوں کو فوری طور پر مستقل کر دیا جبکہ گیارہ ججوں کو فوری طور پر فارغ کر دیا گیا۔ چیف جسٹس، جسٹس سجاد علی شاہ نے اسے عدلیہ کی بڑی فتح قرار دیا۔

قرضوں کی معافی

ایک سوال کے جواب میں وفاقی وزیر مختار احمد نے قومی اسمبلی کو بتایا کہ دو سال کے دوران بنکوں نے 46 کروڑ روپے کے قرضے معاف کیے ہیں۔ بنکوں کو ایسا کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ حکومت نے ان افراد کے نام نہیں بتائے۔

صوبہ پنجاب میں سیاسی بحران

وزیر اعلیٰ منظور وٹو اور پیپلز پارٹی کے درمیان کشیدگی میں اس درجہ اضافہ ہوگیا کہ ستمبر کے آغاز میں پیپلز پارٹی کے 90 ارکان نے وزیر اعلیٰ وٹو کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کر دی لیکن اس کی کامیابی کے لیے وہ مطلوبہ اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ اس کے بعد جونیجو لیگ کے چار اور پیپلز پارٹی کے تمام وزراء اور مشیر یہ کہتے ہوئے اپنے عہدوں سے مستعفی ہوگئے کہ ہمارے لیے اب وٹو کے ساتھ مزید چلنا ممکن نہیں رہا۔ ہم 23 ماہ تک سیاسی مصلحتوں کی بنا پر خاموش رہے۔ وٹو کو اصلاح کے لیے کافی مہلت دی لیکن انہوں نے اپنے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ وٹو کے چار ساتھی عہدیداروں نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ پاکستان کی تاریخ میں وٹو جیسا کرپٹ وزیر اعلیٰ کبھی نہیں آیا۔

گورنر راج کا نفاذ

5 ستمبر کو صدر لغاری نے پنجاب میں فوری طور پر دو ماہ کے لیے گورنر راج نافذ کر دیا۔ اسمبلی اور کابینہ معطل کر دی گئی۔ پولیس نے رات گئے میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ سیاسی بحران پر قابو پانے کے لیے وٹو کو ہٹانا ناگزیر ہوگیا تھا۔ مواقع دینے کے باوجود انہوں نے اپنی اصلاح نہیں کی۔ خود ان کے ساتھی ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ وٹو نے کہا کہ میں نے پیپلز پارٹی کو کرپشن، من مانیوں اور اختیارات کے ناجائز استعمال کی اجازت نہیں دی تھی اس لیے جمہوری عمل کو سبوتاژ کر دیا گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ اسمبلی کی معطلی ایک جمہوری اور سیاسی سانحہ ہے۔ صدر کا کردار بے نظیر سے زیادہ بدتر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آئین سے نہیں بلکہ بے نظیر سے وفاداری کا حلف اٹھایا ہے۔ سرحد کے عمل کو اب پنجاب میں دہرایا جارہا ہے لیکن بے نظیر کی سیاسی موت کے دن قریب آ گئے ہیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ 1970ء میں بھی پیپلز پارٹی نے عوامی لیگ کے مینڈیٹ کو تسلیم نہ کر کے ملک میں سیاسی بحران پیدا کر دیا تھا۔

نئے وزیر اعلیٰ کی تلاش

حامد ناصر چٹھہ نے بے نظیر سے ملاقات کر کے اپنی پارٹی کے وزیر اعلیٰ وٹو کی برطرفی قبول کر لیا جونیجو لیگ کے میاں عطا محمد خاں مانیکا کا نام نئے وزیر اعلیٰ کے طور پر زیر غور آیا۔ مانیکا ماضی میں پیپلز پارٹی کے ساتھ تھے۔ بے نظیر وزارت اعلیٰ کے عہدہ کے دوسرے امیدواروں کو باری باری بلا کر ان سے دریافت کیا کہ وہ کتنے ارکان اسمبلی کو اپنے ساتھ لا سکتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے

رہنماؤں نے جونیجو لیگ کو وزارت اعلیٰ دینے کی مخالفت کی۔ اُن کا موقف تھا کہ بلدیاتی انتخابات میں کامیابی کے لیے صوبے کا کنٹرول پیپلز پارٹی کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔

نواز شریف نے کہا کہ ہم جونیجو لیگ کے ارکان کی واپسی کا خیر مقدم کریں گے۔ پارٹی چھوڑ کر جانے والے مسلم لیگ میں واپس آ جائیں۔ مڈٹرم انتخابات چند ہفتوں یا مہینوں کی بات ہے۔ مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی نے چوہدری پرویز الٰہی کو وزارت اعلیٰ کا امیدوار نامزد کر دیا۔ نواز شریف اگر ابتدا میں یہی رویہ اختیار کرتے تو پنجاب میں پیپلز پارٹی کو اقتدار میں حصہ نہیں مل سکتا تھا۔

نواز وٹو ملاقات

7 ستمبر کو منظور وٹو ایک بڑے جلوس کی شکل میں وزیر اعلیٰ ہاؤس سے نواز شریف کی قیام گاہ آئے۔ مسلم لیگی کارکنوں نے اُن کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ وٹو نے اپنے 23 ساتھیوں سمیت نواز شریف سے اتحاد کر لیا اور نواز شریف کی اعلیٰ ظرفی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ہم پُرانی رنجشوں کو بھلا کر ایک نئی جدوجہد کا آغاز کریں نواز شریف نے بھی کہا کہ اب ہم باہم مل کر حکمرانوں کو سبق سکھائیں گے۔ پیپلز پارٹی کو کو ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے حکومت نہیں بنانے دیں گے۔

ملک قاسم نے کہا کہ نواز شریف نے وٹو سے اتحاد کر کے خود ہی اپنے سابقہ موقف کو غلط ثابت کر دیا۔ جونیجو لیگ کے سربراہ حامد ناصر چٹھہ نے پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کرنے پر وٹو کو پارٹی سے خارج کر کے صوبائی تنظیم توڑ دی۔

نوابزادہ نصر اللہ خاں نے بے نظیر سے ملاقات کر کے وٹو حکومت کے خلاف کارروائی پر احتجاج کیا اور کہا کہ اُن کا بیٹا منصور وٹو کے ساتھ رہے گا۔ اُس کے خلاف فائلیں کھولنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ نوابزادہ نے خورشید قصوری اور جمالی سے ملاقاتیں کیں۔

ارکان اسمبلی کے ساتھ سلوک

پیپلز پارٹی نے اپنے 97 اراکین پنجاب اسمبلی کو لاہور سے اسلام آباد منتقل کر دیا۔ اُنھوں نے شکایت کی کہ ایسا محسوس ہوتا ہے ہم جیل میں ہیں یا نظر بند ہیں۔ افسران کا رویہ ہمارے ساتھ توہین آمیز ہے۔ بے نظیر نے اس شکایت پر ہدایت کی کہ اُنھیں پُر فضا مقامات پر رکھا جائے۔ اس لیے ملک حاکمین 20 ارکان اسمبلی کو اپنے ساتھ اسلام آباد سے کراچی لے گئے جہاں اُنھیں آرام اور آسائش کے ساتھ رکھا گیا۔ بقیہ کو گروپوں کی شکل میں مختلف اقامت

گاہوں پر ٹھہرایا گیا۔ وفاقی وزراء اُن کی میزبانی کے فرائض انجام دے رہے تھے لیکن اب بھی اُن سے ملاقاتوں پر پابندی برقرار رہی۔

دوسری جانب ایف۔ آئی۔ اے اور ایکسائز کے اہلکاروں نے مسلم لیگی رہنماؤں کے گھروں پر چھاپے مارے۔ صوبائی اسمبلی کے رکن محمد اسلم کی گرفتاری کے لیے اُن کے بیٹے محمود علی کی رہائش گاہ پر چھاپہ مارا گیا۔ راولپنڈی میں پولیس نے پنجاب اسمبلی کے رکن بادشاہ میرخاں آفریدی کے والد سید میرخاں آفریدی کو گرفتار کرلیا۔ انتظامیہ نے کہا کہ بادشاہ میرخاں جو وزیراعلیٰ ہاؤس لاہور میں رہائش پذیر ہیں، خود کو ہمارے حوالے کردیں تو اُن کے والد کو رہا کردیا جائے گا۔ یہ ہے جمہوریت کی وہ بالادستی جس کے لیے پنجاب میں گورنر راج نافذ کیا گیا ہے۔

وزیراعلیٰ کی نامزدگی

وزارت اعلیٰ کے لیے چٹھہ کو 30 ارکان کا ٹارگٹ دیا گیا تھا لیکن اُن کے حامیوں کی تعداد 20 سے آگے نہیں بڑھ سکی۔ اُن کے ٹکٹ پر 18 افراد کامیاب ہوئے تھے۔ بے نظیر نے چٹھہ سے کہا کہ وہ پیپلزپارٹی کے مخدوم الطاف کو وزیراعلیٰ بنانے پر اتفاق کرلیں تو صوبے میں ان کی پارٹی کو مزید وزارتیں دینے کے علاوہ خود اُنہیں نائب وزیراعلیٰ بنادیا جائے گا۔ بے نظیر نے کہ ہمیں 135 ارکان کی حمایت حاصل ہے۔ ہم پنجاب میں اپنی حکومت بنا سکتے ہیں لیکن اتحاد مضبوط کرنے کے لیے ہماری خواہش ہے کہ پی۔ ڈی۔ ایف کی حکومت بنے لیکن چٹھہ یہ بات جانتے تھے کہ بے نظیر کا یہ دعویٰ بے بنیاد ہے۔ پیپلزپارٹی کو فروری 97ء کے الیکشن میں 94 نشستیں ملی تھیں اور وہ اُن کے تعاون کے بغیر حکومت نہیں بنا سکتیں۔ اس لیے چٹھہ نے 10 ستمبر کو پی۔ ڈی۔ ایف۔ کے اجلاس میں کہا کہ وزارت اعلیٰ پر پہلے کی طرح اب بھی ہمارا حق بدستور قائم ہے۔ اگر یہ حق تسلیم نہیں کیا گیا تو علیحدگی کا راستہ موجود ہے۔ اجلاس کوئی فیصلہ کیے بغیر ختم ہوگیا۔

دوسرے دن 11 ستمبر کو بھی پی۔ ڈی۔ ایف کے اجلاس میں بے نظیر اور چٹھہ کے درمیان بھی مشترکہ اُمیدوار پر اتفاق رائے نہیں ہوسکا۔ پیپلزپارٹی نے کسی دوسری پارٹی کے وزیراعلیٰ کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ چٹھہ نے اُسی روز راولپنڈی میں اپنے 24 ارکان اسمبلی کے ساتھ صلاح مشورہ کیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر وزارت اعلیٰ ہمیں نہیں دی گئی تو ہم فیصلہ کرنے میں آزاد ہوں گے۔ اسی دوران مسلم لیگ (نواز) کے اسد جونیجو نے چٹھہ سے ملاقات کرکے دونوں مسلم لیگیوں کے اتحاد کے بارے میں بات چیت کی۔ نواز شریف نے چٹھہ کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ اگر وہ کسی مسلم لیگی کو وزیراعلیٰ کا اُمیدوار نامزد کردیں تو ہم اُس کی حمایت کریں

گے۔ نواز لیگ کے 106 اور چٹھہ لیگ کے حامیوں سمیت 24 ارکان 248 کے ایوان میں اکثریتی پارٹی بن جاتے ہیں۔

بے نظیر کسی قیمت پر یہ برداشت نہیں کر سکتی تھیں کہ ملک کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں نواز شریف کی حامی حکومت تشکیل پا جائے۔ اُنھوں نے ارکان اسمبلی کی وفاداریاں حاصل کرنے کے لیے لالچ اور دھمکی دونوں طریقے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ بعض ذرائع نے بتایا کہ وفاداری تبدیل کرنے کے لیے ارکان اسمبلی کو دو کروڑ دینے کی پیشکش کی جا رہی ہے۔ مسلم لیگ نے کہا کہ اُن کے دو ارکان اسمبلی گرفتار کر لیے گئے ہیں اور اُن پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ اُن کے ایک رکن اسمبلی کی فلور مل اور 150 ایکڑ اراضی پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ ایک اقلیتی رکن کو اغوا کر لیا گیا۔ منظور وٹو کے داماد کے گھر پر چھاپہ مارا گیا۔ پرویز الٰہی نے کہا کہ چیف سیکرٹری کی ہدایت پر ارکان اسمبلی کو اغوا کیا جا رہا ہے۔ نواز شریف نے ۱۱ ستمبر کو ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ اگر یہی کچھ ہونا ہے تو صدر ایک آرڈی نینس کے ذریعے جمہوریت کا خاتمہ کر دیں۔ پریس کانفرنس کے دوران ایک رکن اسمبلی صابر قادری نے کہا کہ آصف زرداری نے مجھ پر دباؤ ڈالا کہ میں اُن کا ساتھ دوں۔ میرے انکار پر وہ دھمکیاں دیتے ہوئے چلے گئے اور غصہ میں اپنا یہ موبائل فون بھی ساتھ لے جانا بھول گئے۔ نواز شریف نے کہا کہ وفاداریاں خریدنے کے لیے بے نظیر نے قومی خزانے کا منہ کھول دیا ہے اور دولت پانی کی طرح بہائی جا رہی ہے۔ کراچی میں قتل و غارت گری سے بے نیاز ہو کر بے نظیر خود ہارس ٹریڈنگ میں مصروف ہیں۔ میں نوٹوں کے بھرے بریف کیسوں کو ٹھکرانے والے ممبران اسمبلی کو سلام کرتا ہوں۔ اپنی تجوریاں بھرنے والے ممبران اسمبلی جب اپنے حلقوں میں جائیں گے تو عوام اُن کی زندگی اجیرن کر دیں گے۔

پنجاب اسمبلی کا اجلاس

پنجاب کے گورنر راجہ سروپ نے صوبائی اسمبلی کا اجلاس 12 ستمبر کو دوپہر دو بجے طلب کر لیا جس میں وزیر اعلیٰ وٹو سے اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے کہا جائے گا۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو 13 ستمبر کے اجلاس میں وزیر اعلیٰ کے عہدہ کے لیے انتخاب ہو گا۔

منظور وٹو نے اپنے فیکس کے ذریعے صدر، گورنر اور اسپیکر کو آگاہ کیا کہ معطل وزیر اعلیٰ سے اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے نہیں کہا جا سکتا۔ اس لیے 12 ستمبر کو طلب کیا جانے والا اجلاس غیر قانونی ہے۔

12 ستمبر کو میاں منظور وٹو پنجاب اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کے لئے نہیں آئے۔ ایوان میں اپوزیشن کے صرف 22 ارکان موجود تھے۔ اسپیکر محمد

حنیف رامے نے قرار دیا کہ منظور وٹو اعتماد کا ووٹ لینے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ ان پر عدم اعتماد ہو گیا۔ وزیراعلیٰ کا انتخاب 15 ستمبر کے اجلاس میں ہو گا۔

چٹھہ، ناہید خاں، کھرل اور سیکورٹی کے عملے کے ساتھ ارکان اسمبلی اسلام آباد سے لاہور پہنچائے گئے۔ بے نظیر خود بھی لاہور پہنچ گئیں۔ پنجاب اسمبلی کے رکن سردار سکندر حیات خاں کو نیویارک سے لاہور لانے کے لئے پی۔ آئی۔ اے کی پرواز دو گھنٹے تاخیر سے روانہ ہوئی۔ مسافروں کی اذیت کے علاوہ اس تاخیر پر پی۔ آئی۔ اے کو 6 لاکھ 20 ہزار روپے معاوضہ بھی ادا کرنا پڑا۔ آصف زرداری نے نوابزادہ کو منانے کے کوشش کی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بے نظیر کی ہارس ٹریڈنگ جمہوریت کے لئے نقصان دہ ہے ہم مسلم لیگ سے تعاون پر تیار ہیں مسائل کا حل مڈٹرم انتخابات ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہم پنجاب کے مسئلہ پر غیر جانبدار ہیں۔

کاغذات نامزدگی

پیپلزپارٹی کے مخدوم الطاف، مسلم لیگ کے پرویز الٰہی اور ملک مشتاق احمد اعوان، عطا محمد خاں مانیکا، خوش اختر سبحانی اور سردار محمد عارف نکئی سمیت 6 افراد نے وزارت اعلیٰ کے امیدواروں کی حیثیت سے کاغذات نامزدگی جمع کرا دیئے۔ وزارت اعلیٰ کے عہدہ کے لئے پیپلز پارٹی اور چٹھہ لیگ کے درمیان رسہ کشی جاری رہی۔ چٹھہ نے کہا کہ اگر ہمارا فیصلہ نہ مانا گیا تو ہماری راہیں کھلی ہیں۔ بے نظیر نے اپنی پارٹی کو اعتماد میں لئے بغیر چٹھہ کا فیصلہ تسلیم کر لیا۔

ڈرامائی انتخاب

بدھ 13 ستمبر کو پنجاب اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں ڈرامائی طور پر جونیجو گروپ کے عارف نکئی کو بلا مقابلہ پنجاب کا وزیراعلیٰ منتخب کر لیا گیا۔ اجلاس شروع ہونے پر پیپلزپارٹی کے مخدوم الطاف اور جونیجو گروپ کے تین امیدواروں نے اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے لئے۔ پانچواں امیدوار پرویز الٰہی نے کہا کہ میں بھی اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے رہا ہوں۔ اس طرح واحد امیدوار نکئی متفقہ طور پر منتخب کر لئے گئے۔ اس پر پورا ایوان مسلم لیگ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ پیپلزپارٹی کی بنچوں پر خاموشی طاری رہی۔ ان کے کسی رکن نے نکئی کی کامیابی پر خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ اسمبلی کے باہر پیپلز پارٹی کے کارکنان بڑی تعداد میں جمع تھے۔ ان کو یقین تھا کہ وزیراعلیٰ کا تعلق ان کی پارٹی سے ہو گا۔ لیکن یہ اطلاع ملنے پر وہ اپنے جھنڈے لپیٹ کر مایوسی کے ساتھ واپس ہو گئے۔ صدر نے اسمبلی کی معطلی کے

احکامات واپس لے لئے۔

14 ستمبر کو عارف نکئی نے پنجاب اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا۔ 141 ارکان نے ان کی حمایت کی۔ نواز شریف نے کہا کہ ہارس ٹریڈنگ شکست کھا گئی۔ 18 سال بعد پنجاب میں اپنا وزیر اعلیٰ لانے کا پیپلز پارٹی کا خواب بکھر گیا۔ ہم نے انہیں ناکوں چنے چبوائے۔ بے نظیر نے کہا کہ مرکز اور سرحد کو بچانے کے لئے ہمیں پنجاب کی وزارت اعلیٰ قربان کرنا پڑی۔ ہمارے مخالفین کوشش کے باوجود پی۔ ڈی۔ ایف میں دراڑیں نہیں ڈال سکے۔ چٹھہ نے کہا کہ وزیر اعلیٰ کے اختیارات میں ہم کسی مداخلت کو برداشت نہیں کریں گے۔ ہم اپنے وفاقی وزراء کے استعفوں اور وفاق اور سرحد میں عدم اعتماد کی تحریک لانے کے لئے تیار تھے۔ نکئی نے کہا کہ وٹو میرے محسن ہیں۔ میں ان کی حکومت کی معطلی کے بعد بھی ان کے ساتھ تھا۔ وٹو نے کہا کہ مجھے مسلم لیگی وزیر اعلیٰ کے منتخب ہونے پر خوشی ہوئی۔ نصیر بابر نے کہا کہ وٹو کے خلاف تحقیقات جاری رہے گی۔

وزیر اعلیٰ کے انتخاب کے بعد بھی پیپلز پارٹی اور چٹھہ لیگ کے درمیان اختیارات کی تقسیم کا مسئلہ خاصا پیچیدہ رہا۔ حامد ناصر چٹھہ اس مسئلہ پر بے نظیر کے ساتھ مذاکرات کے لئے اسلام آباد روانہ ہوگئے۔ چٹھہ کو یہ شکایت بھی تھی کہ پیپلز پارٹی نے ان کی جماعت کے چار افراد کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ نواز گروپ کے پانچ ارکان کو بھی اسی طرح توڑ لیا گیا تھا۔

مسلم لیگ اور چٹھہ گروپ کے درمیان اتحاد کی کوشش جاری رہیں چٹھہ نے کہا کہ اتحاد کی راہ ہموار کرنے کے لئے پہلے ان غلطیوں کی نشان دہی کی جائے جن کے باعث مسلم لیگ تقسیم ہوئی۔ مسلم لیگ کے نائب صدر خورشید قصوری، میاں اظہر اور جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ، فرید پراچہ اور احسان اللہ وقاص کے درمیان مذاکرات میں بھی پیپلز پارٹی کے حکومت سے نجات حاصل کرنے کے لئے تعاون کرنے پر اتفاق ہوا۔

16 ستمبر کو نواز شریف نے کوئٹہ میں کہا کہ پنجاب اور سرحد کے بعد اب بے نظیر نے بلوچستان کی مضبوط حکومت کو بھی غیر مستحکم کرنے کی سازش شروع کر دی ہے۔

کلرکوں پر لاٹھی چارج

20 ستمبر کو کلرک اپنے مطالبات منوانے کے لئے پارلیمنٹ ہاؤس، اسلام آباد کی طرف مارچ کرنا چاہتے تھے کہ پولیس نے وحشیانہ لاٹھی چارج کر کے اور آنسو گیس کا بے دریغ استعمال کر کے ان کا احتجاج کرش کر دیا۔ ایک کلرک کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ کئی لہولہان ہوگئے اور ان کے کپڑے پھٹ گئے۔

وائیں کی برسی

30 ستمبر کو میاں چنوں میں وائیں کی دوسری برسی کے موقع پر نواز شریف نے کہا کہ پنجاب کی صوبائی خود مختاری کو مذاق بنا دیا گیا ہے۔ میں وزارت عظمیٰ کے حصول کے لئے نہیں ملک بچانے کے لئے بھاگ دوڑ کر رہا ہوں۔

یکم اکتوبر کو میاں منظور وٹو نے صوبے میں گورنر راج کے نفاذ کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ اپنی درخواست میں انہوں نے کہا کہ پنجاب میں ایسی صورت حال نہیں تھی کہ ان کی حکومت کو ختم کر دیا جاتا۔ عدالت عالیہ نے درخواست باقاعدہ سماعت کے لئے منظور کر لی۔

وزیر اعظم بے نظیر نے 18 اکتوبر کو ملک مشتاق اعوان کو پنجاب کا سینئر وزیر نامزد کر دیا۔

عمرہ کے لئے روانگی

12 اکتوبر 1995 کو وزیر اعظم بے نظیر، آصف زرداری اور عبداللہ شاہ عمرہ کی ادائیگی اور روضہ رسول پر حاضری کے لئے سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ اسی روز وفاقی کابینہ نے "حدود" کے علاوہ دوسرے تمام فوجداری مقدمات میں کوڑوں کی سزا ختم کرنے کی منظوری دے دی۔

15 اکتوبر کو پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن کارپوریشن کے ریفرنڈم میں مسلم لیگ کی حمایت یافتہ یونین پیپلز پارٹی کی عوامی یونین کے مقابلہ میں چھ ہزار ووٹوں کی اکثریت سے کامیاب ہو گئی۔

یوم سیاہ

مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں نے بے نظیر حکومت کی دوسری سالگرہ کے موقع پر 19 اکتوبر کو یوم سیاہ منانے کا اعلان کر دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ موجودہ حکومت سے نجات حاصل کرنا تمام مسائل کا واحد حل ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن کا یوم سیاہ عوام دشمنی ہے۔ نواز شریف نے اپنے دور اقتدار میں اپنا گھر بھرا ہم قومی خزانہ بھر رہے ہیں۔

بی۔ بی۔ سی نے پیپلز پارٹی کی حکومت کی دو سالہ کارکردگی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے بد عنوانی اور رشوت کے خاتمے کے لئے کوئی اقدامات نہیں کئے۔ اس دوران سیاست میں لوٹا کلچر کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ نظریاتی عنصر ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ برطانوی جریدے دی اکانومسٹ، نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ بے نظیر کے سیاسی دشمنوں میں اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان میں سیاست اور معیشت دونوں خطرہ میں ہیں۔

ٹیکس چوری

10 اکتوبر کو نصیر بابر نے کہا کہ نواز شریف خاندان کی 40 کروڑ روپے ٹیکس چوری کا پتہ چلا ہے۔ بنکوں کے 661 کروڑ روپے ان پر واجب الادا ہیں سرکاری ذرائع نے بتایا کہ ان کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد ضبط کی جاسکتی ہے اور نادہندگان کو گرفتار بھی کیا جاسکتا ہے۔

نیویارک میں خطاب

15 اکتوبر کو نیویارک میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اگر ہماری حکومت باقی رہتی تو پاکستان ایشیا کا ٹائیگر بن چکا ہوتا۔ آج غریب کو روٹی بھی میسر نہیں۔ پاکستان کو نان بھٹو اور میڈ ان پاکستان وزیراعظم کی ضرورت ہے۔

گوہر ایوب کی چارج شیٹ

18 اکتوبر کو اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر گوہر ایوب نے پارلیمنٹ میں بے نظیر کی دو سالہ کارکردگی پر چارج شیٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس نے ادارے تباہ کر دیئے۔ پارلیمنٹ کو غیر موثر بنا دیا۔ اپوزیشن لیڈر نواز شریف کے خلاف 150 جھوٹے مقدمات قائم کیے گئے۔ پریس کی آزادی کو سلب کیا گیا۔ پاکستان کا ایٹمی پروگرام کیپ کر دیا گیا۔ کشمیر کے مسئلہ پر پسپائی اختیار کی۔ خارجہ محاذ پر پاکستان کو تنہا کر دیا۔ سرحد اور پنجاب کی حکومتوں کا تختہ الٹ دیا گیا۔ کراچی خانہ جنگی کی لپیٹ میں ہے۔ اپوزیشن کے 51 ممبران جیلوں میں پڑے ہیں۔ بجلی گیس اور ٹیلی فون کے نرخ بڑھا کر تمام بوجھ عام آدمی پر ڈال دیا گیا۔ بے روزگاری کے خاتمے کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔

فوجی افسران کی گرفتاری

فوجی افسران کی گرفتاری کے بارے میں ملک میں افواہیں گشت کر رہی تھیں لیکن حکومت نے اس بارے میں کوئی بیان جاری نہیں کیا۔ 14 اکتوبر کو پہلی مرتبہ وزیراعظم بے نظیر نے فوجی افسران کی گرفتاری کی تصدیق کر دی اور کہا کہ میں صحیح تعداد تو نہیں جانتی۔ البتہ متعلقہ اداروں نے اب تک تیس سے زائد فوجی افسران کو گرفتار کیا ہے، اُن سے پوچھ گچھ جاری ہے۔ تحقیقات مکمل ہونے کے بعد قوم کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ صدر لغاری نے بھی کہا کہ اس بارے میں رپورٹ مجھے مل گئی ہے۔ عوام سے کوئی بات چھپائی نہیں جائے گی۔ جائنٹ

چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین فاروق فیروز خاں نے کہا کہ اس بارے میں وزیراعظم نے قوم کو اعتماد میں لینے جو وعدہ کیا ہے، وہ اُسے ضرور پورا کریں گے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ تمام حقائق قوم کے سامنے لائے جائیں۔ کسی کو مفروضہ سازش کا بہانہ بنا کر افواج کے وقار کو مجروح نہ کیا جائے۔

یہ گرفتاریاں ستمبر میں ایک بریگیڈیئر کی کار سے اسلحہ برآمد ہونے پر شروع ہوئیں۔ میجر جنرل ظہیرالاسلام عباسی سمیت جن فوجی افسران کو 20 ستمبر 95ء کو علی الصباح راولپنڈی سے گرفتار کیا گیا تھا انہیں پوچھ گچھ کے لیے 14 اکتوبر کو کوئٹہ منتقل کر دیا گیا۔ اُن پر اسلامی انقلاب برپا کرنے کا الزام ہے۔ ایک ہفت روزہ نے اپنی 19 اکتوبر کی اشاعت میں لکھا کہ 40 فوجی افسران کے ساتھ دس سویلین بھی گرفتار کیے گئے ہیں۔ جریدہ کے مطابق بریگیڈیئر مستنصر نے ایک پلاٹ 25 لاکھ روپے میں فروخت کیا تھا جس میں سے دس لاکھ روپے انہوں نے کشمیر فنڈ میں دے دیئے، یہی نیکی اُن کے گلے پڑ گئی۔

وزیر دفاع کا بیان

14 نومبر کو وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی نے سینٹ میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا کہ گرفتار فوجی افسر فوجی قیادت کا صفایا کر کے اور اقتدار پر قبضہ جما کر خودساختہ شریعت نافذ کرنا چاہتے تھے۔ اُن کے تحریری منصوبہ کے مطابق 30 ستمبر کو کور کمانڈروں کے اجلاس پر حملہ کر کے کور کمانڈروں سمیت پوری عسکری قیادت کو ختم کر کے فوجی کمان پر قبضہ کرنے کا پروگرام تھا۔ فوجی انقلاب کے بعد ریڈیو اور ٹی۔ وی سے نشر کی جانے والی تقریر کا مسودہ بھی تیار کر لیا گیا تھا۔ صدر اور وزیراعظم کو قتل کرنا بھی اُن کے منصوبے میں شامل تھا۔ ایک میجر جنرل، ایک بریگیڈیئر، تین کرنل، سات دیگر افسران اور چند سویلین افراد نے مل کر یہ سازش تیار کی تھی۔ اُن سے 47 رائفلیں راکٹ لانچر، 5 راکٹ، 50 دستی بم، 5 پستول، 13 کمانڈو یونیفارم اور سات واکی ٹاکی سمیت فوجی سامان برآمد کیا گیا۔ سازش میں کوئی سیاسی یا مذہبی جماعت ملوث نہیں ہے۔ سازش میں ملوث افسران پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلے گا۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ جی۔ ایچ۔ کیو میں اعلیٰ فوجی افسروں کی تلاشی نہیں لی جاتی۔ سازش کا بروقت پتہ چل جانے سے ملک افراتفری سے بچ گیا۔ گرفتار افسروں کا سرغنہ ہینڈ گرینڈ سے فوجی قیادت کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ ان کے پروگرام میں میرے بچوں کو قتل کرنا بھی شامل تھا۔ نواز شریف نے کہا کہ وزیراعظم کو اپنے بچوں کی فکر ہے۔ کیا انہیں اُن بچوں کی بھی کوئی فکر ہے جو کراچی میں یتیم کر دیئے گئے ہیں اور جنہیں روٹی کپڑا بھی میسر نہیں۔

15 نومبر کو حزب اختلاف کے لیڈر راجہ ظفرالحق نے سینٹ میں کہا کہ حکومت کی ان

باتوں سے شک و شبہات میں اضافہ ہوگیا ہے۔ 12 پستولوں، ایک راکٹ لانچر اور 13 کمانڈو وردیوں سے حکومت کا تختہ کس طرح الٹا جا سکتا تھا۔ یہ باتیں ناقابل فہم اور منطق سے بالاتر ہیں۔ یہ حساس اور نازک مسئلہ سینٹ کی دفاعی کمیٹی میں زیر غور لایا جائے۔ مبینہ فوجی بغاوت میں ملوث افسران پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ سینیٹر حافظ حسین احمد نے بھی وزیر دفاع کے بیان کو تضادات کا مجموعہ قرار دیا۔

20 دسمبر کو بغاوت کے الزام میں گرفتار ہونے والے چار فوجی افسروں میجر جنرل عباسی، بریگیڈیئر مستنصر، کرنل منہاس اور کرنل عنایت کو آرمی ایکٹ کے تحت چارج شیٹ کر دیا گیا۔ اُن پر فوجی نظم و نسق کی خلاف ورزی اور سول حکومت کو ہٹانے کا الزام ہے۔ 30 دسمبر سے ان افسران کا کورٹ مارشل شروع ہوگیا۔

یوم تشکر

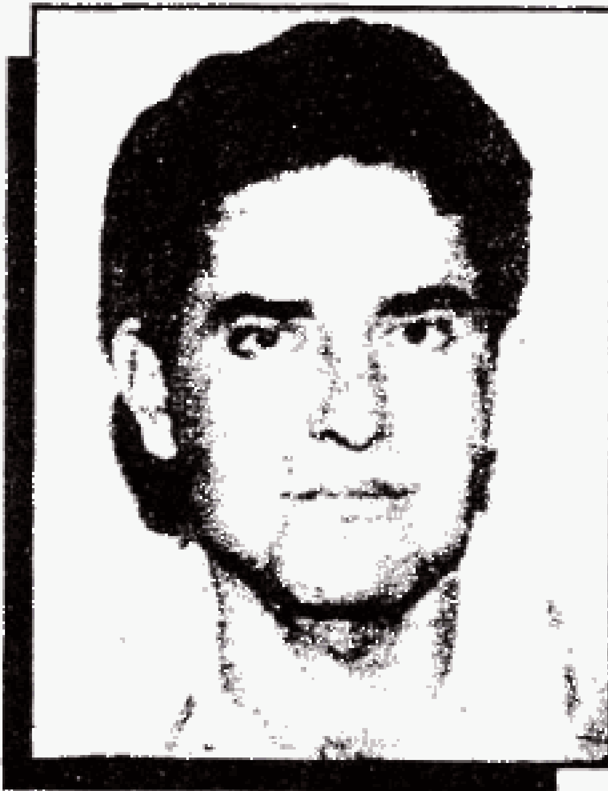
19 اکتوبر کو اپنی حکومت کے دو سال مکمل ہونے پر پیپلز پارٹی نے ملک بھر میں یوم تشکر منایا۔ کراچی میں کلفٹن سے مزار قائد تک ایک ریلی نکالی گئی، جس میں نواز شریف اور الطاف حسین کے خلاف نعرے لگائے گئے۔ اندرون سندھ بھی جلسے جلوس ہوئے اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔

بیگم بھٹو کا انٹرویو

25 اکتوبر بیگم بھٹو نے ایک روزنامہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ سیاست بے نظیر نہیں بلکہ "کوئی اور" کر رہا ہے۔ اُسے تو صرف اقتدار کا لالچ ہے۔ اُس کے ساتھی ملک کے اربوں روپے لوٹ رہے ہیں۔ ابھی تو بے نظیر شادیوں کے کھانے کھا کھا کر موٹی ہو رہی ہیں لیکن میں اُس وقت سے ڈرتی ہوں جب اپنی حکومت ختم ہونے کے بعد اُسے حساب دینا پڑے گا۔ نصیر بابر کے حواس تو 60 برس کی عمر سے پہلے ہی جواب دے چکے ہیں۔ بے نظیر اور مرتضیٰ کے درمیان جائیداد کا کوئی جھگڑا نہیں۔ بے نظیر چاہتی ہے کہ مرتضیٰ اُس کے لیے کوئی سیاسی چیلنج نہ بنے۔ مرتضیٰ نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے نظیر نے باپ کے خون اور ماں اور بھائی کے ساتھ وفا نہیں کی تو وہ عوام سے کیا وفا کریں گی۔ اگر یہ حکومت مزید چلی تو لوگوں کو روٹی تو کیا پیاز تک کھانے کو نہیں ملے گا۔

انعام

20 لاکھ امریکی ڈالر تک



عامل کانسی

ایسی اطلاع فراہم کرنے والے کو دیا جائے گا جس کی بنیاد پر، 1993 میں امریکہ میں ایک ظالمانہ حملے میں دو افراد کو ہلاک اور تین دیگر افراد کو شدید زخمی کرنے کے ملزم عامل کانسی کو گرفتار کر کے سزا دلائی جا سکے۔

باور کیا جاتا ہے کہ عامل کانسی پاکستان میں مقیم ہے۔

انعام کے علاوہ اطلاع فراہم کرنے والے کو بشرط ضرورت، امریکہ منتقل ہو جانے کی پیشکش بھی کی جا سکتی ہے۔

اس شخص کے بارے میں اطلاع دینے کیلئے ٹیلیفون ایکسچینج کے مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کیجئے

اسلام آباد	(051) - 826161
کراچی	(021) - 5685170
پشاور	(0521) - 279801-3
لاہور	(042) - 6365530

منی بجٹ کا اعلان

28 اکتوبر کو وزیراعظم کے مشیر وی۔ اے۔ جعفری نے 20 ارب روپے کے نئے ٹیکس لگانے کا اعلان کر دیا۔ پاکستانی روپے کی قیمت میں سات فیصد کمی کر دی گئی۔ پٹرولیم کی مصنوعات کی قیمتوں میں سات فیصد اضافہ کیا گیا۔ درآمدی ڈیوٹی میں دس فیصد اضافہ کر دیا گیا۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ منی بجٹ لا کر غریبوں کو زندہ درگور کر دیا گیا۔ سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ روپے کی قدر میں کمی حکومتی پالیسیوں کی ناکامی کا اعتراف ہے۔ یہ فیصلہ آئی۔ ایم۔ ایف کے دباؤ میں کیا گیا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر نے وعدہ کیا تھا کہ کوئی منی بجٹ نہیں آئے گا لیکن اس کی جگہ قاتل بجٹ آ گیا۔ 20 ارب روپے سے زیادہ ٹیکس لگانے میں قومی اسمبلی کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ ہم اسے مسترد کرتے ہیں۔ میں عوام سے کہوں گا کہ وہ نہ بجلی کے بل ادا کریں اور نہ اضافی ٹیکس دیں۔ آصف زرداری کے گھوڑوں کا خرچ عوام اپنی جیب سے ادا نہیں کریں گے۔ حکمرانوں کو اپنی تجوریاں بھر کر فرانس میں جائیدادیں خریدنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ الطاف حسین نے کہا کہ منی بجٹ حکمرانوں کی بدعنوانیوں کا نتیجہ ہے۔

عامل کانسی کی گرفتاری

29 اکتوبر کو امریکی سفارت خانے نے پاکستانی روزناموں میں ایک اشتہار شائع کرایا کہ عامل کانسی جو امریکہ میں ایک ظالمانہ حملے میں دو افراد کو ہلاک اور تین کو شدید زخمی کرنے میں ملوث ہے، اس کے بارے میں اطلاع دینے والے کو 20 لاکھ ڈالر انعام اور امریکہ منتقل ہونے کی سہولت دی جاسکتی ہے۔ اشتہار منسلک ہے۔

صدر لغاری کا خطاب

29 اکتوبر کو صدر لغاری نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیا لیکن اس موقع پر بھی تین اسیر ارکان پارلیمنٹ سعید قادر، شیخ رشید اور طاہر رشید کو نہیں لایا گیا۔ خطاب سے قبل نواز شریف نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن، سپیکر نے اجازت نہیں دی۔ راجہ ظفرالحق، گوہر ایوب، مولانا نیازی، مجید ملک ساجد میر اور خواجہ آصف علی نے بھی بیک وقت کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنے لگے۔ اسپیکر نے انکار کر دیا جس پر اپوزیشن کے تمام ارکان شیم شیم کے نعرے لگاتے ہوئے ایوان سے باہر چلے گئے۔

مصطفٰے کھر کی برہمی

30 اکتوبر کو وفاقی وزیر غلام مصطفٰے کھر نے واپڈا کے چیئرمین، ڈائریکٹروں اور ممبر پاور کو ان سے مشورہ کے بغیر تبادلوں پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے صدر کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ کھر کا خیال تھا کہ موجودہ حالات میں بے نظیر ان کی ناراضگی برداشت نہ کر سکیں گی اور انہیں منانے کی کوشش کریں گی۔ لیکن بے نظیر نے ان کے استعفے پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کھر سے فوری طور پر ملنے سے بھی انکار کر دیا۔ 31 اکتوبر کو بے نظیر نے دو گھنٹے تک انتظار کرانے کے بعد کھر سے ملاقات کی اور کہا کہ واپڈا کے چیئرمین کو بحال نہیں کیا جا سکتا۔ جو کچھ کیا گیا ہے وہ عوام کی بھلائی میں کیا گیا ہے۔ مجھے آپ پر اعتماد ہے اور میں آپ سے بھی ایسی ہی امید رکھتی ہوں۔ کھر کی ناراضگی دور ہو گئی۔

ہائی کورٹ کے سامنے احتجاج

31 اکتوبر کو نواز شریف کیس کی سماعت کے موقع پر سینکڑوں مسلم لیگی کارکنوں نے لاہور ہائی کورٹ کے احاطہ کے اندر حکومت کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا۔ کارکنوں نے سینہ کوبی کی نعرے لگائے اور بے نظیر کا پتلا جلایا۔

31 اکتوبر کو پاکستان کے دورہ پر آئی ہوئی امریکی نائب وزیر خارجہ مسز رابن رافیل نے نواز شریف سے ان کی مری کی رہائش گاہ پر تفصیلی ملاقات کر کے مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔

شوکت کاظمی کا انٹرویو

31 اکتوبر کو الائیڈ بنک کے صدر شوکت کاظمی نے کراچی میں اپنے دفتر میں ایک روزنامے کے نمائندے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ 1990 کے انتخابات سے قبل میاں نواز شریف نے الائیڈ بنک سے پانچ کروڑ روپے مانگے تھے جب میں نے یہ رقم دینے سے انکار کیا تو مجھے دھمکیاں دی گئیں۔

صدر کی کراچی آمد

یکم اکتوبر کو صدر لغاری نے کراچی میں ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایم۔ کیو۔ ایم دہشت گردی سے اپنی لاتعلقی کا اعلان کر دے تو اسے اقتدار میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ بحالی امن کے لئے شہری حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔ میں نے وزیر داخلہ سے کہا کہ

محاصرے ختم کر دیئے جائیں۔ بے نظیر نے کہا کہ الطاف گروپ دہشت گردی چھوڑ دے تو مطالبات منظور کر لیں گے۔ کراچی میں دہشت گردی کے لئے پیسہ بھارت سے آ رہا ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں کا صفایا کر دوں گا۔

یکم اکتوبر کو عبداللہ شاہ نے صدر لغاری کے اعزاز میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سبزہ زار میں ایک پر تکلف عشائیہ دیا جس میں بڑی تعداد میں حکام اور سیاسی رہنماؤں نے شرکت کی عشائیہ کے دوران جب سرکاری بینڈ نے یہ دھن بجائی کہ "آئے موسم رنگیلے سہانے..... تو چھٹی لے کے آ جا بالما" تو مہمان حیران رہ گئے۔ کراچی میں خون کی ارزانی اور وزیر اعلیٰ ہاؤس میں رنگیلے موسم کی آمد، کیسا تضاد ہے۔

یکم اکتوبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اپیل پر کراچی اور اندرون سندھ ہڑتال ہوئی۔ کراچی میں فائرنگ کی وارداتوں میں دو افراد ہلاک ہو گئے۔ نصیر بابر نے کہا کہ یکم اکتوبر کی ہڑتال ناکام رہی۔ اب ایم۔ کیو۔ ایم ہڑتالیں کرانے کی پوزیشن میں نہیں رہی، عوام ان سے تنگ آ چکے ہیں۔

2 اکتوبر کو صدر لغاری نے مختلف وفود سے بات کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کا نیٹ ورک ٹوٹا ہے۔ ملزمان کو اسلام آباد منتقل کرنا خلاف قانون نہیں۔ رشوت ختم کرنے میں وقت لگے گا۔ تھانوں کی، فروخت، قابل مذمت ہے۔ پولیس اور رینجرز کو گرفتاریوں میں وحشیانہ انداز اختیار نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ایجنسیوں کی کارکردگی اطمینان بخش نہیں ہے۔

اکتوبر کے پہلے ہفتے میں 30 افراد دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ اجمیر نگری کے تھانے پر راکٹ سے حملہ کیا گیا۔

یکم اکتوبر کو پولیس نے بم دھماکوں میں ملوث چار دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا جن میں سے ایک بھارت کا تربیت یافتہ ہے۔ 4 اکتوبر کو سعید آباد کی سڑکوں اور گلیوں کی ناکہ بندی اور محاصرہ کر کے گھر گھر کی تلاشی لی گئی۔ دو ہزار افراد حراست میں لے لئے گئے۔ کوئی دہشت گرد نہیں پکڑا جا سکا اور اسلحہ بھی برآمد ہوا۔

چوہدری ظہور الٰہی کیس

3 اکتوبر کو دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے عدم ثبوت کی بناء پر میر مرتضیٰ بھٹو کو چوہدری ظہور الٰہی کے قتل کیس میں بری کر دیا۔

سندھ سیکرٹیریٹ پر حملہ

9 اکتوبر کو نیو سندھ سیکرٹیریٹ کی عمارت پر دوپہر بارہ بج کر بارہ منٹ پر روسی ساختہ

راکٹوں سے دو جانب سے حملہ کیا گیا۔ یکے بعد دیگر 6 راکٹ داغے گئے۔ خوفناک دھماکوں سے پورا علاقہ گونج اٹھا۔ عمارت لرز گئی۔ عملہ میں بھگڈر مچ گئی۔ انہوں نے سیڑھیوں کے نیچے لیٹ کر جان بچائی۔ راکٹ لال رنگ کی کار سے عمارت کی عقبی گلی اور مغرب کی سمت سے ایسے وقت داغے گئے جب وزراء اور سیکرٹری کام میں مصروف تھے۔ ایک راکٹ دیوار کو توڑ کر چھت سے ٹکرا کر پھٹ گیا۔ سندھ کے تین سابق وزرائے اعلیٰ کی تصاویر کے فریموں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ چار افراد زخمی ہو گئے۔ 15 منٹ تک کارروائی کرنے کے بعد حملہ آور فرار ہو گئے۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ دہشت گردوں نے سیکرٹیریٹ کی پانچویں، چھٹی اور ساتویں منزل پر راکٹ مارے۔ ان کا ٹارگٹ وزیر اعلیٰ اور صوبائی وزراء تھے۔ وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ ہمیں دہشت گردی سے مرعوب نہیں کیا جا سکتا۔ اس بزدلانہ کارروائی پر سزا دیں گے۔ نصیر بابر نے سندھ سیکرٹیریٹ کا دورہ کیا اور راکٹ داغنے والوں کی فوری گرفتاری کا حکم دیا۔ اگلے دن کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نصیر بابر نے کہا کہ سندھ سیکرٹیریٹ پر حملہ نعیم شری گروپ نے کیا ہے۔ حملہ آور تربیت یافتہ تھے۔ یہ سندھ حکومت کی لائف لائن پر حملہ ہے۔ اب تک 102 دہشت گرد مارے جا چکے ہیں۔ 600 کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اب کوئی اے۔ کلاس دہشت گرد سرگرم عمل نہیں رہا۔

الطاف حسین نے کہا کہ سندھ سیکرٹیریٹ پر حملہ وزیر داخلہ کی نااہلی کا ثبوت ہے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ اس میں ایم۔ کیو۔ ایم کو ملوث کرنا شرمناک فعل ہے۔ اس واقعہ کے بعد کراچی اسٹاک ایکسچینج میں مندی کے باعث 4 ارب 46 کروڑ روپے ڈوب گئے۔ پولیس نے سیکرٹیریٹ پر حملہ کے ملزمان کو پکڑنے کے لئے ٹی۔ اینڈ ٹی کالونی، کالونی، کورنگی، ملیر، لائنز ایریا، نارتھ کراچی اور بزنس روڈ وغیرہ پر چھاپے مار کر 200 مشتبہ افراد کو گرفتار کر لیا۔

اکتوبر کے پہلے دس دنوں میں 54 افراد دہشت گردی کی نذر ہو گئے۔ 10 اکتوبر کو صرف ایک دن میں ایک پولیس افسر اور ایک فوجی سمیت 14 افراد ہلاک ہو گئے۔ اورنگی ٹاؤن میں ایک کوچ پر مسلح افراد کی فائرنگ سے ڈرائیور اور کئی مسافر جاں بحق ہو گئے۔

فہیم کمانڈو کی ہلاکت

10 اکتوبر کو پولیس ذرائع نے بتایا کہ فہیم کمانڈو اور اس کے دو ساتھی ذیشان اور یوسف رحمان فائرنگ سے ہلاک ہو گئے۔ انہیں 6 اگست کو حراست میں لیا گیا تھا۔ ملزمان کی نشان دہی کے لئے انہیں ناظم آباد لایا گیا۔ جہاں پہلے سے چھپے ہوئے دہشت گردوں نے گھات لگا کر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں یہ تینوں ہلاک ہو گئے۔ ایک نامعلوم شخص بھی گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ دو افراد مکان کے نیچے، تیسرا سیڑھیوں اور چوتھا پہلی منزل پر ہلاک ہوا۔ یہ بات باعث تعجب تھی

کہ یہ چار افراد ایک مکان کی مختلف جگہوں پر کس طرح حملہ آوروں کی فائرنگ کا نشانہ بن گئے۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ فہیم کمانڈو اور اس کے ساتھی 50 افراد کے قتل اور راکٹوں کے حملوں میں ملوث تھے۔ الطاف حسین نے کہا کہ مہاجر قوم اپنے جواں سال کارکنوں کی سفاکانہ ہلاکت پر سوگوار ہے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ہمارے کارکنوں کو بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا ہے۔ انسانی حقوق کمیشن پاکستان نے اپنی ابتدائی رپورٹ میں کہا کہ فہیم کمانڈو کیس قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارروائی کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت خود دہشت گردی میں ملوث ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ہلاک ہونے والا شخص فہیم کمانڈو نہیں بلکہ اس کا بھائی تھا۔

10 اکتوبر کو گلبہار ہنگامہ آرائی، پولیس پر فائرنگ اور حقیقی کے ایک کارکن کو ہلاک کرنے کے الزام میں الطاف حسین، اجمل دہلوی، شعیب بخاری اور دیگر کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے گئے۔

یوم سوگ کا اعلان

رابطہ کمیٹی نے 12 اکتوبر کو یوم سوگ منانے کا اعلان کر دیا۔

بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں حالات خراب کرنے والوں کو معاف نہیں کریں گے۔ ہڑتال کے دوران دکانیں بند کرانے والوں، آگ لگانے اور امن عامہ کو نقصان پہنچانے والوں کو دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں سے ہماری کھلی جنگ ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم نے بھارت اور دوسرے پاکستان دشمن ممالک سے امداد وصول کی ہے۔

نواز شریف کی روانگی

10 اکتوبر کو نواز شریف لندن روانہ ہوگئے جہاں وہ الطاف حسین سے ملاقات کریں گے۔ گورنر سندھ کمال اظفر نے کہا کہ نواز شریف اور الطاف حسین مل کر حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔

صدر لغاری کا خط

11 اکتوبر کو صدر لغاری نے وزیراعظم بے نظیر کو ایک خط ارسال کیا جس میں انہوں نے کراچی کی صورت حال پر اپنی تشویش کا اظہار کیا اور معاملات کو افہام و تفہیم کے ساتھ طے

کرنے پر زور دیا سیاست اور دہشت گردی کو ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط کرنے کے رجحان کے مضر اثرات سے خبردار کیا۔ صدر نے کرپشن کے خاتمے کے لئے منتخب نمائندوں، اعلیٰ حکام اور بااثر افراد کے خلاف بلاامتیاز محاسبہ کرنے کی ہدایت بھی دی۔

صدر نے اپنے اس خط میں وزیراعظم پر واضح کر دیا کہ حکومت کراچی میں امن کے قیام اور بے لاگ محاسبہ کرنے دونوں اہم محاذوں پر ناکام ثابت ہو رہی ہے۔ صدر کا یہ انتباہ اپوزیشن کی حکومت مخالفانہ تحریک سے کہیں زیادہ سنگین نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔

یوم سوگ

12 اکتوبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اپیل پر کراچی اور اندرون سندھ یوم سوگ منایا گیا۔ گزری، ملیر، لانڈھی اور کیماڑی میں دکانیں نہیں کھلی۔ ٹرانسپورٹ کم چلی۔ فائرنگ کے واقعات میں دو افراد ہلاک ہوگئے۔ سڑکوں پر ٹائر جلائے گئے۔ لیاقت آباد دھماکوں سے گونجتا رہا۔ 5 گاڑیاں جلا دی گئیں گلزار ہجری میں تھانے اور رینجرز کے ہیڈ کوارٹر میں راکٹوں سے حملہ کیا گیا۔

کورنگی کا محاصرہ کر کے پولیس نے گھر گھر تلاشی لی اور 200 افراد کو حراست میں لے لیا۔ پارک کالونی میں پولیس نے چار دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا جنہوں نے ڈی۔ ایس۔ پی کے گن مین اور حقیقی کے چار کارکنوں سمیت 22 افراد کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔ ان کی نشان دہی پر تین پولیس والے بھی گرفتار کر لئے گئے جنہوں نے سرکاری ایمبولینس دہشت گردوں کے حوالے کر دی تھی لیکن تھانہ میں یہ رپورٹ درج کرائی کہ ایمبولینس اسلحہ کے زور پر چھین لی گئی۔ گلبرگ سے بھی 6 دہشت گرد کو گرفتار کر لئے گئے۔ ان سے راکٹ لانچر اور اسلحہ برآمد ہوا۔

ناصر حسین کی گرفتاری

15 اکتوبر کو وزیراعظم کی بہن صنم بھٹو کے شوہر ناصر حسین کو کراچی ائرپورٹ پر اس وقت گرفتار کر لیا گیا۔ جب وہ امارات ایئرلائن کی پرواز سے روانہ ہونے والے تھے۔ صنم بھٹو اور بچے لندن میں ہیں معلوم ہوا کہ ان کی گرفتاری احمد علی سومرو کے قتل کے سلسلہ میں تفتیش کے لئے عمل میں آئی ہے۔ صنم بھٹو اپنے زیر حراست شوہر سے ملنے کے لئے کراچی پہنچ گئیں۔

لندن میں مظاہرہ

15 اکتوبر کو پیپلز پارٹی برطانیہ کے کارکنوں نے لندن میں ایم۔ کیو۔ ایم کے دفتر کے باہر تین گھنٹے تک الطاف حسین کے خلاف احتجاجی مظاہرکیا۔ مظاہرین میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے۔ وہ الطاف حسین کو پاکستان بھیجنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔

17 اکتوبر کو الطاف حسین نے لندن سے نیویارک میں اپنے ٹیلی فونک خطاب میں کہا کہ وزیراعظم اور وزیر داخلہ مہاجروں کے قتل کے ذمہ دار ہیں کیا پاکستان ہماری نسل کشی کے لئے بنا تھا۔ مہاجروں کے قتل کا بدلہ قصاص اور دیت کے تحت لیں گے۔ بے نظیر اپنے سیاسی مخالفین کو نیست و نابود کرنے کے لئے پولیس فورس استعمال کر رہی ہیں۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ الطاف حسین نے نیویارک میں اپنے خطاب کے دوران پاکستان کے خلاف نعرے لگوائے وہ بھارت کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ الطاف حسین سے بے گناہوں کے خون کا حساب شریعت کے مطابق لیا جائے گا۔

نواز شریف کا خطاب

17 اکتوبر کو نیویارک میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ریاستی تشدد کے ذریعے کراچی میں بنگلہ دیش جیسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ بے نظیر بھارت کے ساتھ کئے گئے عہد و پیماں نبھا رہی ہیں۔ کراچی کا مسئلہ سیاسی ہے۔ مذاکرات کے ذریعے حل ہو سکتا ہے۔

یوم سوگ

18 اکتوبر کو اپنے کارکن حفیظ فاروقی کی پولیس کے ہاتھوں ہلاکت کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ایم۔ کیو۔ ایم نے یوم سوگ منایا۔ کراچی اور اندرون سندھ کاروبار بند رہا۔ کراچی کے بعض علاقوں میں ٹرانسپورٹ چلتی رہی اور تین اضلاع میں بنک کھلے رہے۔ ہڑتال کے دوران پانچ افراد جاں بحق ہو گئے اور تین گاڑیاں جلادی گئیں۔ شریف آباد میں پولیس موبائلوں پر حملہ کیا گیا۔ اگلے دن کراچی میں دو کانسٹیبلوں سمیت سات افراد جاں بحق ہو گئے۔ خواجہ اجمیر نگری میں راکٹ سے زخمی کیپٹن افتخار زخموں کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گئے۔ دو ماہ بعد ان کی شادی ہونے والی تھی۔ 20 اکتوبر کو ایک کانسٹیبل سمیت تین افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ 21 اکتوبر کو ایک ہوٹل سے چار افراد کو اغوا کر کے کلاشن کوف کا برسٹ مار کر ہلاک کر دیا گیا۔

نواز الطاف ملاقات

19 اکتوبر کو لندن میں الطاف حسین نے نواز شریف سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی نواز شریف، شہباز شریف، حمزہ شریف، چوہدری نثار، اسحٰق ڈار نے الطاف حسین اور ان کے ساتھیوں کا خیر مقدم کیا۔ نواز شریف نے الطاف حسین سے تنہائی میں بھی ایک گھنٹے تک تبادلہ خیال کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم کراچی کے عوام کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔

21 اکتوبر کو کراچی واپس آکر نواز شریف نے کہا کہ الطاف حسین نے مجھے لندن میں مہاجروں پر مظالم کے بارے میں ٹھوس شواہد فراہم کئے ہیں۔ مسلم لیگ اس ظلم کے خلاف جدوجہد کرتی رہے گی۔

20 اکتوبر کو قاضی خالد اور شعیب بخاری کو لندن جانے سے روک دیا گیا۔ وہ الطاف حسین سے ملاقات کے لئے جا رہے تھے کہ ایرپورٹ پر انہیں بتایا گیا کہ مذاکراتی ٹیم کے پانچویں ممبران کے نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل ہیں لیکن وزارت خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ ان کے پاس سفری دستاویزات مکمل نہیں تھیں ورنہ ان کے بیرون ملک جانے پر کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ یہ لوگ بلاوجہ عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔ دو دن بعد وہ دونوں لندن روانہ ہوگئے۔

22 اکتوبر کو پولیس نے کورنگی، نارتھ کراچی، لیاقت آباد اور اورنگی میں چھاپے مار کر 27 دہشت گردوں کو گرفتار کر کے بڑی مقدار میں ان سے اسلحہ برآمد کر لیا۔ سات دہشت گردوں نے 17 افراد کو اغوا کر کے ہلاک کرنے کا اعتراف کر لیا۔ تین دہشت گرد کورنگی میں خندقیں کھودتے ہوئے پکڑے گئے۔ 25 اکتوبر کو کورنگی میں مسلح افراد رینجرز اور فرنٹیر کانسٹیبلری کے جوانوں کو ہلاک کر کے ان کی نعشیں پھینکنے جا رہے تھے کہ پولیس مقابلہ ہو گیا۔ تین ملزمان مارے گئے اسلحہ بھی برآمد ہوا 27 اکتوبر کو لیاقت آباد میں پولیس مقابلہ میں دو دہشت گرد ہلاک ہوگئے۔ لیاقت آباد اور گلشن اقبال میں ریحان کانا، نعیم شری اور فہیم بھورا کی گرفتاری کے لئے محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ مطلوبہ افراد نہ ملنے پر پولیس نے دوسرے 20 افراد کو حراست میں لے لیا۔ شریف آباد میں پولیس اور رینجرز نے ایک فلیٹ پر چھاپہ مارا جو ٹارچر سیل کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ تین ملزمان گرفتار کر لئے گئے۔ تشدد کا سامان بھی پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ چار ٹکڑوں میں کٹی ہوئی ایک نعش بھی ملی جس کا سر غائب تھا۔ الطاف حسین نے پھر کہا کہ پولیس مقابلوں میں مہاجروں کی نسل کشی کی جا رہی ہے۔

سردار اکبر بگٹی کی شکایت

5 اکتوبر کو نواب اکبر بگٹی نے کہا کہ وفاقی حکومت کی سرپرستی میں ہمارے لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ ہم اپنے گھر میں مہاجر بن گئے ہیں۔ اب تک 80 خاندان اپنے گھروں سے بے دخل کر دیئے گئے ہیں۔ صدر ہماری فریاد پر ہوں ہاں کر دیتے ہیں۔ حکومتی ایکشن کے خلاف ہم نے بین الاقوامی اداروں سے امداد طلب کر لی ہے۔ ریاستی دہشت گردی سے متعلق دنیا کو آگاہ کرنا کوئی جرم نہیں۔ الطاف حسین نے اکبر بگٹی سے فون پر بات کرتے ہوئے کہا کہ مہاجروں کے بعد اب بلوچوں کو بھی اپنے گھروں میں رہنا محال بنایا جا رہا ہے۔ ہماری ہمدردیاں بلوچ بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ اکبر بگٹی نے کہا کہ سوئی کے حالات خراب کرنے کی ذمہ داری بھی جنرل بابر کو سونپ دی گئی ہے۔ ڈیرہ بگٹی میں فوجی آپریشن کا جواز پیدا کیا جا رہا ہے۔

نصیر بابر نے کہا کہ اکبر بگٹی حکومت کو بلیک میل کرتے ہیں۔ وہ رائلٹی کے نام پر کبھی ایک کروڑ اور کبھی دو کروڑ روپے کا تقاضا کرتے ہیں۔

ہائی کورٹ میں مظاہرہ

یکم نومبر 95 کو لاہور ہائی کورٹ میں مسلم لیگی کارکنوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا اور حکومت کا جنازہ نکالا۔ پولیس نے لاٹھی چارج کر کے انھیں منتشر کر دیا۔ چار خواتین سمیت چھ افراد گرفتار کر لیے گئے۔ نواز شریف نے کہا کہ 15 نومبر سے بے نظیر حکومت کے خلاف بھرپور تحریک شروع کی جائے گی۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ "بے نظیر ہٹاؤ، نواز شریف لاؤ" کی روایتی سیاست میں حصہ دار نہیں۔

یوم سیاہ

3 نومبر کو ملی یک جہتی کونسل کی اپیل پر حکومت کی عوام دشمن پالیسیوں، مہنگائی، فحاشی اور عریانی کے خلاف ملک بھر میں یوم سیاہ منایا گیا۔ علماء نے کہا کہ حکومت نے آنے والی نسلوں کو بھی آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بنک کے ہاتھوں گروی رکھ دیا ہے۔

3 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر نے امریکی ٹی۔ وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ملک میں سیاسی استحکام ہے۔ غیر ملکی سرمایہ کاری ہو رہی ہے۔ پریس آزاد ہے۔ پاکستان میں فوجی بغاوت کا سرے سے کوئی خطرہ نہیں۔

اسرائیلی وزیراعظم کا قتل

4 نومبر کو یونیورسٹی کے ایک 27 سالہ یہودی طالب علم نے 73 سالہ اسرائیلی وزیراعظم رابن کو قتل کر دیا۔ اسرائیلی ریڈیو اگر یہ وضاحت نہ کرتا کہ رابن کا قاتل بھی ایک یہودی نوجوان ہے، تو نہ جانے کتنے بے گناہ فلسطینی مسلمان اُن کے مظالم کا شکار ہو جاتے۔

شہباز شریف کی گرفتاری

4 نومبر کو جب میاں شہباز شریف ڈیڑھ سال بعد جدہ سے وطن واپس پہنچے تو لاہور ایئرپورٹ پر طیارہ کو ایف۔ آئی۔ اے اور دیگر اہلکاروں نے گھیرے میں لے لیا اور اُترتے ہی انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ اُن پر اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے، دس کروڑ روپے قرضہ منظور کرانے کا الزام ہے۔ اُن کا استقبال کرنے کے لیے آنے والے مسلم لیگی کارکنوں میں اشتعال پھیل گیا۔ پولیس کی تین گاڑیوں سمیت پانچ گاڑیوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ چار کلومیٹر کا علاقہ میدان جنگ میں تبدیل ہوگیا۔ پولیس نے اندھا دھند لاٹھی چارج اور آنسو گیس کے گولے پھینکے۔ درجنوں کارکن زخمی ہوگئے۔ شہباز شریف کو گورنر پنجاب کے خصوصی طیارہ کے ذریعہ اسلام آباد پہنچا دیا گیا۔ شہباز شریف نے کہا کہ میں جھوٹے مقدمات کا سامنا کروں گا۔ میں کوئی لندن پلان لے کر واپس نہیں آیا ہوں۔ غیر جانبدار عدالتی کمیشن بنائیں جس کی کارروائی براہ راست ٹی۔ وی پر دکھائی جائے۔ نواز شریف نے کہا کہ مسلم لیگی کارکنوں پر وحشیانہ تشدد حکمرانوں کی بوکھلاہٹ کا کھلا ثبوت ہے۔ عوام جلد ہی انہیں اسلام آباد سے نکال دیں گے۔ الطاف حسین نے کہا کہ شہباز شریف کی گرفتاری سیاسی انتقام کی بدترین مثال ہے۔

5 نومبر کو حدیبیہ پیپر کے مقدمہ میں جعلی دستاویزات کی تیاری اور غبن کے الزامات میں شہباز شریف کا سات روز کا ریمانڈ اسلام آباد کے اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت سے حاصل کر لیا گیا۔ انہیں عدالتی اوقات سے قبل صبح سات بجے ضلع کچہری لایا گیا۔ اسسٹنٹ کمشنر خود بھی ناشتہ کیے بغیر عدالت میں آگئے۔ چوکیدار کو تلاش کر کے کمرہ کھلوایا گیا۔ کارروائی سات منٹ میں مکمل ہوگئی۔ مسلم لیگی کارکنوں کی آمد سے قبل شہباز شریف کو واپس بھیج دیا گیا۔ اُن کی ضمانت پر رہائی کے لیے چار درخواستیں ہائی کورٹ میں دائر کی گئیں لیکن 27 ستمبر کو ہائی کورٹ نے یہ درخواستیں مسترد کرتے ہوئے عدالت سے رجوع کرنے کی ہدایت کی۔

6 نومبر کو نواز شریف نے اسلام آباد میں کہا کہ قومی حکومت کی نہیں، قومی مفاہمت کی ضرورت ہے۔ حکومت ہمارے آئینی پیکیج پر بات کرے۔ نواز شریف کی جانب سے حکومت کو مفاہمت کی پیش کش بحث کا موضوع بن گئی ہے۔ پنجاب اسمبلی کے اسپیکر حنیف رامے نے

حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ اس پیش کش پر تاخیری حربے استعمال نہ کرے۔

6 نومبر کو شہباز شریف سے سی۔ آئی۔ اے سینیٹر اسلام آباد میں تین گھنٹے تک پوچھ گچھ کی گئی۔ اُن سے بیرون ملک اکاؤنٹس کے بارے میں پوچھا گیا۔ شہباز شریف نے تمام الزامات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

جماعت اسلامی کا کل پاکستان اجتماع

8 نومبر کو قاضی حسین احمد نے لاہور میں مینار پاکستان کے سائے تلے سہ روزہ اجتماع عام کا افتتاح کیا جس میں پورے ملک سے خواتین سمیت لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ اس میں شرکت کے لیے مختلف مسلم ممالک کے اسلامی تحریکوں کے رہنماء بھی بڑی تعداد میں پاکستان آئے۔

10 نومبر کو سالانہ اجتماع کے آخری اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین نے کہا کہ تمام ادارے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ ملک میں قانون کی حکمرانی کے بجائے حکمرانوں کا قانون چل رہا ہے۔ آئین پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ ملک پر لٹیرے مسلط ہیں۔ جرائم پیشہ عناصر کو پولیس اور انتظامیہ کے علاوہ اکثر ارکان پارلیمنٹ کی پشت پناہی بھی حاصل ہے۔ حکمران خود چور ہیں۔ پارلیمنٹ میں بھی چور بیٹھے ہیں۔ سیاست دان غنڈوں اور بدمعاشوں کے سرپرست بن گئے ہیں۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں لٹیرے اور آزمودہ ہیں۔ دو جماعتی نظام قوم کو دیانت اور قیادت اور اسلامی انقلاب سے محروم کرنے کی سازش ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی امریکی احکامات کے تابع ہے۔ آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بنک کے ذریعے اسلامی دنیا کے گرد حصار قائم کیا جا رہا ہے۔ قوم دونوں بڑے گروپوں سے ناراض ہے۔ پاکستان کا استحکام اور بقاء اسلامی نظام کے قیام سے مشروط ہے۔ اس کے لیے دیانت دار، محب اسلام اور مخلص قیادت کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے جماعت اسلامی اُمید کی کرن ہے۔ جماعت اسلامی کے کارکن علماء اور عوام کو متحد کر کے ملک کو لٹیروں اور ڈاکوؤں کی لوٹ مار سے بچا کر پورے ملک کو مدینۃ الھدیٰ میں تبدیل کر دیں گے۔

مسلم لیگ کے رہنماء گوہر ایوب نے کہا کہ قاضی صاحب ملک دشمنوں کی راگنی الاپ رہے ہیں۔ وہ پہلے ٹھنڈے دل سے اپنے کردار کا جائزہ لیں جن کے باعث 1993ء کے الیکشن میں اُنھیں ذلت اور خواری کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر ہم پچاس نشستیں اُنھیں دے دیں تو پاک و صاف ہیں۔ ورنہ قاضی صاحب کا ڈاکو اور چور قرار دینے کا فتویٰ آ جاتا ہے۔ سینیٹر جاوید اقبال نے کہا کہ جماعت اسلامی کبھی تو مسلم لیگ سے معاہدہ کرتی ہے اور کبھی اُسے چور اور ڈاکو کہتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ مسلم لیگ سے معاہدہ کر کے اپنی قوت سے زیادہ نشستیں حاصل کر لے۔

اعجاز الحق نے کہا کہ مسلم لیگ قاضی حسین احمد سے کوئی سودے بازی نہیں کرے گی۔ دین کے نام پر سیاست کرنے والوں نے مسلم لیگ کو زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ سودے بازی میں اپنی پوزیشن بہتر بنانے کے لیے ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل دی گئی ہے۔

نصیر بابر کی معذرت

13 نومبر کو نصیر بابر نے کہا کہ شہباز شریف نے جعلی بنک اکاؤنٹ کھولے اور فراڈ کیا تھا۔ اُنھوں نے غیر قانونی قرضوں کے 6 ارب 8 کروڑ روپے سوئٹزرلینڈ کے بنکوں میں منتقل کیے ہیں۔ امریکی ایف۔ آئی۔ اے اُن کے خلاف تحقیقات کر رہی ہے۔ شریف خاندان کے بنکوں سے غیر قانونی طور پر 15 ارب روپے حاصل کیے ہیں۔ اُنھوں نے اپنی سرکاری پوزیشن استعمال کر کے اپنی صنعتی سلطنت کو ترقی دی اور بیس صنعتی یونٹ قائم کر لیے۔ اُن کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کیا جانا چاہیے۔ میں اُن کے خلاف الزامات ثابت نہ کر سکا تو مستعفی ہو جاؤں گا۔
شہباز شریف نے نصیر بابر کو جھوٹے الزامات عائد کرنے پر 24 گھنٹے کے اندر معافی مانگنے کا نوٹس دے دیا اور کہا کہ نصیر بابر نے مجھے مجرم قرار دے کر عدالتوں کا اختیار غصب کیا ہے۔
14 نومبر کو شہباز شریف نے لاہور ہائی کورٹ میں توہین عدالت کی درخواست دائر کر دی۔ جس میں کہا گیا نصیر بابر نے زیر سماعت مقدمہ پر تبصرہ کر کے توہین کا ارتکاب کیا ہے۔ عدالت کے حکم کے باوجود دواؤں اور کھانا فراہم کرنے کی سہولت بھی واپس لے لی ہے۔ نصیر بابر نے شہباز شریف سے معذرت کر لی اور کہا کہ جرم ثابت ہونے سے قبل اُنھیں مجرم کہہ کر پکارنا میری غلطی تھی۔

13 نومبر کو قاضی حسین احمد نے جی۔ ایچ۔ کیو راولپنڈی میں بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید کاکڑ سے ملاقات کی جو ڈیڑھ گھنٹے جاری رہی۔ ملاقات کے بعد قاضی صاحب نے کہا کہ میری اس ملاقات پر کسی کو تشویش نہیں ہونا چاہیے۔ ہم سیاسی اُمور میں فوجی مداخلت کے خلاف ہیں۔

15 نومبر کو اتفاق گروپ کے جنرل مینجر نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں کراچی کے ایک جریدہ کی رپورٹ اخبار نویسوں میں تقسیم کی جس کے مطابق صدر لغاری، نصیر بابر، این۔ ڈی۔ خان اور عبداللہ شاہ کی اکتوبر 95 تک ٹیکس کی ادائیگی صفر تھی۔

مصری سفارت خانہ پر حملہ

اتوار 19 نومبر کو صبح دس بج کر 40 منٹ پر اسلام آباد میں مصری سفارت خانے میں یکے

بعد دیگرے بموں کے دو دھماکوں سے سفارت خانہ کی عمارت تباہ ہو گئی۔ چند افراد سفید رنگ کی ایک پک اپ میں آئے۔ ایک نے اُتر کر ایک طاقتور دستی بم پھینکا جس میں سکیورٹی گارڈ اور بیرونی گیٹ پر کھڑے اسلام آباد پولیس کے دو کانسٹیبلوں سمیت ایک درجن افراد کے چیتھڑے اُڑ گئے۔ گیٹ ٹوٹتے ہی وہی گاڑی سفارت خانے کی عمارت کے احاطے میں داخل ہو گئی اور اُس کے ساتھ ہی دوسرا طاقتور بم پھٹ گیا جو ایک ہزار پونڈ وزنی تھا۔ کار میں سوار دہشت گرد کے پرخچے اُڑ گئے۔ اس سانحہ میں 17 افراد جاں بحق اور 60 افراد زخمی ہو گئے۔ مصر کے سفیر معجزانہ طور پر بچ گئے جبکہ ڈپٹی چیف اور قونصلر جاں بحق ہو گئے۔ قیامت صغریٰ کا منظر تھا۔ ہر طرف انسانی اعضاء بکھرے پڑے تھے، ہر طرف چیخ و پکار تھی۔ پارکنگ میں کھڑی کاریں تباہ ہو گئیں۔ پاک فوج نے تباہ شدہ مصری سفارت خانے کا کنٹرول سنبھال لیا۔ امدادی کام فوری شروع کر دیا گیا۔ مصری سفارت کاروں کی نعشیں قاہرہ روانہ کر دی گئیں۔ دھماکہ کی تحقیقات کے لیے ایک مصری ٹیم بھی قاہرہ سے اسلام آباد پہنچ گئی۔ مصر کے خلاف بیرون ملک تخریب کاری کا یہ چوتھا واقعہ تھا۔ مصر کی تین تنظیموں نے دھماکہ کی ذمہ داری قبول کر لی۔ مصری سفارت خانے نے 12 نومبر کو وزارت خارجہ کے نام اپنے خط میں پہلے سے آگاہ کر دیا تھا کہ سفارت خانہ پر حملہ ہو سکتا ہے، لیکن اس سلسلہ میں کوئی کارروائی نہ ہونے پر تحقیقات کا حکم دے دیا گیا۔

صدر فاروق لغاری نے ٹیلی فون پر مصر کے صدر حسنی مبارک سے اس سانحہ پر اپنے دلی رنج و الم کا اظہار کیا۔ وزیراعظم بے نظیر نے بھی کہا کہ مصر کو پہنچنے والے دکھ اور نقصان میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ مصری سفیر نے متاثرہ افراد کی فوری امداد پر اظہار تشکر کیا۔

19 نومبر کو سینٹ میں بیان دیتے ہوئے نصیر بابر نے کہا کہ مصری سفارت خانہ کے حفاظتی انتظامات میں ناکامی کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ میرا سر شرمندگی سے جھکا ہوا ہے۔ اس ضمن میں ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جو ایک ہفتے کے اندر اپنی رپورٹ پیش کر دے گی لیکن 20 نومبر کو بے نظیر نے کہا کہ مصری سفارت خانہ پر بم دھماکہ سابق حکمرانوں کے کلچر کا نتیجہ ہیں۔ ہم دہشت گردی کی سیاست کا خاتمہ کر کے دم لیں گے۔ بے نظیر نے بیان دے کر ثابت کر دیا کہ وہ اپوزیشن کے خلاف الزام تراشی میں تمام حدود کو پامال اور ملکی مفادات کو قربان کر سکتی ہیں۔

جاپانی وفد کی آمد ملتوی

مصری سفارت خانہ پر بموں کے دھماکے کے بعد جاپانی وزارت خارجہ نے حکومت پاکستان کو مطلع کیا کہ ہمارے جس وفد کو 20 نومبر کو اسلام آباد پہنچنا تھا، اُس کے استقبال کے لیے ہمارا اسلام آباد کا سفارت خانہ پوری طرح تیار نہیں ہے، اس لیے مجوزہ دورہ ملتوی کر دیا گیا ہے۔ وفد کی پاکستان آمد کی نئی تاریخ کا اعلان بھی نہیں کیا گیا۔

21 نومبر کو نصیر بابر نے کہا کہ اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد دہشت گردی کی آماجگاہ بن چکی ہے۔ رمزی یوسف سمیت بہت سے دہشت گرد اس یونیورسٹی کا حصہ رہے ہیں۔ دوسرے دینی مدارس کے طلباء اور کارکن بھی دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ اس بیان کے ساتھ ہی اسلامی یونیورسٹی کے پنجاب بھر میں سینکڑوں دینی مدارس کے طالب علم گرفتار کر لیے گئے۔ پولیس ان گرفتاریوں کے لیے طلبہ سمیت ملک بھر میں رات بھر چھاپے مارتی رہی۔ غلہ منڈی میں پولیس جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو گئی۔ گرفتار شدگان میں سپاہ صحابہ، سپاہ محمد اور تحریک جعفریہ سے متعلق افراد شامل ہیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ امن و امان کے حوالے سے 200 افراد کو حراست میں لیا گیا ہے۔

اسلامی یونیورسٹی کے طلباء نے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کر کے گرفتار طلبا کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ وہ نصیر بابر کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ اسلامی یونیورسٹی کے خلاف وزیر داخلہ کا بیان قابل مذمت ہے۔ وہ امریکہ کے ترجمان بن گئے ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ اسلامی یونیورسٹی دہشت گردی کا مرکز نہیں بلکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا نشان ہے۔

اسلامی یونیورسٹی کے ڈائریکٹر معراج خالد نے کہا کہ یونیورسٹی کا کوئی طالب علم دہشت گردی میں ملوث نہیں۔ وزیر داخلہ کا بیان انتہائی غیر ذمہ دارانہ اور بے خبری کا نتیجہ ہے۔ سینیٹر خورشید احمد نے کہا کہ وزیر داخلہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے ہیں۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ جس یونیورسٹی کا چانسلر صدر لغاری اور ڈائریکٹر معراج خالد ہوں، اُسے دہشت گردوں کا گڑھ قرار دینا افسوس ناک ہے۔ اسلام آباد کے ایس۔ پی نے کہا کہ مصری سفارت خانہ میں بم دھماکہ کی تحقیقات کرنے والی ٹیم کے سربراہ کی حیثیت سے مجھے کوئی ایسی شہادت نہیں کہ اسلامی یونیورسٹی کا کوئی طالب علم اس دہشت گردی میں ملوث ہے۔

صدر لغاری نے بھی کہا کہ مجھے ایسی رپورٹ نہیں ملی جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ اسلامی یونیورسٹی کا کوئی طالب علم بم دھماکہ میں ملوث ہے۔ اس سے پھر یہ ظاہر ہو گیا کہ حکومت صدر کے اعتماد سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ نصیر بابر نے بغیر کسی ثبوت اور جواز کے تمام دینی جماعتوں اور مدارس کے خلاف ایک نیا محاذ کھول کر حکومت کے مسائل میں مزید اضافہ کر دیا۔

اپنے طرز عمل میں اصلاح کرنے کے بجائے حکومت پنجاب نے کراچی اور اندرون سندھ بھی چھاپے مار کر بڑے پیمانہ پر دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار کر کے نامعلوم مقامات پر منتقل کر دیا۔ سپاہ صحابہ، سپاہ محمد اور تحریک جعفریہ کے دفاتر سیل کر دیئے گئے۔ مولانا نورانی، سید منور حسن، مولانا سلفی، مولانا شیر افضل، پروفیسر خورشید، مولانا جان محمد عباسی، سلیم قادری اور طارق محبوب نے ان گرفتاریوں کی مذمت کی۔ مولانا نیازی نے کہا کہ حکومت

اپنی خودکشی کا سامان کر رہی ہے۔ حافظ حسین احمد نے کہا کہ نصیر بابر نے دینی قوتوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ ہم حکومت کا وہی حشر کریں گے جو طالبان ربانی کا کر رہے ہیں، ہم حکومت سے کہتے ہیں کہ "نہ چھیڑ ملنگاں نوں۔" مولانا سمیع الحق نے کہا کہ علماء کی گرفتاری کے خلاف 24 نومبر کو یوم احتجاج منایا جائے گا۔ دینی رہنماؤں کی گرفتاری کے خلاف اپوزیشن نے سینٹ سے واک آؤٹ کیا۔ جے۔ یو۔ آئی (ایف) نے واک آؤٹ نہیں کیا۔ نصیر بابر اپنے ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہے۔ انہوں نے کہا کہ میں باعمل مسلمان ہوں اور کھل کر بات کرتا ہوں۔ اسلامی یونیورسٹی کے خلاف شواہد موجود ہیں۔ اصل مجرم ملنے تک علماء حفاظتی تحویل میں رہیں گے۔ نصیر بابر بے نظیر حکومت کے خاتمے کے لیے پوری اپوزیشن سے کہیں زیادہ موثر کردار ادا کر رہے ہیں۔

جلوس پر حملہ

25 نومبر کو نواز شریف شام کے وقت حافظ آباد میں ایک جلوس کے ہمراہ جلسہ گاہ کی طرف جا رہے تھے کہ پیپلز پارٹی کے رہنما ملک محمد وزیر اعوان کی رہائش گاہ سے جلوس کے شرکاء پر پتھراؤ اور نواز شریف کی کار پر فائرنگ کی گئی۔ میاں صاحب کے باڈی گارڈ نے کلاشن کوف سے جوابی فائرنگ کی۔

26 نومبر کو گجرات میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ قوم اگر نہ جاگی تو بے نظیر ملک کا بیڑا غرق کر دے گی۔ غریب دال روٹی کھانے اور علاج کے لیے ترس رہے ہیں جبکہ آصف زرداری کے گھوڑے سرکاری گاڑیوں میں مری میں گھاس چرنے کے لیے جاتے ہیں۔ بے نظیر کی جلد چھٹی ہو جائے گی۔ میں جلد کال دوں گا۔ جلسہ میں اسٹیج کے قریب ہوائی فائرنگ کرنے والے کے ہاتھ سے خود کار گن گر گئی جس سے دو افراد ہلاک اور تین زخمی ہوگئے۔

ناکامی کا اعتراف

وزیر اعظم کے مشیر وی۔ اے۔ جعفری نے اعتراف کیا کہ حکومت اپنے اہداف حاصل نہیں کر سکی ہے۔ اشیاء صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ملاوٹ کا رجحان بھی بڑھ گیا ہے۔

27 نومبر کو لاہور میں مسلم لیگ کی خواتین نے مہنگائی کے خلاف جلوس نکالا۔ خواتین "عوام دشمن بے نظیر، وطن دشمن بے نظیر" کے نعرے لگا رہی تھیں۔ پولیس نے وحشیانہ لاٹھی

چارج کر کے متعدد خواتین کو زخمی کر دیا۔ مشتعل خواتین نے چوک میں لگے ہوئے بے نظیر کے پورٹریٹ پر ڈنڈوں اور جوتیوں کی بارش کر دی۔

28 نومبر کو مختلف مقامات پر اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ملک کو لوٹنے والی حکومت اب صرف چند دنوں کی مہمان ہے۔ قوم ان سے پائی پائی کا حساب لے گی۔

کانفرنس سے خطاب

30 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر نے اسلام آباد میں ادیبوں اور دانشوروں کی بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں مکمل طور پر سیاسی استحکام ہے۔ ورلڈ بنک یا کہیں اور سے کوئی نیا وزیراعظم بننے کے لیے نہیں آ رہا ہے۔ حکومت اپنی پانچ سالہ مدت پوری کرے گی۔ میراج 2000 طیاروں کی خریداری کا معاہدہ ہونے سے قبل ہی آصف زرداری پر کمیشن لینے کا الزام لگا دیا گیا۔ فرانس میں نہ تو میرا کوئی محل ہے اور نہ ہی آصف زرداری نے 6 ڈالر کے گھوڑے خریدے ہیں۔ اخبارات من گھڑت خبریں شائع کر کے اقتصادی خوف پھیلا رہے ہیں۔ آج کے صحافی اپنے قلم کا بندوق سے بھی بدتر استعمال کر رہے ہیں۔ اخبارات والے حکومت بنانے اور گرانے والے کون ہوتے ہیں۔ ملک میں کوئی اقتصادی بحران نہیں۔ اسٹیٹ بنک کس طرح دیوالیہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ جتنے چاہے، نئے کرنسی نوٹ چھاپ لے۔ حکومت کو کسی سرکاری ادارے کی سازش کا سامنا نہیں۔

مسلم لیگ کے سیکریٹری اطلاعات مشاہد حسین نے کہا کہ بے نظیر اپنی ناکامیوں کا غصہ اخبارات پر نکال رہی ہیں۔ پریس حکمرانوں کی بدعنوانی، ظلم و تشدد اور جمہوریت دشمنی کو بے نقاب کر کے اپنا فرض ادا کر رہا ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ ملک مالیاتی بحران سے دوچار ہے لیکن بے نظیر کے منہ سے الٹی سیدھی باتیں نکل رہی ہیں۔ ملک نہیں، وزیراعظم بے نظیر اقتصادی ترقی کر رہی ہیں۔ انتخابات نہ ہوئے تو کوئی حادثہ ہو سکتا ہے۔ مڈٹرم الیکشن ہو جائیں تو جو رہا سہا ہے، وہ بچ سکتا ہے۔ مجھے دوبارہ اقتدار میں لانا قوم کی مجبوری ہے۔ مولانا جان محمد عباسی نے کہا کہ حکومت کو کسی خفیہ معاہدہ کے تحت اقتدار میں لایا گیا ہے۔ سید منور حسین نے کہا کہ مڈٹرم انتخابات ملک کے مسائل کا حقیقی حل نہیں ہیں۔ لوگ حکومت اور اپوزیشن دونوں سے بیزار ہیں۔ دینی جماعتیں پکاریں تو بڑی تحریک چل پڑے گی۔

30 نومبر کو لاہور پریس کلب میں "فیس دی پریس" میں بات چیت کرتے ہوئے وفاقی وزیر خالد احمد کھرل نے کہا کہ نواز شریف "را" کے ایجنٹ ہیں۔ اہل پنجاب کسی بزدل کے سر پر

پگ نہیں رکھیں گے۔

30 نومبر کو وزیراعظم کے مشیر دی۔ اے جعفری نے ٹی۔ وی پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی بنیاد پر اقتصادی بحران کی افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں حالانکہ ملک کی معیشت مضبوط اور زرمبادلہ کے ذخائر تسلی بخش ہیں۔ مالی بحران پیدا کرنے کی سازش میں ایک ایسا کاروباری گروہ ملوث ہے جس کے بعض سیاست دانوں سے رابطے ہیں۔ افواہیں پھیلا کر ڈالر کی مصنوعی قلت پیدا کر کے اسی گروہ نے اربوں روپے کما لیے۔ وزیراعظم نے اس سازش کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ وزیر خزانہ مخدوم شہاب الدین نے بھی کہا کہ کوئی اقتصادی بحران سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ بجٹ خسارہ کم ہوا ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں ایک ارب 80 کروڑ ڈالر موجود ہیں۔ لیکن گورنر اسٹیٹ بنک ڈاکٹر یعقوب نے کہا کہ تجارتی خسارہ میں اضافے اور غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کے باعث حکومت اپنے اخراجات میں کمی اور قرضے محدود کرے۔ حکومت سے متعلق ذمہ دار افراد کے یہ متضاد بیانات اُس کی بوکھلاہٹ کا ثبوت تھے۔

پندرہ افراد کی ہلاکت

2 نومبر کو رات کے تقریباً سوا دو بجے 15 افراد کو دہشت گردوں نے گلبرگ کے ایک مکان میں انتہائی سفاکانہ طور پر فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ سات افراد تو مکان کے اندر موجود تھے، دوسرے آٹھ مختلف مقامات سے اغوا کر کے یہاں لائے گئے۔ پھر ان سب کو گولیوں سے بھون ڈالا گیا۔ ہلاک شدگان کا تعلق پنجاب سے ہے۔ ایک مقتول کی چند روز بعد شادی ہونے والی تھی۔ ایک زخمی نعشوں کے نیچے دب جانے کی وجہ سے بچ گیا۔ وہ دم سادھے پڑا رہا۔ اس واحد عینی گواہ نھو خاں نے کہا کہ دہشت گرد جن کی تعداد 8 یا 10 تھی۔ وہ کافی دیر تک مکان کے اندر رہے۔ اُن میں سے کسی نے ریڈی کہا اور فائرنگ شروع ہوگئی۔ دہشت گرد دو تحریریں چھوڑ گئے۔ ایک پر درج تھا "وزیر داخلہ جنرل بابر کے لیے مہاجر ٹائیگر فورس کا تحفہ" اور دوسری پر لکھا تھا "وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ کے نام مہاجر ٹائیگر فورس کا تحفہ۔" پولیس کو صبح 8 بجے اس واقعہ کا علم ہوا۔ سندھ کے دو وزراء عبدالحکیم بلوچ اور خواجہ احمد اعوان 9 نعشوں کے ہمراہ رحیم یار خان اور علی پور گئے۔ انہوں نے نعشیں ورثاء کے حوالے کیں اور وارثوں کو دو دو لاکھ روپے کے چیک بھی دیئے۔ نصیر بابر نے کہا کہ الطاف گروپ کے دہشت گرد ان 15 افراد کی ہلاکت کے ذمہ دار ہیں۔ یہ بات نواز شریف سے پوچھیں کہ یہ دہشت گرد پنجابیوں اور پٹھانوں کو کیوں مارتے ہیں؟ نواز شریف نے کہا قتل کی اس واردات کو پنجابیوں پر حملہ قرار دینا حکومتی سازش ہے۔ مقتول پنجابی نہیں، پاکستانی تھے۔ وزیر داخلہ کہتے ہیں کہ پنجاب میں لاشوں کے تحفے آئے ہیں، ہم بھی لاشوں کے تحفے دیں گے۔ یہ ریاستی تشدد کی انتہا ہے۔ عوام سازش کا شکار نہ

ہوں۔ ریڈیو اور ٹی۔ وی کی خبروں میں بار بار کہا جا رہا ہے کہ کراچی میں 15 پنجابیوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ حکمران کراچی میں لسانی فسادات کرانے کی سازش کر رہے ہیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ پنجابی بھائیو! ہمیں غدار مت سمجھو۔ اس سفاکانہ واردات میں وزیر داخلہ کا ہاتھ ہے۔ رابطہ کمیٹی نے کہا کہ 15 افراد کا قتل حکومت کے سوا کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ یہ بدترین دہشت گردی ہے، لیکن عبداللہ شاہ نے کہا کہ ان افراد کے اجتماعی قتل کا ذمہ دار الطاف گروپ ہے، ہمارے پاس ثبوت موجود ہیں۔ چار ملزمان گرفتار کر لیے گئے ہیں، اُن میں ایک سنٹرل ایکسائز کا سپاہی اور ایک ایم۔ کیو۔ ایم کا یونٹ انچارج ہے۔

5 نومبر کو 15 افراد کے قتل کو لسانی رنگ دینے پر احتجاج کرتے ہوئے اپوزیشن یہ کہتے ہوئے قومی اسمبلی سے واک آؤٹ کر گئی کہ حکومت تعصبات کو ہوا دے کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ حکومت تمام ہلاک شدگان کے ورثاء کو معاوضہ کیوں ادا نہیں کرتی۔ صرف انہی کو کیوں ادا کیا گیا؟

پولیس کی ناکہ بندی اور ہائی الرٹ کے باوجود نومبر کے پہلے ہفتے کے دوران 23 افراد ہلاک کر دیے گئے۔

حنیف بھنوری کی پریس کانفرنس

7 نومبر کو کراچی میں پولیس کے زیر اہتمام ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ملزم حنیف عرف بھنوری نے کہا کہ میں نعیم شری کے گروپ کے لیے کام کرتے ہوئے اب تک 23 افراد کو قتل کر چکا ہوں، مجھے کراچی میں اسلحہ کے استعمال کی تربیت دی گئی۔ 15 افراد کے قتل میں نعیم شری سمیت 9 افراد شریک تھے۔ نعیم شری نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر تم ہمارے لیے کام نہیں کرو گے تو تمہارے ماں باپ اور بیوی بچے قتل کرا دیں گے۔ اب میرا ضمیر جاگ گیا ہے اور میں پھانسی کے لیے تیار ہوں۔ حنیف صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ پریس کانفرنس کے دوران اطمینان کے ساتھ پان چباتا رہا۔ اُس کا لہجہ بری تھا لیکن اُس کا اصرار تھا کہ وہ اردو بولنے والا ہے لیکن پریس کانفرنس کے بعد دو درجن افراد کا یہ اقبالی مجرم بھی منظر عام سے غائب ہو گیا اور اُسے کسی عدالت کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔

نصیر بابر نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ الطاف حسین نے مجھے قتل کرنے کا سگنل دے دیا ہے، لیکن الطاف حسین نے کہا کہ یہ میرے اوپر بے بنیاد اور اشتعال انگیز الزام ہے۔ وزیر داخلہ نے ہزاروں مہاجروں کو قتل کرایا ہے، وہ میرے نہیں قوم کے مجرم ہیں۔

بھتوں کی وصولیابی

جبری چندہ کی وصولیابی کی بڑھتی ہوئی شکایتوں کے پیش نظر الطاف حسین نے رابطہ کمیٹی کو ہدایت دی کہ وہ ان شکایات کی تحقیقات کرکے اپنی رپورٹ لندن روانہ کریں۔ بھتہ وصول کرنے والے کارکنان یہ تاثر دیتے ہیں کہ اس کا بیشتر حصہ وہاں کے مصارف پورا کرنے کے لیے لندن روانہ کیا جاتا ہے۔

شادی ہال کا محاصرہ

10 نومبر کو پولیس نے اچانک ایک شادی ہال کا محاصرہ کرکے تمام مہمانوں کو ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ ایک برقع پوش شخص سے تمام مہمانوں کی شناخت کرائی گئی۔ یہ تکلیف دہ اور توہین آمیز عمل دو گھنٹے تک جاری رہا۔ پولیس کو اطلاع ملی تھی کہ فہیم کن کٹا اور عامر ذکی اس تقریب میں موجود ہیں، لیکن مطلوبہ افراد وہاں نہیں تھے۔ 11 نومبر کو اورنگی اور الکرم اسکوائر کا محاصرہ کرکے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ ایک سپاہی سمیت 150 افراد کو حراست میں لے لیا گیا، اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ 13 نومبر کو لیاری کا محاصرہ کرکے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ تین خواتین سمیت 100 افراد گرفتار کرلیے گئے۔ 15 نومبر کو چھاپوں کے دوران ضلع وسطی سے 18 دہشت گرد گرفتار کرلیے گئے۔ اُن سے اسلحہ اور چھینی ہوئی گاڑیاں برآمد ہوئیں۔

11 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر کراچی پہنچ گئیں۔ جہاں انہوں نے گورنر اور وزیراعلیٰ سے ملاقات کرکے کراچی کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ 16 نومبر کو بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے تین گھنٹے طویل ملاقات کی۔ جس میں کراچی کے بارے میں نئی حکمت عملی زیر غور آئی۔

حکومتی اقدامات کے باوجود نومبر کے دوسرے ہفتے میں مقتولین کی تعداد بڑھ کر 41 ہوگئی۔ نواز شریف نے کہا کہ کراچی میں خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے۔ ہم بے نظیر کو سندھ کارڈ استعمال نہیں کرنے دیں گے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ کراچی میں کسی کی جان و مال محفوظ نہیں۔ دہشت گردوں کو بے نقاب کرکے سزا دی جائے۔

14 نومبر کو تین گاڑیوں میں سوار مسلح افراد نے مرتضیٰ بھٹو کی رہائش گاہ 70 کلفٹن پر فائرنگ کی۔ جوابی فائرنگ سے حملہ آور فرار ہوگئے۔ پولیس وزیراعظم کے بھائی کے گھر پر فائرنگ کرنے والوں کو گرفتار کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی۔

محاصرے اور تلاشی

20 نومبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کے مرکزی دفتر نائن زیرو اور دوسرے دفاتر کا محاصرہ کر کے تلاشی لی گئی۔ 250 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ 21 نومبر کو رنچھوڑ لائن کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ متعدد افراد گرفتار کر لیے گئے۔ اورنگی میں ایک ڈسپنسری میں قائم ٹارچر سیل پکڑا گیا۔ اسلحہ اور گاڑیاں برآمد ہوئیں۔ اورنگی کے محاصرہ کے دوران پورے علاقے میں کاروبار بند رہا۔ گھر گھر تلاشی میں ڈھائی ہزار افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ 27 نومبر کو کورنگی اور گلبہار میں پولیس مقابلہ میں الطاف گروپ کے 5 دہشت گرد ہلاک کر دیئے گئے۔ پولیس ذرائع کے مطابق وہ 40 سے زیادہ مقدمات میں ملوث تھے۔ 28 نومبر کو کورنگی اور اورنگی کا پھر محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔

29 نومبر کو نئی کراچی اور شریف آباد کا محاصرہ کر کے تلاشی لی گئی۔ مسلسل محاصروں، چھاپوں، گرفتاریوں اور فائرنگ کے خوف سے متاثرہ بستیوں کے تقریباً 80 فیصد لوگ نقل مکانی کر گئے۔ وہ اپنے مکانات خالی کر کے اپنے رشتہ داروں کے گھروں پر رہنے پر مجبور ہو گئے۔

ان حکومتی اقدامات کے باوجود نومبر کے آخری 15 دنوں میں 35 افراد لقمہ اجل بن گئے۔ اورنگی میں ایک نوجوان کی نعش ملی جس کے پاس یہ ملا "ایم۔ کیو۔ ایم کا تحفہ قبول ہو۔" 17 نومبر کو ایک نوجوان کو تشدد کر کے ہلاک کیا گیا۔ اُس کے جسم پر سگریٹ سے داغے جانے کے نشانات تھے۔ اورنگی میں محکمہ تعلیم کے ایک افسر کو ہلاک کر دیا گیا۔ 18 نومبر سے ایک شخص کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ ملزمان اُس کی نعش سڑک پر پھینک کر فرار ہو گئے۔

وزیر اعلیٰ کے بھائی کا قتل

23 نومبر کو وزیر اعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ کے چھوٹے بھائی محکمہ خوراک کے ڈپٹی ڈائریکٹر سید احسان اللہ شاہ جو کافی عرصے سے فیڈرل بی ایریا میں رہائش پذیر تھے، دہشت گردی کا نشانہ بن گئے۔ وہ اپنے دوست الٰہی بخش چانڈیو کے ہمراہ اپنے گھر سے دفتر جانے کے لیے کار میں روانہ ہوئے۔ اُن کی کار جیسے ہی مین روڈ پر آئی ملزمان نے جو اُن کی گھات میں پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے اُن پر کلاشن کوف کے برسٹ مارے۔ احسان شاہ اور اُن کا ڈرائیور محمد عیسیٰ موقع پر جاں بحق ہو گئے۔ عبداللہ شاہ کو اپنے بھائی کے قتل کی اطلاع سہون سے 20 کلومیٹر دور ایک تقریب کے دوران ملی۔ وہ فوراً ہی ہیلی کاپٹر کے ذریعے کراچی پہنچے اور نماز جنازہ کے بعد اپنے بھائی کی میت لے کر اپنے آبائی گاؤں بھان سعید آباد روانہ ہو گئے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ احسان علی شاہ دہشت گردی کا نشانہ بنے ہیں۔ وہ مرے نہیں، شہید ہوئے ہیں۔ یہ صدمہ ہمارا

راستہ نہیں روک سکتا۔ دہشت گردی کے خلاف ہماری جنگ جاری رہے گی۔ 25 نومبر کو دادو میں اپنے بھائی کے سوئم پر بات کرتے ہوئے عبداللہ شاہ نے کہا کہ میرے بھائی کے المناک سانحہ سے ہمارے عزم اور ارادوں میں کوئی لچک پیدا نہیں ہوگی۔ دہشت گردی کے خاتمے تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

نعیم کی ہلاکت

29 نومبر کو کورنگی میں الطاف گروپ کا انچارج نعیم پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ پولیس کے مطابق وہ 25 سے زائد مقدمات میں ملوث تھا۔ 30 نومبر کو کورنگی کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے الزام لگایا کہ تدفین کے موقع پر پولیس اور رینجرز نے مرد حضرات کو پریشان کیا اور انہیں نعیم کے ساتھ قبرستان جانے سے روک دیا گیا۔ جس کے بعد مجبوراً خواتین نے میت کو کاندھا دیا اور تدفین میں حصہ لیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ جنازے کے شرکاء پر تشدد بدترین دہشت گردی اور انسانیت کے ماتھے پر بدترین داغ ہے۔ نصیر بابر نے اس الزام کو بے بنیاد قرار دیا۔

اکبر بگٹی کا انکشاف

ڈیرہ بگٹی میں اسلام آباد کے اخبار نویسوں کے ایک گروپ سے بات کرتے ہوئے جمہوری وطن پارٹی کے سربراہ نواب اکبر بگٹی نے 7 نومبر کو کہا کہ 1973ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے مجھے چوہدری ظہور الٰہی کو قتل کرا دینے کا حکم دیا تھا۔ اُس وقت ظہور الٰہی مری قبائل کو اسلحہ فراہم کرنے کے الزام میں بلوچستان میں کولہو جیل میں بند تھے۔ کراچی کی ایک عدالت نے ظہور الٰہی کو کسی دوسرے مقدمہ میں اپنے روبرو طلب کر لیا۔ میں نے عدالت کے حکم پر انہیں کراچی روانہ کرنے کی تیاری شروع کر دی، لیکن بھٹو نے مجھ سے فون پر کہا کہ کسی بہانے سے ظہور الٰہی کو عدالت مت بھیجو لیکن میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، لیکن اگلے دن بھٹو نے پھر فون کر کے مجھ سے کہا کہ چوہدری کو روانہ کر دو۔ میں نے دریافت کیا کہ کہاں روانہ کر دوں۔ تو جواب دیا کہ "اوپر" بھیج دو اور اُن کے قتل کا الزام مری قبائل پر ڈال دو۔ میں نے اس پر عمل کرنے سے پھر انکار کر دیا۔ بگٹی نے کہا کہ کراچی ڈیرہ بگٹی اور سوئی ایک جیسی ریاستی دہشت گردی کا شکار ہیں۔ وزیر داخلہ نصیر بابر، ایم۔ کیو۔ ایم سے بڑے بدمعاش ہیں۔

نواز شریف کے خطاب

3 دسمبر کو پنڈی میں ایک ریلی سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ مجھے ہٹا کر بے نظیر کو اقتدار میں لانے کی ذمہ دار عوام نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ حکمرانوں نے ملک کو کنگال کر دیا۔ پارلیمنٹ کو بے اثر کر کے عدلیہ کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔ مہنگائی نے سب کی کمر توڑ دی ہے۔ اب لات مارنے کا وقت آگیا۔ جلد کال دوں گا۔ 4 دسمبر کو جہلم اور گوجر خاں میں کہا کہ الیکشن ہم نے جیتا لیکن حکومت کسی اور کی بنی۔ ہم 24 نشستیں "قاضی آ رہا ہے" کے نتیجے میں ہار گئے۔ حکومت ملی تو قوم کی تقدیر بدل دوں گا۔ کراچی کی آگ بجھ جائے گی۔ 5 دسمبر کو تلہ گنگ میں کہا کہ ملک کو بھارتی توپوں اور ٹینکوں سے اتنا خطرہ نہیں جتنا موجودہ حکومت سے ہے۔ بے نظیر قوم کو بھارتی آلو کھلا رہی ہیں۔ 6 دسمبر کو لاہور میں کہا کہ ہم قوم کو عوام دشمن حکومت کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے۔

نواز شریف اور اکبر بگٹی میں اتفاق رائے ہوگیا کہ مسائل کا واحد حل موجودہ حکومت کو ہٹانے میں ہے۔ ملک کو داخلی طور پر دیوالیہ اور خارجی طور پر یک و تنہا کر دیا گیا ہے۔ افریقہ جیسی غربت اور قحط کی صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔

بے نظیر کا موقف

5 دسمبر کو وزیر اعظم بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ ہماری حکومت چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ عوام کا مینڈیٹ ہمارے پاس ہے، اپوزیشن کے پاس نہیں۔ ہمارے خلاف ہر سازش ناکام ہوگی۔ ہم اصولوں کی اور اپوزیشن ڈنڈوں کی سیاست کر رہی ہے۔ بے روزگاری اور مہنگائی کی ذمہ داری سابقہ حکومت ہے۔ معین قریشی نے بھی معیشت کی تباہی کا ذمہ دار نواز شریف کو قرار دیا تھا۔ 7 دسمبر کو کوئٹہ میں کہا کہ مجھے ہر غریب بلاول کی طرح عزیز ہے۔ مجھے اپنے بلوچ شوہر پر فخر ہے۔ ہم عوام کی خوش حالی اور ترقی کے لیے ہر طوفان سے ٹکرا جائیں گے۔ میں تو پیدا ہی محل میں ہوئی تھی۔ مجھے ملک کے باہر محل بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اپوزیشن ملک و قوم کی ترقی کے لیے ہمارے ساتھ مل کر کام کرے۔ نواز شریف نے کہا کہ مذاکرات کے دروازے بے نظیر نے خود بند کر دیئے ہیں، مفاہمت کی بات کر کے وہ قوم کو دھوکہ نہیں دے سکتیں۔

مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ ہمارا حکومت کے ساتھ تعاون ختم ہو چکا ہے لیکن میں خارجہ اُمور کی کمیٹی کے چیئرمین کے عہدہ سے مستعفی نہیں ہوں گا۔ وہ امریکہ سمیت آٹھ ممالک کے دورہ پر روانہ ہوگئے۔ اُنھوں نے کہا کہ سازش کے تحت میرے خلاف افسانے

تراشے جا رہے ہیں۔

بری فوج کے سربراہ جنرل عبدالوحید نے کہا کہ فوج سیاست سے قطعی طور پر لاتعلق ہے۔ سیاست داں اپنے اختلافات اور مسائل خود حل کریں، ہماری خواہش ہے کہ جمہوریت مستحکم ہو اور حکومت عوام کی خوشحالی کے لیے کام کرے۔

پاکستان اسٹیل مل

5 دسمبر کو وفاقی حکومت نے کرپشن اور ڈسپلن کی خلاف ورزیوں کی رپورٹیں ملنے پر پاکستان اسٹیل ملز کے چیئرمین سجاد حسین کو اُن کے عہدہ سے ہٹا کر سیکرٹری کامرس سلمان فاروقی کے چھوٹے بھائی عثمان فاروقی کو قائم چیئرمین اور منیجنگ ڈائریکٹر مقرر کر دیا۔

رابن رافیل کا بیان

7 دسمبر کو امریکہ کی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے ایوان نمائندگان کی بین الاقوامی تعلقات کمیٹی کے روبرو بیان دیتے ہوئے کہا کہ کشمیر میں استصواب رائے کے بارے میں سلامتی کونسل کی قراردادیں پرانی ہوچکی ہیں۔ بھارتی حکومت ان قراردادوں کو تسلیم نہیں کرتی۔ عملی صورت یہی ہے کہ ہم ماضی کو فراموش کر کے آگے کی طرف دیکھیں۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان تعلقات بہتر ہونے کے کوئی آثار نہیں لیکن دونوں کے درمیان جنگ کا بھی کوئی خطرہ نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ پاکستان اسرائیل کو تسلیم کرنے والے ممالک میں بعد میں شامل ہوگا۔ بعد میں 9 دسمبر اپنے بیان کی وضاحت کرتے ہوئے رابن رافیل نے کہا کہ ہم نے استصواب رائے کو مسترد نہیں کیا ہے۔ پاکستان اور بھارت رضامند ہوں تو امریکہ مسئلہ کشمیر کے حل میں مدد دے سکتا ہے۔

بھارت سے تجارتی تعلقات

11 دسمبر کو وفاقی وزیر تجارت احمد مختار نے کہا کہ بھارت کے ساتھ آزادانہ تجارت کا اصولی فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ بین الاقوامی معاہدوں کے تحت ہمارے لیے بھارت کا انتہائی ترجیحی ملک قرار دینا لازمی ہے۔ بھارت کے ساتھ کھلی تجارت سے برآمدات میں اضافہ ہوگا۔ زرمبادلہ کی بچت ہوگی اور باہمی دوری بھی ختم ہو جائے گی۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ مسئلہ کشمیر کے حل کئے بغیر بھارت کے ساتھ کھلی تجارت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

10 دسمبر کو حکومت کے ایک تین رکنی وفد نے وزیراعظم بے نظیر کا ایک خط اپوزیشن کے

رہنماء افتخار گیلانی کو پہنچایا جس میں اپوزیشن کو آئینی ترامیم اور دیگر اُمور پر حکومت کے ساتھ مذاکرات کرنے کی باقاعدہ دعوت دی گئی لیکن نواز شریف یہ کہتے ہوئے۔ اس پیش کش کو مسترد کر دیا کہ حکومت ملکی حالات کو سنگین بنا رہی ہے۔ اُس کے ہر قدم سے غنڈہ گردی کا عنصر نمایاں ہے، حکومت سے بات چیت صرف قومی اسمبلی میں ہوگی۔ 14 نومبر کو نواز شریف نے بے نظیر سے خط کا تحریری جواب بھی روانہ کر دیا جس میں مذاکرات کو مسترد کرتے ہوئے کہا گیا کہ نئے انتخابات ملک کو درپیش مسائل کا واحد حل ہیں۔ بے نظیر نے مڈٹرم انتخابات کرانے کا مطالبہ مسترد کر دیا۔

ماجد سلطان کی گرفتاری

14 دسمبر کو پولیس نے نواز شریف کے قریبی دوست اور صنعت کار ماجد سلطان کے دفتر پر انٹیلی جنس کے دو افراد کو اغوا کرنے اور موبائل فون چھیننے کے الزام میں دھاوا بول دیا۔ عملے کے افراد کو بُری طرح زد و کوب کیا۔ جاوید سلطان نے اپنی گرفتاری پیش کر دی۔ تھانے میں اُنہیں کسی سے ملاقات کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

15 دسمبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ ملکی مسائل صرف باکردار لوگ ہی حل کر سکتے ہیں، بے حس حکمرانو کا مقصد ایوان اقتدار میں بیٹھ کر مسائل حل کرنا نہیں بلکہ ملکی وسائل لوٹنا ہے۔

بھارت کا ایٹمی دھماکہ

16 دسمبر کو "نیویارک ٹائمز" نے انکشاف کیا کہ بھارت راجستھان میں ایک مزید ایٹمی دھماکہ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ روس بھارت کو ایٹمی اسلحہ کے استعمال کے لیے بین البراعظمی میزائل فراہم کرنے پر رضامند ہوگیا ہے۔ پاکستان کے سرکاری ترجمان نے کہا کہ ایٹمی دھماکے سے فوجی کشیدگی میں اضافہ ہوگا۔ بے نظیر نے کہا کہ بھارت خطرناک اسلحہ کی کھیپ تیار کر رہا ہے۔ ہم دنیا کو اپنی تشویش سے آگاہ کر رہے ہیں۔ ہم اپنی دفاعی ضروریات سے باخبر ہیں۔

15 دسمبر کو سرکاری طور پر بتایا گیا کہ صدر لغاری اور وزیراعظم کے 6 حالیہ بیرونی دوروں پر 5 کروڑ 80 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ خصوصی طیارہ کا کرایہ اور میڈیا ٹیم کے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ ان دوروں میں ذاتی عملہ کے علاوہ ارکان پارلیمنٹ، وزراء معززین اور اُن کی بیگمات شامل ہوتی ہیں۔

کالاباغ ڈیم

18 دسمبر کو وفاقی وزیر غلام مصطفیٰ کھر نے کہا کہ گھاس کھالیں گے، لیکن کالا باغ ڈیم ضرور بنے گا۔ سندھ کو پنجاب سے زیادہ اس ڈیم کی ضرورت ہے۔ بلوچستان میں بھی زیر زمین آبی ذخائر ختم ہوگئے ہیں۔ اگر ڈیم نہ بنا تو صوبہ بنجر ہو جائے گا۔

بری فوج کے نئے سربراہ

18 دسمبر کو لیفٹیننٹ جنرل جہانگیر کرامت کو جنرل کے عہدہ پر ترقی دے کر بری فوج کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔ موجودہ سربراہ جنرل عبدالوحید 12 جنوری 1996ء کو ریٹائر ہو جائیں گے۔ نواز شریف نے جنرل جہانگیر کی تقرری کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ صدر نے پہلی بار آئین کے مطابق اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے سب سے زیادہ سینئر فوجی افسر کو اُن کا حق دیا ہے۔

20 دسمبر کو وفاقی وزیر این۔ ڈی۔ خاں نے قومی اسمبلی میں کہا کہ حکومت کی کارکردگی قابل تحسین ہے۔ ہم لوگوں کے دلوں میں بستے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ الیکشن مقررہ وقت سے ایک دن بھی قبل نہیں ہوں گے۔ نواز شریف کو "را" کا ایجنٹ کہنے پر قومی اسمبلی میں ہنگامہ برپا ہوگیا۔

غیر ملکی قرضوں کا حصول

22 دسمبر کو سرکاری ذرائع نے بتایا کہ حکومت نے آٹھ غیر ملکی بنکوں کے کنسورشیم سے 20 کروڑ ڈالر کا ایک اضافی ہنگامی قرضہ حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔

ملک گیر ہڑتال

30 دسمبر کو ملی یک جہتی کونسل کی اپیل پر بھارت کے ساتھ کھلی تجارت کے خلاف ملک گیر ہڑتال ہوئی۔ نواز شریف نے بھی ہڑتال کی حمایت کی۔ مختلف شہروں میں رہنماؤں نے احتجاجی جلسوں اور ریلیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کھلی تجارت کے لیے بھارت کو انتہائی ترجیحی ملک قرار دینا نظریہ پاکستان کی نفی اور شہداء کے خون سے غداری ہے۔ حکومت اسلام اور پاکستان کے بجائے امریکی مفادات کا تحفظ کر رہی ہے۔ اسلام آباد اُمت مسلمہ کے خلاف سازشوں کا گڑھ بن چکا ہے۔ عوام نے حکومت کے خلاف اپنا فیصلہ دے دیا۔ نااہل حکمران اپنا

بوریا بستر باندھ لیں- لاہور اور اسلام آباد میں پولیس اور مظاہرین کے درمیان جھڑپیں ہوئی- فائرنگ اور آنسو گیس سے متعدد افراد زخمی ہوگئے- تقریباً ایک سو افراد کو گرفتار کرلیا گیا-

بے نظیر نے کہا کہ ہڑتال ناکام ہوگئی، ملک میں نہ آمریت ہے اور نہ سامراجیت پھر ان ہڑتالوں کا جواز کیا ہے- علماء سیاست کے میدان خارزار میں اپنا دامن نہ اُلجھائیں- وہ عوام کو دینی تعلیمات سے آگاہ کریں- بھارت کے ساتھ تجارت کے معاملہ میں ہم اپنی بین الاقوامی ذمہ داریاں پوری کریں گے- نواز شریف پاک بھارت تعلقات پر ہم سے مذاکرات کرلیں- 31 دسمبر کو قاضی حسین احمد عمرہ کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب روانہ ہوگئے- بعد میں وہ سوڈان بھی جائیں گے-

سال رفتہ

"وائس آف امریکہ" نے اپنی نشریات میں کہا کہ 1995ء پاکستان کے لیے کٹھن سال ثابت ہوا ہے- سیاست انتشار کا اور معیشت ابتری کا شکار ہے- امن و امان کی صورت حال تشویش ناک ہے اور عوام مایوس ہیں- دوران سال سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں تو 21 فیصد اضافہ ہوا جبکہ صدر اور وزیراعظم کی تنخواہوں میں 320 فیصد تک اضافہ کیا گیا، وہ ٹیکس سے بھی مستثنیٰ ہیں- اُن کے سفری الاونس میں بھی اضافہ ہوا ہے- وزیراعظم کو کسی بھاری سے بھاری قیمت کی کار کی خریداری کا اختیار حاصل ہے- اپوزیشن حکومت کو گرانے اور حکومت اقتدار سے چمٹے رہنے پر مصر ہے-

اگلا سال

31 دسمبر کو نواز شریف نے کہا کہ 1996ء کا اگلا سال فیصلہ کن ثابت ہوگا- لاٹھی گولی کی سرکاری کو طول نہیں دیا جا سکتا- 1996ء میں غریبوں کے خواب پورے ہوں گے- وہ دوسرے وزیراعظم کا نام سنیں گے- ظلم کا حساب لیا جائے گا- ظالموں کو چوراہوں پر سزا دیں گے- عوام بھوکے مر رہے ہیں اور حکمرانوں کے گھوڑوں کے علاج کے لئے فرانس اور برطانیہ سے ڈاکٹروں کو بلوایا جاتا ہے- اس حکومت کو اب صرف ایک دھکے کی ضرورت ہے-

مرتضیٰ بھٹو کا بیان

یکم دسمبر کو مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ عوام دشمن پالیسیوں والی میری بہن سے میرے اختلافات اتنے بڑھ چکے ہیں کہ اب اُن کے ساتھ کسی تصفیہ کا کوئی امکان نہیں- مہنگائی اور بے

روزگاری نے عوام کا جینا حرام کر دیا ہے لیکن حکمران کرپشن اور کمیشن کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ ملک کو تباہی سے بچانے کے لیے بے نظیر حکومت کو ہٹانا پڑے گا۔ بے نظیر اور نواز شریف میں نورا کشتی ہو رہی ہے۔

الطاف حسین کا خطاب

4 دسمبر کو لندن میں ایم۔ کیو۔ ایم انٹرنیشنل سیکرٹریٹ کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ برصغیر میں ظلم ہوا تو پاکستان بنا۔ بنگالیوں کے قتل پر بنگلہ دیش وجود میں آیا۔ اب پھر خون بہایا جا رہا ہے۔ زمین زیادہ عرصہ تک اپنی اولاد کا قتل برداشت نہیں کرتی۔ اتنا خون نہ بہایا جائے کہ زمین اپنا جغرافیہ تبدیل کر لے۔ حکمرانوں کے ظلم کو روکا جائے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اجمل دہلوی نے لندن میں بی۔ بی۔ سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ اگر حقوق نہ ملیں تو مسلح جدوجہد کوئی عیب نہیں، عدلیہ پر اعتماد نہیں، انتظامیہ اور فوج جانبدار ہے۔

دینی درسگاہ کی تالابندی

4 دسمبر کو حکومت نے ایک معروف دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ کلفٹن کو ایک ماہ کے لئے بند کر دیا۔ ڈھائی سو طلبا اور اساتذہ کو باہر نکال کر جامعہ کو تالا لگا دیا گیا۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ جامعہ میں لوگوں کے اجتماعات کی سرگرمیوں فرقہ وارانہ کشیدگی اور امن وامان میں خرابی کا سبب بن سکتی ہیں۔ ملک کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا اقدام تھا۔ ملی یکجہتی کونسل نے جامعہ کھولنے کے لیے حکومت کو 48 گھنٹے کا نوٹس دے دیا۔ جامعہ کو سربمہر کرنے کے خلاف تمام سیاسی اور دینی جماعتوں اور دینی مدارس نے ملک بھر میں یوم احتجاج منایا۔ مظاہرے جلسے جلوس اور ریلیاں ہوئیں۔ مسلم لیگ (نواز گروپ) نے خاموشی اختیار کی۔ انتظامیہ نے 27 دسمبر کو جامعہ کی سیل کھول دی۔

4 دسمبر کو برطانوی جریدے "دی اکانومسٹ" نے اپنی خصوصی اشاعت میں پاکستان کے بارے میں تجزیہ کرتے ہوئے لکھا کہ بے نظیر حکومت بہت غیر مقبول ہو گئی ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر صرف دو ماہ کے لئے کافی ہو سکتے ہیں۔ کراچی میں قیام امن کے لیے فوج طلب کی جا سکتی ہے۔ فوجی مداخلت کا خطرہ بھی موجود ہے۔ ایک بھارتی جریدے نے انکشاف کیا کہ امریکی سی۔ آئی۔ اے نے بے نظیر حکومت کی ناکامی کے بارے میں اپنی رپورٹ صدر کلنٹن کو پیش کر دی ہے جس میں کہا گیا کہ جن مقاصد کے لیے بے نظیر حکومت کو لایا گیا وہ پورے ہوتے دکھائی

نہیں دیتے۔ حکومت بنیاد پرستی پر قابو پانے میں ناکام ہو گئی۔

افواہوں کا گشت

4 دسمبر کو یہ افواہ پھیل گئی کہ صدر اور وزیراعظم اپنے عہدوں سے مستعفی ہو گئے اور قومی اسمبلی توڑ دی گئی۔ ہر جگہ اس کا چرچا تھا۔ اخبارات میں فون کالوں کا تانتا بندھ گیا۔

محاصرے اور چھاپے

5 اور 6 دسمبر کو پولیس اور رینجرز نے اورنگی ٹاؤن، لیاقت آباد اور گبول ٹاؤن کی ناکہ بندی کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے لوگوں کو گھروں کے اندر رہنے کی ہدایت کی گئی۔ مکانوں کی چھتوں پر مسلح دستے تعینات تھے۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ اورنگی ٹاؤن میں تین گھنٹے طویل آپریشن کے دوران نعیم شری اپنے ساتھیوں سمیت فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا، لیکن ایک خطرناک مجرم واجد حسین جو پولیس اہلکاروں سمیت 21 افراد کے قتل میں ملوث تھا، پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو گیا، لیکن اُس کے والد مظاہر حسین نے کہا کہ کئی روز قبل واجد حسین کو پولیس نے نارتھ کراچی سے گرفتار کیا تھا۔ اُسے تشدد کرنے کے بعد حراست کے دوران مارا گیا۔ زخموں کے نشانات اُس کی نعش پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ واجد کو منصوبہ بندی کے تحت قتل کیا گیا۔ نصیر بابر نے کہا الطاف حسین خطرناک راستے پر چل رہے ہیں۔ مہاجرستان کا خواب کبھی پورا نہیں ہو گا۔ اب پاکستان میں کوئی بنگلہ دیش نہیں بن سکتا۔ جاوید لنگڑا بنگلہ دیش میں بہاریوں کو دہشت گردی کے لیے بھرتی کر رہا ہے۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ ملک توڑنا پیپلز پارٹی کی روایت ہے۔ الطاف حسین نے ریاستی ظلم کا منطقی انجام بتایا ہے۔ اقوام متحدہ کے رکن کی تعداد 55 سے بڑھ کر 188 کس طرح ہو گئی۔ 7 دسمبر کو بے نظیر نے کہا کہ الطاف حسین لندن میں بیٹھے ہوئے چاہتے ہیں کہ لوگ ہڑتالیں کریں اور کاروبار بند رکھیں۔ وہ اپنا قبلہ درست کر لیں تو ہم تعاون پر آمادہ ہیں۔

معین قریشی کا بیان

7 دسمبر کو سابق وزیراعظم معین قریشی نے کہا کہ حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان بامقصد مذاکرات ہونے چاہئیں۔ کراچی میں امن و امان کی صورت حال بگڑتی جا رہی ہے اور حالات پیچیدہ ہو رہے ہیں۔ میری حکومت نے ایم۔ کیو۔ ایم کو الیکشن میں حصہ لینے سے نہیں روکا تھا۔ یہ ان کا اپنا فیصلہ تھا لیکن پھر انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور صوبائی الیکشن میں

حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔

7 دسمبر کو ایم۔ کیو۔ ایم کے سندھ اسمبلی کے رکن بابر غوری نے واشنگٹن میں امریکی سینیٹر براؤن سے ملاقات کر کے اُنہیں مہاجروں کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں سے آگاہ کیا۔ سینیٹر براؤن نے کراچی اور سندھ کے مختلف علاقوں میں ایم۔ کیو۔ ایم کے خلاف کارروائیوں پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ امریکی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے بھی کہا کہ کراچی میں بدامنی اور تشدد محرومیوں کا نتیجہ ہے۔

8 اور 9 دسمبر کو پولیس نے اورنگی، کورنگی، جہانگیر روڈ، فیڈرل بی ایریا، ناصر کالونی، لانڈھی اور گلبہار کا محاصرہ کر کے گھروں پر چھاپے مارے۔ حراست میں لیے گئے افراد کی شناختی پریڈ کرائی گئی۔ پولیس نے لوگوں کے ساتھ زیادتی کی۔ مڈنائٹ آپریشن کے تسلسل نے شہری فضاء کو مکدر اور ایم۔ کیو۔ ایم کے حق میں اُسے استوار کر دیا۔ تقریباً ایک سو افراد گرفتار کر لیے گئے لیکن کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ 9 دسمبر کو فائرنگ کی وارداتوں میں سات افراد جاں بحق ہو گئے۔ تین گاڑیاں جلا دی گئیں۔ حیدر آباد میں بھی فائرنگ اور دھماکے ہوتے رہے اور تین سرکاری گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں۔

الطاف حسین کے بھائی کا قتل

9 دسمبر کو جام گوٹھ میں جھاڑیوں سے ملنے والی دو نعشوں کو شناخت کر لیا گیا۔ اُن میں سے ایک الطاف حسین کے بھائی ناصر حسین اور دوسری اُن کے بھتیجے عارف حسین کی تھی۔ باپ بیٹے دونوں کو تشدد کرنے کے بعد ہلاک کیا گیا۔ ناصر حسین 20 سال قبل سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوئے تھے۔ 28 سالہ عارف حسین بلدیہ کراچی میں بطور انجینئر ملازم تھے۔ وہ غیر شادی شدہ تھے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے ذرائع نے 7 دسمبر کو بتایا تھا کہ ان دونوں کو اُن کے گھروں سے اُٹھا لیا گیا ہے۔ رینجرز نے اُن کی گرفتاری کی تردید کی تھی اور الطاف حسین نے کہا تھا کہ میں اپنے خاندان والوں کی رہائی کی بھیک نہیں مانگوں گا۔

الطاف حسین نے کہا کہ میرا بھائی اور بھتیجا دونوں معصوم تھے۔ اُن کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ قوم کے شہیدو! آج تمہارے الطاف بھائی کے خاندان کا خون بھی تمہارے ساتھ شامل ہو گیا۔ میرے بھائی اور بھتیجے کے قتل کا منصوبہ اعلیٰ سطح کے ایک اجلاس میں کیا گیا۔ اس منصوبہ بندی میں صدر، وزیر اعظم، وزیر داخلہ، گورنر اور وزیر اعلیٰ سندھ ملوث ہیں۔ میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے چیف جسٹس صاحبان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کے خلاف کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ رابطہ کمیٹی نے ان دونوں کے سفاکانہ قتل کے خلاف تین روزہ سوگ منانے کا اعلان کر دیا۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ الطاف حسین کے بھائی کے قتل کا مجھے دکھ ہے۔ یہ واقعہ قابل مذمت ہے۔ اس میں دہشت گرد گروہ ملوث ہے۔ قاتل جلد بے نقاب کیے جائیں گے، لیکن ہڑتال کا کوئی جواز نہیں۔ نصیر بابر نے بھی اسے ایک سازش قرار دیا اور کہا کہ میں جلد ہی اسے بے نقاب کر دوں گا۔ الطاف حسین کے رشتہ داروں نے خود بتایا ہے کہ ناصر اور عارف کو پولیس یا رینجرز نے حراست میں نہیں لیا۔ انھیں دہشت گردوں نے قتل کیا ہے۔ الطاف گروپ ہڑتال کی کال واپس لے۔ رضا ربانی نے کہا کہ یہ الزام بہت افسوس ناک ہے کہ الطاف حسین کے سوتیلے بھائی اور بھتیجے کا قتل حکومت نے بدلہ لینے کے لیے کرایا ہے۔ نواز شریف نے الطاف حسین سے فون پر کہا کہ ناصر اور عارف کا قتل درندگی ہے۔ اکبر بگٹی نے کہا کہ بے نظیر ظلم میں اپنے باپ سے بھی آگے ہیں۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ بھائی کے مرنے کا صدمہ کیسا ہوتا ہے۔

سینیٹر اشتیاق اظہر نے حکومت کے ہاتھوں الطاف حسین کے بھائی اور بھتیجے کے سفاکانہ قتل کی تفصیلات امریکی صدر بل کلنٹن، برطانوی وزیراعظم جان میجر، فرانس اور جنوبی افریقہ کے سربراہان مملکت، دولت مشترکہ، سیکرٹریٹ کے سربراہ اور انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیموں کے اپنے علیحدہ علیحدہ ٹیلی گراموں میں بیان کیں۔

یوم سوگ

10 اور 11 دسمبر کو ناصر اور عارف کے قتل کے سوگ میں کراچی اور اندرون سندھ ہڑتال ہوئی۔ ضلع وسطی اور غربی میں ٹرانسپورٹ بھی بند رہی۔ مختلف علاقوں میں پولیس اور مشتعل نوجوانوں میں فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ مورچہ بند فائرنگ ہوئی۔ ایک پیٹرول پمپ، دو بینک اور واپڈا کا دفتر جلا دیا گیا۔ حیدر آباد میں بھی بینک، دو گاڑیاں اور ایک ڈاکخانہ نذر آتش کر دیا گیا۔ کراچی میں فائرنگ کی وارداتوں میں تین افراد جاں بحق ہوگئے۔

11 دسمبر کو شام سوا سات بجے گلبرک تھانہ کے انچارج نے نائن زیرو پر آکر الطاف حسین کی تحریری درخواست وصول کی جسے ایف۔ آئی۔ آر تصور کیا جائے گا۔ درخواست میں الطاف حسین نے اپنے بھائی اور بھتیجے کے قتل کا الزام صدر، وزیراعظم، وزیر داخلہ، وزیراعلیٰ، کور کمانڈر، رینجرز اور گلبرگ تھانہ کے انچارج پر عائد کیا ہے۔

کلنٹن انتظامیہ کی تشویش

12 دسمبر کو کلنٹن انتظامیہ نے کراچی میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال، سکیورٹی

فورسز کے ہاتھوں مبینہ قتل کی وارداتوں، جگا ٹیکس کی وصولی اور زیر حراست افراد کے قتل کے بڑھتے ہوئے واقعات پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ کراچی کی صورت حال سے نمٹنے کا واحد حل "کچھ لو اور کچھ دو۔" کی بنیاد پر حکومت اور ایم۔ کیو ایم کے درمیان مذاکرات ہیں۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ اس سال پاکستان کی اہم بندرگاہ کراچی میں 1800 افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کے بھائی دہشت گردوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ اس کے بعد الطاف حسین کے دو عزیزوں کی لاشیں جن کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ پولیس کی تحویل میں تھے، اس حالت میں ملیں کہ انہیں تشدد کا نشانہ بنا کر ہلاک کیا گیا۔

حکومت پاکستان کے ترجمان نے امریکی محکمہ خارجہ کے اس بیان کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور باہمی تعلقات کے اصولوں کے منافی قرار دیا۔ ترجمان نے کہا کہ کسی بے گناہ کو دوران حراست ہلاک کرنے کا الزام غلط ہے۔ امریکی سفیر نے کہا کہ میرا ملک پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت کا خواہش مند نہیں۔ لیکن ہم نے جو کچھ کہا ہے، اُس پر اب بھی قائم ہیں۔ صدر اور وزیر اعظم نے امریکہ کے اس بیان پر غور کیا۔

12 دسمبر کو بھی کراچی اور حیدر آباد ہنگاموں کی زد میں رہے۔ 18 افراد جاں بحق ہو گئے۔ اورنگی اور شریف آباد سے بوری میں بند نعشیں ملیں۔ گلشن اقبال میں دو سگے بھائیوں کی رسیوں سے بندھی ہوئی نعشیں ملیں۔ ایک بھائی کی بیٹی کو بھی گلا گھونٹ کر مار دیا گیا۔ گلزار ہجری میں ایک چوکیدار کو تشدد کر کے ہلاک کیا گیا۔ صاحب داد گوٹھ میں ایک کانسٹیبل مردہ حالت میں ملا۔ ان غریب اور غیر معروف افراد کی ہلاکتیں بھی غم و اندوہ میں کسی سے کم نہیں۔ ان خاندانوں پر بھی قیامت ٹوٹ پڑتی ہے، لیکن ایسے قتل تو ایک ایسا معمول بن گئے ہیں جن سے فضا میں نہ تو کوئی ارتعاش پیدا ہوتا ہے، نہ کوئی سوگ اور نہ کوئی احتجاج۔

اخبارات کے خلاف کارروائی

12 دسمبر کو کراچی سے شام کو نکلنے والے پانچ اخبارات عوام، پبلک، پرچم، قومی اخبار اور اسٹار کے خلاف اشتعال انگیز مواد شائع کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کر لیا گیا۔ اور اُن کے پبلشرز، ایڈیٹرز اور رپورٹروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ 13 دسمبر کو سول لائن تھانے میں ایس۔ ایچ۔ او کے سامنے پیش ہوں۔ اخبارات کی ایکشن کمیٹی نے اسے صحافت کی آزادی پر حملہ قرار دیا اور فیصلہ کیا کہ کوئی بھی ایس۔ ایچ۔ او کے سامنے پیش نہیں ہوگا۔ اخبارات کے نمائندوں کے ایک مشترکہ وفد نے اس ضمن میں عبداللہ شاہ سے ملاقات کی۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ حکومت اخبارات اور صحافیوں کی قدر کرتی ہے۔ طے پایا کہ ضابطہ اخلاق کمیٹی کو فعال بنایا جائے اور منافرت انگیز مواد کی اشاعت سے اجتناب برتا جائے۔ حکومت نے اخبارات کے خلاف

کارروائی واپس لے لی۔

مڈنائٹ آپریشن

17 دسمبر کو پولیس اور رینجرز نے اورنگی، لیاقت آباد، جہانگیر آباد اور بلدیہ ٹاؤن کی ناکہ بندی کر کے گھر گھر تلاشی لی۔ راستوں اور گلیوں کو بند کر کے لوگوں کو آنے جانے سے روک دیا گیا۔ 150 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ پولیس نے ایم۔کیو۔ایم کے ایک رہنما اعجاز احمد کو اُن کے گھر گھس کر گرفتار کر لیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ حراست کے دوران اعجاز احمد کی جان کو خطرہ ہے۔

17 دسمبر کو حیدر آباد میں بھی پولیس نے کئی علاقوں کا محاصرہ کر کے خاردار تاریں لگا کر ناکہ بندی کر محاصرہ کے دوران شہر میں اندھیرا کر دیا گیا۔ پولس نے میگافون پر لوگوں کو محاصرہ کی اطلاع دی اور کہا کہ وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ چھوٹکی گھٹی، فقیر کا پڑ، چھتیل پاڑہ پر بکتر بند گاڑیوں سمیت اہلکاروں نے اچانک ہلہ بول دیا، لیکن مشتعل نوجوانوں نے اس کی زبردست مزاحمت کی۔ ایک عمارت میں پولیس چوکی قائم کرنے کی کوشش ناکام بنا دی۔ علاقہ دھماکوں سے گونج اٹھا۔ مساجد سے اعلان کیا گیا کہ لوگ اپنا دفاع کریں۔ چار اہلکار یرغمال بنا لیے گئے۔ سخت مزاحمت کے باوجود پولیس اور رینجرز گنجان آبادیوں میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ نئی چوکیاں قائم کرلیں۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ ایک اڈہ سے جدید اسلحہ اور دستی بم برآمد ہوئے ہیں۔ بی۔بی۔سی نے بھی بتایا کہ پولیس نے چھتوں پر اپنے مورچے قائم کر لیے ہیں۔ بعض علاقوں میں پولیس کے داخلہ پر لوگوں نے مٹھائی تقسیم کی۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت حیدر آباد میں آگ اور خون کا کھیل کھیلنے بنا رہی ہے۔ بزرگوں، نوجوان اور بچوں کو گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

19 دسمبر کو اورنگی، کورنگی، لیاقت آباد، فیڈرل بی ایریا، عثمان آباد، رنچھوڑ لائن، الکرم اسکوائر اور نارتھ کراچی میں بھی پولیس کو حیدر آباد کی طرح محاصرہ کے دوران مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ شہر کے مختلف علاقوں میں دن بھر گولیاں چلتی رہیں۔ پہلی مرتبہ محاصروں کے دوران بعض دکانوں کی بھی تلاشی لی گئی۔

صدر لغاری نے کہا کہ اگر ایم۔کیو۔ایم دہشت گردی ترک کر دے تو اُسے حکومت میں شامل کرلیں گے۔ 1996ء کراچی میں امن کا سال ہوگا۔ اقتصادی صورت حال بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر اپوزیشن کا کردار منفی نہ ہوتا تو کراچی کے حالات ایسے خراب نہ ہوتے۔ نواز شریف نے پہلے الطاف حسین کو سرمایہ فراہم کیا اور وہ اب اُسے سیاست کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

فاروق ستار نے کہا کہ کراچی میں 300 محاصرے ہوئے۔ وزیر اعلیٰ نے ان کے دوران 28 ہتھیار برآمد ہونے کا اعتراف کیا۔ حراست کے دوران ڈیڑھ سو سے زائد افراد مارے جا چکے ہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ پولیس تحویل میں صرف 6 افراد ہلاک ہوئے۔ کراچی میں محاصروں کے دوران صرف 69 کو گرفتار کیا گیا۔ دو سال میں چھ نجی جیلوں اور ٹارچر سیل کے مراکز کا پتا چلایا گیا۔

دسمبر کے تیسرے ہفتے میں مزید 26 افراد موت سے ہمکنار ہوگئے۔ الٰہی بخش کالونی میں پولیس چوکی اور ایکسر لائن میں پولیس پارٹی پر حملہ کیا گیا۔

محاصرے اور قتل و غارت

دسمبر کے آخری ہفتہ میں محاصرے اور بدامنی دونوں اپنے عروج پر تھے۔ 23 دسمبر کو مڈنائٹ آپریشن میں پولیس اور رینجرز نے ایک ملزم اجمل پہاڑی کی تلاش میں کورنگی، داتا نگری، گبول کالونی اور مختلف علاقوں میں چھاپے مار کر ایک درجن سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا۔ ریحان کانا اور اُس کے ساتھیوں کی تلاش میں لیاقت آباد میں ایک رات میں 14 چھاپے مار کر پولیس نے کئی افراد کو حراست میں لے لیا۔ 20 دسمبر کو نارتھ کراچی میں چھاپہ مار کر سات دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ اُن سے بھاری تعداد میں جدید اسلحہ برآمد ہوا۔ گرفتار شدگان ایک کانسٹیبل کو ہلاک کرنے سمیت مختلف سنگین وارداتوں میں ملوث بتائے گئے۔ 27 دسمبر کو حیدر آباد میں چھاپے مار کر 22 دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ ایک ٹارچر سیل پکڑا گیا۔ آتش گیر مادہ اور مدفون اسلحہ برآمد ہوا۔ 29 دسمبر کو پولیس مقابلہ میں 5 افراد ہلاک ہوگئے۔ ہلاک شدگان میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک سابق کونسلر شبیر حسین عابدی بھی شامل تھا۔ جو اورنگی میں پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوا۔ پولیس ذرائع کے مطابق اُس سے ایک کلاشن کوف اور میگزین برآمد ہوا۔ مقتول عابدی قتل کی متعدد وارداتوں میں ملوث بتایا گیا۔ اُس کی گرفتاری پر انعام بھی مقرر کیا تھا۔ الطاف حسین نے عابدی کے قتل کو حکومتی دہشت گردی قرار دیا اور کہا کہ نوجوان مایوس نہ ہوں، شہداء کی قربانیاں رنگ لائیں گی۔

محاصروں اور گرفتاریوں کے باوجود دہشت گردی کا سلسلہ جاری رہا۔ 21 دسمبر کو نصرت بھٹو کالونی سے ایک سر ملا جس کا دھڑ غائب تھا۔ سمن آباد کی پہاڑی سے دو نعشیں ملیں۔ 24 دسمبر کو کورنگی میں ایک سوزکی سے 5 لاشیں ملیں۔ 26 دسمبر کو بھی 5 افراد دہشت گردی کی نذر ہوگئے۔ 27 دسمبر کو اورنگی میں مسلح افراد نے گھر میں گھس کر ایک نوجوان کو جگایا اور پھر کھڑا کر کے گولیوں سے بھون ڈالا۔ مومن آباد، ملیر سٹی اور مچھر کالونی میں تین افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ 28 دسمبر کو اورنگی میں مسلح افراد نے 8 افراد کو اغوا کر کے اُن پر فائرنگ کر دی گئی۔ 29 دسمبر کو

بھی مزید پانچ افراد دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ 30 دسمبر کو ایک کانسٹیبل سمیت پانچ افراد جاں بحق ہوئے۔ 31 دسمبر کو ایک ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ ایک اے۔ ایس۔ آئی ابوالحسن کو بھی نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ اورنگی، لیاقت اور کارساز سے تین نعشیں ملیں۔ اس دوران مختلف علاقے فائرنگ اور پُراسرار دھماکوں سے گونجتے رہے۔ پولیس موبائلوں اور بکتربند گاڑیوں پر حملے ہوئے۔

27 دسمبر کو وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ بھارت الطاف گروپ کی مدد کر رہا ہے۔ دہشت گردوں کی تربیت کے لیے بھارت میں چالیس کیمپ قائم ہیں۔ گرفتاری یا موت دہشت گردوں کا مقدر ہے۔ ایک بھارتی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے الطاف حسین نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے پاس کوئی قانونی یا غیر قانونی اسلحہ نہیں۔ عالمی برادری حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان ثالثی کا کردار ادا کرے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ کراچی میں بدامنی کی ذمہ داری حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم دونوں پر عائد ہوتی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ صدر صوبہ سندھ کی حکومت کو برطرف کر کے اپنا آئینی کردار ادا کریں۔

27 دسمبر کو نصیر بابر نے اسلام آباد میں کہا کہ اگر ایم۔ کیو۔ ایم ہتھیار پھینک دے تو اُس سے مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ ہمیں لاشوں کے تحفے دیئے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں مذاکرات کا کوئی جواز نہیں۔

27 دسمبر کو اجمل دہلوی نے وزیراعظم بے نظیر سے ایک طویل ملاقات کی۔ فریقین نے اس کی تفصیلات بتانے سے گریز کیا۔ اس سے قبل صدر لغاری نے حکومت کو ہدایت دی تھی کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ مفاہمت کے لیے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔

سال نو کا جشن

ماتمی شہر کراچی کے پوش علاقوں اور عالی شان بنگلوں میں ایک دوسری مخلوق بھی بستی ہے۔ جس نے دھوم دھام کے ساتھ سال نو کا جشن منایا۔ 31 دسمبر کو جیسے ہی گھڑی کی سوئیاں رات کے بارہ بجے پر پہنچیں تو شہر فائرنگ اور دھماکوں سے گونج اٹھا۔ ساحل سمندر کی جانب لڑکوں، لڑکیوں اور لوگوں کا سیلاب رواں ہوگیا۔ موٹر کاروں کے ہارن بجا کر موٹر سائیکلوں کے سائیلنسر نکال کر شور مچایا گیا۔ کوٹھیوں اور فائیو اسٹار ہوٹلوں میں رقص و سرود کی محفلیں برپا ہوئیں۔ ایک کروڑ روپے سے زائد کی شراب لنڈھا دی گئی۔ ایک لیڈی پولیس آفیسر اپنی کار خود چلاتے ہوئے خواتین اور بچوں کے ہمراہ سال نو کا جشن منانے جا رہی تھیں کہ گلشن اقبال میں اُن کی کار الٹ گئی۔ ایک بچی ہلاک اور چار خواتین زخمی ہوگئیں۔

صوبہ سرحد میں تخریب کاری

21 دسمبر کو پشاور میں پُر رونق شاہراہ صدر روڈ پر زبردست دھماکے کے نتیجے میں 56 افراد ہلاک اور 200 زخمی ہوگئے۔ دھماکہ گارمنٹس کی دکان کے سامنے کھڑی کار میں ہوا۔ کار 20 فٹ بلندی پر اُڑتی ہوئی گری تو ہر طرف تباہی پھیل گئی۔ دھماکے سے پورا علاقہ لرز اُٹھا پھٹنے والا بم 25 کلو وزنی تھا جسے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اُڑایا گیا۔ اس کی تباہ کاری سے ہر طرف چیخ و پکار تھی۔ لاشیں بکھری ہوئی پڑی تھیں۔ گوشت کے لوتھڑے بکھر گئے۔ درجنوں گاڑیاں اور دکانیں جل کر تباہ ہوگئیں۔ قیامت صغریٰ کا منظر تھا۔ صوبہ سرحد کے گورنر میجر جنرل (ر) خورشید علی خان کی صاحبزادی اور اُن کی دو بچیاں بھی اس المناک حادثہ میں جاں بحق ہوگئیں۔ وہ شاپنگ کے لیے وہاں آئی ہوئی تھیں۔ گزشتہ مہینوں کے گیارہ بم دھماکوں میں یہ سب سے زیادہ شدید تھا۔ حکومت نے دھماکہ میں ملوث ملزم یا ملزمان کی نشاندہی پر ایک کروڑ روپے انعام کا اعلان کر دیا۔ صدر لغاری نے کہا کہ دھماکے کے مرتکب عناصر عبرت ناک انجام سے بچ نہیں سکتے۔

پاکستان نے پشاور میں متعین افغان قونصل جنرل موسیٰ خاں کو پاکستان کے منافی سرگرمیوں میں ملوث پائے جانے پر ناپسندیدہ شخص قرار دے کر اُنہیں 48 گھنٹے کے اندر ملک چھوڑنے کی ہدایت کر دی۔ یہ فیصلہ پشاور میں بم دھماکے کے باعث کیا گیا۔ قونصل جنرل موسیٰ خاں نے کہا کہ بعض عناصر پاکستان اور افغانستان کو ایک دوسرے سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔

صوبہ بلوچستان

26 دسمبر کو کوئٹہ میں بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سکریٹری محمد علی رند کو نامعلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ وہ اپنے دفتر جا رہے تھے کہ موٹر سائیکل پر نقاب پوش افراد نے اُنہیں روکا اور اُن کے سر پر گولیاں مار دیں۔

سونے کا تاج

2 جنوری 1996ء کو شداد کوٹ میں اللہ بخش لغاری نے وزیراعظم بے نظیر کو دس تولے سونے کا تاج پہنایا اور اُنہیں پانچ تولہ وزنی سونے کا تیر بھی پیش کیا گیا۔ سجاد حسین سومرو نے صدقے کے لیے دو بیل پیش کیے جن پر بے نظیر نے ہاتھ پھیر کر صدقہ کرنے کی اجازت دے دی۔

بیگم شیفتہ کی رحلت

ہفتہ 6 جنوری کو سابق صدر ضیاء الحق مرحوم کی اہلیہ بیگم شیفتہ ضیاء الحق کا لندن کے ایک اسپتال میں انتقال ہو گیا۔ حکومت نے بیگم شیفتہ کی میت لندن سے پاکستان لانے کے لیے ہر قسم کی سہولت فراہم کرنے کی پیش کش کر دی اور کہا کہ لندن میں مرحومہ کے علاج پر خرچ ہونے والے تمام اخراجات بھی حکومت برداشت کر لے گی۔ نواز شریف اور اعجاز الحق میت کے ساتھ 7 جنوری کو وطن پہنچ رہے ہیں۔ نواز شریف 2 جنوری کو بیگم شیفتہ کی عیادت کے لیے لندن گئے تھے۔

نواز شریف کے جلوس پر حملہ

9 جنوری کو مالا میں نواز شریف کے جلوس پر پتھراؤ کیا گیا۔ لٹھ بردار افراد جلوس پر حملہ آور ہو گئے۔ ایک گولی نواز شریف کی گاڑی پر لگی۔ جلوس میں شامل ایک درجن گاڑیوں کو نقصان پہنچا۔ پولیس کھڑی تماشا دیکھتی رہی۔ وفاقی وزیر خورشید شاہ نے کہا کہ یہ شرپسندوں کی شرارت ہے، پیپلز پارٹی اس کی مذمت کرتی ہے۔

بری فوج کے نئے سربراہ

11 جنوری کو بری فوج کے ریٹائر ہونے والے جنرل وحید کے اعزاز میں جی۔ ایچ۔ کیو میں الوداعی تقریب منعقد ہوئی۔ جنرل وحید نے کہا کہ وہ سیاست میں حصہ نہیں لیں گے۔ نئے چیف آف آرمی اسٹاف جہانگیر کرامت نے اپنا منصب سنبھال لیا۔ وہ بارہویں چیف آف اسٹاف ہیں اور میرٹ اور سنیارٹی کے لحاظ سے پہلے غیر متنازعہ آرمی چیف ہیں۔ جنرل جہانگیر نے کہا کہ پاک فوج قومی فوج ہے۔ مسلح افواج عوام کو مایوس نہیں کریں گی اور اُن کے اعتماد پر پوری اُتریں گی۔ قاضی حسین احمد نے اپنے پیغام میں جنرل جہانگیر کرامت کو عہدہ سنبھالنے پر مبارکباد دی اور اُمید ظاہر کی کہ وہ پاک فوج کی اعلیٰ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ملک میں اسلامی نظریہ کی حفاظت کریں گے۔

12 جنوری کو صدر لغاری نے ارکان پارلیمنٹ، صدر اور وزیراعظم کی تنخواہوں اور مراعات میں کئی گنا اضافہ کرنے کا ایک آرڈی نینس جاری کر دیا۔ نواز شریف نے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ عوام کمر توڑ مہنگائی سے عاجز آچکے ہیں۔ ملکی خزانہ خالی ہے۔ حکومت ادھار پر چل رہی ہے۔ اس کے باوجود یہ اضافے کیے جا رہے ہیں۔

دعوت ولیمہ

13 جنوری کو صدر لغاری نے اپنے بیٹے کی شادی کی تقریب کے موقع پر ایوان صدر اسلام آباد میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر خورشید قصوری نے نواز شریف کی نمائندگی کرتے ہوئے تقریب میں شرکت کی اور نواز شریف کی جانب سے دولہا اور دلہن کے لیے چاندی کا ایک خوبصورت منقش آرائشی پیالہ جسے خاص طور پر ڈیزائن کروایا گیا تھا، تحفہ کے طور پر نواز شریف کے خط کے ساتھ صدر کو بطور تحفہ پیش کیا گیا۔

حاکم علی زرداری کا بیان

قومی اسمبلی کی اقتصادی اُمور کی کمیٹی کے چیئرمین اور بے نظیر کے خسر حاکم علی زرداری نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ میرے بیٹے آصف زرداری پر تمام الزامات جھوٹے ہیں۔ آصف کی سات پشتیں لاکھوں ایکڑ زمین کی مالک رہی ہیں۔ ایسی کثیر آمدنی کی موجودگی میں اُسے کسی کرپشن میں ملوث ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ تو نواز شریف اور چوہدری شجاعت بتائیں کہ وہ کس طرح ارب پتی اور بڑے صنعت کار بن گئے۔ افغانستان کی جنگ سے صرف چند جرنیلوں کو فائدہ پہنچا۔ وہ لاکھوں ڈالر کھا گئے۔ قائداعظم نے کبھی پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے کی بات نہیں کی۔ میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے خلاف تھا۔ ہمیں لوگوں نے دستور بنانے کے لیے ووٹ دیا تھا کسی کو کافر قرار دینے کے لیے نہیں۔

بے نظیر کا خسر ہونے کے ناطے سے حاکم علی زرداری کو بھی زبان مل گئی۔ بھٹو مرحوم کے دور حکومت میں وہ پچھلی نشستوں میں بیٹھنے والے ایک خاموش رکن اسمبلی تھے۔ بھٹو نے اُن کو کوئی عہدہ یہ منصب نہیں دیا۔ اپریل 1973ء میں جب دستور کے آرٹیکل 2 میں درج کیا جا رہا تھا کہ "مملکت پاکستان مذہب اسلام ہوگا" اُس وقت حاکم علی نے مسٹر بھٹو سے یہ نہیں کہا کہ وہ قائداعظم کے اصولوں سے انحراف کر رہے ہیں۔ ختم رسالت کے بارے میں بھی انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا۔ قومی اسمبلی میں ایک ماہ تک چلنے والی بحث کے دوران قادیانیوں کے دونوں گروہوں نے اسمبلی میں واشگاف طور پر کہا کہ اُن کے عقیدہ کے مطابق جو بھی مرزا کی رسالت پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر اور جہنمی ہے لیکن اس کے باوجود اگر وہ دستور میں اس شق کے اضافے سے متفق نہیں تھے تو رائے شماری کے وقت اُس کے خلاف اپنے ووٹ کا استعمال کیوں نہیں کیا۔ اب بے نظیر کے دور حکومت میں حاکم اور آصف دونوں خود فائدے سمیٹ رہے ہیں اور بے نظیر کے لیے دشواریوں اور رسوائی کا سبب بن رہے ہیں۔

بے نظیر کا خطاب

20 جنوری کو ٹوکیو کی ایک یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ بھارت ہمارے ساتھ ایٹمی عدم پھیلاؤ کے موضوع پر بات کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے۔ بھارتی وزیراعظم میرے ساتھ بیٹھ کر ایٹمی ہتھیار بنانے سے انکار کر دیں اور یقین دلا دیں کہ جو کچھ ہیروشیما اور ناگا ساکی میں ہو چکا ہے، وہ لاہور یا دہلی میں نہیں ہوگا لیکن بھارتی وزیراعظم نرسما راؤ نے نئی دہلی میں کہا کہ بھارت اپنا ایٹمی پروگرام ترک نہیں کرے گا۔ ہم اپنے دفاع پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ یہی نہیں بلکہ بھارت نے مہلک پر تھوی میزائل کا پندرھواں تجربہ بھی کر ڈالا جو ایک ٹن ایٹمی ہتھیار 250 کلومیٹر تک لے جا سکتا ہے۔ بھارت نے کہا کہ وہ ایٹمی ہتھیار لے جانے والے 500 دور مار میزائل پاکستان کی سرحدوں پر نصب کرے گا۔

وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی نے کہا کہ ہم نے فی الوقت ایٹمی پروگرام کیپ کر رکھا ہے لیکن ہم ایٹمی صلاحیت رکھتے ہیں اور دشمن کو منہ توڑ جواب دیا جا سکتا ہے۔ کشمیر کمیٹی کے چیئرمین نوابزادہ نصراللہ خاں نے کہا کہ حکومت پاکستان کا ردعمل بے جان ہے۔ پاکستان کو بھی بھارت کی طرح ایٹمی دھماکہ کرنا چاہیے اور سرحدوں پر میزائل نصب کرنا چاہیے۔ صدر لغاری نے کہا کہ اگر بھارت باز نہ آیا اور وہ اپنے میزائل پروگرام کو فروغ دیتا رہا تو پاکستان بھی اس دوڑ میں شریک ہونے پر مجبور ہو جائے گا۔ بے نظیر نے کہا کہ بھارت کو پاکستان کے خلاف جارحیت کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ بھارت کی جارحیت کے باوجود وفاقی وزیر پٹرولیم انور سیف اللہ نے بھارت کو یہ یقین دہانی کرائی کہ ایران سے بھارت کو گیس کی فراہمی کے لیے پاکستان کے ساتھ تعمیر کی جانے والی گیس پائپ لائن بچھانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔

امریکی پابندیوں میں نرمی

صدر کلنٹن نے براؤن ترمیمی بل کی منظوری دے دی۔ اس ترمیم نے پریسلر قانون کے ذریعہ پاکستان پر عائد پابندیوں کو نرم کر دیا۔ اب توقع ہے کہ پاکستان کے لیے 368 ملین ڈالر کی امریکی امداد بحال ہو جائے گی اور پریسلر ترمیم کے تحت عائد تجارتی سمیت دیگر پابندیاں بھی اٹھا لی جائیں گی۔

آزاد کشمیر پر حملہ

26 جنوری کو رمضان کے مقدس مہینے میں بھارتی افواج نے آزاد کشمیر پر اُس وقت راکٹوں سے حملہ کر دیا جب مساجد میں نماز جمعہ ادا کی جا رہی تھی۔ ان حملوں میں 34 افراد

شہید اور 35 زخمی ہو گئے۔ پاک فوج نے جوابی کارروائی کر کے بھارتی مشین گنوں کو خاموش کر دیا۔ صدر لغاری نے کہا کہ پاکستان بھارتی حملے کا بھرپور جواب دے گا۔ بھارتی جارحیت سے علاقے کا امن تباہ ہو سکتا ہے۔ سیاسی رہنماؤں نے کہا کہ مسجد پر بھارتی حملہ کھلی جارحیت ہے۔ اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ 30 جنوری کو بھی بھارتی فوجوں نے فائرنگ کر کے 5 افراد کو شہید کر دیا۔ پاکستانی فوج نے جوابی فائرنگ کر کے بھارتی توپوں کو خاموش کر دیا۔ ایوان صدر میں صدر لغاری، وزیراعظم بے نظیر اور آرمی چیف میں دو گھنٹے تک آزاد کشمیر پر بھارتی راکٹوں کے حملے اور پرتھوی میزائل کی تنصیب پر تبادلہ خیال ہوا۔

صوبوں کا مطالبہ

28 جنوری کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والے قومی مالیاتی کمیشن کے اجلاس میں چاروں صوبوں نے متفقہ طور پر مطالبہ کیا کہ قومی وسائل میں وفاقی حکومت اپنا حصہ کم کرے اور صوبوں کو زیادہ وسائل دیئے جائیں اور یہ کہ مالیاتی کمیشن کے ایوارڈ سے قبل نئی مردم شماری کرائی جائے۔

پنجاب میں دھماکے

18 جنوری کو لاہور میں دیال سنگھ کالج اور صدر بازار میں یکے بعد دیگرے بموں کے دو دھماکوں میں چار فوجیوں سمیت 34 افراد زخمی ہو گئے۔ وزیراعلیٰ پنجاب سردار نکئی جو وزیراعظم کے ساتھ جاپان کے دورہ پر گئے ہوئے ہیں، وہاں سے کہا کہ دھماکے اپوزیشن کرا رہی ہے، واپس آ کر نمٹ لوں گا۔

صوبہ سندھ

یکم جنوری کو کراچی میں صدر لغاری کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا جس میں کراچی میں امن و امان کے قیام پر غور کیا گیا۔ صدر نے انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو قیام امن کے لیے اپنے اقدامات جاری رکھنے کی ہدایت کی۔ بے نظیر بھٹو نے اسلام آباد میں کہا کہ کراچی کے حالات بہتر بنانے میں رینجرز اور پولیس نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ وہاں حالات بہتر ہونے سے عوام خوش ہیں۔

یکم جنوری کو نصیر بابر نے اسلام آباد میں کہا کہ کراچی میں آپریشن اور محاصرے بند کر دیئے گئے ہیں۔ حقیقی کی حمایت کا تاثر ختم کرنے کے لیے مجبوراً لائنز ایریا کا محاصرہ کرنا پڑا۔

حالات ہمارے قابو میں ہیں۔ ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھانے والوں کو کچل کر رکھ دیں گے۔ ایم۔کیو۔ ایم جہاد کشمیر کے نام پر افغانستان میں دہشت گردوں کو تربیت دلا رہی ہے۔ 27 افراد کا ایک ٹولہ ابھی حال میں وہاں بھیجا گیا ہے۔ واپسی پر انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ ایم۔ کیو۔ ایم ہتھیار ڈال دے تو تنازعہ ختم ہو سکتا ہے۔ مسئلہ کا حل سیاسی مذاکرات میں ہے۔ برطانوی حکومت سے پھر مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ الطاف حسین کو ہمارے حوالے کر دے لیکن برطانوی وزیر داخلہ نے کہا کہ الطاف حسین پر دہشت گردی کے جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ انہیں برطانیہ بدر کرنے کے لیے کافی نہیں۔ الطاف حسین کو پاکستان کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔

کراچی میں حالات پر قابو پا لینے اور محاصرے بند کر دینے کے بارے میں حکومتی دعوے درست ثابت نہیں ہوئے۔ یکم جنوری کو کراچی میں 18 افراد موت سے ہمکنار ہو گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ 18 افراد کا قتل سازش کا حصہ ہے۔ حکومت اس کی ذمہ دار ہے۔ نئے آرمی چیف اور ایم۔ کیو۔ ایم میں اچھے رابطوں کا تاثر مل رہا تھا۔ یہ سازش اُسے نقصان پہنچانے کے لیے کی گئی ہے۔ میں نے ہمیشہ پُرامن رہنے اور صبر کرنے کا درس دیا ہے۔ 2 جنوری کو بھی سات افراد دہشت گردی کی نذر ہو گئے۔ صدر میں ایف۔ آئی۔ اے کے دفتر کے سامنے ایک ٹائم بم کے دھماکے سے تین افراد زخمی ہو گئے۔ 3 جنوری کو مزید سات افراد جاں بحق ہو گئے۔

یکم جنوری کو سی۔ آئی۔ اے اور پولیس نے چھاپے مار کر 13 مبینہ دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا۔ اُن سے بھاری تعداد میں اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ 2 جنوری کو غریب آباد میں محاصرے کے دوران فائرنگ کے تبادلہ میں چار مسلح افراد ہلاک ہو گئے۔ پولیس ذرائع کے مطابق ہلاک ہونے والوں میں دو کپتانوں اور دیگر چار افراد کے قتل کے نامزد ملزم بھی شامل ہیں۔ ایم۔کیو۔ ایم نے اپنے ان چار کارکنوں کی جعلی پولیس مقابلہ میں ہلاکت کے خلاف 4 جنوری کو یوم احتجاج منانے کا اعلان کر دیا۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ ہڑتال کی کال بلاجواز ہے۔

4 جنوری کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اپیل پر ہڑتال ہوئی۔ مختلف علاقوں میں فائرنگ ہوتی رہی، درجنوں گاڑیاں جلا دی گئیں۔ متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ حقیقی کے زیر اثر علاقوں ملیر، ڈرگ روڈ، ڈرگ کالونی، لانڈھی، محمود آباد اور ڈیفنس میں بازار اور دکانیں کھلی رہیں۔ حیدر آباد میں بھی جزوی ہڑتال ہوئی۔ ایک بچہ فائرنگ سے جاں بحق ہو گیا۔ چھ گاڑیاں جلا دی گئیں۔

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر سندھ کو تقسیم کی طرف دھکیل رہی ہیں۔ حکومت ختم ہو جائے تو سات روز میں حالات بہتر ہو جائیں۔ مسلم لیگ کراچی میں جاں بحق ہونے والوں کے ورثاء کی امداد کے لیے فنڈ قائم کرے گی۔

بے نظیر نے کہا کہ ہڑتالیں کرنے والے حکومت کو نہیں بلکہ عوام کو معاشی لحاظ سے کمزور کر رہے ہیں۔ لاشوں کی سیاست کرنے والوں کو سیاسی میدان سے نکال باہر کریں گے۔ دہشت گردوں کی مکمل سرکوبی تک آپریشن بند نہیں ہو گا۔ نواز شریف کو تین بار اقتدار ملا لیکن

وہ عوام کی خدمت نہیں کر سکے۔

نواز شریف نے بی۔بی۔سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ کراچی کا مسئلہ بے نظیر کا پیدا کردہ ہے۔ اس حکومت کے رہتے ہوئے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ کا واحد حل مڈ ٹرم الیکشن ہیں۔

گرفتاری پر انعام

صوبائی وزیر ظفر لغاری نے کہا کہ نعیم شری کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے والے کے لیے انعام کی رقم دس لاکھ سے بڑھا کر 50 لاکھ روپے کر دی گئی ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ الطاف گروپ کا نعیم شری قتل و غارت گری میں ملوث ہے۔

اجمل دہلوی، الطاف حسین سے ملاقات کے لیے لندن روانہ ہوگئے۔ انھوں نے کہا کہ اگر حکومت مذاکرات چاہتی ہے تو گولی اور گالی کا استعمال ترک کر دے۔

نواز الطاف مذاکرات

4 جنوری کو نواز شریف نے لندن میں الطاف حسین سے تین گھنٹے طویل ملاقات کی۔ دونوں کے درمیان دو گھنٹے تنہائی میں بھی ملاقات ہوئی۔ مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ موجودہ حکومت کو ہٹائے بغیر حالات کی اصلاح ممکن نہیں۔ زیر حراست اور بے گناہ مہاجروں کی ہلاکت پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ مسلم لیگ اور ایم۔کیو۔ایم کے اشتراک سے حکومت کے خلاف فیصلہ کن تحریک چلانے پر اتفاق ہوگیا۔ مسلم لیگ نے ایم۔کیو۔ایم کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ مہاجروں کا قتل دراصل نظریہ پاکستان کا قتل ہے۔

بے نظیر نے کہا کہ تحریک چلانے کی تمام کوششیں ناکام ہوگئی ہیں، ہم کراچی سے دہشت گردی کا صفایا کر دیں گے۔ اپوزیشن 1998ء تک انتظار کرے۔ کرسی کی سیاست کرنا چھوڑ دے۔ ہماری سیاست عوام کی سیاست ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ مخالفین کتنا ہی شور مچائیں، وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

بھٹو کی سالگرہ

5 جنوری کو بھٹو کی 68 ویں سالگرہ کے موقع پر لاڑکانہ میں ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ آمریت کے دور میں ایک گروہ کو ہر طرح کی مراعات دے کر ملک کو دہشت گردی کا اڈہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ اُس دور کے غلط اقدامات کی قیمت کراچی ادا کر رہا ہے۔ ملک میں آئین اور قانون کی بالادستی قائم رکھیں گے۔ دہشت گردی کے خلاف

کارروائی جاری رہے گی۔ ہم نے بھٹو کی خواہش کے مطابق پاکستان کو ناقابل تسخیر بنا دیا ہے۔
لاڑکانہ میں آتش بازی کا زبردست مظاہرہ کیا گیا۔

5 جنوری کو پولیس اور رینجرز نے مختلف علاقوں کا محاصرہ کر کے نعیم شری اور ریحان کانا کی گرفتاری کے لیے چھاپے مار کر ایک یونٹ انچارج سمیت 35 افراد کو گرفتار کر لیا۔ بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا اور نگی میں پولیس مقابلہ میں ایک دہشت گرد ہلاک ہو گیا جبکہ اُس کے دوسرے ساتھی فرار ہو گئے۔ حیدر آباد میں بھی چھاپے مار کر گرفتاریاں کی گئیں۔ خواتین نے بے گناہ افراد کی رہائی کے لیے دھرنا دیا۔

6 جنوری کو بے نظیر بھٹو سن گئیں جہاں اُنھوں نے جی۔ ایم۔ سید مرحوم کے بڑے بیٹے سے اُن کے والد کے انتقال پر تعزیت کی اور فاتحہ پڑھی۔ بے نظیر نے قوم پرست رہنماؤں سے بند کمرے میں ملاقات کی۔ "سن" پہنچنے پر بے نظیر کا "جئے سندھو دیش" کے نعروں سے استقبال کیا گیا۔ سندھو دیش کے حامی رہنماؤں سے بے نظیر کی بند کمرے میں ملاقات کو پیپلز پارٹی کی سیاست میں ایک اہم موڑ سے تعبیر کیا گیا۔

کراچی میں 5 اور 6 جنوری کو گولیاں چلتی رہیں۔ تین افراد ہلاک اور ایک بچی سمیت متعدد زخمی ہو گئے۔

بس میں دھماکہ

7 جنوری کو صدر سے گلشن جانے والی ایک بس میں بم کا زبردست دھماکہ ہوا۔ 8 مسافر موقع پر جاں بحق اور 35 شدید زخمی ہو گئے۔ بس میں آگ لگ گئی۔ دو لاشیں جل گئیں۔ مسافروں کے اعضاء کٹ کر دور گرے۔ عبداللہ شاہ نے زخمیوں کی عیادت کی اور کہا کہ یہ بم دھماکہ لندن پلان کا ایک حصہ ہے۔ نواز شریف اور الطاف حسین کراچی میں امن نہیں چاہتے، وہ ملک توڑنے کی سازش کر رہے ہیں، ہم منہ توڑ جواب دیں گے۔ کراچی جیسے بڑے شہر میں فول پروف انتظامات کرنا مشکل ہیں، عوام خود بھی چوکنا رہیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے کراچی میں دہشت گردی کا زور توڑ دیا ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم دہشت گردی میں ملوث ہے۔ ایسے مزید واقعات بھی ہو سکتے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک دہشت گرد منیلا میں بھی گرفتار کیا گیا ہے۔ حکومت سندھ نے بس میں دھماکے میں ملوث افراد کے بارے میں خبر دینے والے کو دس لاکھ روپے انعام دینے کا اعلان کر دیا۔ بے نظیر نے کہا کہ ہلاک شدگان کے ورثاء اور زخمیوں کو معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ الطاف حسین نے کہا کہ مسافر بس میں دھماکہ حکومت کی نااہلی ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت کی تبدیلی کے بغیر کراچی کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

مرتضیٰ بھٹو کا خطاب

8 جنوری کو شہداد پور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ کوئی ڈاکو مرتا ہے تو حکمرانوں کو دکھ ہوتا ہے لیکن کراچی میں ہر روز بے گناہ مارے جاتے ہیں تو اُن پر دہشت گردی کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔ بے نظیر سندھ کی تقسیم کی حامی ہیں۔ میں نے کراچی میں پارٹی الیکشن پر زور دیا تو بے نظیر نے کہا کہ کراچی سندھ کا حصہ نہیں۔ یہ ایک راز تھا جسے میں نے آج افشا کر دیا۔

جنوری کے دوسرے ہفتے میں 18 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

بے نظیر نے کہا کہ کراچی میں امن قائم ہو چکا ہوتا لیکن نواز شریف نے لندن جا کر الطاف حسین کو پُرتشدد کارروائیاں کرنے پر اُکسایا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کراچی میں بھارت کا تیار کردہ اسلحہ پکڑا گیا ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ پیپلز پارٹی اور ایم۔ کیو۔ ایم ایک جیسی جماعتیں ہیں۔ یہ دونوں کراچی کا مسئلہ حل نہیں کر سکتیں۔ نواز شریف نے کہا کہ 1988ء میں بے نظیر نائن زیرو کے طواف کر کے الطاف بھائی الطاف بھائی پکارتی تھیں، اب دہشت گرد اور غدار کہہ رہی ہیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ قتل و غارت گری میں ایجنسیاں ملوث ہیں۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ 1996ء میں حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان معاہدہ طے پا جائے گا۔ ایسا ہو گیا تو کراچی میں بلدیاتی انتخابات کرا کے انھیں نمائندگی دیں گے اور اقتدار میں بھی شریک کر لیں گے۔

17 جنوری کو بے نظیر نے ٹوکیو میں پاکستانیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کے حالات ایسے تشویش ناک نہیں ہیں جیسا کہ بتائے جاتے ہیں۔ وہاں کارخانے معمول کے مطابق چل رہے ہیں۔ لوگ اندرون شہر سفر کرتے ہیں اور اپنی ملازمتوں پر جاتے ہیں۔

جنوری کے تیسرے ہفتے میں 14 افراد ہلاک کر دیئے گئے۔

ریحان سمیت 5 افراد کی ہلاکت

20 جنوری کو ریحان کانا سمیت ایم۔ کیو۔ ایم کے پانچ کارکنان پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو گئے۔ پولیس نے بتایا کہ ریحان اپنے ساتھیوں سمیت ٹیکسی میں جا رہا تھا۔ نصرت بھٹو کالونی کے پاس اُس کا پولیس سے مقابلہ ہو گیا۔ فائرنگ کے تبادلہ میں ریحان، اُس کا ایک بھائی اور بہنوئی سمیت پانچ افراد ہلاک ہو گئے۔ دو پولیس والے بھی زخمی ہوئے۔ اُن سے راکٹ، کلاشن کوف اور دوسرا اسلحہ ملا۔ ریحان قتل کی درجنوں وارداتوں میں ملوث بتایا گیا ہے۔ حکومت نے پولیس پارٹی کو ترقی اور انعام دینے کا اعلان کیا۔ تھانہ انچارج کو سب انسپکٹر بنا دیا گیا۔

الطاف حسین نے ریحان سمیت پانچ کارکنوں کی پولیس کے ہاتھوں سفاکانہ قتل کی وارادات کو ریاستی دہشت گردی اور مہاجروں کی نسل کشی کا تسلسل قرار دیا۔ انہوں نے صدر سے اپیل کی کہ وہ مہاجروں کے قتل عام کو روکیں۔ نواز شریف کو بھی فون پر قتل کے واقعات سے آگاہ کیا۔ نواز شریف نے کہا ہم ایم۔ کیو۔ ایم کے کارکنوں کی ماورائے عدالت ہلاکتوں کا معاملہ قومی اسمبلی میں اٹھائیں گے۔ اشتیاق اظہر نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ہمیں یہ بھی نہیں بتایا جا رہا کہ ہمارے مقتول کارکنوں کی نعشیں کہاں رکھی ہیں۔ اُن کے اہل خانہ کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ جعلی پولیس مقابلوں میں ہلاکتوں کے خلاف 21 جنوری کو سندھ میں یوم سوگ منایا جائے گا۔ صوبائی وزراء نے کہا عوام ہڑتال کی کال مسترد کر دیں۔

21 جنوری کو ایم۔ کیو۔ ایم کی اپیل پر کاروباری مراکز اور تعلیمی ادارے بند رہے۔ ضلع وسطی میں ٹرانسپورٹ بھی بند رہی۔ دیگر اضلاع ٹرانسپورٹ جزوی طور پر چلتی رہی۔ ہڑتال کے دوران کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ عوام نے یوم سوگ میں حصہ لے کر حکومت کے خلاف اپنے عدم اعتماد کا اظہار کر دیا۔ انہوں نے اپنے کارکنوں کو سختی کے ساتھ ہدایت کی کہ وہ حکومت کے ظلم سے محفوظ رہنے کے لیے روپوش ہو جائیں۔ کارکنان جعلی پولیس مقابلوں میں مارے جا رہے ہیں۔ وہ اپنی جانیں بچائیں۔ میرے لیے اپنے ایک ایک ساتھی کی زندگی قیمتی ہے۔

نصیر بابر نے کہا کہ بھارت اور افغانستان تخریب کاری میں ملوث ہیں۔ کراچی میں دہشت گردی کے خلاف آپریشن جاری رہے گا۔ امریکہ کراچی میں سیاسی مفاہمت کا خواہش مند ہے۔ ہم خود بھی سیاسی حل چاہتے ہیں۔ میں کراچی جا کر حالات کا جائزہ لوں گا۔ اب صرف تین بڑے دہشت گرد باقی رہ گئے ہیں۔ وفاقی وزیر این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ حکومت کراچی میں اپنی اتھارٹی قائم کر کے رہے گی۔ الطاف گروپ کے کارکنوں کو عام معافی نہیں دی جا سکتی۔ اُن کے ساتھ مذاکرات کا بھی فی الحال کوئی امکان نہیں۔

محاصرے

21 جنوری کو کراچی، حیدر آباد اور سکھر میں مختلف علاقوں کی ناکہ بندی کر کے مکانوں کی تلاشی لی گئی۔ درجنوں افراد کو گرفتار کر کے مخبروں سے اُن کی شناخت کرائی گئی۔ 22 جنوری کو نئی کراچی، اورنگی، بفرزون، جٹ لائن اور شاہ فیصل کالونی کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ پولیس کے مطابق 9 دہشت گرد گرفتار کر لیے گئے۔ 25 جنوری کو جوڑیا بازار کی ایک دکان پر چھاپہ مار کر پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم کے چار عہدیداروں کو اُس وقت گرفتار کر لیا جب وہ ٹیلی فون پر اپنے ساتھیوں کو تخریب کاری کی ہدایت دے رہے تھے۔ گلشن اقبال میں رضا اسکوائر کا

محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی کے دوران پولیس نے مشکوک افراد کو حراست میں لے لیا۔ ضلع ملیر میں تحریک جعفریہ، سپاہ محمد اور سپاہ صحابہ کے دفاتر بند کر دیئے گئے۔ 26 جنوری کو حیدر آباد میں پولیس نے چھاپے مار کر 8 ڈاکٹروں سمیت 24 افراد کو گرفتار کر لیا۔ پولیس مشتبہ افراد کی گرفتاری کے لیے مسجد میں داخل ہو گئی۔ علاقے کے لوگوں نے اس پر احتجاج کیا۔

فہیم بھورا کی ہلاکت

26 جنوری کو پولیس نے بتایا کہ فہیم بھورا فرار ہونے کی کوشش میں زیر تعمیر عمارت کی دوسری منزل سے گر کر ہلاک ہو گیا۔ ملزم کی نشاندہی پر پولیس اُسے منظور کالونی میں زیر تعمیر عمارت میں لے گئی تھی۔ وہاں سے دو کلاشن کوفیں برآمد ہوئیں۔ واپسی پر فہیم بھورا نے اچانک ہیڈ کانسٹیبل کو دھکا دے کر خود کو آزاد کرا لیا اور فرار ہونے کے لیے دوسری منزل سے چھلانگ لگا دی۔ پولیس کے مطابق ملزم سندھ سکرٹریٹ اور ساؤتھ پولیس ہیڈ کوارٹر پر راکٹوں سے حملوں کے علاوہ ایک ڈی۔ ایس۔ پی اور چار پولیس اہلکاروں سمیت 25 افراد کے قتل میں ملوث تھا۔ پولیس نے 19 جنوری کو چھاپوں کے دوران فہیم کو گرفتار کیا تھا۔ الطاف حسین نے اُس وقت کہا تھا کہ اُس کی جان خطرہ میں ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ فہیم کے قتل کی ذمہ داری براہ راست بے نظیر پر عائد ہوتی ہے۔ قاتل حکمرانوں کے خلاف جنگی جرائم کا مقدمہ چلے گا۔ مہاجروں کی نسل کشی نہ روکی گئی تو حکومت سندھ کے شہری علاقوں کو روانڈا اور بوسنیا بنا دے گی۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ حکومت ہمارے کارکنوں کے سفاکانہ قتل کا اعتراف کر لے۔ حکومت آپریشن روک دے تو مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ مذاکرات بحال نہ ہونے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں۔

27 جنوری کو کراچی میں پولیس مقابلوں ہلاکتوں کے خلاف سینٹ میں ایم۔ کیو۔ ایم اور اپوزیشن کے ارکان نے احتجاجی واک آؤٹ کیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گرد کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ یہ لوگ بے گناہوں کو مار رہے ہیں۔ حکومت کوئی غلط کام نہیں کر رہی۔ اسلحہ کے زور پر کراچی پر حکمرانی کا خواب دیکھنے والے دہشت گرد مار دیئے گئے ہیں یا گرفتار ہو گئے ہیں۔ جب تک دہشت گرد ہتھیار نہیں ڈالتے اُس وقت تک آپریشن جاری رہے گا۔ جو لیڈر الطاف حسین سے سیاسی معاہدے کر رہے ہیں، انہیں سر چھپانے کو جگہ بھی نہیں ملے گی۔

حکومت نے محاصروں اور چھاپوں میں مزید شدت پیدا کر دی۔ 27 جنوری کو کھوکھرا پار اور علی گڑھ کالونی کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی کے دوران 50 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ 28 جنوری کو پولیس کی فائرنگ سے ایم۔ کیو۔ ایم کے دو کارکن صادق علی اور ناظم ہلاک ہو گئے۔ پولیس کے مطابق یہ دونوں ریحان کانا کی قبر پر حاضری دینے گئے تھے۔ اطلاع ملنے پر پولیس نے

چھاپہ مارا تو انھوں نے پولیس پر فائرنگ شروع کردی۔ جوابی فائرنگ سے دونوں ہلاک ہوگئے۔ قبرستان سے بڑی تعداد میں اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ الطاف حسین نے کہا کہ صادق اور ناظم کا قتل مہاجروں کی نسل کشی کا تسلسل ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں کو اب گھروں میں پناہ نہیں مل رہی ہے اس لیے وہ قبرستانوں کا رخ کر رہے ہیں۔ محمود آباد کے علاقے میں بھی دو مشتبہ ملزمان پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگئے۔ پولیس نے بتایا کہ اُس نے چھاپوں کے دوران 8 دہشت گردوں کو گرفتار کرلیا ہے۔

جمیل کمانڈو کی ہلاکت

29 جنوری کو اورنگی ٹاؤن میں ایم۔ کیو۔ ایم کا یونٹ انچارج خالد جمیل عرف کمانڈو پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ اُس کا ایک ساتھی گرفتار کرلیا گیا جبکہ دو ملزم بکتربند گاڑی پر فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہوگئے۔ پولیس کے مطابق سرکاری سب مشین گن، راکٹ لانچر اور چار راکٹ برآمد ہوئے۔ اُسی روز پولیس نے کالی پہاڑی سے ایم۔ کیو۔ ایم یونٹ انچارج چچا شہزاد کو گرفتار کرلیا۔ اُن کی گرفتاری کے لیے دس لاکھ روپے کا انعام مقرر تھا۔ اُن سے بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا۔ 30 جنوری کو بھی پولیس مقابلہ میں ایک مبینہ دہشت گرد ہلاک ہوگیا جبکہ اُس کے دیگر ساتھی فرار ہوگئے۔ سعید آباد پولیس نے دہشت گردی میں ملوث ایک ملزم کو گرفتار کرکے اُس کے قبضے سے پستول برآمد کرلیا۔ وہ نعیم شری اور یوسف ٹھیلہ کا قریبی ساتھی بتایا گیا۔ ملزم کی نشان دہی پر پولیس نے اورنگی ٹاؤن، لیاقت آباد، شریف آباد اور نیو کراچی میں چھاپے مار کر خطرناک ملزمان کو اسلحہ سمیت گرفتار کرلیا۔ دہشت گردوں کا علاج کرنے والا معالج بھی پکڑا گیا۔ 31 جنوری کو بھی اورنگی ٹاؤن، ماڈل کالونی اور گارڈن کی ناکہ بندی کرکے چھاپوں کے دوران 125 افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔

عطاء اللہ مینگل کی وطن واپسی

16 جنوری کو بلوچستان کے سردار عطاء اللہ مینگل اپنی خودساختہ جلاوطنی ختم کرکے لندن سے کراچی پہنچ گئے۔ وہ 1978ء سے لندن میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

امریکی سفیر کی ملاقات

5 فروری کو پاکستان میں متعین نئے امریکی سفیر تھامس سائمنز جونیئر نے اسلام آباد میں نواز شریف سے ایک طویل ملاقات کرکے تبادلہ خیال کیا۔ اس ملاقات کے بعد یہ قیاس آرائی کی جا

رہی ہے کہ امریکہ نے نواز شریف کو اپنی غیر جانبداری کا یقین دلایا ہے اور بتایا ہے کہ اگر بے نظیر حکومت کے خلاف کوئی تحریک چلائی گئی تو امریکہ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ سیاسی حلقوں نے اس امریکی اشارہ کو نواز شریف کے حق میں گرین سگنل قرار دے دیا۔ ملاقات کے بعد نواز شریف نے کہا کہ کراچی سے خیبر تک انقلاب برپا کر کے لٹیروں کا خاتمہ کر دیں گے۔ ایسی حکومت کو اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں جس کے دور میں ظلم و زیادتی ہو، لاقانونیت اور دہشت گردی عام ہو۔ مظلوموں کو انصاف نہ ملے اور مجرم پکڑے نہ جائیں۔ دس بڑے مجرموں کو سرعام پھانسی دے دی جائے تو گیارھواں جرم کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ ہم برسر اقتدار آ کر مجرموں کو سرعام پھانسی دیں گے۔ مسلم لیگی زعماء نے بھی وسیع تر اتحاد کے لیے دوسری جماعتوں کے ساتھ رابطے تیز کر دیئے۔

6 فروری کو نواز شریف کو لندن روانگی کے موقع پر ایئرپورٹ پر روک لیا گیا۔ نصف گھنٹے کے بعد انہیں جانے کی اجازت مل گئی۔ اب وہ آئندہ کسی تاریخ کو لندن جائیں گے۔

بھارتی میزائلوں کی تنصیب

6 فروری کو بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں پاکستانی سرحد سے قریب دور تک نشانہ بنانے والے پرتھوی میزائل نصب کر دیئے۔ صدر لغاری نے کہا کہ بھارتی میزائلوں سے علاقے میں طاقت کا توازن متاثر ہو گیا ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ بھارت کے میزائل پروگرام سے صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ خطے کے بیشتر ممالک اس کی زد میں آ گئے ہیں۔ قومی اسمبلی کی دفاعی کمیٹی نے کہا کہ پاکستان، بھارت کے ایٹمی دھماکے اور میزائلوں کی تنصیب کا بھرپور جواب دے گا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بھارت کے مقابلے کے لیے فوری طور پر ایٹمی صلاحیت حاصل کی جائے۔ امریکی ترجمان نے واشنگٹن میں کہا کہ امریکہ اس خطے کو ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ سے روکنے کی جدوجہد جاری رکھے گا لیکن جب 1974ء میں بھارت نے پوکھران میں ایٹمی دھماکہ کیا تھا، اس وقت امریکہ نے خاموشی اختیار کر کے بھارت کو ایٹمی قوت بننے کا موقع دیا۔

نواز شریف کا خطاب

7 فروری کو نواز شریف نے لاہور میں مسلم لیگ اور اس کی اتحادی جماعتوں کی سپریم کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہ حکومت کے خاتمے کا فیصلہ کن مرحلہ آ گیا ہے۔ پوری قوم کی خواہش ہے۔ 1996ء تبدیلی کا سال ہے۔ لوگ میدان میں آ جائیں۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ آئندہ صدر کو نہیں بلکہ وزیراعظم کو ہدف بنایا جائے اور صدر پر دباؤ بڑھایا جائے کہ وہ ملک

کو بحران سے نکالنے کے لیے اپنا آئینی کردار ادا کریں اور قومی اسمبلی توڑ کر وفاقی کابینہ کو برطرف کر دیں۔ نواز شریف نے اپنے ایک مضمون میں حکومت سے تعاون کے لیے اپنے اس پانچ نکاتی فارمولے کا اعلان کر دیا:

(1) کراچی کے بحران کا منصفانہ اور پائیدار حل تلاش کیا جائے۔

(2) پارلیمنٹ کی بالادستی اور عدلیہ کی آزادی اور غیر جانبداری کو یقینی بنانے کے لیے دستور میں ترمیم کی جائے۔

(3) قانون نافذ کرنے والے اداروں کی غیر جانبداری، غیر وابستگی اور اُن پر عوامی اعتماد کی بحالی کے لیے ایک پیکج تیار کیا جائے اور اُس پر عمل کو یقینی بنایا جائے۔

(4) اقتصادی حالات کی درستگی اور معاشی خوش حالی کے لیے موثر اقدامات کیے جائیں---

(5) ملکی دفاع کو مضبوط بنایا جائے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم ملکی معاملات میں اصلاح کے خواہاں ہیں اور حکومت کو بھی عوامی غیض و غضب سے بچانا چاہتے ہیں۔

افطار پارٹی سے قاضی صاحب کا خطاب

9 فروری کو کراچی میں ملی یک جہتی کونسل کے رہنماؤں کے اعزاز میں دی جانے والی ایک افطار پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ حکمران مہنگائی کو فروغ دے رہے ہیں۔ ملکی خزانہ کو تباہ کرنے کے لیے دھڑا دھڑ نئے کرنسی نوٹ چھاپے جا رہے ہیں۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں سودی نظام جاری رکھنے کے حق میں ہیں۔ اب آزمائے لوگوں کو مسترد کرنا ہوگا۔ صالح قیادت ہی قوم کو ظالم لٹیروں سے نجات دلا سکتی ہے۔ عید کے بعد ہم عوام کے سامنے اپنا پروگرام پیش کریں گے۔ سیاسی تبدیلی کے لیے نواز شریف کا ساتھ نہیں دیں گے۔ ہم عوام کو اسلامی انقلاب کی طرف بلائیں گے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ ہم امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں گے۔ ملی یکجہتی کونسل انتخابی اتحاد نہیں بلکہ سیاسی اتحاد ہے۔

9 فروری کو نواز شریف اپنی والدہ کے ہمراہ لندن روانہ ہوگئے۔ اُن کے والد میاں شریف لندن میں عارضہ قلب کے ایک اسپتال میں زیرِ علاج تھے۔ جو اب اسپتال سے گھر منتقل ہو چکے ہیں۔

9 فروری کو وزیرِ اعظم بے نظیر عمرہ کی ادائیگی کے لیے حجازِ مقدس روانہ ہوگئیں۔ 10 فروری کو انھوں نے عمرہ ادا کیا اور روضۂ رسول پر حاضری دی۔ مکہ مکرمہ میں بے نظیر نے سعودی ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز سے شاہی محل میں ملاقات کر کے انھیں مقبوضہ کشمیر

کی صورت حال، بھارت کے ایٹمی دھماکے اور پاکستانی سرحدوں پر پرتھوی میزائلوں کی تنصیب کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔ وہ 13 فروری کو وطن واپس پہنچ گئیں۔

آئی۔ایم۔ایف کا اظہار خیال

10 فروری کو آئی۔ ایم۔ ایف وفد کے سربراہ نے جو ان دنوں پاکستان کے دورے پر آیا ہوا تھا۔ اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ حکومت نے وفد کو یقین دلایا ہے کہ پاکستان اپنے دفاعی بجٹ میں اضافہ نہیں کرے گا۔ معاشی ترقی کے اہداف پورے کئے جائیں گے۔ سربراہ نے کہا کہ ان یقین دہانیوں کے باعث آئی۔ ایم۔ ایف نے 80 ملین ڈالر کا جو قرضہ دسمبر 95 میں منظور کیا تھا، وہ اب پاکستان کو مل سکتا ہے، لیکن امریکی سفیر نے کراچی میں کہا کہ امریکہ پاکستان کو کوئی سرکاری امداد نہیں دے گا اور نہ ہی پاکستان کے ساتھ اسلحہ کی فروخت کے تعلقات بحال ہوں گے۔

وائس آف جرمنی کا انکشاف

10 فروری کو ریڈیو جرمنی نے اپنی نشریات میں یہ انکشاف کیا کہ بری فوج کے سربراہ کے عہدہ پر تقرری کے معاملے میں صدر فاروق لغاری اور وزیر اعظم بے نظیر کے درمیان اختلافات تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تقرری کے اعلان میں تاخیر ہوئی۔ بے نظیر بھٹو جنرل نصیر اختر کو چیف آف آرمی اسٹاف بنانا چاہتی تھیں جبکہ صدر لغاری میرٹ کے تحت جہانگیر کرامت کی تقرری کے حق میں تھے۔ جنرل نصیر اختر گو عہدہ میں جنرل جہانگیر کرامت سے کم تھے لیکن کراچی کے کور کمانڈر کی حیثیت سے اُنہوں نے حکمران جماعت پیپلز پارٹی اور آصف زرداری کے لیے بہت سی خدمات انجام دی تھیں۔ اُن کے بارے میں خیال ہے کہ اُنہوں نے ایم۔ کیو۔ ایم کے حقیقی گروپ کی سرپرستی کی اور اُسے آگے بڑھایا، لیکن آخر کار صدر لغاری جہانگیر کرامت کی نامزدگی منوانے میں کامیاب ہوگئے۔ گزشتہ دو برسوں میں صدر لغاری کے لیے پیپلز پارٹی کے مفادات سے بالاتر ہو کر اپنے فرائض کی انجام دہی کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن اب صدر اہم فیصلوں میں وزیر اعظم سے فاصلہ اختیار کرنے لگے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اب پارٹی کی سیاست کے سائے سے باہر نکل آئے ہیں اور اب صدر لغاری اپنے وہ دستوری اختیارات بھی استعمال کرسکتے ہیں جو اُنہیں سابق صدر ضیاء الحق سے وراثت میں ملے ہیں۔

ریڈیو جرمنی کے اس انکشاف پر سرکاری حلقوں نے خاموشی اختیار کی لیکن بہرحال اس سے یہ بات بڑی حد تک واضح ہوگئی کہ مستقبل میں ملکی سیاست کیا رخ اختیار کرسکتی ہے۔ نواز

شریف نے موقع کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے کہا کہ آرمی چیف کے بارے میں صدر کا کردار قابل تعریف ہے۔ آئندہ بھی اگر وہ اسی طرح فیصلے کریں گے تو ہم اُن کی بھرپور حمایت کریں گے۔

عمران خاں کا انٹرویو

11 فروری کو زی۔ ٹی۔ وی کو انٹرویو دیتے ہوئے قومی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان عمران خاں نے کہاں کہ اگر مجھے اچھی ٹیم میسر آگئی تو میں ایک ماہ کے اندر سیاست میں آجاؤں گا۔ عوام بیزار ہیں اور تبدیلی چاہتے ہیں۔ بعد میں انہوں نے کراچی میں کہا کہ مجھے کینسر اسپتال کے لیے چندہ جمع کرنے سے روک دیا گیا۔ حکومت نے قوم کو فٹ بال بنا رکھا ہے۔ عوام کے حقوق کے لیے ہم خیال افراد کے ساتھ مل کر تحریک چلاؤں گا۔ مجھے اقتدار کی ہوس نہیں، دو مرتبہ مجھے وزارت عظمیٰ پیش کی جا چکی ہے، لیکن عمران خان نے یہ نہیں بتایا کہ یہ پیش کش اُنہیں کس نے کی۔ نواز شریف نے کہا کہ میں عمران خان سے حسد نہیں کرتا۔ بے نظیر نے کہا کہ میں عمران خاں کو اپنا سیاسی حریف نہیں سمجھتی۔ میں تیسری مدت کے لیے بھی وزیراعظم منتخب ہونا چاہتی ہوں۔

12 فروری کو لندن میں برطانوی حکومت نے پاکستانی سفارت خانے کے ایک ملازم محمد سلیم کو قومی سلامتی کے لیے خطرہ قرار دے کر ملک سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اُس پر الزام تھا کہ وہ پاکستان کے لیے ایٹمی ہتھیاروں میں استعمال ہونے والا جدید سامان خریدنے پر مامور ہے۔

14 فروری کو نواز شریف نے واشنگٹن میں امریکی نائب وزیرِ خارجہ رابن رافیل اور وہائٹ ہاؤس کے دیگر اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں کر کے اُنہیں بھارت کے جوہری پروگرام اور اُس کی میزائل منصوبوں کے بارے میں پاکستان کی تشویش سے آگاہ کیا۔ بعض ذرائع نے قیاس آرائی کی۔ ان ملاقاتوں میں نواز شریف نے امریکی حکام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی، قیادت کے لیے وہ بے نظیر سے زیادہ اہل ہیں۔

14 فروری کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ ہمارا ایٹمی پروگرام بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ ہم اپوزیشن سے اچھے تعلقات کار قائم کرنے کے خواہاں ہیں۔ ملک میں کوئی بحران نہیں۔ اپوزیشن کے پاس اسٹریٹ پاور نہیں۔ ہمیں حکومت دھاندلی کے ذریعے نہیں ملی، ہم آمریت کا ایجنٹ بن کر نہیں آئے ہیں۔ صنعت کار تو پیسہ خرچ کر کے پارلیمنٹ کا رکن منتخب ہو جاتے ہیں، لیکن ہم سیاست کو پیسے سے جدا کرنا چاہتے ہیں۔

انتخابی اصلاحات

26 فروری کو وفاقی کابینہ نے آئندہ انتخابات کو منصفانہ بنانے کے لیے انتخابی اصلاحات کمیٹی کی سفارشات کو منظور کر لیا۔ ان سفارشات کے مطابق قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ہی دن ہوں گے۔ کسی امیدوار کی موت کی صورت میں انتخابی عمل روکا نہیں جائے گا۔ شناختی کارڈ کی پابندی ختم کر دی جائے گی۔ اقلیتوں کو دہرے ووٹ کا حق حاصل ہوگا۔ یہ سفارشات الیکشن کمیشن کی سفارشات کے مطابق نہیں، کابینہ نے الیکشن کمیشن کی سفارشات مسترد کر دیں۔ نواز شریف نے کہا کہ ان سفارشات کا مقصد انتخابات میں دھاندلیاں کرانا ہے۔ چوہدری شجاعت نے کہا کہ ہم بوگس انتخابی فہرستوں پر الیکشن نہیں ہونے دیں گے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ مجوزہ اصلاحات ملک کی نظریاتی اساس پر حملہ ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اپوزیشن اصلاحات کی مخالفت کرنے کے بجائے الیکشن کی تیاری کرے۔

یونائیٹڈ بنک کی نجکاری

26 فروری کو وفاقی حکومت نے یونائیٹڈ بنک کی نجکاری کے لیے ایک غیر معروف ادارے سعودی بشارہ گروپ کی پیش کش منظور کر لی جس کے مطابق بنک کے 26 فیصد حصص بغیر کسی شرط کے پندرہ روپے دس پیسے فی حصہ کی شرح سے فروخت کر دیئے جائیں گے جبکہ متعدد دوسری پارٹیوں نے اس سے کہیں زیادہ قیمت پر خریدنے کی آمادگی ظاہر کی تھی۔ حکومت نے ایک اور اسکینڈل کو جنم دے دیا۔ پورے ملک میں اس سودے کے خلاف شدید احتجاج کیا گیا۔ نواز شریف نے کہا کہ اندھیروں میں بنکوں کے سودے ہو رہے ہیں۔ ہر چیز کی بولی لگ رہی ہے۔ وزیراعظم کے مشیر وی۔ اے جعفری نے کہا کہ بنک کے حصص جلد بازی میں فروخت نہیں کیے گئے۔ بشارہ گروپ 300 ملین ڈالر کے ڈیپازٹ لائے گا حالانکہ ڈیپازٹ کا کوئی تعلق قیمت فروخت کے ساتھ نہیں ہے۔ انہوں نے اس اعتراض کا سرے سے کوئی جواب نہیں دیا کہ زیادہ قیمت ادا کرنے والوں کی پیش کش کو کیوں مسترد کیا گیا۔ اس سے قبل صدر لغاری اپنے ایک خط میں وزیراعظم کو نجکاری کے غیر شفاف عمل پر اپنی تشویش سے آگاہ کر چکے تھے، لیکن حکومت نے اس کے باوجود ملک کے ایک انتہائی اہم بنک کی نجکاری کے بارے میں بھی مشکوک رویہ اپنایا۔ نواز شریف نے قومی اسمبلی میں مطالبہ کیا کہ یو۔ بی۔ ایل کی نجکاری کے سلسلہ میں ہونے والی خفیہ سودے بازی سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔ بنک آف انگلینڈ بشارہ گروپ کو مشکوک قرار دے چکا ہے۔

عدلیہ سے برہمی

29 فروری کو کراچی میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے داماد کے گھر پر پولیس نے دوسری مرتبہ چھاپہ مارا۔ ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں مکان کا تالہ توڑ کر سامان نکال کر سڑک پر پھینک دیا گیا۔ حکومت کا موقف تھا کہ سید پرویز علی شاہ کو مکان میں رہائش پذیر رہنے کا حق حاصل نہیں رہا۔ حکومت کی اس برہمی کا اصل سبب یہ ہے کہ جسٹس سجاد علی شاہ پوری شدت کے ساتھ عدلیہ کی آزادی اور خودمختاری کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔ اپوزیشن نے اس حکومتی اقدام کی شدید مذمت کی اور اسے انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا، لیکن بے نظیر نے کہا کہ ہمارا چیف جسٹس کے ساتھ کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ بے نظیر کو ابھی اس کا اندازہ نہیں کہ یہ چوتھی محاذ آرائی اُن کے لیے کس قدر گراں ثابت ہو سکتی ہے۔

امریکی سفیر کا انتباہ

29 فروری کو لاہور میں امریکی سفیر تھامس ڈبلیو سائمنز نے کہا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ پاکستان اور امریکہ ہر معاملہ میں متفق ہوں۔ اگر پاکستان اپنے ساتھ کوئی زیادتی محسوس کرتا ہے تو اُس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ امریکہ کے بجائے اپنی پسند کے کسی دوسرے دوست کو تلاش کر لے۔ امریکہ تو پاکستان کے ساتھ دوستی اور قریبی تعلقات رکھنے کا خواہاں ہے، لیکن اگر پاکستان ہمارے ساتھ دوستی نہیں چاہتا تو ہمیں بھی اُن کی ضرورت نہیں۔ اُنھوں نے امریکہ کے اس مطالبہ کو پھر دہرایا کہ پاکستان نے اپنے ایٹمی پروگرام کے ضمن میں جو رنگ میگنٹ چین سے خریدے ہیں وہ اُنھیں خاموشی کے ساتھ چین کو واپس کر دے، حالانکہ وزیراعظم بے نظیر اس سے قبل کئی بار یہ وضاحت کر چکی تھیں کہ پاکستان پر چین سے رنگ میگنٹ خریدنے کا الزام بے بنیاد ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

سفارتی روایات اور آداب سے متجاوز امریکی سفیر کا یہ تند و تیز لہجہ غالباً اس بات کا اظہار تھا کہ اب امریکہ کو بے نظیر حکومت پر اعتماد باقی نہیں رہا۔ بے نظیر بھٹو نے امریکی سفیر کے بیان کا حوالہ دیے بغیر کہا کہ ہم نے امریکہ اور مغرب پر انحصار کے بجائے مشرق کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد نئی دنیا جنم لے رہی ہے۔ اب امریکہ یا کوئی دوسرا ملک ہمیں مالی امداد نہیں دے گا ہمیں اپنے وسائل خود بروئے کار لانا ہوں گے۔ ہمیں یہ ثابت کرنا ہو گا کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔

صوبہ سندھ

رمضان کے بابرکت مہینے اور عید کے پُرمسرت موقع پر بھی کراچی اور دیگر علاقے خوشیوں اور امن و امان سے محروم رہے۔ محاصروں، چھاپوں، گرفتاریوں کا سلسلہ اور موت کا رقص جاری رہا۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ ہم دہشت گردوں کے عزائم ناکام بنادیں گے، اُن کا تعاقب جاری رہے گا۔ ہم کراچی کو اتنی ترقی دیں گے کہ لوگ "دبئی چلو" کا نعرہ بھول جائیں گے۔ یکم فروری کو سندھ اسمبلی نے وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ کو اپنے ذاتی استعمال کے لیے ایک مرسڈیز کار درآمد کرنے کی اجازت دے کر اس خوشحالی کا آغاز کردیا۔

ضیاءاللہ کی پریس کانفرنس

یکم فروری کو اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک مبینہ دہشت گرد ضیاء اللہ نے ایک پُرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں بتایا گیا تھا کہ کراچی جلد الگ ہو جائے گا۔ لندن میں اُس کی آزادی کا اعلان ہو چکا ہے۔ لندن سے حکم ملنے پر میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک قتل کیا جبکہ تین مزید ہلاکتوں میں شریک رہا۔ میں اپنے بھائیوں کی جانیں بچانے کے لیے مجبوراً ایم۔ کیو۔ ایم میں شامل ہوا تھا۔ حکومت نے میرے خاندان کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ اسی طرح کے بیانات حاصل کرنے کے لیے ہمارے کئی دوسرے اسیر کارکنان کو بھی اسلام آباد منتقل کردیا گیا ہے۔

محاصرے اور چھاپے

یکم فروری کو نعیم شری کی تلاش میں پولیس اور رینجرز نے گلبرگ کے ایک مکان پر چھاپہ مارا۔ فائرنگ کے تبادلہ میں نعیم شری کا ایک ساتھی رحمان ہلاک ہوگیا جبکہ وہ اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت فرار ہوگیا۔ مقتول رحمان پندرہ افراد کے قتل میں نامزد تھا۔ نعیم شری کے اہل خانہ کو گرفتار کرلیا گیا۔ الطاف حسین نے صدر سے مداخلت کی اپیل کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ رحمان کے قاتل گرفتار کیے جائیں اور نعیم شری کے اہل خانہ کو رہا کیا جائے۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ اُنھیں گرفتار نہیں کیا گیا ہے بلکہ حفاظتی طور پر ایدھی ہوم میں رکھا گیا ہے۔ 2 فروری کو پولیس نے کورنگی میں ایک کامیاب آپریشن کے نتیجے میں الطاف گروپ کے دو دہشت گردوں کو گرفتار کرلیا جو 16 افراد کے قتل میں ملوث بتائے گئے۔ ایک سرکاری اسکول میں زیرزمین اسلحہ خانے سے راکٹ لانچروں اور راکٹوں سمیت بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا۔ نصیربابر نے کہا کہ کراچی کی صورت حال پہلی جیسی نہیں رہی۔ حکومت نعیم شری کے

اڈوں تک پہنچ گئی ہے۔ 600 دہشت گرد پکڑے جا چکے ہیں، 70 مار دیئے گئے ہیں۔ صرف تین بڑے دہشت گرد باقی بچے ہیں۔ 3 فروری کو عثمانیہ کالونی میں پولیس مقابلہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک 25 سالہ کارکن نعیم احمد ہلاک ہوگیا۔ کٹی پہاڑی پر چھاپہ مار کر پولیس نے تین مبینہ دہشت گردوں کو گرفتار کرلیا جن کی نشاندہی ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک زیر حراست کارکن نے کی تھی۔

صدر کی تقریر

5 فروری کو زیورخ سوئٹزر لینڈ میں ایک عشائیہ سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ الطاف حسین لندن میں بیٹھ کر دہشت گردی کر رہے ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے معاہدے توڑ کر دہشت گردی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ ضیاء الحق نے جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی کے اثرات کم کرنے کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم کی حوصلہ افزائی کی تھی۔ دہشت گردی پر ضرب کاری لگانے سے مذاکرات کا ماحول سازگار ہو جائے گا۔

نواز شریف نے کہا کہ کراچی کے مسئلہ کے حل کے لیے مڈٹرم انتخابات ناگزیر ہوگئے ہیں۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ کراچی کے شہریوں کو پیپلز پارٹی اور ایم۔ کیو۔ ایم نے یرغمال بنا رکھا ہے۔ حکمرانوں کی ایماء پر کراچی کے شہریوں پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔ اجمل خٹک نے بتایا کہ بے نظیر حکومت کے خاتمے کے لیے ایم۔ کیو۔ ایم اور اکبر بگٹی میں مفاہمت ہوگئی ہے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ مہاجروں کا قتل عام جاری رہا تو پھر ہڑتالیں بھی ہوں گی۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ ہڑتالیں بہت ہو چکیں، اب ایم۔ کیو۔ ایم۔ بات چیت کرے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ حکومت مذاکرات چاہتی ہے تو لندن میں الطاف حسین سے براہ راست رابطہ کرے۔

اعجاز شفیع کی رکنیت بحال

6 فروری کو سپریم کورٹ کے تین رکنی بنچ نے اپنے اکثریتی فیصلے میں کراچی سے مسلم لیگ کے رکن قومی اسمبلی اعجاز شفیع کی اپیل منظور کرتے ہوئے اُن کی رکنیت بحال کر دی۔ الیکشن ٹریبونل نے ووٹوں کی دوبارہ گنتی کی بنیاد پر اُن کی جگہ پیپلز پارٹی کے مسرو احسان کو کامیاب دے دیا تھا۔

7 فروری کو لندن میں الطاف حسین نے نواز شریف کے والد محمد شریف کی جلد اور مکمل صحت یابی کی دعا کرتے ہوئے اُن کے لیے گلدستہ بھجوایا۔

8 فروری کو نعیم شری کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے گئے۔ سراغ رساں کتوں کی مدد

لی گئی۔ نعیم فرار ہوگیا، لیکن اُس کو پناہ دینے کے الزام میں متعدد افراد کو گرفتار کرلیا لیاقت آباد میں فائرنگ کے تبادلہ کے بعد پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم ایک کارکن کو زخمی حالت میں گرفتار کرلیا۔ اُس کی نشاندہی پر تین ساتھی کلاشن کوف سمیت پکڑے گئے۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت غنڈہ گردی پر اتر آئی ہے۔ 10 فروری کو فیڈرل بی ایریا نئی کراچی کورنگی، اورنگی اور بلدیہ ٹاؤن کا محاصرہ کرکے رات بھر چھاپے مارے جاتے رہے۔ نعیم شری ہاتھ نہیں آیا۔ متعدد دوسرے نوجوانوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ حیدر آباد میں بھی چھاپے مارے گئے۔ نائٹ کرکٹ میچ کھیلنے والوں کو فائرنگ کرکے منتشر کردیا گیا۔ 10 فروری کو پولیس مقابلہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک کارکن ریحان لنگڑا ہلاک ہوگیا جو پولیس کے مطابق 50 سے زائد افراد کی ہلاکت اور دوسری وارداتوں میں ملوث تھا۔ الطاف حسین نے کہا کہ ریحان کی ہلاکت کھلا قتل ہے۔ جواں سال ریحان کو گرفتار کرنے کے بعد تشدد کا نشانہ بنا کر قتل کیا گیا۔ لیاقت آباد میں محاصرہ کے دوران صولت مرزا اور نعیم کن کٹا پولیس کا گھیراؤ توڑ کر فرار ہوگئے۔ 12 فروری کو غازی آباد میں رینجرز کے ساتھ مبینہ مقابلے میں ایم۔ کیو۔ ایم کے دو نوجوان ابرار اور سراج چھوٹو مارے گئے۔ وہ قتل کی متعدد وارداتوں میں ملوث بتائے گئے۔ 13 فروری کو نیو کراچی میں پولیس مقابلہ میں ایک ملزم ہلاک ہوگیا۔ نعیم شری کی گرفتاری کے لیے کورنگی، پاک کالونی، لیاقت آباد، ناظم آباد اور گلبہار میں چھاپے مارے گئے۔ 50 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ سعید آباد میں مسجد دارالعلوم اور اساتذہ کے گھروں کی تلاشی لی گئی۔ شبینہ میں شریک دو نوجوانوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ 14 فروری کو ایم۔ کیو۔ ایم سے متعلق قطب الدین مجو پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ وہ ایک سپاہی اور ایک حوالدر کے قتل میں ملوث تھا۔ پولیس نے دہشت گردی میں ملوث 5 افراد کو اورنگی میں ایک مکان سے اور 4 کو قبرستان سے گرفتار کرلیا۔ وہ ایک عورت سمیت قتل کی مختلف وارداتوں میں ملوث بتائے گئے۔

بلدیاتی انتخابات

10 فروری کو سرکاری ذرائع نے بتایا کہ وفاقی حکومت نے مئی کے اواخر میں بلدیاتی انتخابات کرانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ یہ فیصلہ بلدیہ عظمٰی کے ایڈمنسٹریٹر فہیم الزماں کی اس رپورٹ پر کیا گیا کہ کراچی میں پیپلز پارٹی کی پوزیشن مضبوط ہے اور اضلاع میں انتخاب آسانی سے جیت سکتی ہے۔

امریکی سفیر کی کراچی آمد

11 فروری کو امریکی سفیر تھامس ڈبلیو سائمنز نے گورنر سندھ، وزیراعلیٰ اور اپوزیشن کے ارکان قومی اسمبلی سے مل کر کراچی کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ امریکی سفیر نے کہا کہ مجھے وہ وقت یاد ہے جب میں کراچی کی سڑکوں پر سائیکل چلاتا تھا۔ شہر کی موجودہ صورت حال کی وجہ سے امریکہ کو کاروباری نقصان ہوا ہے۔ پاکستان کی اقتصادی ترقی میں کراچی کا مسئلہ بڑی رکاوٹ ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ ہم نے عوام کے تعاون سے امن قائم کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ کراچی شہر کی روشنیاں بحال ہو رہی ہیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم سے مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ماورائے عدالت ہلاکتیں اور آپریشن روک دیا جائے تو مذاکرات ممکن ہیں۔ 12 فروری کو لندن میں اشتیاق اظہر نے کہا کہ ہم منزل پر پہنچے بغیر اپنی جدوجہد سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

امریکی قونصل خانہ میں پناہ

15 فروری کو ایم۔ کیو۔ ایم کے رکن قومی اسمبلی کنور خالد یونس کو کراچی میں جیل سے عدالت میں پیشی کے لیے لایا گیا۔ انہوں نے پولیس کو چکمہ دے کر امریکی قونصل خانہ میں پناہ لے لی۔ خالد یونس نے قونصل خانہ میں مہاجروں کے قتل کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا اور کہا کہ ہم نے سب سے بڑی اتھارٹی کو اپنے کارکنوں کے قتل عام سے آگاہ کر دیا۔ امریکی سفارت کاروں نے اسے سیاسی پناہ کا کیس بننے سے قبل فریقین سے چار گھنٹے تک گفتگو کی۔ امریکہ کی جانب سے دی جانے والی یقین دہانیوں کے بعد خالد یونس نے خود کو پاکستانی حکام کے حوالے کر دیا۔ نصیر بابر نے کہا کہ کنور خالد کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے گا۔ کنور خالد کو لانڈھی جیل منتقل کر دیا گیا۔

یوم دعا

16 فروری 26 رمضان المبارک جمعتہ الوداع کے موقع پر ایم۔ کیو۔ ایم نے یوم دعا منایا، لیکن اس دن بھی پولیس مقابلہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کے 8 نوجوان ہلاک کر دیئے گئے۔ پولیس کے مطابق ملزمان ایک مکان میں چھپے ہوئے ٹیلی فون ایکسچینج کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے کہ پولیس مقابلہ ہو گیا۔ دو کو گرفتار کر لیا گیا۔ بھاری تعداد میں اسلحہ ملا۔ پولیس نے ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک سابق رکن قومی اسمبلی انیس ایڈووکیٹ کو گرفتار کر لیا۔ اُن کی والدہ نے اپنے بیٹے کی جان بچانے کے لیے اپیل کی۔ الطاف حسین نے کہا کہ بے نظیر مہاجر ماؤں کی گود اُجاڑ رہی ہیں۔

یوم سوگ

17 فروری کو یوم سوگ کے موقع پر جزوی ہڑتال ہوئی- منی بسیں اور رکشہ چلتے رہے- لانڈھی، ملیر، لیاری اور گزری میں ہڑتال کا کوئی اثر نہیں ہوا- الطاف حسین نے تاریخی سوگ منانے پر حق پرست عوام کا شکریہ ادا کیا- بی-بی- سی نے کہا کہ ماضی کے مقابلے میں آج زیادہ گاڑیاں چلتی رہیں-

17 فروری کو پولیس کے ساتھ فائرنگ کے تبادلہ میں ایم- کیو- ایم کا ایک نوجوان شاہد حسین فیروز آباد میں ہلاک ہوگیا- عینی شاہد نے بتایا کہ مقتول اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ پولیس نے اچانک فائرنگ کر دی-

16 فروری کو "عرب نیوز" کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ بھارت کراچی میں مداخلت کر رہا ہے- اُس نے دہشت گردی کے 39 کیمپ قائم کر رکھے ہیں- ایم- کیو- ایم کو اقتدار میں شریک کرنے کی غلطی دہرائی نہیں جا سکتی- دہشت گردوں سے مذاکرات نہیں ہوسکتے- اپوزیشن کا ایم- کیو- ایم سے اتحاد منافقت ہے- این- ڈی خاں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ الطاف گروپ تشدد کی سیاست ترک کر دے- نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے ایم- کیو- ایم کے دہشت گردوں کا نیٹ ورک توڑ دیا ہے- سعودی عرب نے سات دہشت گردوں کو ہمارے حوالے کر دیا ہے- مشرق وسطی اور مشرق بعید سے بھی متعدد دہشت گرد پاکستان کے حوالے کر دیئے جائیں گے- کئی افراد افغانستان میں بھی تربیت حاصل کر رہے ہیں-

یورپی پارلیمنٹ کی تشویش

16 فروری کو لندن میں یورپی پارلیمنٹ نے صوبہ سندھ بالخصوص کراچی اور حیدر آباد میں مہاجروں کے ماورائے قتل پر اپنی تشویش کا اظہار کیا- الطاف حسین نے یورپی پارلیمنٹ کے لیڈر سے کہا کہ لیاقت علی خان کے بعد کسی مہاجر کو پاکستان کا وزیر اعظم نہیں بنایا گیا- صوبہ سندھ میں مہاجروں کی اکثریت ہے لیکن اس کے باوجود یہاں کوئی بھی مہاجر وزیر اعلیٰ نہیں بنا- الطاف حسین نے حکومت کو یورپی پارلیمنٹ کی زیر نگرانی مذاکرات کی پیش کش کر دی-

حکومت نے الطاف حسین کی یہ تجویز مسترد کر دی- بے نظیر نے کہا کہ وہ یورپی نہیں، پاکستانی پارلیمنٹ سے رجوع کریں- نصیر بابر نے کہا کہ گھر کے فیصلے گھر کے اندر کرنا ہوں گے- چوہدری شجاعت نے حکومت اور ایم- کیو- ایم کے درمیان مذاکرات دوبارہ شروع کرانے کے لیے اپنی خدمات پیش کر دیں- انہوں نے کہا کہ سندھ حکومت اپنی نااہلی تسلیم کرتے ہوئے

مستعفی ہو جائے۔

23 فروری کو لندن میں الطاف حسین نے یورپی پارلیمنٹ کے لیڈر سے دوبارہ دو گھنٹے طویل ملاقات کر کے انہیں مہاجروں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ مہاجر دشمنی میں حکومت آئین اور قانون کو پامال کر رہی ہے۔ عالمی ادارے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور مہاجروں کی نسل کشی کا نوٹس لیں۔ بے نظیر نے کہا کہ الطاف حسین کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو مارتے رہنے اور مرتے رہنے کا سلسلہ بند کر دیں۔

وزیراعظم کی کراچی آمد

23 فروری کو وزیراعظم بے نظیر نے گورنر، وزیراعلیٰ، آئی۔ جی پولیس اور رینجرز کے ڈائریکٹر جنرل سے کراچی کی صورت حال پر صلاح مشورے کیے۔ انہوں نے سخت ترین حفاظتی انتظامات میں کراچی کے بعض مقامات کا دورہ بھی کیا۔ انہوں نے کہا کہ پولیس کا کردار جرات مندانہ ہے۔ کسی بے گناہ شہری کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ الطاف حسین بیرونی آقاؤں کے اشارہ پر کراچی کے عوام کا قتل عام کرا کے اُن کی نسل کشی کر رہے ہیں۔ گزشتہ سال کراچی میں دو ہزار افراد مارے گئے۔ اُن مقتولین کا کیا قصور تھا جن کو اغوا کر کے تشدد کیا گیا اور پھر زندہ جلا دیا گیا۔ 258 پولیس والے بھی ہلاک ہوئے۔ دہشت گرد مسلح ہو کر نکلیں گے تو مارے جائیں گے، پولیس مقابلے درست تھے۔ قتل کے لیے دہشت گردوں کو گرین سگنل نہیں دے سکتے۔ ہم کراچی کے مسائل کا سیاسی حل چاہتے ہیں۔ الطاف گروپ دہشت گردی بند کر دے تو چھ ماہ میں بلدیاتی انتخابات کرا دیں گے۔ اسلحہ چھوڑ کر صحیح راستے پر آ جائیں تو مذاکرات کے لیے ہمارے دروازے کھلے ہیں۔ نواز شریف نے لندن میں کہا کہ حکومت کن پوائنٹ پر مذاکرات چاہتی ہے۔

ڈبل سواری پر پابندی ختم

27 فروری کو عبداللہ شاہ نے کراچی میں موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ اب کراچی کے حالات حکومت کے قابو میں آ گئے ہیں۔

انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ

انسانی حقوق کمیشن پاکستان نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا کہ 1995ء میں دو ہزار افراد

ہلاک ہوئے۔ ماورائے قتل کی وارداتوں میں حکام براہ راست ملوث ہیں۔ کراچی کا مسئلہ مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے۔ سرکاری سروے کے مطابق کراچی میں دہشت گردی کی وارداتوں میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ دہشت گردی میں "را" ملوث ہے۔ حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم دونوں کی مقبولیت میں کمی ہوئی ہے۔

29 فروری کو اقوام متحدہ کے نمائندوں پر مشتمل ایک خصوصی ٹیم کراچی پہنچ گئی جو ماورائے عدالت قتل، زیر حراست افراد کی ہلاکت اور ریاستی تشدد کے بارے میں شکایات کی تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ اقوام متحدہ میں پیش کرے گی۔

امریکی محکمہ خارجہ کی حقوق انسانی کی رپورٹ برائے سال 1996ء میں کہا گیا کہ دوران سال پاکستان میں ماورائے عدالت ہلاکتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ بیشتر اموات سندھ میں ہوئیں۔ حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم ان ہلاکتوں کے ذمہ دار ہیں۔ فورسز نے پچاس سے زائد افراد کو تشدد کر کے ہلاک کیا۔ من مانی گرفتاریاں کیں۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے کارکنوں کو مقابلہ میں مارا۔ عورتوں کے خلاف تشدد کا مسئلہ سنگین ہوگیا۔ عدلیہ آزاد نہیں۔ عارضی جج مستقل ہونے کے لیے حکومت کے کیس کی تائید کرتے ہیں۔ حکومت نے سیاست دانوں، سیاسی کارکنوں اور مشتبہ افراد کی نگرانی کے لیے کئی انٹیلی جنس ایجنسیاں بنا رکھی ہیں۔ آرمی چیف غیر سرکاری ٹرائیکا کے تیسرے رکن ہیں۔

پاکستان نے انسانی حقوق سے متعلق امریکی الزامات مسترد کر دیئے۔

یکم مارچ 1996ء کو قاضی حسین احمد نے لاہور میں کہا کہ بے نظیر کو ہم نہیں نواز شریف اقتدار میں لائے۔ انہوں نے اپنے والد کی بات تک نہیں مانی اور اسلامی جمہوری اتحاد کو ختم کر دیا۔ ہم قوم کو مفادات کے چکر سے نکال نجات کی راہ دکھانا چاہتے ہیں۔ قاضی صاحب نے پشاور میں کہا کہ ہماری سوچی سمجھی رائے ہے کہ بے نظیر حکومت کو اب رخصت ہو جانا چاہیے۔ ملک کا سب سے بڑا مسئلہ نااہل، بددیانت اور خودغرض حکمران ہیں۔ ہم ملک میں اسلامی جمہوری نظام کے سوا کوئی دوسرا نظام نہیں چلنے دیں گے۔ اے۔ این۔ پی کے سربراہ اجمل خٹک نے کہا کہ جماعت اسلامی انتہائی منظم اور اصول پسند جماعت ہے۔ ہم اس سے ہر سطح پر تعاون کے لیے تیار ہیں۔ 5 مارچ کو ڈسٹرکٹ بار پشاور سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ ملک قانون کی حکمرانی نہیں بلکہ حکمرانوں کا قانون چل رہا ہے۔

شیخ رشید کی رہائی

10 مارچ کو ہائی کورٹ کے راولپنڈی بینچ نے رکن قومی اسمبلی شیخ رشید احمد کو کلاشنکوف کیس میں بری کر کے خصوصی عدالت کی طرف سے 19 اکتوبر 1994ء کو سنائی جانے والی سات

سال قید سخت اور دو لاکھ روپے جرمانہ کی سزا کالعدم قرار دے دی اور حکم دیا کہ اگر کسی اور مقدمہ میں ملوث نہ ہوں تو انہیں رہا کر دیا جائے۔ شیخ رشید کے خلاف اپوزیشن کی ہڑتال کے موقع پر 20 ستمبر 94ء کو ایک اور مقدمہ درج ہونے کے باعث وہ فوری طور پر رہا نہیں ہو سکے۔ قومی اسمبلی میں شیخ رشید کے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کرنے پر شدید ہنگامہ آرائی ہوئی۔ 13 مارچ کو شیخ رشید نے کہا کہ عدالت کے فیصلے کے باوجود انہیں رہا نہیں کیا گیا تو وہ تادم مرگ بھوک ہڑتال کریں گے۔ 15 مارچ کو قومی اسمبلی کے اسپیکر یوسف رضا گیلانی نے کہا کہ حکومت شیخ رشید کو رہا کرنے میں مخلص نہیں ہے۔ میں اسپیکر شپ چھوڑنے سے گریز نہیں کروں گا۔

17 مارچ کو سپریم کورٹ نے دوسرے کیس میں بھی شیخ رشید کی ضمانت منظور کر لی۔ حکومت نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ 18 مارچ کو انہیں اڈیالہ جیل سے رہا کر دیا گیا۔

وزیر مملکت کا بیان

وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب الدین نے قومی اسمبلی میں کہا کہ عالمی مالیاتی ادارے پاکستان کے مفادات کے بہترین محافظ ہیں۔ پاکستان میں خوش حالی کے لیے اُن کے مشوروں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ آئی۔ ایم۔ الیف اور عالمی بنک ہم سے زیادہ دیانت دار ہیں۔ اُن کے مشورے ہماری معیشت کو مضبوط بنانے کے لیے ہوتے ہیں۔ آئی۔ ایم۔ الیف کے احکام کی تعمیل میں وفاقی سیکرٹری خزانہ جاوید طلعت نے کہا کہ 24 ارب روپے کا خسارہ ختم کرنے کے لیے تمام اشیاء پر تھوک اور پرچون سطح پر ٹیکس عائد کیا جائے گا۔ جس سے قیمتوں میں دو فیصد اضافہ ہو گا۔

اپوزیشن کے الزامات

19 مارچ کو قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے غلام مصطفیٰ کھر پر سنگین الزامات لگاتے ہوئے کہا کہ کھر ''را'' کا ایجنٹ ہے۔ وہ ''را'' سے پیسے لیتا رہا ہے۔ اُس نے ملک کا سودا کیا اور بھارت کے چکر لگاتا رہا۔ وہ واپڈا کا سارا مال کھا گیا۔ واپڈا کے جہاز اور گاڑیوں کا غلط استعمال کیا۔

اپوزیشن نے نوابزادہ نصر اللہ خاں پر بھی الزامات عائد کئے اور مطالبہ کیا کہ انہیں نوابزادہ کو فراہم کی جانے والی قیمتی کاروں اور کشمیر کمیٹی کی عدم کارکردگی پر بولنے کی اجازت دے دی جائے۔ اپوزیشن کے ممبران میں ''حیا کرو، شرم کرو، دونوں کاریں واپس کرو'' کے نعرے لگاتے رہے۔ نوابزادہ نے کہا کہ میں نے کوئی چوری یا بد عنوانی نہیں کی۔ گاڑیاں مرکزی پول سے دی گئی ہیں۔ اسپیکر نے کاروں کے معاملہ پر بولنے کی اجازت نہیں دی اور کہا کہ اگر کارروائی

ایجنڈے کے مطابق نہیں چلے گی تو میں یہ اجلاس معطل کر دوں گا لیکن اس کے باوجود اپوزیشن کا احتجاج جاری رہا۔ اسپیکر نے اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا۔

بے نظیر نے کہ کہ نوابزادہ کے بارے میں اپوزیشن کا یہ رویہ افسوسناک تھا۔ مسئلہ کشمیر پر اُن کی کوششیں اور کشمیر کمیٹی کی کارکردگی قابل تعریف ہیں۔ نوابزادہ نے کہا کہ اپوزیشن میرے اور میرے بیٹے کے خلاف لگائے گئے الزامات کی تحقیقات کرا لے، میرے خلاف کوئی الزام ثابت ہو گیا تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ اپوزیشن کو میرے احتساب کا حق تو ہے لیکن گالی دینے کا حق نہیں۔

ملی یکجہتی کونسل کا احتجاج

19 مارچ کو ملی یکجہتی کونسل کے زیر اہتمام مجوزہ انتخابی اصلاحات اور فحاشی و عریانی کے خلاف پارلیمنٹ ہاؤس اور ٹیلی ویژن اسٹیشن کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ جس میں تمام جماعتوں کے سربراہوں، کارکنوں اور ارکان پارلیمنٹ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ دوسرے شہروں میں احتجاجی جلسے اور جلوسوں کا اہتمام کیا گیا۔ بعض مقامات پر پولیس نے لاٹھی چارج اور فائرنگ کر کے مظاہرین کو منتشر کیا۔ متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ 32 علماء سمیت تقریباً ایک سو افراد گرفتار کر لیے گئے۔

تحریک عدم اعتماد

20 مارچ کو مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں کی پارلیمانی پارٹی نے دعویٰ کیا کہ وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کے لیے انہیں چالیس سے زیادہ حکومتی ارکان کی حمایت بھی حاصل ہو گی ہے۔ 1996ء تبدیلی کا سال ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ چالیس حکومتی ارکان کی حمایت کا دعویٰ بے بنیاد ہے، بلکہ مثبت سوچ رکھنے والے اپوزیشن کے ممبران کی اکثریت بھی اُن کا ساتھ نہیں دے گی۔ آصف زرداری نے کہا کہ حکومت مضبوط ہے، اُسے کسی جانب سے کوئی خطرہ نہیں۔

اگلا بجٹ

22 مارچ کو وزیر مملکت مخدوم شہاب الدین نے کہا کہ آئندہ سال کا بجٹ خاصا سخت ہو گا۔ ٹیکسوں کی بنیاد وسیع ہو گی۔ براہ راست ٹیکسوں میں اضافہ ہو گا۔ ٹیکسوں کی وصولیابی کے لیے سخت اقدامات کیے جائیں گے۔ زرعی شعبہ کو بھی زیادہ ٹیکس دینا پڑیں گے۔ مخدوم صاحب

بجٹ کی آمد سے تین ماہ قبل ہی سب کو خوفزدہ کر کے اپوزیشن کی احتجاجی تحریک کے لیے راہ ہموار کرنے کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

حکومت بالمقابل عدلیہ

24 جنوری 96ء کو سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ 23 مارچ 96ء تک عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اس پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کرنے کے بجائے بے نظیر حکومت نے عدلیہ کی رہی سہی خودمختاری پر بھی حملے شروع کر دیئے۔ ججوں کی تقرری اور تبادلوں کے بارے میں دستور پاکستان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حکومت نے ایسا رویہ اختیار کیا کہ عدلیہ آزاد ہونے کے بجائے اُس کے تابع ہو جائے۔ اُس وقت صورت حال یہ تھی کہ تین صوبوں میں مستقل چیف جسٹس صاحبان کو ہٹا کر قائم مقام چیف جسٹس صاحبان کی تقرری عمل میں آچکی تھی۔ موجودہ حکومت نے ہائی کورٹس میں جن ایڈیشنل ججوں کو مقرر کیا تھا، اُنہیں بھی مستقل نہیں کیا جا رہا تھا۔ سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب جسٹس ناصر اسلم زاہد سے حکومت اس وجہ سے ناراض ہوئی کہ اُن کا بطور سزا فیڈرل شریعت کورٹ میں تبادلہ کر دیا گیا۔ سپریم کورٹ میں بھی مستقل کے بجائے ایڈہاک جج مقرر کیے گئے۔ اس طرح حکومت عدلیہ کی آزادی اور خودمختاری کے بارے میں پاکستان کے دستور، اپنے منشور، وعدوں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی تھی۔

سپریم کورٹ میں درخواست

راولپنڈی کے ایک ایڈووکیٹ حبیب الوہاب الخیری نے اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری، تبادلوں اور منتقلی کے بارے میں انتظامیہ کے اختیارات سے متعلق اپنی آئینی درخواستیں سپریم کورٹ میں دائر کر دیں۔ چیف جسٹس جناب جسٹس سجاد علی شاہ، جناب جسٹس اجمل میاں، جناب جسٹس فضل الٰہی خاں، جناب جسٹس منظور حسین سیال اور جناب جسٹس میر ہزار کھوسہ پر مشتمل سپریم کورٹ کی فل بینچ نے ان درخواستوں کی سماعت کی۔ فریقین کے دلائل سننے کے بعد عدالت عظمیٰ نے کہا کہ وہ اس بارے میں اپنا فیصلہ 20 مارچ کو سنائے گی۔

فیصلے کا انتظار کئے بغیر اُس سے محض ایک دن قبل یعنی 19 مارچ کو صدر نے وزیراعظم کے مشورہ پر لاہور ہائی کورٹ کے دس ایڈہاک ججوں کو مستقل کر دیا۔ سندھ ہائی کورٹ کے ساتھ ایڈیشنل جج بھی مستقل کر دیئے گئے اور ایک کی مدت ملازمت میں توسیع کر دی گئی۔

سپریم کورٹ کا تاریخی فیصلہ

20 مارچ 1996ء کو سپریم کورٹ نے اپنا تاریخی فیصلہ سنا دیا جس میں کہا گیا کہ ججوں کی تقرری کے معاملہ پر صدر چیف جسٹس کے مشورہ کا پابند ہے۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے مستقل چیف جسٹس صاحبان کی سفارش کے بغیر صدر کی جانب سے ججوں کی تقرری اور منتقلی کو غیر آئینی اور غیر موثر قرار دے دیا گیا۔ قائم مقام چیف جسٹس صاحبان مشورہ دینے کے اہل نہیں۔ سپریم کورٹ کا جج ہائی کورٹ کا قائم مقام چیف جسٹس نہیں ہو سکتا۔ چیف جسٹس یا کسی مستقل جج کی مرضی کے بغیر وفاقی شرعی عدالت میں اس کی تقرری غیر آئینی ہے۔ ہائی کورٹ کے ججوں کا تبادلہ بطور سزا نہیں کیا جا سکتا۔ ایڈہاک ججوں کی تقرری غیر آئینی ہے۔ سپریم کورٹ میں مستقل ججوں کی آسامیوں کی موجودگی میں ایڈہاک جج مقرر نہیں کئے جا سکتے۔ انہیں مستقل کیا جائے یا واپس بھیج دیا جائے۔ تین صوبوں میں قائم مقام چیف جسٹسوں کی تقرری عدلیہ کی آزادی اور آئین سے متصادم ہے۔ سپریم کورٹ نے اپنے اس اہم فیصلے میں 30 دن کے اندر سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس میں ججوں کی تقرری کو متعلقہ چیف جسٹس صاحبان کی سفارش کے مطابق بنانے، تمام صوبوں میں مستقل چیف جسٹس مقرر کرنے اور سپریم کورٹ میں مستقل آسامیوں پر ایڈہاک جج مقرر نہ کرنے کا حکم دے دیا۔ فیصلہ میں صراحت کی گئی کہ انتظامیہ آئین کی عدالتی تشریح کی پابند ہے۔ فیصلہ سنانے کے موقع پر کمرہ عدالت اور احاطہ وکلاء اور دیگر افراد سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

اس فیصلے کا اثر تین صوبوں کے ہائی کورٹس کے قائم مقام چیف جسٹسوں اور چاروں صوبوں کے تقریباً 44 ججوں پر پڑے گا۔ جسٹس ناصر اسلم زاہد وفاقی شرعی عدالت سے سندھ ہائی کورٹ واپس آجائیں گے اور قائم مقام جسٹس سندھ ہائی کورٹ سپریم کورٹ واپس ہوں گے۔

وہاب الخیری ایڈووکیٹ نے کہا کہ اگر اس فیصلہ پر عمل نہیں کیا گیا یا اس میں کوئی رکاوٹ ڈالی گئی تو سپریم کورٹ آئین کے آرٹیکل 189 اور 190 کے تحت اپنے فیصلے پر عمل درآمد کے لیے فوج کا تعاون حاصل کر سکتی ہے۔ ممتاز ماہر قانون شریف الدین پیرزادہ نے کہا کہ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ عدلیہ کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ لاہور ہائی کورٹ کے وکلاء کے ایک اجلاس میں کہا گیا کہ جن ججوں کی تقرری کی توثیق نہیں کی گئی ہے ایسے افراد کو کمرہ عدالت سے باہر پھینک دیں گے۔ سندھ اور پشاور ہائی کورٹس بار میں اس فیصلے کے حق میں قراردادیں منظور کی گئیں۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ اس تاریخی فیصلہ پر فل بنچ کے تمام جج مبارکباد کے مستحق ہیں۔ نواز شریف نے کہا کہ اس تاریخ ساز فیصلہ کو پوری قوم اور اپوزیشن کی تائید حاصل ہے۔

ایوان صدر کے ترجمان نے کہا کہ فیصلہ ملک و قوم کے مفاد میں ہے۔ آئین کی بالادستی برقرار رکھی جائے گی۔ وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے تین گھنٹے طویل

ملاقات کر کے فیصلہ کے مضمرات کا جائزہ لیا۔

وفاقی کابینہ نے اپنے طویل اجلاس میں عدلیہ کی انتظامیہ سے علیحدگی کے بارے میں قانونی اصلاحات کے آرڈیننس کے مسودہ کی منظوری دے دی۔ ایڈیشنل ججوں کو متعلق ہائی کورٹس کے کنٹرول میں دے دیا جائے گا۔ انتظامی مجسٹریٹ صوبائی حکومتوں کے تحت کام کریں گے۔ وفاقی حکومت نے کہا کہ وہ فیصلہ کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد جواب دے گی۔ وزارت قانون نے کہا کہ سپریم کورٹ نے ججوں کو فرائض کی انجام دہی سے نہیں روکا ہے۔ یہ تاثر غلط ہے کہ چند جج اپنے فرائض کی انجام دہی سے قاصر رہیں گے۔ آئینی ماہرین نے سپریم کورٹ سے استدعا کی کہ وہ ابہام کے خاتمے کے لیے صورت حال کی وضاحت کرے۔ سپریم کورٹ کے ایڈہاک جج اپنے چیمبرز میں رہے۔ لاہور ہائی کورٹ کے متاثرہ ججوں کی عدالتوں میں تالے لگ گئے۔ وکلاء نے ایسے ججوں کی عدالتوں کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔

حکومت کی برہمی

22 مارچ کو وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ غصہ پر مبنی ہے۔ ججوں کی تقرری کا اختیار صدر کو حاصل ہے، نہ کہ عدلیہ کو۔ یہ فیصلہ حکومت کے نہیں بلکہ خود عدلیہ کے خلاف ہے۔ عدلیہ کو روشن خیال ججوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں مکمل فیصلے کا انتظار ہے۔ اپوزیشن لیڈر مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ اسی لیے وہ محاذ آرائی کی سیاست پر یقین رکھتے ہیں۔ نصیر بابر نے بے نظیر سے کہیں آگے بڑھ کر کہا کہ جج صاحبان آئین کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ وہی جج ہیں جنہوں نے ہر مارشل لاء اور ہر ڈکٹیٹر کا ساتھ دیا اور اُسے جائز قرار دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ عدلیہ کے بارے میں تضحیک آمیز رویہ وزیر اعظم کے شایان شان نہیں۔ اُن کے بیانات سے بغاوت کی بُو آ رہی ہے۔

24 مارچ کو پیپلز پارٹی اور اُس کی حلیف جماعتوں کی مشترکہ پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں اس فیصلے کو حکومت کے خلاف قرار دیتے ہوئے کہا گیا کہ اس میں پارلیمنٹ کے اختیارات عدلیہ کو منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ارکان نے تجویز دی کہ ججوں کے خلاف بغاوت کا مقدمہ بنایا جائے۔ حکومت نے اپنے کارکنوں کو اس فیصلے کے خلاف ملک گیر مہم چلانے کا سگنل دے دیا۔

25 مارچ کو جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ حتمی ہے۔ اس پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے تمام اقدامات کریں گے۔ سپریم کورٹ کو آئین کی تشریح کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ اگر یہ حق واپس لینا ہے تو پھر عدالت کا وجود ختم کرنا ہوگا۔ وزیر اعظم کا اپنا نقطہ نظر ہے۔ حکومت اگر فیصلے پر عمل نہیں کر سکتی تو نظر ثانی کی اپیل دائر کر دے۔ 26 مارچ کو

جسٹس سجاد علی شاہ نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے طویل ملاقات کر کے فیصلے کے بارے میں صدر کو بریف کیا۔ بعد میں وزیراعظم بے نظیر نے بھی صدر سے طویل ملاقات کی۔

لاہور ہائی کورٹ کے احاطہ کے اندر مسلم لیگی وکلاء اور کارکنوں نے عدلیہ کی آزادی اور فیصلہ پر عملدرآمد کرنے کے لیے مظاہرہ کیا۔ پولیس مظاہرین پر ٹوٹ پڑی۔ درجنوں افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس کے اس تشدد کے خلاف ملک بھر میں وکلاء نے ہڑتال کی۔ احتجاجی جلوس نکالے اور حکومت کے خلاف نعرے لگائے۔ لاکھوں مقدمات کی سماعت نہیں ہو سکی۔

صدر کے نام خط

26 مارچ کو اپوزیشن کے ایک وفد نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے انھیں نواز شریف کا ایک خط پہنچایا۔ خط میں نواز شریف نے لکھا تھا کہ حکومت عدالتی فیصلے کی پابند ہے لیکن وہ اس پر عمل کرنے سے گریز کر رہی ہے۔ اس سے آئینی اور قانونی بحران پیدا ہو گیا ہے۔ عدلیہ نہ بچی تو پارلیمنٹ بھی نہیں بچ سکے گی۔ صدر اس ضمن میں اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کریں۔ وفد کے ایک رکن راجہ ظفر الحق نے بعد میں بتایا کہ صدر نے یقین دلایا ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کرانے کے لیے وہ اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔

نااہل قرار دینے کا ریفرنس

27 مارچ کو رکن قومی اسمبلی بیگم تہمینہ دولتانہ نے وزیراعظم بے نظیر، وزیر خارجہ نصیر بابر اور وزیر اطلاعات خالد احمد خاں کھرل کے خلاف نااہلی کے ریفرنس داخل کر دیئے جن میں اسپیکر سے استدعا کی گئی کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف بیان بازی کرنے اور اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کی شہرت کو داغدار کرنے کے باعث ان تینوں کو آئین کے آرٹیکل 63 کے تحت نااہل قرار دیا جائے۔

بے نظیر کا موقف

28 مئی کو وزیراعظم بے نظیر نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عدلیہ کو "مثنیٰ آئین" بنانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ دنیا بھر میں ججوں کی تقرری کا اختیار انتظامیہ کے پاس ہوتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 177 اور 193 کے تحت ججوں کی تقرری کا اختیار صدر کو حاصل ہے اس لیے سپریم کورٹ کا فیصلہ آئین سے متصادم ہے۔ یہ فیصلہ انتظامیہ کے نہیں بلکہ خود عدلیہ کے خلاف ہے۔ اس سے پنڈورا بکس کھل جائے گا۔ اس سے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سجاد

علی شاہ سمیت 13 ججوں کی تقرری غیر آئینی ہو چکی ہے۔ حکومت آئین کا دفاع کرے گی، ہم سپریم کورٹ سے اس فیصلے پر نظر ثانی کے لیے کہیں گے۔ اپوزیشن اس کی آڑ میں سیاسی فائدے اُٹھانے کی کوشش نہ کرے۔ اقتدار میں آنے کے چور دروازے بند ہو چکے ہیں۔ نواز شریف کوئی تحریک نہیں چلا سکتے۔ بہتر ہے کہ وہ مذاکرات کی میز پر آ جائیں۔ نصیر بابر نے بھی کہا کہ نواز شریف حکومت کے خلاف کوئی تحریک نہیں چلا سکتے، اب اُنھیں حکومت نہیں بلکہ جیل دیکھنا ہے۔

نواز شریف نے قومی اسمبلی میں اپنی جوابی تقریر میں کہا کہ بے نظیر نے عدلیہ کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے۔ بے نظیر عدلیہ کے بجائے آئین کی تشریح خود ہی کر رہی ہیں۔ ہم عدلیہ کو بلڈوز کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ وہ فیصلے کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں، ہم اس پر عمل کرا کے دکھائیں گے۔

سپریم کورٹ کا فیکس

29 مارچ کو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے وفاقی حکومت کو ایک فیکس ارسال کیا جس میں کہا گیا کہ سندھ ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس عبدالحفیظ میمن اور لاہور ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس ارشاد حسین خاں سپریم کورٹ کے مستقل جج ہیں۔ انھیں سپریم کورٹ واپس بھیجنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے اُن کی جگہ مستقل چیف جسٹس مقرر کیے جائیں۔ چیف جسٹس عبدالحفیظ میمن نے کہا کہ نوٹیفکیشن کے بغیر عہدہ نہیں چھوڑوں گا۔ چیف جسٹس ہوں، کلرک نہیں۔

30 مارچ کو کراچی میں دو مسلح افراد نے گیارہ بجے دن کلفٹن میں چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی گاڑی چھین لی۔ ملزمان نے ڈرائیور زدوکوب کیا اور چیف جسٹس اور اُن کے خاندان کے خلاف مغلظات بکیں۔ پولیس نے گاڑی چھیننے کی ایف۔ آئی۔ آر میں ڈرائیور کو زدوکوب کرنے اور مغلظات بکنے کا اندراج کرنے سے انکار کر دیا۔ وزیر اعظم نے اس واقعہ پر سندھ حکومت سے رپورٹ طلب کر لی اور گاڑی بازیاب کرانے کی ہدایت کی۔

ججوں کی لاہور آمد

30 مارچ کو چیف جسٹس سجاد علی شاہ دوسرے دس ججوں کے ہمراہ عدالتیں منعقد کرنے کے لیے لاہور آئے تو نہ ہی اُنھیں سرکاری پروٹوکول دیا گیا اور نہ ہی ٹرانسپورٹ فراہم کی گئی۔ سپریم کورٹ کے حکام نے ہنگامی طور پر لاہور سے گاڑیاں منگوائیں۔ بعد میں حکومت پنجاب نے

سرکاری کاریں فراہم کرنے کی پیش کی جسے اُس کی سرد مہری اور عدم تعاون کی بنا پر قبول نہیں کیا گیا۔

وزیراعظم بے نظیر نے لاہور میں کہا کہ صدر لغاری میرے گروپ کے بندے ہیں' سپریم کورٹ کے فیصلے سے پیدا ہونے والا بحران اب ختم ہو گیا ہے۔ صدر کے لیے لفظ "بندے" کے استعمال کی بے نظیر کو بھاری قیمت ادا کرنا پڑ سکتی ہے۔

31 مارچ کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کور کمانڈروں کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا۔ میڈیا نے اس کی خاصی تشہیر کی جس کا مقصد یہ باور کرانا تھا کہ حکومت کو فوج کا اعتماد حاصل ہے۔

31 مارچ کو چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا کہ آئین کی تشریح صرف عدالت کرتی ہے' سپریم کورٹ کا فیصلہ عدالتی بغاوت نہیں۔ جج عدالت سے باہر نہیں بولتے۔ اُن کا فیصلہ بولتا ہے۔ ہر ایک کو فیصلہ پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ انھوں نے بے نظیر کے ریمارکس پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔

31 مارچ کو صدر لغاری نے بھی کہا کہ ملک کا ہر ادارہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کرنے کا پابند ہے۔ حکومت ہر صورت میں اس پر عمل کرے گی۔ البتہ سپریم کورٹ میں آئین کے آرٹیکل 186 کے تحت نظر ثانی کی درخواست دائر کی جا سکتی ہے۔ بے نظیر بھٹو ملک کی وزیراعظم ہیں' میں صدر ہوں۔ ہمارے درمیان بڑے خوشگوار تعلقات قائم ہیں۔ ایک صحافی کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ وزیراعظم نے کہا ہے کہ صدر میرے گروپ کے بندے ہیں' صدر نے کہا کہ میں صرف اللہ کا بندہ ہوں۔

مملکت کا چوتھا ستون

27 مارچ کو لاہور ہائی کورٹ نے پاکستانی روزناموں کی اپیل منظور کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ اخبارات اور پریس کو آئینی تحفظ حاصل ہے۔ غلط کاموں کی نشاندہی کرنا ان کا فرض ہے' خواہ جنگ آمیز ہی کیوں نہ ہو۔ ریاست کے اس چوتھے ستون نے بے جگری کے ساتھ معاشرتی برائیوں کو بے نقاب کر کے معاشرہ میں اپنا مقام بنایا ہے۔ لوگوں اور بالخصوص سیاسی رہنماؤں کے ذاتی کردار کے بارے میں چھپے ہوئے پہلوؤں کو اُجاگر کرنا عوام کی خدمت ہے بشرطیکہ یہ فریضہ پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا کیا جائے۔

20 مارچ کے سپریم کورٹ کے فیصلے نے ثابت کر دیا کہ ایک آزاد اور خودمختار عدلیہ ہی ریاست کے مختلف ستونوں اور عوام کے حقوق کا تحفظ کر سکتی ہے۔ انتظامیہ کی ماتحت عدلیہ سے اس نوعیت کے جرأت مندانہ فیصلوں کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

وزیراعظم بے نظیر نے عدلیہ سے محاذ آرائی مول لے کر اپنی سیاسی زندگی کی سب سے بڑی اور سنگین غلطی کا ارتکاب کیا۔ صدر کو اپنے گروپ کا بندہ قرار دینا بھی اُن کی بھول تھی۔ صدر لغاری نے اس بارے میں کسی رازداری سے کام نہیں لیا کہ وہ خودمختار عدلیہ کے حق میں ہیں اور حکومت کی کارکردگی سے غیر مطمئن ہیں، لیکن اقتدار کا خمار حقائق کا ادراک کرنے کی راہ میں حائل ہے۔

صوبہ پنجاب

4 مارچ کو لاہور میں مسلم لیگ (جونیجو) کے رکن اور یوتھ ونگ کے صدر ارشد امین چوہدری اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن (جونیجو) کے جنرل سیکرٹری عارف چوہدری کی گاڑی پر مسلح افراد نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ دونوں موقع پر ہلاک ہو گئے۔ سرکاری گن مین اور ایک راہ گیر زخمی ہو گیا۔

5 مارچ کو لاہور ہائی کورٹ نے شہباز شریف کے عزیز و اقارب کو ہر دوسرے روز جیل میں اُن سے ملاقات کرنے کی اجازت دے دی۔ عدالت نے شہباز شریف کو فزیو تھراپی اور دیگر سہولتیں فراہم کرنے کا بھی حکم دیا۔ اسی روز اپوزیشن نے شہباز شریف کی گرفتاری کے خلاف پنجاب اسمبلی سے احتجاجی واک آؤٹ کیا۔

صوبہ سندھ

یکم مارچ کو نواز شریف نے لندن میں الطاف حسین سے دو گھنٹے طویل ملاقات کی۔ الطاف حسین نے انہیں کراچی میں کارکنوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں سے آگاہ کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ کراچی میں پاکستانی قوم کا قتل عام ہو رہا ہے۔ ملک کا وجود خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ پاکستان واپس آ کر نواز شریف نے مسلم لیگ کی اعلیٰ قیادت کو الطاف حسین سے ملاقات کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کیا اور کہا کہ ہم کراچی کے عوام کو حکومت کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے۔

یکم مارچ کو واشنگٹن میں امریکی وزارت خارجہ کے ایک اہلکار نے کہا کہ ہمیں کراچی میں ہونے والے تشدد پر تشویش ہے۔ امریکہ، ایم۔ کیو۔ ایم کو ایک جائز سیاسی پارٹی تصور کرتا ہے۔ امریکی وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر نے بھی کہا کہ کراچی میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر امریکہ کو تشویش ہے۔ حکومت اور ایم۔ کیو۔ ایم سیاسی راستہ اختیار کریں اور کراچی کے حالات کو معمول پر لانے کے لیے سیاسی حل نکالا جائے۔

یکم مارچ کو ایم۔ کیو۔ ایم کے ایک وفد نے کراچی میں یونیسف کے دفتر میں انسانی حقوق کمیشن کے نمائندوں سے ملاقات کر کے انہیں 256 ماورائے عدالت قتل کی وارداتوں اور اسیر رہنماؤں کی فہرستیں پیش کیں۔ یہ ملاقات ایک گھنٹے تک جاری رہی۔ وفد کے ارکان نے خود بھی کراچی میں اسے افراد سے ملاقاتیں کر کے سندھ کے شہری علاقوں میں مہاجروں پر ہونے والے مظالم اور تشدد سے آگاہ کیا اور مظالم کے دستاویزی ثبوت بھی فراہم کیے۔

محاصرے

یکم سے 5 مارچ تک رینجرز اور پولیس نے عثمان آباد، کھارادر، گذری، صدر، ٹاؤن، کورنگی، گلبہار اور سرجانی ٹاؤن کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی کے دوران 80 افراد کو گرفتار کر لیا اور بھاری تعداد میں اسلحہ برآمد کیا۔ گرفتار شدگان میں متحدہ کے اہم کارکنان وحید چاچا اور خالد کاظمی بھی شامل تھے۔

وزیر داخلہ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں کو غیر مسلح اور غیر موثر کر دیا گیا ہے۔ نوجوان ہتھیار پھینک دیں۔ اُن کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث پاکستانی باشندوں کو غیر ممالک سے واپس لایا جائے گا۔ برطانیہ الطاف حسین کو ملک بدر کرنے پر آمادہ ہوگیا ہے۔ سعودی عرب مصر اور لیبیا سے ایم۔ کیو۔ ایم کے کارکنوں کو نکالنے کے لیے رجوع کیا گیا ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کراچی میں دہشت گردی ختم کر دی گئی ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے 50 کارکن رضاکارانہ طور پر حکومت کے سامنے پیش ہوگئے ہیں۔ رینجرز کے قیام میں تین ماہ کی توسیع کر دی گئی ہے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے 600 گرفتار شدگان میں سے 400 کے چالان عدالتوں میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔

نعیم شری کی ہلاکت

10 مارچ کو پولیس ذرائع نے بتایا کہ رات گئے ضلع وسطی میں رینجرز اور دہشت گردوں کے درمان 20 منٹ تک فائرنگ کے زبردست تبادلہ میں نعیم شری اور اُس کا ایک ساتھی امجد خلیل ہلاک ہوگئے۔ جائے واردات پر سب مشین گن، ٹی۔ ٹی پستول اور 60 کارتوس برآمد ہوئے۔ رینجرز کا ایک کپتان، دو افسر اور ایک سپاہی شدید زخمی ہوگئے۔ نعیم شری کے متعلق بتایا گیا کہ وہ 150 افراد کے قتل میں ملوث تھا۔ صرف ضلع وسطی میں اُس کے ہاتھوں 97 افراد قتل ہوئے۔ اُس نے 35 سپاہی، دو فوجی کپتان اور رینجرز کے ایک کیپٹن کو قتل کیا۔ موسیٰ کالونی میں 8 افراد اور گلبرک میں 15 افراد کو بھی اُس نے قتل کیا۔ لوگ اُس کا نام سن کر کانپتے تھے۔

حکومت نے اُس کے سر کی قیمت 50 لاکھ روپے مقرر کی تھی۔ گزشتہ عرصے میں اُس کی تلاش میں متعدد چھاپے مارے گئے کہ ہر مرتبہ کہا جاتا رہا کہ نعیم شری اپنے ساتھیوں سمیت فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ اس مرتبہ اُس کی ہلاکت کے بعد ڈی۔ آئی۔ جی نے کہا کہ کہانی ختم ہوگئی، مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں۔

الطاف حسین نے کہا کہ نعیم شری اور امجد خلیل کی ہلاکت قتل ہے۔ وہ نہتے اور بے گناہ تھے، وہ کسی پولیس مقابلہ میں نہیں مارے گئے بلکہ رینجرز کے اہلکاروں نے انہیں گرفتار کرکے بے دردی کے ساتھ قتل کیا۔ نعیم دہشت گرد نہیں، قوم کا مجاہد تھا۔ ہمیشہ ظلم کے آگے سینہ سپر رہا۔ وزیراعظم، وزیر داخلہ اور رینجرز کے ڈائریکٹر جنرل نعیم اور امجد کے قتل کے ذمہ دار ہیں۔ نعیم کو ہلاک کرکے رینجرز کے اہلکاروں نے جشن کیوں منایا اور پاکستان زندہ باد کے نعرے کیوں لگائے؟ الطاف حسین نے نواز شریف سے فون پر رابطہ کرکے نعیم شری اور دوسرے کارکنوں کے قتل کے واقعات سے آگاہ کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت جعلی پولیس مقابلوں میں شہریوں کو قتل کرا رہی ہے۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ ہم فضاء کو مذاکرات کے لیے سازگار بنانا چاہتے ہیں لیکن حکومت ہمارے کارکنوں کو دہشت گرد قرار دے کر قتل کرا رہی ہے۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ مذاکرات میں تعطل کی ذمہ دار خود ایم۔ کیو۔ ایم ہے۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ یہ نعیم شری کو مجاہد کہنے والے پاکستان کے دشمن ہیں، وہ کراچی کے نہتے عوام کا قاتل تھا۔ وہ گرفتار نہیں تھا بلکہ پولیس مقابلہ میں مارا گیا۔ بچ جانے والے دہشت گردوں کا بھی صفایا کردیں گے۔ 1988ء میں ایم۔ کیو۔ ایم سے اتحاد کرکے ہم نے غلطی کی تھی۔

12 مارچ کو نعیم شری کی ہلاکت پر اپوزیشن نے سینٹ سے واک آؤٹ کیا۔ اشتیاق اظہر نے کہا کہ نعیم کو گرفتار کرکے مارا گیا۔ این۔ ڈی۔ خاں نے کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم نے اس سے پہلے کبھی نہیں کہا کہ نعیم گرفتار ہے۔ قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے مطالبہ کیا کہ ماورائے عدالت ہلاکتوں کی تحقیقات کے لیے قومی اسمبلی کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ حکومت نے پولیس تحویل میں ہلاکتوں کے الزام کو غلط قرار دے دیا۔

12 مارچ کو نعیم شری اور امجد خلیل کو سپرد خاک کردیا گیا۔ عبدالستار ایدھی نے غسل دیا اور کفن پہنایا۔ جنازے اُٹھنے پر کہرام مچ گیا۔ خواتین نے سینہ کوبی کی اور حکومت کے خلاف نعرے لگائے گئے۔

12 مارچ کو سی۔ آئی۔ اے نے چھاپہ مار کر متحدہ کے سیکٹر انچارج اشرف علی سمیت سات افراد کو گرفتار کرلیا۔ اگلے دن میٹروپول اور گلبہار میں رینجرز کے ساتھ مقابلہ میں دو مبینہ دہشت گرد ہلاک ہوگئے۔ مختلف علاقوں میں چھاپے مار کر ایم۔ کیو۔ ایم کے 17 افراد گرفتار کرلیے گئے۔ چھاپوں اور گرفتاریوں کے باوجود کراچی فائرنگ کی آوازوں سے گونجتا رہا۔ لیاقت آباد

میں فائرنگ سے دو افراد جاں بحق ہوگئے۔

نواز شریف کا دورہ

16 مارچ کو نواز شریف نے کراچی ایئرپورٹ سے ایک بڑے جلوس کی شکل میں بدین پہنچے جہاں اُن کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ نواز شریف نے کہا حکومت دہشت گردی میں ملوث ہے۔ اُس نے سندھ کے عوام سے خوشیاں چھین لی ہیں۔ ہم نفرتوں کے کانٹے چن کر محبت کے پھول کھلائیں گے۔ اقتدار میں آکر 60 دن کے اندر عوام کو انصاف فراہم کردیں گے۔ گولارچی میں پیپلزپارٹی کے کارکنوں نے نواز شریف کے قافلے پر لاٹھیوں سے حملہ کردیا اور پتھراؤ کیا۔ کئی گاڑیوں کو نقصان پہنچا اور ایک خاتون سمیت کئی رہنماء زخمی ہوگئے۔ جیالوں نے نواز شریف کے خلاف نعرے لگائے۔ اجمل خٹک نے جو خود بھی قافلے میں شامل تھے کہا کہ پیپلز پارٹی غنڈہ گردی سے باز نہ آئی تو بلاول بھی محفوظ نہیں رہے گا۔

بے نظیر کا خطاب

17 مارچ کو کراچی میں پیپلزپارٹی کے نئے سیکریٹریٹ کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ الطاف گروپ ہتھیار ڈال دے اور دہشت گردوں کو حکومت کے حوالے کردے۔ ہم سیاسی مطالبات مان سکتے ہیں لیکن دہشت گردی سے مرعوب نہیں ہوں گے۔ نصیر بابر نے اسلام آباد میں کہا کہ بھارت میں تربیت حاصل کرنے کے بعد "را" کے ایجنٹ پاکستان میں داخل ہوکر کراچی اور حیدر آباد میں دہشت گردی کررہے ہیں۔

مڈنائٹ آپریشن

18 مارچ کو مڈنائٹ آپریشن میں نیو کراچی، شریف آباد، انگرم اسکوائر، فیڈرل بی ایریا اور کورنگی کا محاصرہ کرکے گھر گھر تلاشی لی گئی۔ سینکڑوں افراد سے پوچھ گچھ کی گئی۔ درجنوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ نعیم شری کے تین ساتھی گرفتار کرلیے گئے۔ اُن میں سے ایک نعیم کا برادر نسبتی ہے جو آرمی افسران کے قتل میں ملوث بتایا گیا۔ عمران فاروق کی تلاش میں ملیر کوٹھ پر چھاپہ مارا گیا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ حسین آباد کا محاصرہ کرکے تلاشی لی گی۔ عمران فاروق کو پناہ دینے کے الزام میں 20 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ حیدر آباد میں بھی چھاپے مار کر 150 افراد مع اسلحہ گرفتار کرلیے گئے۔ 19 مارچ کو سرجانی ٹاؤن کا محاصرہ کرکے چھاپوں کے دوران پولیس نے کلاشن کوفیں مشین گن میگزین اور کارتوس برآمد کرلیے۔ ملیر،

عزیز آباد، اورنگی اور لیاقت آباد میں چھاپے مار کر متعدد افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

25 مارچ کو سرکاری ذرائع نے بتایا کہ لاہور میں ایسے آٹھ خطرناک دہشت گردوں کو گرفتار کیا گیا ہے جو تین سو افراد کے قتل میں ملوث ہیں۔ اُن میں سے ایک نعیم بہاری نے 30 اور دوسرے محمد اصغر نے 27 قتل کئے۔ اُن کے منصوبے میں صدر، وزیراعظم اور دیگر اہم شخصیات کو قتل کرنا بھی شامل تھا۔ 26 مارچ کو کراچی میں مختلف آبادیوں کا محاصرہ کر کے چار گھنٹے تک گھروں کی تلاشی لی گئی۔ 20 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ اُن سے راکٹ سمیت جدید اسلحہ برآمد ہوا۔ 27 مارچ کو اورنگی ٹاؤن میں چھاپے مار کر پولیس نے 18 افراد کو گرفتار کر لیا۔

الطاف حسین نے کہا کہ ہم پر دہشت گردی کا الزام درست نہیں۔ ہم سے غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ میں قوم سے معافی مانگنے کو تیار جنرل آصف نواز نے سامنے ہم ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ایم۔ کیو۔ ایم فوج کے مخالف نہیں، لیکن انھوں نے اپنا دل صاف نہیں کیا۔ حکومت ایکشن بند کر دے تو امن ہو جائے گا۔ ہم پاکستان کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں لیکن حکومت مہاجر دشمنی میں پاگل ہو گئی ہے۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ الطاف حسین معافی مانگیں، قوم انھیں معاف کر دے گی۔ روپوش کارکن باہر آ جائیں، ہم انھیں انصاف اور روزگار دیں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ الطاف حسین کی کہانی جلد ختم ہونے والی ہے، انھیں جیل کی ہوا کھانا پڑے گی۔

علیم الدین کا اقبال جرم

27 مارچ کو گرین ٹاؤن سے گرفتار ہونے والے علیم الدین نے صحافیوں کے سامنے اعتراف کیا کہ وہ چودہ قتل کر چکا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں ایک فیکٹری میں ملازم تھا۔ کلیم اللہ کی وساطت سے ایم۔ کیو۔ ایم میں آیا۔ میں نے دو لڑکوں کو اُن کے گھروں سے اغوا کیا۔ رہائی کے لیے اُن کے گھر والوں سے دس دس ہزار روپے طلب کئے۔ اُن کے انکار پر میں نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ دہشت گردی کے واقعات کی ہدایات لندن سے فون پر ڈاکٹر عمران فاروق کو ملتی تھیں۔ وہ عادل صدیقی کو اُس سے آگاہ کرتے اور عادل صدیقی یہ کام کرنے کی ہدایت کلیم اللہ کو دیتے۔ علیم الدین نے کہا کہ ہم نے پولیس انسپکٹر خادم حسین کو اغوا کر کے قتل کیا تھا۔ میں اچھی ملازمت کے لالچ میں یہ کام کیا کرتا تھا۔

پولیس مقابلوں میں ہلاکت

28 مارچ کو مبینہ پولس مقابلہ میں جاوید لنگڑا کا ایک ساتھی یامین ہلاک ہوگیا۔ وہ 38

مقدمات میں پولیس کو مطلوب تھا اور اُس کی گرفتاری پر دس لاکھ روپے کا انعام تھا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے کہا کہ یامین کو گرفتار کرکے ہلاک کیا گیا ہے۔ پولیس نے اِس کی تردید کی۔ اورنگی میں بھی کالی پہاڑی کے قریب فائرنگ کے تبادلہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک کارکن شفیق ہلاک ہوگیا۔ سرکاری ذرائع نے بتایا کہ شفیق کئی مقدمات میں ملوث تھا۔ اُس نے پولیس موبائل پر فائرنگ کی اور جوابی فائرنگ میں خود ہلاک ہوگیا۔ جبکہ اُس کے دو ساتھی فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ 29 مارچ کو پولیس نے غریب آباد میں چھاپہ مار کر تین ملزمان کو گرفتار کرلیا گیا۔ گرفتار شدگان نے فائرنگ کرنے والے دکانداروں سے جبری بھتہ وصول کرتے اور لوگوں پر تشدد کرنے کا اعتراف کرلیا۔ جوہر آباد میں بھی پولیس نے ڈکیتی کی نیت سے بیٹھے ہوئے چار مسلح افراد کو گرفتار کرلیا۔ چاروں افراد نے دکانیں اور گاڑیاں لوٹنے کا اعتراف کرلیا۔ ان کے قبضہ سے مسروقہ مال بھی برآمد ہوا۔

سید پرویز علی شاہ کی درخواست

28 مارچ کو چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کے داماد سید پرویز علی شاہ کی درخواست پر سندھ ہائی کورٹ نے نوٹس جاری کر دیئے۔ درخواست گزار کا کہنا تھا کہ پولیس نے اُن کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کیا اور اُن کا سامان گھر سے نکال کر باہر سڑک پر پھینک دیا۔

سبک مجید کے خلاف کارروائی

28 مارچ کو حکومت نے میر مرتضیٰ بھٹو کے ایک قریبی ساتھی سبک مجید کی کروڑوں کی جائیداد ضبط کرلی۔ اُس پر منشیات کی تجارت میں ملوث ہونے کا الزام ہے۔ پیپلز پارٹی بھٹو گروپ نے اس کی تردید کرتے ہوئے اسے ایک انتقامی کارروائی قرار دیا۔

ضمانت پر رہائی

28 مارچ کو اسپیشل جج راولپنڈی نے سینیٹر زاہد اختر اور تین ممبران سندھ اسمبلی سمیت ایم۔ کیو۔ ایم کے 93 کارکنوں کی ضمانت پر رہائی کی درخواستیں منظور کرکے اُن کو 50,50 ہزار روپے کے مچلکے داخل کرانے کی ہدایت کی۔

ہلاکتیں اور اسلحہ کی بازیابی

30 مارچ کو گلبہار میں ریحان کانا کا ساتھی انور ویڈیو والا پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوگیا۔ اُس سے ایک کلاشن کوف اور کارتوس برآمد ہوئے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق وہ قتل و غارت گری کی 40 وارداتوں میں ملوث تھا۔ مومن آباد کے علاقے میں پولیس کے ساتھ مقابلہ میں تین کارکن مارے گئے۔ اُن کے تین ساتھی فائرنگ کی آڑ میں فرار ہوگئے۔ فائرنگ کے تبادلہ میں ایک پولیس انسپکٹر بھی زخمی ہوگیا۔ پولیس کے مطابق مقتول کارکنان قتل اور اقدام قتل سمیت متعدد وارداتوں میں ملوث تھے۔ پولس نے ندیم بوٹا کے ٹھکانے پر چھاپہ مار کر ٹینکی کے نیچے چھپے ہوئے ہینڈ گرینڈ اور دوسرا جدید اسلحہ برآمد کرلیا۔

الطاف حسین نے کہا کہ جعلی پولیس مقابلوں میں ہمارے کارکنوں کے قتل کی ذمہ دار وزیراعظم ہیں۔ انھوں نے ایک ہفتے کی ہڑتال کے لیے عوام سے رائے طلب کی۔

31 مارچ کو پاک کالونی سے ایک نوجوان کی نعش ملی جسے اغوا کر کے ہلاک کیا گیا۔ سوسائٹی کے علاقے سے بھی ایک نوجوان کی نعش ملی جس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ لیاقت آباد میں ایک کانسٹیبل کو اغوا کر کے اُس پر تشدد کیا گیا۔ فائرنگ سے ایک اور نوجوان ہلاک ہوگیا۔ مسلح افراد نے ایس۔ ڈی۔ ایم کی کار اور ایک بکتر بند گاڑی پر فائرنگ کی۔ ایک کانسٹیبل سمیت تین افراد زخمی ہوگئے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ میری حکومت نے ملک کے سب سے بڑے مسئلہ کراچی کو حل کرلیا۔ دوسرے مسائل کی اس کے سامنے کیا حیثیت ہے۔ نصیر بابر نے کہا جہاں بھی دہشت گردی ہوگی، ہم اُسے ختم کردیں گے۔ الطاف حسین کی نبض ڈوب رہی ہے، اُسے دورہ پڑا ہے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ سندھ میں امن کے قیام میں کامیابی اللہ کی بہت بڑی مہربانی ہے۔ میری حکومت صوبہ کے تمام باشندوں کی خدمت کر رہی ہے۔

پارلیمنٹ کے حق پر ڈاکہ

یکم اپریل 96 کو پیپلز پارٹی کے رکن اسمبلی علی اکبر نے ایوان میں سپریم کورٹ کے 20 مارچ کے فیصلے پر شدید ترین تنقید کرتے ہوئے اُسے پارلیمنٹ کے حق پر ڈاکہ قرار دیا۔ انھوں نے کہا کہ ججوں کا کردار ٹھیک نہیں ہے۔ چیف جسٹس صاحب کو جج مقرر کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر وہ انتخاب لڑ کر ملک کے صدر بن جائیں۔ ممبران اسمبلی کو ایوان میں کی جانے والی تقاریر پر تحفظ حاصل ہوتا ہے، اس لیے اُن پر توہین عدالت کا کیس نہیں بن سکتا۔

سپریم کورٹ کا تفصیلی فیصلہ

12 اپریل کو سپریم کورٹ نے اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری کے بارے میں 277 صفحات پر مشتمل تفصیلی فیصلہ جاری کر دیا۔ اس میں کہا گیا کہ ججوں کی تقرری کے بارے میں صدر مملکت چیف جسٹس صاحبان سے مشورہ کرنے کا پابند ہوگا۔ کسی اُمیدوار کی موزونیت کے بارے میں صدر کی جانب سے ٹھوس اسباب تحریری شکل میں نہ ہونے کی صورت میں صدر کو چیف جسٹس کی رائے قبول کرنا ہوگی۔ تفصیلی فیصلہ کے اجرا کے بعد جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا کہ تمام ادارے سپریم کورٹ کے فیصلہ پر عملدرآمد کرنے کے پابند ہیں۔ حکومت کو اِس پر عمل کرنا چاہیے۔

جسٹس کھوسو کا اختلافی نوٹ

سپریم کورٹ کی پانچ رکنی فل بینچ کے ایک جج جسٹس میر ہزار خاں کھوسو نے اکثریتی فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے 30 صفحات پر مشتمل اپنا اختلافی نوٹ لکھا۔ انھوں نے لکھا کہ آئین اور اُس کی روح کے مطابق اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کی تقرری کا حتمی اختیار صدر کو حاصل ہے۔ صدر ہی عوام اور پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہیں، چیف جسٹس صاحبان نہیں۔ اگر چیف جسٹس کے "مشورے" کو لازمی پابندی کے معنی پہنائے جائیں تو یہ آئین میں ترمیم اور چیف جسٹس کو ویٹو دینے کے مترادف ہوگا۔ البتہ ہائی کورٹس کے چیف جسٹس اور جج حضرات کی تقرری صلاح مشورہ سے مشروط ہیں۔ مشورہ آئینی ضرورت ہے جس کے بغیر جج کی تقرری کو باقاعدہ نہیں کہا جاسکتا۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی تقرری کے لیے صدر کو کسی مشورہ کی ضرورت نہیں۔ ہائی کورٹ کے کسی جج کو شرعی عدالت میں تعینات کرنے کا اختیار صدر کو حاصل ہے۔

صدر سے مشورہ

2 اپریل کو وزیرِاعظم بے نظیر نے ایوانِ صدر میں صدر لغاری سے سپریم کورٹ کے فیصلے کے بارے میں تین گھنٹے تک صلاح مشورہ کیا۔ صدر نے بے نظیر پر واضح کیا کہ ہم سپریم کورٹ کے فیصلہ پر عملدرآمد کرنے کے پابند ہیں۔ عدالتی فیصلہ کو محاذ آرائی کے لیے استعمال کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہوگی۔

سابق اٹارنی جنرل چوہدری فاروق نے انکشاف کیا کہ بے نظیر چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی برطرفی کی سمری لے کر صدر کے پاس گئی تھیں لیکن صدر نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ بے نظیر نے اس کی تردید کر دی اور کہا کہ وہ ایسی کوئی سمری لے کر صدر کے پاس نہیں گئی تھیں۔

تحفظات کے باوجود ہم فیصلہ پر عمل کر رہے ہیں۔ اس پر نظر ثانی کے لیے درخواست دائر کریں گے۔ عدلیہ کو تنازعہ سے مبرا ہونا چاہیے۔ وفاقی حکومت نے تمام وزارتوں کو یہ سرکلر بھی جاری کر دیا کہ وہ سپریم کورٹ کے احکامات کی پابندی کریں۔

3 اپریل کو چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے سپریم کورٹ کے ججوں کے ہمراہ لاہور ہائی کورٹ کا دورہ کیا۔ وکلاء نے اُن کا پُرتپاک استقبال کیا اور کہا کہ آپ نے آمریت کی کمر توڑ کر بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ آپ مرد مجاہد ہیں لیکن اُسی روز وزیر اعظم بے نظیر نے لاڑکانہ میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منتخب نمائندے فیصلے کرنے میں آزاد کسی فرد واحد کا فیصلہ ملک پر ٹھونسا نہیں جا سکتا۔

نیویارک ٹائمز کی رپورٹ

3 اپریل کو "نیویارک ٹائمز" نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ اس سال کے آغاز ہی سے بے نظیر کو ناکامیوں کا سامنا ہے۔ صدر کے ساتھ اُن کی ہم آہنگی کا رشتہ کمزور پڑتا جا رہا ہے۔ سپریم کورٹ کی جانب سے اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری کے بارے میں فیصلے اور صدرؔ کا اُس پر عمل درآمد کرنے سے اصرار سے اُنہیں زک پہنچی۔ اس فیصلے سے عدلیہ کو حکومت کے زیر اثر لانے کی بے نظیر کی خواہش پر پانی پھر گیا۔ صدر اور وزیر اعظم کے باہمی تعلقات میں پہلی دراڑ اُس وقت پڑ گئی تھی جب صدر لغاری نے بے نظیر کے پسندیدہ جونیئر جرنیل کے بجائے سینئر ترین جرنیل جہانگیر کرامت کو بری فوج کا سربراہ نامزد کر دیا تھا۔ صدر کی جانب سے یہ پہلا اشارہ تھا کہ وہ اب اپنے فیصلوں میں غیرجانبداری اور اپنے منصب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھیں گے۔ صدر اور وزیر اعظم کے درمیان بڑھتے ہوئے یہ فاصلے بے نظیر حکومت کے خاتمے کا سگنل دے رہے ہیں۔ ان حالات میں غیر متوقع تبدیلیاں عمل میں آ سکتی ہیں۔

3 اپریل کو نواز شریف نے کہا کہ ہم عدلیہ کی آزادی کے قیام تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ بے نظیر عدلیہ کے فیصلہ پر عمل کریں۔ اس ضمن میں ہمارے کسی تعاون کی ضرورت ہو تو بتائیں۔ بے نظیر نے نواز شریف کی جانب سے تعاون کی پیشکش کا خیر مقدم کرتے ہوئے اُنہیں مذاکرات کی دعوت دے دی۔

6 اپریل کو بے نظیر نے کہا کہ سیاسی گروپوں نے اپنے جمہوریت دشمن ایجنڈے کی تکمیل کے لیے صدر، مسلح افواج اور عدلیہ کو استعمال کیا۔ ہر آمر کو آئین کے خاتمے کو جائز قرار دینے کے لیے عدلیہ تیار ملی۔ ہمارے مقرر کردہ کسی جج کا آمریت کو جائز قرار دینے میں کوئی حصہ نہیں۔ ایک خاتون صحافی کے اس سوال کے جواب میں کہ جج صاحبان کس کے سامنے جوابدہ ہیں، وزیر اعظم نے کہا کہ اگر میں اس کا جواب دوں تو ملک میں ایک نیا شوشہ شروع ہو جائے

گا۔ عبداللہ شاہ نے بھی کہا کہ عدلیہ کی خودمختاری کا شور مچانے والے اپنی ماضی کو بھی یاد رکھیں۔ انہوں نے ضیاء الحق کو دستور میں ترمیم کرنے کا حق دیا۔ گورنر جنرل کے حکم کو آئینی قرار دیا اور ایوب خاں کے انقلاب کو جائز قرار دیا۔

مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ دہرے نظام کا تصور دیتا ہے' اس پر نظرثانی کی جائے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ عدلیہ کے بارے میں وزیراعظم کا رویہ افسوس ناک ہے۔ ایسی صورت میں اتفاق رائے ممکن نہیں۔

صدر لغاری نے کہا کہ میں نے حکومت کو فیصلے کے مطابق عمل کرنے کے لیے کہہ دیا ہے۔ ہم اس کے پابند ہیں۔ عدالتی فیصلے کو محاذ آرائی اور سیاسی فائدوں کے لیے استعمال کرنا ٹھیک نہیں۔

10 اپریل کو اسلام آباد میں سپریم کورٹ بار سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عدلیہ نہ بچی تو کوئی ادارہ بھی نہ بچ سکے گا۔ ہم عدلیہ کی عزت' وقار اور آزادی کے لیے ہر قربانی دیں گے۔ اس پر حکومتی یلغار کا مقابلہ کریں گے۔ جمہوریت کی بقا کے لیے عدلیہ کا تحفظ ضروری ہے۔ میں دوبارہ اقتدار میں آیا تو عدلیہ کی آزادی اور قانون کی بالادستی کے بارے میں کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوں گا۔ مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت نے عدلیہ میں بھی ہارس ٹریڈنگ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ بعض ججوں سے پیشگی استعفیٰ لیے جا رہے ہیں۔ حکومتی اقدامات آئین کی کھلی بغاوت ہیں۔ ججوں کی کردار کشی کی باقاعدہ مہم شروع کر دی گئی ہے۔ بے نظیر کو اقتدار میں رہنے کا حق حاصل نہیں رہا۔ صدر کو خود اپنی آئینی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔

سیمینار میں تقاریر

12 اپریل کو لاہور کے ایک ہوٹل میں پیپلز پارٹی کے زیراہتمام اس کے سیکرٹری جنرل شیخ رفیق کی صدارت میں ایک سیمینار منعقد ہوا جو عملاً ججوں کے خلاف ایک جلسہ عام میں منتقل ہوگیا۔ مقررین نے اس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کچھ لوگ عدلیہ کے چور دروازے سے حکومت کو غیر مستحکم کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔ جب عوامی حکومت آتی ہے تو جج اس کے خلاف سازش شروع کر دیتے ہیں۔ سیاسی اور فوجی آمریت غلط ہے تو عدالتی آمریت بھی ہمیں قبول نہیں۔

ہمیں اقتدار عوام نے دیا ہے۔ ہم اس پر کسی کو ڈاکہ ڈالنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ پارلیمنٹ کا اختیار کسی اور کو نہیں دیا جا سکتا خواہ وہ فوج ہو یا عدلیہ ہو' ہم لوگ تو فوج سے بھی نہیں ڈرتے' یہ لوگ ہمارے سامنے کیا چیز ہیں۔ بے نظیر نے بغاوت کے تمام راستے بند کر دیئے

ہیں۔ اس طرح پیپلز پارٹی نے کسی جواز، وجہ اور ضرورت کے بغیر صدر اور عدلیہ کے علاوہ فوج سے بھی محاذ آرائی لے لی۔

چیف جسٹس کی علالت

18 اپریل کو رات کے وقت سینے میں تکلیف محسوس کرنے کی وجہ سے چیف جسٹس علی شاہ کو اسلام آباد کے اسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ اُن کے دل کا آپریشن ہو چکا ہے۔ اُن کی حالت خطرہ سے باہر بتائی گئی۔ 20 اپریل کو بے نظیر بھٹو نے اسپتال جا کر اُن کی عیادت کی اور کہا کہ مجھے آپ کی علالت پر تشویش ہے۔ میں آپ کے لیے چاکلیٹ لائی ہوں۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر کا ہر کام بدنیتی پر مبنی ہے۔ پہلے کچھ کرا دیتی ہیں اور پھر چاکلیٹ لے کر پہنچ جاتی ہیں۔

سپریم کورٹ میں ریفرنس

16 مئی کو صدر لغاری نے سپریم کورٹ میں ایک ریفرنس داخل کیا جس میں اُس کے 20 مارچ کے فیصلے کی وضاحت کے لیے بعض سوالات پر اُس کی رائے طلب کی۔ ریفرنس میں عدالت سے استفسار کیا گیا کہ اُن ججوں کی آئینی حیثیت کیا ہے جن کی اعلیٰ عدالتوں میں بطور جج تقرری اور توثیق قائم مقام چیف جسٹس صاحبان نے مارشل لا کے دور حکومت میں 1977ء سے 1985ء اور پھر 87-1986ء کے دوران کی تھی۔ 20 مارچ کا فیصلہ سنانے والی بینچ مین خود چیف جسٹس بھی شامل تھے حالانکہ اُن کی تقرری متنازعہ تھی۔ اس لیے ایسی بینچ کے فیصلہ کی قانونی حیثیت کیا ہے؟ سپریم کورٹ نے نظریہ ضرورت کو آئین کے اصول کی حیثیت سے بحال کر دیا۔ اس نظریہ کے منافی اثرات سے تحفظ کی کیا صورت ہوگی اور یہ کہ چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی تقرری کی آئینی حیثیت کیا ہے؟

یہ سوالات نہیں بلکہ ماضی میں عدلیہ کے کردار کے خلاف ایک چارج شیٹ تھی۔ اور ریفرنس میں سپریم کورٹ کو اس بینچ اور اُس کی سربراہی کرنے والے چیف جسٹس کی آئینی حیثیت کو چیلنج کیا گیا تھا جس نے 20 مارچ 96 کا فیصلہ صادر کیا تھا۔

صدر کی جانب سے اس ریفرنس کے دائر ہونے کے فوراً بعد ایوان صدر سے صدر کے ترجمان نے وضاحت کی مذکورہ ریفرنس کی تیاری یا اُس کے دائر کرنے میں صدر یا ایوان صدر کا کوئی تعلق نہیں۔ وزیر اعظم کے ترجمان نے کہا کہ اس ریفرنس کا صدر کی ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آئینی ضرورت پوری کرنے کے لیے اُس میں صدر کا نام استعمال کیا گیا ہے۔ آئینی ماہرین نے کہا کہ وزیر اعظم کی جانب سے صدر کے اختیارات کو بھی اپنی مرضی سے استعمال

کرنے سے ایک نیا بحران جنم لے سکتا ہے۔ حکومت کسی قیمت پر بھی سپریم کورٹ کا فیصلہ تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔

19 مئی کو سپریم کورٹ نے یہ ریفرنس اس اعتراض کے ساتھ واپس کر دیا کہ اس پر صدر پاکستان کے دستخط ثبت نہیں ہیں۔ آرٹیکل 186 صرف صدر مملکت ہی کو کسی اہم قانونی معاملہ میں سپریم کورٹ سے وضاحت کرنے کا اختیار دیتا ہے۔

حکومت اپنی ضد پر قائم رہی۔ وفاقی وزیر کھرل نے کہا کہ سیکرٹری قانون کے دستخطوں سے بھیجے گئے کسی ریفرنس کی اس طرح واپسی کی کوئی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ وزیر مملکت رضا ربانی نے بھی کہا کہ آئین اور روایات کے مطابق آرٹیکل 186 کے تحت دائر کئے جانے والے ریفرنس پر صدر کے دستخط ضروری نہیں۔ سپریم کورٹ کے ترجمان نے وضاحت کی کہ 1957ء میں صدر کے دستخطوں کے بغیر ریفرنس واپس کیا گیا۔ لیکن وزارت قانون نے اس وضاحت کو حیران کن قرار دیتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ نے 1973ء کے آئین کے بعد دائر کردہ ریفرنسوں کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ ریفرنس دوبارہ سپریم کورٹ کو ارسال کیا جائے۔ نواز شریف کی صدارت میں اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹی نے فیصلہ کیا کہ اگر حکومت نے عدلیہ کی آزادی اور جانبداری سے کھیلنے کی کوشش کی تو اس کی بھرپور مذمت کی جائے گی۔ صدر کے دستخطوں کے بغیر سپریم کورٹ میں صدارتی ریفرنس دائر کرنا حکومت کے آمرانہ رویہ کا عکاس ہے۔

فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست

19 مئی کو وفاقی حکومت نے ججوں کی تقرری کے بارے میں سپریم کورٹ کے 20 مارچ کے فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست دائر کر دی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق صدر لغاری اس کے حق میں نہیں تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ کشمکش کا راستہ ترک کر کے حکومت فیصلے پر عمل کرے۔ ایوان صدر سے نظر ثانی کی درخواست سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا۔ وزیر اعظم بے نظیر نے 22 مئی کو ایوان صدر میں صدر لغاری سے ڈھائی گھنٹے طویل ملاقات کی لیکن صدر نے ریفرنس پر اپنے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

اس کے باوجود 23 مئی کو وفاقی حکومت نے ججوں کی تقرری کے بارے میں صدارتی ریفرنس کے لیے سمری صدر کے دستخطوں کے لیے ایوان صدر بھجوا دی گئی۔ قانونی مشورہ حاصل کرنے کے بعد صدر نے ریفرنس پر اپنے دستخط کر دیئے اور کہا: آئین کے مطابق ایسا کرنا ضروری تھا۔ اب یہ ریفرنس سپریم کورٹ میں دوبارہ پیش کیا جائے گا۔

26 مئی کو وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری وزیر اعظم کا حق

ہوتا ہے لیکن سپریم کورٹ نے میرا یہ حق خود لے لیا۔ سپریم کورٹ عوامی سطح پر حکومت کے ساتھ متحارب نہ ہو۔ اگر چیف جسٹس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو وہ کسی بھی جج کو مقرر کر دیں۔ میں صفائی پیش کرنے کے لیے تیار ہوں۔

29 مئی کو وفاقی حکومت نے صدر کے دستخطوں کے ساتھ ریفرنس دوبارہ سپریم کورٹ میں دائر کر دیا۔ بے نظیر بھٹو نے ججوں کی تقرری کے بارے میں ویٹو کا آئینی اختیار حاصل کرنے کے لیے ہر چیز داؤ پر لگا دی۔ عدلیہ کے ساتھ صدر سے بھی کھلی محاذ آرائی مول لے لی۔ ترجیحات کا یہ غلط تعین بے نظیر حکومت کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔

حزب اختلاف کی جماعتوں نے صدر لغاری کے نام اپنے ایک خط میں لکھا کہ وہ اپنا آئینی کردار ادا کرتے ہوئے 20 مارچ کے فیصلے پر عملدرآمد کرائیں۔ حکومت اسے سبوتاژ کر کے سیاسی، آئینی اور قانونی بحران کو جنم دے رہی ہے جس نے ریاستی ڈھانچہ کو کمزور اور پورے نظام کو مفلوج کر دیا ہے۔

کالا باغ ڈیم

3 اپریل کو ولی خاں نے سوات میں کہا کہ کالا باغ ڈیم بنا تو ہم اُسے بم سے اُڑا دیں گے۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کالا باغ ڈیم سندھ کے لیے ڈیتھ وارنٹ ہے۔ ہم اسے نہیں بننے دیں گے۔ پنجاب کو خوش کرنے کے لیے سندھ کے مفادات کو قربان نہیں کیا جا سکتا۔

پاکستان پوسٹ کا انکشاف

7 اپریل کو نیویارک سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ "پاکستان پوسٹ" نے یہ خبر شائع کی کہ مولانا فضل الرحمن نے امریکہ میں دوسری شادی کر لی ہے جو گزشتہ سال اُن کے دورہ امریکہ کے دوران ہوئی جب وہ کشمیر کمیٹی کے وفد کے ہمراہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ مولانا فضل الرحمن نے اس پر کوئی تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔

بھٹو کی برسی

4 اپریل کو بھٹو کی برسی سرکاری اہتمام میں منائی گئی۔ نواب محمد احمد خاں کے مقدمہ قتل میں ذوالفقار علی بھٹو کو 4 اپریل 1979ء کو دو بجے شب ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی میں پھانسی دی گئی تھی۔ بے نظیر اور مرتضیٰ بھٹو نے الگ الگ مزار پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی۔ اس موقع پر بے نظیر نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ

کے 9 ججوں میں سے دو کو جبری رخصت پر بھیج دیا گیا۔ سات رکنی بینچ کے تین ججوں نے بھٹو کے حق میں فیصلہ دیا۔ بھٹو جانتے تھے کہ انھیں قتل کر دیا جائے گا۔ 3 اپریل کو آخری ملاقات کے موقع پر ہماری حالت دیکھ کر انھوں نے کہا کہ جذباتی مت ہو، ہر شخص کو آخرکار ایک دن مرنا ہے۔ بے نظیر بھٹو کی سپریم کورٹ سے الرجی اور ہر قیمت پر اُسے اپنے تابع رکھنے کی خواہش میں بھٹو کے بارے میں عدالتی فیصلے کو بھی دخل حاصل ہے۔

میر مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ بے نظیر کا جلسہ سرکس شو تھا۔ وہ تو جنرل ضیاء کی وزیر اعظم بننے کے لیے بھی تیار تھیں۔ انھوں نے بھٹو کے قاتلوں سے سمجھوتہ کر لیا۔ ماں باپ سے غداری کرنے والی وزیر اعظم عوام سے کس طرح وفا کرے گی۔

نواز شریف نے کہا کہ بھٹو کی برسی کے ضمن میں سرکاری ٹرانسپورٹ اور ٹرینیں گڑھی خدا بخش جانے کے لیے استعمال کی گئیں۔ جیالوں کو چارٹرڈ طیاروں میں لاڑکانہ لے جایا گیا۔ اس پر سرکاری خزانہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ عوام کی خون پسینے کی کمائی بھٹو کے مزار پر لگائی جا رہی ہے۔ ہم بھٹو خاندان سے اس کا حساب لیں گے۔

مسلم لیگ کے جلوس پر فائرنگ

4 اپریل کو بھٹو کی برسی کے دن مسلم لیگ اور یوتھ ونگ کے کارکنوں نے عدلیہ کی حمایت میں لاہور میں ایک جلوس نکالا۔ جلوس کے شرکاء "قاتل قاتل۔ بھٹو قاتل" "سپریم کورٹ زندہ باد" اور "وزیر اعظم نواز شریف" کے نعرے لگا رہے تھے۔ پولیس نے جلوس کے شرکاء پر لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے پھینکے۔ مشتعل ہجوم نے جوابی پتھراؤ کیا اور ایک پولیس چوکی تباہ کر دی۔ پولیس کی فائرنگ سے تین افراد شدید زخمی ہو گئے۔ اُن میں سے ایک مسلم لیگ کے رہنما جاوید اشرف نے زخموں کی تاب نہ لا کر موقع پر ہی دم توڑ دیا۔ نواز شریف نے کہا کہ جاوید اشرف کی قربانی نے حکمرانوں کا انجام قریب تر کر دیا ہے۔ ہم قاتلوں کو معاف نہیں کریں گے۔ جاوید اشرف کیس محمد احمد خاں کیس ثابت ہو گا۔ باپ محمد احمد خاں کا قاتل اور بیٹی جاوید اشرف کی قاتل ہے۔

5 اپریل کو بے نظیر نے سکھر میں کہا کہ جاوید اشرف کی ہلاکت کے ذمہ دار نواز شریف ہیں۔ ہمارے پاس ثبوت موجود ہیں۔ دہشت گردوں کو بموں سے لیس کر کے لاہور میں خونریزی کا مشن سونپا گیا ہے۔ لیکن ہم لاہور سے بھی دہشت گردوں کو اسی طرح بھگا دیں گے جس طرح کراچی سے بھگایا ہے۔ دہشت گردی کے ذریعے اقتدار حاصل کرنے کی اپوزیشن کی خواہش کبھی پوری نہیں ہو گی۔

8 اپریل کو صدر لغاری نے کہا کہ حکومت احتیاط سے کام لے اور اپوزیشن کو انتقامی

کارروائیوں کا تاثر نہ دے۔ حکومت کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے۔ قیمتیں عام آدمی کی قوت خرید سے باہر ہوتی جارہی ہیں۔

10 اپریل کو نصیر بابر نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جاوید اشرف پٹرول بم لے کر جارہا تھا۔ نواز شریف نے اسپیکر سے مطالبہ کیا کہ وہ وزیر داخلہ کو بے بنیاد الزامات لگانے سے روکیں ورنہ ہم بندوبست کریں گے۔

حکومت پنجاب کی ہدایت پر لاہور ہائی کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس نے سینئر جج مسٹر جسٹس احسان الحق چوہدری کو جاوید اشرف ہلاکت کیس میں تحقیقات کے لیے نامزد کر دیا لیکن پھر اسلام آباد سے ہدایت ملنے پر اس میں تبدیلی کر کے 10 اپریل کو جسٹس منیر۔ اے شیخ کی سربراہی میں نیا سہ رکنی ٹریبونل مقرر کر دیا جو پولیس چوکی تباہ کرنے اور سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے کے ذمہ داران کی بھی نشاندہی کرے گا۔ مسلم لیگ نے مطالبہ کیا کہ جاوید اشرف کے قتل کی تحقیقات سپریم کورٹ کے جج سے کرائی جائے۔

بھارتی آلو کی درآمد

اخباری ذرائع کے مطابق بھارتی آلو درآمد کرنے کی وجہ سے یوٹیلٹی اسٹور کو 38 لاکھ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ ایک کروڑ 18 لاکھ روپے میں خریدے گئے آلو 80 لاکھ روپے میں فروخت ہوئے۔

مردم شماری

مرکز اور صوبوں کے درمیان عدم اتفاق کے باعث ملک بھر میں نئی مردم شماری کا کام پھر روک دیا گیا اور طے پایا کہ وسائل کی تقسیم اور دیگر اُمور میں 1981ء کی مردم شماری کے تحت انجام پائیں گے۔ اب تک خانہ شماری پر 35 ملین روپے خرچ کئے جاچکے ہیں جو سب ضائع کئے گئے۔

سیلز ٹیکس کا نفاذ

سرتاج عزیز نے کہا کہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر 46 اشیاء پر سیلز ٹیکس کا نفاذ آئین کی خلاف ورزی ہے۔ یہ حکومت کا تیسرا منی بجٹ ہے۔ غربت سے تنگ آئے ہوئے عوام مزید مشکلات کا شکار ہو جائیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ پارلیمنٹ کو بائی پاس کر کے کئی منی بجٹ اور دوسرے آرڈیننس جاری کئے گئے۔ میرے اقتدار میں آنے کا راستہ اب کوئی نہیں روک

سکتا۔ بے نظیر نے 11 اپریل کو کہا کہ اقتدار میں آنے کے تمام چور دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ ملک میں کوئی سیاسی یا آئینی بحران نہیں۔ دہشت گردی کے ذریعے مڈٹرم انتخابات نہیں کرائے جا سکتے۔

11 اپریل کو کاکول میں پاسنگ آوٹ پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے جنرل جہانگیر کرامت نے کہا کہ فوج کا کام سرحدوں کی حفاظت کرنا اور قومی سلامتی کو یقینی بنانا ہے۔ فوج اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کرے گی۔

برطانوی اخبار "فنانشل ٹائمز" نے اپنی خصوصی رپورٹ میں کہا کہ فوج کے اقتدار پر قبضہ کرنے کے امکانات کم ہو گئے ہیں۔ کرپشن کی وجہ سے سیاست دانوں سے عوام کا اعتقاد ختم ہو گیا ہے۔ غریبوں کو بنیادی ضروریات زندگی میسر نہیں۔

12 اپریل کو نواز شریف نے کہا کہ ہماری جدوجہد آہستہ آہستہ کامیاب ہو رہی ہے۔ باہر سے مسلط کردہ حکومتوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ آج کے حکمران بہت جلد لوٹ مار، بدعنوانی اور قتل کا حساب دینے کے لیے کٹہرے میں کھڑے نظر آئیں گے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ ملک میں دن بدن افراتفری، بدعنوانی اور گرانی بڑھتی جا رہی ہے۔ 13 اپریل کو ارکان اسمبلی سے گفتگو کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ملکی ترقی ہماری اولین ترجیح ہے۔ اپوزیشن افراتفری، تشدد اور انتشار پھیلانے میں کامیاب نہیں ہو گی۔

ایوان صدر میں خصوصی سیل

ایک ہفت روزہ کی رپورٹ کے مطابق ایوان صدر میں حکومت کی بدعنوانیوں کا سارا ریکارڈ دستاویزی ثبوت کے ساتھ جمع کیا جا رہا ہے۔ فائلیں تیار کی جا رہی ہیں تاکہ بدعنوانیوں کے ذمہ داروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے اقدامات کیے جا سکیں۔ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ عوام کو بری طرح نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ ملک کی دو تہائی آبادی جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے۔ روٹی، کپڑا اور مکان سے بھی بڑھ کر عوام کو تعلیم کی ضرورت ہے۔

عمران خاں کا اعلان

13 اپریل کو اپنے سابقہ موقف میں تبدیلی کرتے ہوئے عمران خاں نے چکوال میں کہا کہ نظام تبدیل کرنے کے لیے میں جلد میدان میں آؤں گا۔ میں نے ضیاء الحق اور معین قریشی کی پیش کش اس وجہ سے ٹھکرا دی تھی کیونکہ میں موجودہ نظام میں کام نہیں کر سکتا۔ ملک میں

موجودہ کسی سیاسی جماعت کو میں قابل نہیں سمجھتا تھا کہ اُس میں شمولیت اختیار کرلوں۔ بے نظیر نے کہا کہ حکومت اور عمران خاں میں کوئی سیاسی محاذ آرائی نہیں ہے۔ وہ کوئی سیاسی شخصیت نہیں، حکومت اُنھیں سہولت اور مدد فراہم کر رہی ہے۔

اسپتال میں بم دھماکہ

14 اپریل کو شوکت خانم اسپتال لاہور میں بم کے ایک خوفناک دھماکہ میں سات افراد جاں بحق اور 60 زخمی ہوگئے۔ دو افراد جل کو کوئلہ ہوگئے۔ پوری عمارت لرز اُٹھی۔ بیرونی مریضوں کا شعبہ مکمل طور پر تباہ ہوگیا۔ گمان یہ ہوتا ہے کہ یہ عمران خاں کو قتل کرنے کی سازش تھی۔ عمران خاں نے کہا کہ میں ڈروں گا نہیں اور اپنا مشن جاری رکھوں گا۔ ایوان صدر اور وزیراعظم سکرٹریٹ میں کھلبلی مچ گئی۔ حکومت نے فوری تحقیقات کرنے کا حکم دے دیا۔ وزیر داخلہ کو تفصیلی رپورٹ فراہم کرنے کی ہدایت کی گئی۔

بے نظیر دھماکہ کی خبر سن کر پشاور سے لاہور پہنچیں اور سیدھی شوکت خانم اسپتال گئیں۔ عمران خاں اُن کی آمد پر اسپتال سے اپنے گھر چلے گئے۔ وزیراعظم نے ملزمان کی فوری گرفتاری کی ہدایت دی اور کہا کہ کراچی کی طرح لاہور میں بھی دہشت گردی کو کچل دیں گے۔ انھوں نے سوگوار خاندانوں سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ بعد میں عمران خاں نے کہا کہ میں منافق نہیں کہ اسپتال میں وزیراعظم کا استقبال کرتا۔ وہ تصویر بنوانے آئی تھیں۔ اُن کے وزراء اسپتال کے خلاف مہم چلا رہے ہیں۔ میں اصلاحات کے لیے تحریک چلانا چاہتا ہوں، سیاسی جماعت بنانے کا میرا کوئی ارادہ نہیں۔

نواز شریف نے کہا کہ دھماکہ حکومت کی ناکامی کا ثبوت ہے۔ اگر وہ مجرموں کو نہیں جانتی تو اقتدار چھوڑ دے۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس کام کے لیے لاہور کا انتخاب کیوں کیا گیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ اسپتال میں بم کے دھماکے پر وزیر داخلہ کو گرفتار کیا جائے۔

رابن رافیل کی ملاقات

17 اپریل کو امریکہ کی نائب وزیر خارجہ مسز رابن رافیل نے اسلام آباد میں وزیراعظم بے نظیر سے ملاقات کر کے اُنہیں پاکستان کو اضافی رقم جاری کرنے کے امریکی فیصلے سے آگاہ کیا۔ پاکستان کی جانب سے ایٹمی اور میزائل پروگرام منجمد کرنے کے بارے میں یقین دہانی کے بعد کلنٹن انتظامیہ نے اعلان کیا کہ امریکہ اب پاکستان کو اسلحہ بھی دے گا اور رقم بھی دے گا۔ بعد میں آئی۔ ایم۔ ایف نے پیرس میں کنسورشیم کے اجلاس میں پاکستان کے لیے 78 ملین ڈالر

قرض کی دوسری قسط جاری کرنے کی منظوری دے دی۔ کنسورشیم نے پاکستانی عہدیداروں کی توجہ دلائی کہ سرکاری اخراجات کنٹرول سے باہر ہوتے جا رہے ہیں۔ تجارتی خسارہ بڑھ رہا ہے۔ ٹیکسوں کی وصولی میں کمی ہو رہی ہے۔ سرکاری اعداد و شمار مشکوک ہیں۔ ملک دیوالیہ پن کی جانب بڑھ رہا ہے۔ وزیر مملکت مخدوم شہاب نے کہا کہ آئی۔ ایم۔ ایف کے مشورے ہمارے لیے مفید ہیں۔ آصف زرداری نے کہا کہ آئی۔ ایم۔ ایف پاکستان کی ترقی چاہتا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم نے غیر ملکی امداد کی بیساکھیوں کو توڑ کر قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی راہ دکھا دی ہے۔ آئندہ بھی ایسا ہی کریں گے۔

مسز رابن رافیل نے چوہدری شجاعت کی اسلام آباد رہائش گاہ پر نواز شریف سے بھی ملاقات کی۔ رابن رافیل نے کہا کہ امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان میں حکومت اور اپوزیشن کے درمیان نارمل تعلقات قائم ہوں۔

یونائیٹڈ بنک کی نجکاری

17 اپریل کو مسلم لیگ کے ممبران قومی اسمبلی خواجہ محمد آصف اور شاہد خاقان عباسی نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں کہا کہ حکومت یو۔ بی۔ ایل کو ایک غیر معروف سعودی گروپ کے ہاتھ فروخت کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ اس بنک کی لندن کی ایک برانچ سے وزیراعظم کے خسر حاکم علی زرداری کو ایک ارب روپے کا قرضہ دیا گیا ہے۔ مشکوک حالات میں اس کی نجکاری کا مقصد اس قرضے کو ہڑپ کرنا ہے۔ غیر ملکی فرم کو یہ بنک فروخت کرنے کا سودا منسوخ کیا جائے اور پاکستانی اداروں کو اس کی خرید کا موقع دیا جائے۔

سینٹ کی کمیٹی نے بھی یونائیٹڈ بنک کی فروخت کو غیر شفاف قرار دے دیا۔ بنک نے 1995ء میں 45 کروڑ روپے منافع کمایا لیکن اس کے اثاثے 36 کروڑ 92 لاکھ روپے ظاہر کیے گئے۔ جبکہ ان کی مالیت 12 ارب روپے سے زائد ہے۔ بنک کو محض 58 کروڑ روپے میں فروخت کر دیا گیا۔ کمیٹی نے ازسرنو پیشکش طلب کرنے کی ہدایت کی۔ بے نظیر نے کہا کہ یو۔ بی۔ ایل کی نجکاری نہ کی جائے۔

کوٹ ادو پروجیکٹ

وفاقی حکومت نے کوٹ ادو پروجیکٹ ایک برطانوی کمپنی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

شہباز شریف کی رہائی

17 اپریل کو میاں شہباز شریف کو لاہور ہائی کورٹ کے طبی بنیادوں پر ضمانت پر رہائی کا حکم جاری ہونے پر اڈیالہ جیل سے رہا کر دیا گیا۔ اُن کے جیل سے باہر آتے ہی پرجوش کارکنوں نے جیل پر دھاوا بول دیا۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ شہباز شریف نے ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم پیپلز پارٹی کو سیاسی طور پر ہمیشہ کے لیے دفن کر دیں گے۔ نواز شریف پر دباؤ ڈالنے کے لیے مجھے گرفتار کیا گیا۔ نواز شریف نے جو خود اڈیالہ جیل نہیں گئے تھے، فون پر شہباز شریف کو رہائی پر مبارک باد دی۔

نواز شریف نے کہا کہ کراچی سے خیبر تک مسلم لیگ ہی مسلم لیگ ہے۔ بے نظیر میدان میں آکر ہمارا مقابلہ کریں۔ ہم الیکشن میں ہارے نہیں بلکہ بددیانتی سے ہمیں ہرایا گیا۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم دہشت گردوں کا ساتھ دینے والے لوگ نہیں بلکہ وطن کے لیے خون دینے والے لوگ ہیں۔ پاکستانی پرچم بلند رکھنے کے لیے ہر بچہ اور ہر پاکستانی میرا ساتھ دیتا رہے گا۔

یوم اقبال 20 اپریل کو الحمراء آرٹ کونسل میں یوم اقبال پر ایک تقریب منعقد ہونا تھی۔ جس میں شہباز شریف مہمان خصوصی تھے لیکن آرٹ کونسل نے بجلی کے نظام میں خرابی کا بہانہ کر کے جلسے کی اجازت اچانک منسوخ کر دی۔ شہباز شریف نے کہا کہ یہ تقریب مارشل لاء دور میں بھی ہر سال منعقد ہوتی رہی ہے۔ جلسے کی اچانک منسوخی افکار اقبال کی توہین اور نظریہ پاکستان پر براہ راست حملہ ہے۔

22 اپریل کو وزیراعظم بے نظیر شام کے تین روزہ دورہ پر دمشق پہنچ گئیں۔ وہ صدر حافظ الاسد سے اہم اُمور پر تبادلہ خیال کریں گی۔

قومی تعمیر نو کا پروگرام

23 اپریل کو نواز شریف نے قومی تعمیر نو کے لیے نظریہ پاکستان کے فروغ، ہارس ٹریڈنگ کا خاتمہ، مہنگائی، قرضوں اور بے روزگاری سے نجات، آزاد عدلیہ، کرپشن کا خاتمہ، جان و مال، عزت و آبرو کا تحفظ، جہالت اور پسماندگی سے چھٹکارا، مستحقین کی امداد میرٹ پر بھرتیاں، کراچی کے مسئلہ کا فوری اور مستقل سیاسی حل، مسئلہ کشمیر کے لیے فیصلہ کن جدوجہد، قومی امنگوں کے مطابق خارجہ پالیسی اور ناقابل تسخیر دفاع پر مشتمل اپنے 14 نکاتی پروگرام کا خاکہ پیش کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ آج صرف زرداری ٹولہ خوش ہے۔ اُن کی جیبوں میں ہر روز کروڑوں روپے پہنچ رہے ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ حکمرانوں کی کھال اُدھیڑ دی جائے۔ وزیراعظم وی۔ آئی۔ پی جھوٹ بولنا بند کر دیں۔ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے لیے غیر جانبدار حکومت کا قیام ناگزیر

ہے۔ بہتر یہی ہے کہ حکومت جمہوری طریقے سے رخصت ہو جائے، صدر اپنا آئینی کردار ادا کریں۔

شہباز شریف نے متناسب نمائندگی کے تحت انتخابات کرانے کی تجویز پیش کر دی۔

تحریک انصاف کا قیام

25 اپریل کو عمران خاں نے تحریک انصاف کے قیام کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ دونوں بڑی پارٹیوں میں مفاد پرستوں کی تعداد زیادہ ہے۔ ہم الیکشن میں حصہ لیں گے اور اسمبلیوں میں نئے چہرے سامنے لائیں گے۔ موجودہ نظام میں تبدیلی کے لیے عوام تحریک انصاف میں شامل ہو جائیں۔ بی۔ بی۔ سی نے اپنے تبصرہ میں کہا کہ سیاسی روایات کے برعکس نہ تو کسی اہم شخصیت نے تحریک انصاف میں اپنی شمولیت کا اعلان کیا اور نہ ہی کوئی نعرہ وضع کیا گیا۔ کسی ڈرامائی اعلان کی توقع رکھنے والوں کو اس کارروائی سے مایوسی ہوئی۔

27 اپریل کو مولانا شاہ احمد نورانی نے لاہور میں نواز شریف سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ دونوں کے درمیان طے پایا کہ اسی سال غیرجانبدار حکومت کے تحت انتخابات کرانے کے لیے مسلم لیگ اور جے۔ یو۔ پی مشترکہ اقدامات کریں گی۔ مولانا نورانی نے کہا کہ ملی یکجہتی کونسل میں شامل جماعتیں کسی دوسری جماعت کے ساتھ اتحاد کر سکتی ہیں۔

پولیس مقابلہ میں تین قتل

یکم اپریل کو پولیس کے مطابق تین مبینہ دہشت گرد محمد احمد، شاکر اور زبیر شریف آباد اور شریف ٹاؤن میں پولیس مقابلوں میں ہلاک ہو گئے۔ وہ بکتربند گاڑیوں پر حملوں اور فوج کے دو کپتانوں اور پولیس کے کئی اہلکاروں کو اغوا کر کے قتل کرنے میں ملوث بتائے گئے۔

2 اپریل کو الطاف حسین نے کہا کہ پچھلے تین دنوں میں ہمارے 6 کارکن حراست کے دوران قتل کر دیئے گئے ہیں۔ صدر اپنی آئینی ذمہ داری پوری کریں۔ مہاجروں کا خون ہر جگہ ظالموں کا تعاقب کرے گا۔ بے نظیر حکومت جلد ختم ہونے والی ہے۔ الطاف حسین نے نواز شریف کو ٹیلی فون پر اپنے کارکنوں کے قتل سے آگاہ کیا۔ نواز شریف نے کہا کہ اس پر پورے ملک میں تشویش پائی جاتی ہے۔ رابطہ کمیٹی نے 3 اپریل کو ہڑتال کا اعلان کر دیا اور کہا کہ اگر ذمہ دار پولیس حکام کے خلاف کارروائی نہ کی گئی تو اگلے دن بھی ہڑتال ہوگی۔ الطاف حسین نے کہا کہ قتل عام بند نہ ہوا تو غیر معینہ مدت کے لیے ہڑتال کی جائے گی۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ جس واقعہ پر ہڑتال کرائی جا رہی ہے اُس کی تحقیقات کے لیے ایک ٹربیونل پہلے ہی قائم کر دیا گیا

ہے۔

چھاپے اور گرفتاریاں

13 اپریل کو مڈنائٹ آپریشن میں پولیس اور رینجرز نے اورنگی، کورنگی، لیاقت آباد، نئی کراچی اور ایئرپورٹ پر چھاپے مار کر تین یونٹ انچارج قیوم انصاری، ارشد بلو اور محمد جاوید کو اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا۔ متعدد دوسرے افراد بھی حراست میں لے لیے گئے۔ سابق رکن سندھ اسمبلی قاضی فیض محمد کی رہائش گاہ پر ڈاکٹر عمران فاروق کی تلاش میں چھاپہ مارا گیا۔ 4 اپریل کو مومن آباد میں پولیس مقابلہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک کارکن ہلاک ہوگیا۔ اُس کے تین ساتھی فرار ہوگئے۔ مقتول 47 افراد کے قتل میں ملوث تھا اور اُس کی گرفتاری پر دس لاکھ روپے کا انعام تھا۔ حیدر آباد میں ایم۔ کیو۔ ایم کے سابق رکن قومی اسمبلی کنور نوید گرفتار کر لیے گئے۔ وہ آپریشن شروع ہونے سے روپوش تھے۔ 7، 6 اور 8 اپریل کو کراچی میں چھاپوں کے دوران 35 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ اسلحہ بھی برآمد ہوا۔

سینٹ کی نشست پر کامیابی

9 اپریل کو سندھ سے پیپلز پارٹی کے فدا حسین کے استعفے کی وجہ سے خالی ہونے والی نشست پر پیپلز پارٹی کے اُمیدوار شاہنواز جونیجو 74 ووٹ لے کر کامیاب ہوگئے۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے ممبران، مظفر شاہ، مرتضیٰ بھٹو، صبغت اللہ اور ممتاز بھٹو نے ووٹ نہیں ڈالے۔

10 اپریل کو ڈی۔ آئی۔ جی کراچی نے عمران فاروق، سلیم شہزاد اور صفدر باقری سمیت 37 اہم افرد کی فہرست تھانوں کو فراہم کر دی گئی۔ اُن کی گرفتاری پر 5 سے لے کر 15 لاکھ روپے تک انعام مقرر ہے۔

11 اپریل کو حکومت سندھ نے کراچی میں اسلحہ ایکٹ نافذ کر دیا جس کے مطابق ناجائز اسلحہ رکھنے پر عمر قید اور جائیداد کی ضبطی کی سزا ہوگی۔ رضاکارانہ طور پر اسلحہ جمع کرنے والوں کو اسلحہ کی قیمت ادا کر دی جائے گی۔

فنانشل ٹائمز کی رپورٹ

11 اپریل کو لندن کے اخبار "فنانشل ٹائمز" نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ کراچی میں درجنوں مشتبہ افراد گرفتار کئے جانے کے بعد ہلاک کئے گئے۔ ماورائے عدالت قتل کی یہ ہلاکتیں ردعمل کا سبب بن سکتی ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے افراد بھی فرشتہ نہیں ہیں۔

یورپین پارلیمنٹ کے ایک رکن مائیکل ہینڈلے نے جنیوا میں اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک کراچی میں انسانی حقوق کا احترام نہیں کیا جائے گا اور تشدد کو روکا نہیں جائے گا۔ اُس وقت تک کراچی بیروت بنا رہے گا۔ تشدد کے بارے میں ایم۔ کیو۔ ایم کا موقف سنا جائے۔

12 اپریل کو اے۔ این۔ پی کے سربراہ اجمل خٹک نے کہا کہ ہم مسلم لیگ اور ایم۔ کیو۔ ایم کے ساتھ مل کر ملک کے کو ضمیر فروشوں سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت دہشت گردی سے ہمیں مرعوب نہیں کر سکتی۔ مسلم لیگ نے مطالبہ کیا کہ کوٹہ سسٹم ختم کیا جائے اور بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں۔

12 اپریل کو نصیر بابر نے کہا کہ مسلم لیگ، اے۔ این۔ پی اور ایم۔ کیو۔ ایم مل کر دہشت گردی کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ حکومت کمزور نہیں، اُسے سازشوں سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے دہشت گردی کا خاتمہ کر کے امن قائم کر دیا ہے۔

اپریل کے دوسرے ہفتے میں چھاپوں کے دوران 133 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ 11 اپریل کو کراچی بھر میں چھاپے مار کر یونٹ انچارج سمیت 30 افراد کو حراست میں لیا گیا۔ عمران فاروق کی تلاش میں ایک گھر پر چھاپہ مار کر متعدد افراد کو پکڑ لیا گیا۔ یہ اطلاع ملنے پر کہ جاوید لنگڑا ٹیکسی میں گھوم رہا ہے، شہر بھر میں ٹیکسیوں کو روک کر تلاشی لی گئی۔ 13 اپریل کو مڈ نائٹ آپریشن میں چار ٹارچر سیل پکڑے گئے۔ ایک خاندان کے تین بھائی، باپ اور بیٹے اور دو یونٹ انچارج کو گرفتار کیا گیا۔ اجمل پہاڑی، عمران فاروق اور مطلوبہ لیڈی ٹیچر گرفتار نہیں ہو سکے۔

14 اپریل کو سرجانی ٹاؤن کی ناکہ بندی اور فائرنگ کے تبادلہ کے بعد جمیل ٹُکا سمیت سات افراد گرفتار کر لیے گئے قمر غالب فرار ہو گیا۔ 15 اپریل کو جاوید لنگڑا کی تلاش میں پولیس نے رات بھر چھاپے مار کر متعدد افراد کو گرفتار کیا گیا۔ 16 اپریل کو جاوید لنگڑا کی تلاش میں پولس نے رات بھر چھاپے مار کر متعدد افراد کو گرفتار کیا گیا۔ 16 اپریل کے چھاپوں میں عمران فاروق، صولت مرزا اور زاہد چشمہ گرفتار نہیں ہو سکے۔

بلدیاتی ترمیمی بل

16 اپریل کو سندھ اسمبلی نے بلدیاتی ترمیمی بل کی منظوری دے دی جس کے مطابق کراچی کو پانچ بلدیاتی اداروں میں تقسیم کر دیا گیا۔ صوبائی سکریٹری بلدیات ان اداروں کی کنٹرولنگ اتھارٹی ہو گا۔ جبکہ علاقائی بلدیاتی اداروں کی کنٹرولنگ اتھارٹی متعلقہ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ہوں گے۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ بلدیاتی انتخابات اسی سال کرا دیئے جائیں گے۔ الطاف حسین نے

کہا کہ اس بل کی منظوری سے منتخب نمائندے بیورو کریسی کے تحت کام کرنے پر مجبور ہوں گے۔ عوام اس بل کو مسترد کر دیں۔ اس کے خلاف 18 اپریل کو کاروبار بند رکھا جائے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ بلدیہ کراچی کی تقسیم ایک سازش ہے۔ سیاسی جماعتیں مل کر اسے ناکام بنا دیں۔

18 اپریل کو ایم۔ کیو۔ ایم اور دیگر جماعتوں کی اپیل پر کراچی، حیدر آباد اور سندھ کے شہری علاقوں میں کراچی کی بلدیاتی تقسیم اور انہیں بیورو کریسی کے تابع بنانے کے خلاف ہڑتال ہوئی۔ سیاسی رہنماؤں نے کامیاب ہڑتال کو حکومت کے خلاف ریفرنڈم قرار دیا۔ سینٹ اور قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے کراچی کی بلدیاتی تقسیم کے خلاف احتجاج کیا۔ جماعت اسلامی اور ایم۔ کیو۔ ایم کے درمیان مذاکرات میں طے پایا کہ دونوں جماعتیں ریاستی تشدد اور بلدیاتی تقسیم کے خلاف مل کر مزاحمت کریں گی۔

چھاپوں، گرفتاریوں اور تشدد کی وارداتوں کا سلسلہ جاری رہا۔

نصیر بابر نے کہا کہ برطانیہ کو ثبوت فراہم کر دیئے ہیں۔ الطاف حسین کی قسمت کا فیصلہ بھی جلد ہو جائے گا۔ وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے کہا کہ کراچی میں امن و امان کی صورت حال بہتر ہوئی ہے۔ دہشت گردی اور جرائم کو کچل دیا جائے گا۔ جبری بھتہ وصول کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ سینیٹر اشتیاق اظہر نے کہا کہ اگر ایم۔ کیو۔ ایم دہشت گرد ہے تو اُن کے ووٹوں سے منتخب ہونے والے صدر استعفیٰ دے دیں۔ حالات درست نہ ہوئے تو سات روز کی مسلسل ہڑتال کی جائے گی۔ بے نظیر خود فیصلہ کرلیں کہ وہ قتل عام جاری رکھنا چاہتی ہیں یا مذاکرات کرنا چاہتی ہیں۔

انہی دنوں میں فائرنگ اور تشدد کی وارداتوں میں 27 افراد جاں بحق اور 26 زخمی ہو گئے۔

30 اپریل کو امریکی وزارت خارجہ نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا کہ کراچی میں قتل و غارت گری اور بم دھماکوں کا سلسلہ عام ہے۔ 1995ء میں کراچی میں ہر ماہ ایک سو افراد ہلاک ہوئے جن میں دو امریکی سفارت کار بھی شامل ہیں۔

ڈیفنس کالج میں تقریر

2 مئی 1996ء کو ڈیفنس کالج اسلام آباد میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ ہم اپنا ایٹمی پروگرام یکطرفہ طور پر بند نہیں کر سکتے۔ پاکستان، بھارت کی بلیک میلنگ میں نہیں آئے گا۔ ہم دفاعی اخراجات کا ہر بوجھ بخوشی برداشت کرتے رہیں گے۔

نواز شریف نے اپنے دورہ چین کے دوران بیجنگ میں 6 مئی کو ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایٹمی ٹیکنالوجی ہمارا حق ہے۔ پاکستان اس بارے میں یکطرفہ طرز کی پابندیاں

قبول نہیں کرے گا۔ بھارت ہماری سرحدوں پر اشتعال انگیزی کر رہا ہے۔ صدر لغاری نے کہا کہ نواز شریف کا یہ موقف قومی مفاد کے عین مطابق ہے۔

اپوزیشن سے تعاون کی اپیل

5 مئی کو وزیراعظم بے نظیر نے اپوزیشن سے اپیل کی کہ وہ آٹھویں ترمیم کے خاتمے کے لیے حکومت کے ساتھ تعاون کرے۔ اس کے خاتمے سے آئندہ حکومتیں بھی اپنی آئینی مدت پوری کر سکیں گی۔

بے نظیر کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا تھا کہ صدر لغاری آٹھویں ترمیم کے تحت اپنا آئینی حق استعمال کرتے ہوئے اُن کی حکومت کو قبل از وقت چلتا کر سکتے ہیں، لیکن بے نظیر کی سادگی کی یہ انتہا تھی کہ اپنی حکومت کی مدت مکمل کرنے کے لیے وہ اپوزیشن سے تعاون کی طلبگار تھیں جبکہ نواز شریف اور اپوزیشن کا تو صدر سے مطالبہ ہی یہ تھا کہ وہ اپنا آئینی کردار ادا کرتے ہوئے بے نظیر حکومت کو ختم کر دیں۔ بے نظیر کی ناقص حکمت عملی کی وجہ سے صدر کے ساتھ اُن کے فاصلے بڑھ رہے تھے جبکہ صدر اور اپوزیشن کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہو رہی تھی۔

نیویارک ٹائمز کی رپورٹ

9 مئی کو "نیویارک ٹائمز" نے بے نظیر حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا کہ پاکستان کے تقریباً تمام اخبارات بے نظیر کی کارکردگی سے مایوس ہو کر اُن کی حمایت ترک کر چکے ہیں۔ بے نظیر حکومت کے اکثر اقدامات صحافت کے ساتھ دشمنی کے مترادف ہیں۔ موجودہ حکومت سے یہ توقع بے سود ہے کہ وہ اسلامی بنیاد پرستی کا مقابلہ کر سکے گی۔ امریکہ نے بے نظیر حکومت کی حمایت کر کے غلط گھوڑے پر رقم لگانے کی غلطی کی ہے۔

13 مئی کو نواز شریف نے لاہور میں کہا کہ بے نظیر کے دو چہرے ہیں۔ انھوں نے ملک کو تباہ کر دیا۔ اس کرپٹ حکومت سے نجات دلانا اب ہماری ذمہ داری ہے۔ حکومت آخری سانس لے رہی ہے۔ کارکن الیکشن کی تیاری کریں۔ 96ء الیکشن کا سال ہے۔ عوام بہت جلد خوشخبری سنیں گے۔ بے نظیر کو اقتدار میں لانے والے اب خود بھی شرمندہ ہیں۔

شہباز شریف نے کہا کہ ہم اسی سال کے اندر پیپلز پارٹی کو ہمیشہ کے لیے زندہ درگور کر دیں گے۔ ملک میں حکومت نام کی کوئی چیز نہیں۔ انصاف، نوکریاں اور تھانے فروخت ہو رہے ہیں۔ افسران اور مالداروں کے نالائق بچے حاکم اور غریبوں کے ذہین بچے غلام بنائے جا رہے ہیں۔ آصف زرداری نے کمیشن کے چکر میں ملکی معیشت تباہ کر دی۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ اپوزیشن میری کردار کشی کر رہی ہے۔ میں مرد ہوتی تو اس طرح وہ میرے خلاف زہر نہ اگلتی۔ میں مردوں کی طرح تیتروں، بٹیروں اور مرغابیوں کے شکار نہیں کھیل سکتی۔ اپوزیشن کی سوچ اپنے آقاؤں کی طرح آمرانہ ہے۔ میں منافقوں کے عزائم ناکام بنا دوں گی۔ ڈیڑھ ٹرم تو گزر گئی، اب مدت پوری کریں گے۔ ہم اپوزیشن سے مذاکرات چاہتے ہیں لیکن وہ اس پر آمادہ نہیں۔ ہم بدعنوانی کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ ہم سے جو ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا۔

عدالتی کمیشن کی تجویز

قومی اسمبلی میں اپوزیشن کی جانب سے بدعنوانی کے معاملات کی تحقیقات کے لیے سینئر ججوں پر مشتمل عدالتی کمیشن کے قیام کی تجویز حکومت کی مخالفت کی وجہ سے مسترد ہو گئی۔ اپوزیشن نے اس پر "چور چور شرم کرو، حیا کرو" کے نعرے لگائے۔

نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر ہماری تاریخ کی بدعنوان ترین حکمران کے طور پر بے نقاب ہو چکی ہیں۔ بے نظیر نے سیاسی رشوت کے طور پر 1988ء میں 562 پلاٹ الاٹ کیے۔ پیپلز پارٹی نے تحفوں کی خاطر گوادر کی زمین کا سودا کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ بے نظیر نے دو مرسڈیز کاروں کی درآمد پر ایک کروڑ روپے سے زائد ٹیکس ادا نہیں کیا۔ ہم مراعات یافتہ طبقہ کو نوازنے کے بجائے محروم طبقوں کے حقوق ادا کریں گے۔ عوام سر پر کفن باندھ کر ظالم حکمرانوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں۔ بے نظیر نے کہا کہ مرسڈیز گاڑی میں نے اپنے پیسوں سے منگوائی۔ اپوزیشن الزام تراش رہی ہے۔

عزیز میمن کی گرفتاری

14 مئی کو پیپلز پارٹی کے رکن قومی اسمبلی عبدالعزیز میمن کو یونائیٹڈ بنک کے دیگر اعلیٰ افسران اور یونین کے رہنماؤں کو کروڑوں روپے دھوکہ دہی سے ہتھیانے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ ایف۔ آئی۔ اے کے ترجمان نے کہا کہ جعلی اور فرضی ملازمین کے نام پر کروڑوں روپے کھائے جا رہے تھے۔ کسی استحقاق کے بغیر 19 گاڑیاں اپنی تحویل میں لے رکھی تھیں۔ 70 کروڑ روپے غیر قانونی طور پر خرچ کیے گئے۔ دو دن قبل 20 لاکھ روپے وصول کر کے 150 افراد کو بنک میں بھرتی کیا گیا۔ بے نظیر نے کہا کہ احتساب سے کوئی بھی بالاتر نہیں ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ عزیز میمن جرائم پیشہ شخص ہیں، ان پر سنگین الزامات ہیں۔

احتساب کی نفی

16 مئی کو سوالات کا جواب دیتے ہوئے قومی اسمبلی میں وفاقی وزیر محمد یوسف تالپور نے انکشاف کیا کہ پارلیمنٹ کے آٹھ ارکان کو آپریٹو کے 16 کروڑ روپے ہضم کر گئے۔ ان آٹھ میں سے سات کا تعلق حکمران جماعت پیپلز پارٹی اور جونیجو لیگ سے ہے۔ پیپلز پارٹی کے سینیٹر گلزار پر 48 کروڑ روپے واجب الادا ہیں۔ اپوزیشن کی جانب سے نادہندگان کی گرفتاری کے مطالبہ پر نصیر بابر نے نہایت معصومی کے ساتھ جواب دیا کہ ان کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر درج نہیں کرائی گئی، اس لیے گرفتار نہیں کر سکتا۔

منی بجٹ

17 مئی کو مسلم لیگ کے سیکریٹری جنرل سرتاج عزیز نے کہا کہ بے نظیر حکومت نے رواں سال میں 25 ارب روپے کے آٹھ منی بجٹ پیش کیے جن کی قومی اسمبلی سے منظوری نہیں لی گئی۔ مسلم لیگ حکومت کی جانب سے آئین کی اس خلاف ورزی کو اعلیٰ عدالتوں میں چیلنج کرے گی۔

آئی۔ ایم۔ ایف مشن کے سربراہ نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ قرض کی تیسری قسط کے اجراء سے قبل حکومت کو بجٹ خسارہ کم کرنا ہو گا۔ ٹیکسوں میں متعدد مراعات واپس لینا ہوں گی۔ جنرل سیلز ٹیکس اور زرعی آمدنی پر ٹیکس عائد کرنا ہو گا۔

وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب نے کہا کہ آئندہ بجٹ سخت ہو گا۔ زرعی ٹیکس بھی لگے گا، لیکن وزیر اطلاعات کھرل نے کہا کہ وفاقی کابینہ نے زرعی ٹیکس لگانے پر کبھی غور نہیں کیا۔ اس لیے زرعی ٹیکس نہیں لگے گا۔ سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق نے کہا کہ پاکستان میں 225 ارب روپے کے ٹیکس سالانہ چوری کیے جاتے ہیں۔ بااثر افراد 110 ارب روپے کے قرضے ہڑپ کر چکے ہیں۔ کسی کو جیل میں نہیں ڈالا گیا۔ بجٹ میں خسارہ وسائل کا نہیں بلکہ بدنیتی کا ہے۔

پاکستانی ثقافت

19 مئی کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں اپوزیشن نے ٹی۔ وی کے ذریعے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے مخلوط ڈانس کرنے اور پاپ میوزک پر مبنی فحاشی پھیلانے والے پروگراموں کے خلاف احتجاج کیا تو وزیر اطلاعات خالد کھرل نے جواب دیا کہ ہم ملکی ثقافت کو جدید تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ کر کے اکیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں۔ بعض لوگ پاکستان کو پندرھویں

صدی کی دقیانوسیت کی طرف دھکیلنا چاہتے ہیں۔ ہلکی پھلکی تفریح پاکستانی ثقافت ہے۔ اس جدید دور میں لڑکوں اور لڑکیوں کو ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر شانہ بشانہ کام کرنا ہو گا۔

مردم شماری

اقوام متحدہ نے حکومت پاکستان پر زور دیا کہ مردم شماری کے کام میں مزید تاخیر سے کام نہ لیا جائے۔ گزشتہ مردم شماری 1981ء میں ہوئی تھی۔ اس کے دس سال بعد 1991ء میں ہونا تھی لیکن یہ اہم کام مسلسل التوا کا شکار ہے۔

ہلال پاکستان کا انتباہ

مسلح افواج کے جریدے "ہلال پاکستان" نے اپنی اشاعت میں لکھا کہ مفاد پرستوں کا ایک ٹولہ کشمیر اور ایٹمی پروگرام کو ایک تھالی میں سجا کر بھارت کو پیش کرنے کا درس دے رہا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ پاکستان کو بھارت کی ایک ذیلی ریاست میں تبدیل کر دیا جائے۔ "انڈو پاک پیپلز فورم" جس میں پاکستان اور بھارت کے بعض خودغرض افراد شامل ہیں۔ دونوں ممالک کے مختلف شہروں میں اپنے اجلاس منعقد کر کے پاک بھارت دوستی کے پردہ میں یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ ہمیں یہ حقیقت تسلیم کر لینا چاہیے کہ بھارت ہم سے بڑا ملک ہے "ہلال پاکستان" نے ملک کو اس فورم کے مضر اثرات سے آگاہ کرتے ہوئے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ صدر اور وزیراعظم پاکستان نے اب تک اس فورم کی سرگرمیوں کا نوٹس لے کر اُس کی سرزنش کیوں نہیں کی۔

مسلم لیگ کا جلسہ عام

31 مئی کو لاہور میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا میں بدعنوان حکمرانوں کے خلاف میدان میں نکلا ہوں۔ میرے سینے میں تڑپ ہے کہ میں اپنے ملک کے غریب عوام اور اُن کے بچوں کے مستقبل کے لیے کچھ کر سکوں۔ انشا اللہ وہ دن آئے گا۔ جب غریبوں کی قسمت بدل جائے گی۔ مقروض ٹھیکدار آصف زرداری آج ارب پتی کس طرح بن گیا۔

مسلم لیگ (جونیجو) کے حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ اگر نواز شریف مناسب رویہ اختیار کریں تو مسلم لیگ کا اتحاد ہو سکتا ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ 1972ء میں نواز شریف کے پاس ایک فیکٹری تھی۔ آج 22 کہاں سے آگئیں۔ اُن پر 616 کروڑ روپے کے قرضے ہیں۔ بڑا چور خود سب سے

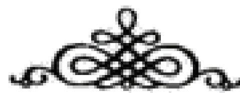
زیادہ شور مچا رہا ہے۔

بھارت میں عام انتخابات

مئی میں ہونے والے بھارت کے گیارہویں انتخابات میں لوک سبھا میں ہندو فرقہ پرست جماعت بھارتیا جنتا پارٹی سب سے بڑی پارٹی بن کر اُبھری۔ کانگریس کا پچاس سالہ راج ختم ہوگیا۔ اُس کے کئی وزراء شکست کھا گئے۔ نرسمہا راؤ اور اُن کی کابینہ نے استعفیٰ دے دیا۔ بی۔ جے۔ پی کے اٹل بہاری واجپائی بھارت کے آئندہ وزیراعظم ہوں گے۔ واجپائی نے کہا کہ آزاد کشمیر پر قبضہ ہماری اولین ترجیح ہے۔ وہ بھارت کا حصہ ہے۔ ہم ایٹم بم بنائیں گے۔ بابری مسجد کی جگہ رام مندر تعمیر کریں گے۔ 16 مئی کو واجپائی نے بھارت کے وزیراعظم کے عہدہ کا حلف اُٹھا لیا۔ 69 سالہ واجپائی غیر شادی شدہ ہیں۔ 29 مئی کو واجپائی لوک سبھا میں اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے میں ناکام ہوگئے۔ اس طرح ان کی تیرہ روزہ حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ صدر نے سیکولر پارٹیوں کے نامزد کئے ہوئے دیوگوڑا کو نیا وزیراعظم نامزد کر دیا۔ کانگریس نے بھی اُن کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ دیوگوڑا اور اُن کی 120 رکنی کابینہ نے اپنے عہدوں کا حلف اُٹھا لیا۔ دیوگوڑا نے کہا کہ پاکستان، چین اور سری لنکا کے ساتھ نرسمہا راؤ کی پالیسی جاری رہے گی۔ مقبوضہ کشمیر کو زیادہ سے زیادہ خودمختاری دیں گے۔ ایٹمی آپشن کھلا رہے گا۔

مقبوضہ کشمیر میں انتخابی ڈرامہ

مقبوضہ کشمیر میں بھی الیکشن کا ڈھونگ رچایا گیا۔ زبردستی ووٹ ڈلوائے گئے، لیکن جبر و تشدد کے باوجود دو فیصد ووٹ پڑے۔ آل انڈیا ریڈیو نے کہا کہ دس فیصد ووٹ ڈالے گئے۔ بی۔ بی۔ سی نے کہا کہ الیکشن کا بھارتی ڈرامہ ناکام ہوگیا۔ امریکی ترجمان نے کہا کہ کشمیریوں سے زبردستی ووٹ ڈلوائے گئے۔ اس انتخابی ڈرامے کے خلاف پاکستان اور آزاد کشمیر میں یوم سیاہ منایا گیا۔ بے نظیر نے کہا کہ الیکشن استصواب رائے کا بدل نہیں ہوسکتے۔ نواز شریف نے کہا کہ کشمیریوں نے بہادری اور جرأت کے ساتھ بھارتی انتخابی ڈرامہ کو ناکام بنا دیا۔ 87 لاکھ بھارتی فوج اب بھی اُن کے جذبہ حریت کو شکست نہیں دے سکتی۔ قومی اسمبلی میں اتفاق رائے سے ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا کہ بھارت کشمیری مجاہدین کا قتل عام بند کرے۔ انتخابات استصواب رائے کا متبادل نہیں ہوسکتے، تحریک آزادی کی حمایت جاری رکھی جائے گی۔



باب 18

بے نظیر بھٹو زوال کی طرف

2 جون کو لندن کے جریدے "دی اکنامسٹ" نے پاکستان کے بارے میں اپنی رپورٹ میں لکھا کہ فوج بے نظیر حکومت سے خوش نہیں ہے۔ مڈٹرم الیکشن کا امکان ہے۔ نواز شریف دوبارہ اقتدار کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔ اسلامی بنیاد پرستوں کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اگر جمہوری عناصر بدعنوانی سے پاک حکومت نہیں بناتے تو بنیاد پرست اقتدار پر قابض ہو جائیں گے۔

4 جون کو خلیج کے اخبار "گلف نیوز" نے انکشاف کیا کہ امریکہ نے نواز شریف کو یقین دلایا ہے کہ عام انتخابات آئندہ سال ہو جائیں گے۔ اخبار کے مطابق نواز شریف کو اُن کے امریکہ کے قیام کے دوران نائب وزیر خارجہ رابن رافیل نے 1997ء میں انتخابات کا یقین دلایا تھا تاہم اُن سے کہا گیا کہ وہ بے نظیر حکومت کے خلاف احتجاجی مہم شروع نہ کریں۔ رابن رافیل کی یقین دہانی پر نواز شریف نے تحریک نہ چلانے کا وعدہ کر لیا تھا۔

سرے محل کی خریداری

برطانوی اخبار "سنڈے ایکسپریس" نے خبر شائع کی کہ بے نظیر اور آصف زرداری نے لندن میں ایک بہت قیمتی عمارت خریدی ہے لیکن وزیراعظم کے ترجمان نے کہا کہ یہ خبر بے بنیاد ہے۔ بے نظیر نے برطانیہ میں کوئی جائیداد نہیں خریدی۔ بے نظیر بھٹو نے خود بھی کہا کہ لندن میں مکان خریدنے کا الزام جھوٹا ہے۔ برطانیہ، فرانس یا امریکہ میں میری کوئی جائیداد نہیں۔ نواز شریف کے میڈیا سیل نے میرے خلاف گندی مہم چلا رکھی ہے۔ میری کردار کشی

کے لیے ناجائز دولت استعمال کی جا رہی ہے۔ میری حکومت مارچ 97ء سے قبل ختم کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم اخبار کے خلاف عدالتی چارہ جوئی پر غور کر رہے ہیں۔ "سنڈے ایکسپریس" نے لکھا کہ محل کی خریداری کے بارے میں ہم پر مقدمہ قائم کیا گیا تو ہم عدالت میں اس کا ثبوت پیش کر دیں گے۔ سرے محل پہلے کسی عرب شہزادہ کی ملکیت تھا۔ اب خریداری کے بعد اسے نئے فرنیچر سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر بتائیں کہ "لندن میں 355 ایکڑ پر محیط جائیداد خریدنے کے لیے دولت اُن کے پاس کہاں سے آئی۔ وزیراعظم عدالت میں جائیں یا پھر استعفیٰ دے دیں۔ عوام بھوکے مریں یا بسوں سے گر کر مر جائیں، حکومت کو کوئی پروا نہیں۔ وہ تو محل خریدنے، ڈیوٹی فری کاریں منگوانے اور لوٹ مار میں مصروف ہیں۔

لندن کے ہفت روزہ "اکنامسٹ" اور روزنامے "سنڈے ایکسپریس" نے بے نظیر بھٹو کے خلاف خبر کی اشاعت پر پاکستان میں اُٹھنے والے طوفان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ بے نظیر کے جوابی دلائل اور زبانی تردید اُن کے خلاف کرپشن کے الزام کو جھٹلانے کے لیے کافی نہیں۔ حکومت کے حامی بھی اُسے کرپشن سے پاک قرار نہیں دے سکتے۔

طیاروں کی خریداری پر کمیشن

گوہر ایوب نے قومی اسمبلی میں طیاروں کی خریداری پر کمیشن کی وصولیابی کے مسئلہ پر ایک تحریک التوا پیش کی۔ 10 جون کو اس کے جواب میں وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی نے کہا کہ فرانس کے میراج طیاروں کی خریداری پر کئی کروڑ ڈالر کمیشن وصول کرنے کے معاملہ میں تحقیقات جاری ہیں۔ پہلے قدم کے طور پر ڈائریکٹر جنرل ڈیفنس پر چیز کو فوری طور پر ملازمت سے برطرف کر دیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے حکم عدولی کرتے ہوئے میراج طیاروں کی رقم ادا کر دی تھی۔

بری فوج کے سربراہ جہانگیر کرامت نے صدر لغاری سے 14 جون کو ملاقات کر کے طیاروں کی خریداری پر کمیشن کے بارے میں ڈھائی گھنٹے تک تبادلہ خیال کیا۔ ملاقات میں میراج طیاروں کی خرید کا سودا ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس اہم ملاقات میں ملک کی سلامتی، داخلی صورت حال، امن و امان، بدعنوانی کے بڑھتے ہوئے رجحان، حکومت اور اپوزیشن کے درمیان محاذ آرائی اور معاشی صورت حال پر بھی تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اس ملاقات میں وزیراعظم بے نظیر شامل نہیں تھیں۔

سزائے موت کی تنسیخ

10 جون کو وفاقی کابینہ نے خواتین کو سزائے موت نہ دینے کا بل منظور کر لیا اور فیصلہ کیا کہ خواتین کہ سزائے موت کے بجائے عمر قید کی سزا دی جائے۔

ہردلعزیز رہنما

10 جون کو آسٹریلیا کے ایک روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ میں پاکستان کی ہردلعزیز لیڈر ہوں۔ عوام مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ مجھے اُن کا بھرپور اعتماد حاصل ہے۔ ہم نے جمہوری نظام کو مستحکم کیا ہے۔ ہمارا ملک جدید مسلم جمہوریت کا بہترین نمونہ ہے۔ احتساب کا موثر نظام موجود ہے۔ سیاسی پارٹیاں اور پریس آزاد ہے۔ ہم محاذ آرائی پر یقین نہیں رکھتے۔ میرا خیال ہے کہ یہ انٹرویو دیتے وقت بے نظیر کا اپنا دل بھی اُن کی زبان کا ساتھ نہیں دے رہا ہوگا۔

12 جون کو قومی اسمبلی کے رکن اعجاز شفیع نے یہ سوال دریافت کیا کہ بھٹو مرحوم اور بیگم بھٹو پر جو 34 لاکھ 80 ہزار روپے کا انکم ٹیکس واجب الادا تھا، کیا اُس کی ادائیگی ہوگئی۔ وزیر مملکت مخدوم شہاب نے کہا کہ ٹیکس کے بارے میں تفصیلات کسی غیر متعلقہ شخص کو نہیں دی جاسکتیں۔ جس پر اعجاز شفیع نے کہا اپوزیشن اور اُن کے اہل خانہ کے متعلق تو یہ تفصیلات روزانہ ایوان میں پیش کی جارہی ہیں۔

قومی بجٹ

13 جون کو وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب الدین نے قومی اسمبلی میں نئے سال کا خسارہ کا بجٹ پیش کردیا۔ بجٹ میں 41 ارب روپے کے نئے ٹیکس عائد کیے گئے ہیں۔ سیلز ٹیکس کا دائرہ وسیع کردیا گیا۔ اشیائے صرف پر 5 فیصد ٹیکس لگا دیا گیا۔ ٹیلی فون کالز، سیمنٹ، مشروبات اور سگریٹ پر ڈیوٹی بڑھادی گئی۔ مکانوں اور پلاٹوں پر رقبہ کے لحاظ سے 2 ہزار سے لے کر 10 ہزار روپے تک کا دولت ٹیکس لگا دیا گیا۔ صدر، وزیر اعظم، چیئرمین سینٹ، ڈپٹی چیئرمین، ارکان اسمبلی اور قائم کمیٹیوں کے چیئرمینوں کی تنخواہوں اور مراعات میں اضافہ کیا گیا۔ صدر کو عمر بھر کے لیے ایک ڈرائیور اور خانساماں کی خدمات، علاج کی مفت سہولت اور رہائش گاہ کی مراعات حاصل رہیں گی، لیکن سرکاری ملازمین پھر محروم رہ گئے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ اس بجٹ نے غریبوں کی بڑی خدمت کی ہے۔ معیشت کو مضبوط بنانے کے لیے قوم کو قربانی دینا ہوگی۔
بجٹ تقریر کے دوران اپوزیشن کے ممبران شور کرتے رہے۔ انھوں نے "سنڈے ایکسپریس" کی

کاپیاں ایوان میں لہرائیں- وزیراعظم بیٹھی تسبیح پڑھتی رہیں- اپوزیشن کو نکتہ اعتراض پر بولنے کی اجازت نہیں دی گئی- ہنگامہ آرائی کے بعد اپوزیشن نے بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا-

پاکستانی اخبارات اور جرائد کی نمائندہ تنظیم نے اخبارات پر عائد سیلز ٹیکس اور ڈیوٹی کو مسترد کر دیا اور کہا کہ اس سے بہت سے اخبارات اور جرائد بند ہو سکتے ہیں اور سینکڑوں صحافی بے روزگار ہو سکتے ہیں- اخبارات ان حکومتی حربوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے- تاجر برادری نے بھی نئے بجٹ کو مسترد کر دیا اور کہا کہ یہ اقتصادی بقاء و سلامتی کے لیے خطرناک ہے-

نواز شریف نے کہا کہ یہ ٹیکسیشن نہیں بلکہ کرپشن ہے- ہم اس کے خلاف بھرپور احتجاج کریں گے- اپوزیشن نے بجٹ کے خلاف ملک گیر تحریک چلانے کا اعلان کر دیا- مخدوم شہاب نے کہا کہ بجٹ کا خسارہ پورا کرنے کے لیے نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں- اپوزیشن تحریک چلا کر دیکھ لے- بے نظیر نے کہا کہ سابقہ حکومت کی شاہ خرچیوں کی وجہ سے 41 ارب روپے کے ٹیکس لگانا پڑے- آئی- ایم- ایف کو خدا حافظ کہنے کا مشورہ دینے والے بے روزگار نوجوانوں کے دشمن ہیں-

17 جون کو فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹریز نے بھی بجٹ مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس نے صنعت، برآمدات اور ملازمین کا بیڑہ غرق کر دیا- ہم بجٹ کو تبدیل کرانے کے لیے راست اقدام کرنے پر مجبور ہو جائیں گے- ملز ایسوسی ایشن نے کہا کہ بجٹ جاگیرداران، وڈیروں اور آئی- ایم- ایف کو خوش کرنے کے لیے بنایا گیا ہے- ٹیکسٹائل پروسیسنگ نے بجٹ کے خلاف یکم جولائی سے ہڑتال کا اعلان کر دیا- وزیراعظم کے مشیر جعفری نے کہا کہ اس بہترین اور متوازن بجٹ پر آئی- ایم- ایف نے بھی اپنے اطمینان کا اظہار کیا ہے- اس پر نہ کوئی نظر ثانی ہو گی اور نہ ہی کوئی ٹیکس واپس لیا جائے گا-

17 جون کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ ہم حکومت کو یہ ظالمانہ بجٹ واپس لینے پر مجبور کر دیں گے- 24 جون کو ظالمانہ بجٹ اور کرپشن کے خلاف دھرنا دیں گے- قاضی صاحب نے مطالبہ کیا کہ موجودہ حکومت کو برطرف کر کے ملک کا نظام عبوری طور پر چیف جسٹس کمیٹی کے سپرد کر کے 1985ء سے اب تک برسر اقتدار رہنے والے تمام لوگوں کا احتساب کیا جائے- کرپشن میں ملوث افراد کو انتخابات میں حصہ لینے کا نااہل قرار دیا جائے-

مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ٹیکسوں کا بم غریب کی جھونپڑیوں پر گرا ہے- ہم بجٹ کو مسترد کرتے ہیں- 28 جون کو بجٹ کے خلاف ملک گیر ہڑتال ہو گی- بے نظیر نے کہا کہ عوام باشعور ہیں اور ہڑتال کو مسترد کر دیں-

متحدہ اپوزیشن نے اسمبلیوں سے اجتماعی استعفیٰ دینے کا فیصلہ کر لیا- نواز شریف کو یہ اختیار دے دیا گیا کہ وہ جب چاہیں اُن کے استعفے اسپیکر کے حوالے کر دیں- بے نظیر نے کہا کہ اگر اپوزیشن نے استعفے دیئے تو پھر ہم ضمنی الیکشن کرا دیں گے- عوامی عدالت کا سامنا کوئی خالہ

جی کا گھر نہیں۔ ہمارے خلاف بے سروپا خبریں شائع کی جارہی ہیں کہ ہم بلاول ہاؤس فروخت کر رہے ہیں۔ لندن میں رہائش کے لیے سرے محل خرید لیا ہے۔ ہم پاکستان چھوڑ کر جارہے ہیں۔ میں پاکستان چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

آزاد گروپ کا قیام

18 جون کو حکومت کے ممتاز ساتھی سیاست دانوں نوابزادہ نصراللہ خاں، غلام مصطفیٰ جتوئی، بلخ شیر مزاری، محمود اچکزئی، میر ظفراللہ جمالی اور مولانا فضل الرحمن نے قومی اسمبلی میں اپنا آزاد گروپ قائم کر لیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ جتوئی اور بلخ شیر مزاری نے تو نواز شریف کی حمایت کا بھی اعلان کر دیا۔ آزاد گروپ نے وزیراعظم بے نظیر کے نام اپنے مشترکہ خط میں لکھا کہ آئین کے منافی اُن کے اقدامات کے نتیجے میں ملکی مفادات کو شدید خدشہ لاحق ہو گیا ہے۔ بے نظیر کے حلیف رہنماؤں کے رویہ میں یہ نمایاں تبدیلی سیاسی حلقوں میں بحث کا موضوع بن گئی۔

19 جون کو ملک بھر کے اخبارات اور جرائد کی مشترکہ کونسل کے اجلاس میں کہا گیا کہ حکومت پریس کو آزادی سے محروم کر دینا چاہتی ہے۔ جنرل سیلز ٹیکس میں اضافہ اور نیوز پرنٹ درآمدی ڈیوٹی کی تجاویز آزادی صحافت کے منافی ہیں۔ کونسل کو غیر معینہ مدت کی ہڑتال کی کال دینے کا اختیار دے دیا گیا۔

19 جون کو آئل کمپنیوں نے موبل آئل کی قیمتوں میں دس فیصد تک اضافہ کر دیا۔ پورے ملک میں اس پر احتجاج کیا گیا۔

بجٹ کے خلاف ہڑتال

نواز شریف نے اتوار 23 جون کو بجٹ کے خلاف ملک گیر ہڑتال کی کال دے دی اور مطالبہ کیا کہ حکومت یہ ظالمانہ بجٹ واپس لے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہڑتال کی سیاست کرنے والوں کو قوم مسترد کر دے گی۔ نصیر اللہ بابر نے کہا کہ اپوزیشن نے قانون ہاتھ میں لیا تو حکومت بھی حرکت میں آئے گی۔

قاضی حسین احمد نے 23 جون کی ہڑتال کی مکمل حمایت کا اعلان کر دیا اور کہا کہ نواز شریف بھی 24 جون کے گھیراؤ کی مکمل حمایت کا اعلان کریں تاکہ 23 جون کی ہڑتال کامیاب ہو سکے۔ جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل سید منور حسن نے رحیم یار خاں میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ہم پیپلزپارٹی کی حکومت کے خاتمے کے لیے 23 جون کی ہڑتال کی مکمل تائید کا اعلان کرتے ہیں۔ وہ دوسری اپوزیشن جماعتوں سے بھی رابطہ کر کے انہیں اعتماد میں لیں۔

نواز شریف نے جماعت اسلامی کی دھرنا کال کی حمایت کر دی اور کہا کہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ شیخ رشید نے کہا کہ ہم قاضی کا ساتھ دیں گے۔ بے نظیر چاہتی ہیں کہ انہیں دھکے دے کر نکالا جائے۔

عوامی نیشنل پارٹی نے بھی ہڑتال کی حمایت کر دی۔ موجودہ عوام دشمن بجٹ سے غریبوں کے چولہے بجھ گئے۔ بے نظیر اور پاکستان ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ ملی یکجہتی کونسل، ایم۔ کیو۔ ایم اور کراچی ٹرانسپورٹرز نے بھی ہڑتال کی حمایت کر دی۔ مولانا نورانی نے اسے آدم خور بجٹ قرار دیا۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے کہا کہ عوام دشمن بجٹ کے خلاف بھرپور احتجاج کریں گے۔

تاجر اور صنعت کاروں نے بھی بجٹ کے خلاف ملک گیر ہڑتال کرنے اور 78 ارب روپے کے ٹیکس ادا نہ کرنے کی دھمکی دے دی۔ انہوں نے کہا کہ سیلز ٹیکس کے نفاذ سے ہزاروں کارخانے بند ہو جائیں گے۔

بجٹ کی منظوری

26 جون کو اپوزیشن کی غیر موجودگی میں 41 ارب روپے کے اضافی ٹیکسوں کا بجٹ 60 منٹ میں منظور کر لیا گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بجٹ کی پہلی، دوسری اور تیسری خواندگی اس مختصر مدت میں مکمل کر لی گئی۔ بجٹ کی منظوری کے موقع پر حکمران پارٹی کے بھی صرف 45 ارکان ایوان میں موجود تھے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ خسارہ ہمیں ورثہ میں ملا ہے۔ اپوزیشن ملک کا جمہوری نظام سبوتاژ کرنا چاہتی ہے۔ ہم اس کی سازش کو ناکام بنا دیں گے، لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ حکومت نے اس ظالمانہ بجٹ کو اس طرح منظور کرا کے پورے ملک کو اپنے خلاف صف آراء کر کے اپنے ہی ہاتھوں اپنی تباہی کا انتظام کر لیا ہے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ صدر بجٹ کی منظوری دینے سے گریز کریں۔ نوابزادہ نصر اللہ خاں نے کہا کہ آزاد پارلیمانی گروپ بجٹ کی منظوری میں فریق نہیں ہے۔ ہم نے اسے مسترد کر دیا ہے۔ متحدہ اپوزیشن نے بجٹ کے خلاف عملی جدوجہد شروع کرنے اور عوام کی اسمبلی میں جانے کا اعلان کر دیا۔

بھارت سے تجارتی تعلقات

وفاقی وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے کہا کہ بھارت سے تجارت کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس سے پاکستان کو فائدہ ہو گا۔ مسئلہ کشمیر کے حل کے بغیر بھارت سے تجارتی تعلقات استوار کرنے میں عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے لیکن حکومت اس ضمن میں بھی عوامی جذبات

کو نظر انداز کر رہی ہے۔

سرے محل

24 جون کو مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر، افتخار گیلانی نے لندن میں سرے محل کی خریداری سے متعلق بے نظیر اور آصف زرداری کے خلاف نااہلی کا ریفرنس جس پر مسلم لیگ اور اس کی اتحادی جماعتوں کے ارکان اسمبلی کے دستخط میں قومی اسمبلی کے اسپیکر کے حوالے کر کے ان سے مطالبہ کیا گیا کہ اسے فوراً چیف الیکشن کمشنر کو بھجوا دیا جائے۔

حکومت کی بدحواسی

جماعت اسلامی کے 24 جون کے وزیر اعظم سیکریٹریٹ کے سامنے پرامن احتجاجی دھرنے کو ناکام بنانے کے لیے حکومت نے 22 جون ہی سے احمقانہ انتقامی کارروائیاں شروع کر دیں۔ انتظامیہ نے راولپنڈی شہر میں ان استقبالیہ کیمپوں کو اکھاڑ پھینکا جو دوسرے شہر سے آنے والوں کا خیر مقدم کرنے کے لیے لگائے گئے تھے۔ درجنوں کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ 24 جون کو حکومت اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھی۔ راولپنڈی، اسلام آباد اور صوبہ سرحد میں جماعت اسلامی کے تقریباً ایک ہزار کارکن اور مرکزی رہنما گرفتار کر لیے گئے۔ جماعت اسلامی کے ارکان قومی اسمبلی مظفر ہاشمی، مولانا عبدالرحیم چترالی اور صاحبزادہ فتح اللہ اور سابق ارکان اسمبلی میاں عثمان، جاوید چیمہ، ڈاکٹر عنایت، نذیر درک اور ڈاکٹر یعقوب چار چار کی ٹولیوں میں اسلام آباد کی طرف بڑھ رہے تھے کہ پولیس نے راستہ روک کر انہیں گرفتار کر کے نامعلوم مقام پر پہنچا دیا۔ پنڈی میں لیاقت چوک جانے والے تمام راستے سیل کر دیئے گئے۔ ہزارہا افراد کو راستوں میں یا پنڈی پہنچنے پر گرفتار کر لیا گیا۔ قرب و جوار کے شہروں میں بڑے پیمانہ پر گرفتاریاں کی گئیں اور تشدد کیا گیا۔ حد تو یہ ہے کہ محض اس شبہ میں اس ادارہ کے اساتذہ اور طلبہ دھرنے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ انتظامیہ نے مردان کی ایک معروف دینی درسگاہ پر جو سابق قومی اسمبلی اور جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا گوہر رحمٰن کے زیر اہتمام قائم ہے، پولیس نے اچانک بول کر آنسو گیس شیلوں کی بارش کر دی اور الزام لگایا کہ وہاں افغان باشندے موجود تھے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ ہم نے بار بار یقین دہانی کرائی ہے کہ بجٹ اور مہنگائی کے خلاف ہمارا دھرنا پرامن ہو گا لیکن حکومت اسے سبوتاژ کرنے کے لیے اشتعال انگیز اقدامات اور کارروائیاں کر رہی ہے۔

پولیس کی بندشوں کے باوجود کارکنان جماعت اسلامی کلمہ طیبہ والا پرچم لہراتے ہوئے اور

"المدد المدد۔ یا خدا المدد" کے نعرے لگاتے ہوئے وزیراعظم سکریٹریٹ کی جانب بڑھ رہے تھے۔ قاضی صاحب کی قیادت میں قافلے کو میلوڈی چوک پر روک دیا گیا۔ پولیس نے قاضی صاحب کے ساتھ جنگ آمیز رویہ اختیار کیا اور پُرامن مظاہرین پر بلہ بول دیا۔ اندھا دھند گولیاں برسائیں اور آنسو گیس کے شیل پھینکے۔ مظاہرین آس پاس کی گلیوں میں منتشر ہوگئے۔ پولیس اُن کے تعاقب میں گلیوں میں داخل ہوگئی اور زبردست شیلنگ کی جس سے متعدد خواتین بے ہوش ہوگئیں۔ راولپنڈی کی سڑکیں میدان جنگ کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ پولیس کی اندھا دھند فائرنگ سے جماعت کے تین کارکنان سمیت چار افراد جاں بحق ہوگئے۔ لاشیں سڑکوں پر تڑپتی رہیں۔ پولیس نے ایک بس پر بھی گولیاں برسا دیں۔ کئی گھنٹے تک محاذ آرائی جاری رہی۔ نصیر بابر اس آپریشن کی خود نگرانی کرتے رہے۔ انتظامیہ نے اپنی مدد کے لیے فوج بھی طلب کرلی۔ تمام پابندیوں کے باوجود جماعت اسلامی کے 20 کارکن وزیراعظم سکریٹریٹ پہنچنے میں کامیاب ہوگئے، جہاں اُن سب کو گرفتار کرلیا گیا۔ قاضی صاحب سمیت 200 افراد زخمی ہوگئے۔

جماعت اسلامی کے ڈپٹی سکریٹری جنرل اعجاز چوہدری نے بتایا کہ پولیس فائرنگ سے شہید ہونے والے کارکنوں کے قتل کا مقدمہ وزیراعظم اور وزیرداخلہ کے خلاف درج کرنے کے لیے پولیس تھانہ میں درخواست دے دی گئی ہے۔ اس سے انکار پر جماعت نے عدالت عالیہ سے رجوع کیا جس پر ہائی کورٹ کی راولپنڈی بنچ نے وزیراعظم، وزیر داخلہ اور دیگر کے خلاف جماعت کی رٹ درخواست متعلقہ ایس۔ ایچ۔ او کو اس ہدایت کے ساتھ روانہ کر دی کہ وہ قانون کے مطابق اپنی ذمہ داری ادا کریں۔

قومی اسمبلی میں اپوزیشن کے ارکان نے انتظامیہ کی جانب سے بے گناہ افراد کی ہلاکت اور راولپنڈی اور اسلام آباد کو مکمل طور پر سیل کرنے کے خلاف احتجاج کیا۔ ان ممبران اسمبلی نے اسمبلی میں لاٹھی چارج اور فائرنگ کی تصاویر دکھائیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ جماعت اسلامی محاذ آرائی سے باز نہ آئی تو مزید سختی برتیں گے۔ قاضی صاحب کے ساتھ چار ہزار مسلح افراد تھے۔ قائد حزب اختلاف بھی مری سے مسلح افراد لے کر آئے۔ جماعت اسلامی کو اسلام آباد کا گھیراؤ کرنے کا حق حاصل نہیں۔ دو مرتبہ فوج بلانا پڑی۔ لوگ مظاہرین کی فائرنگ سے ہلاک ہوئے۔ اس پر ایوان جھوٹ جھوٹ کے نعروں سے گونج اٹھا۔

نواز شریف نے قومی اسمبلی میں کہا کہ وزیر داخلہ جھوٹ بولتے ہیں۔ حکومت کو ان ہلاکتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ معصوموں کا خون بے نظیر کی گردن پر ہے۔ جماعت اسلامی کے پُرامن جلوس پر فائرنگ کی گئی۔ سرکاری ممبران نے مطالبہ کیا کہ جماعت اسلامی پر پابندی لگائی جائے لیکن نصیر بابر نے کہا کہ ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ اس سانحہ کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا۔ اپوزیشن کے ممبران بطور احتجاج ایوان سے واک آؤٹ کر گئے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ لاشوں کی سیاست کرنے والوں کو بے نقاب کریں گے۔





پولیس جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد کو جلوس کی قیادت کرتے ہوئے
اسلام آباد جانے سے روک رہی ہے۔

انتظامیہ قصوروار ہوئی تو سزا دیں گے۔ وفاقی وزیر خالد کھرل نے کہا کہ جماعت اسلامی نے کبھی بھی دل سے پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ اُس کے جلوس میں افغان باشندے شامل تھے۔ کارکنوں نے بلااشتعال اندھا دھند فائرنگ کی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کُھوسہ نے بھی کہا کہ جماعت اسلامی کے کارکن اپنے ساتھیوں کی فائرنگ سے ہلاک ہوئے۔

نوابزادہ نصراللہ خاں، بلخ شیر مزاری، جتوئی، مولانا فضل الرحمٰن، اچکزئی، حافظ حسین احمد، چوہدری شیر علی، عمران خاں، غلام دستگیر، بیگم نسیم ولی اور شہباز شریف نے کہا کہ پُرامن جلوس پر پولیس کی فائرنگ سے حکومت کا سیاہ چہرہ بے نقاب ہوگیا ہے۔ بے نظیر ظلم و تشدد میں اپنے باپ سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔ اُن کا حشر اپنے باپ سے بھی برا ہوگا۔ الطاف حسین نے کہا کہ دھرنا دینے والوں پر ریاستی طاقت کا استعمال فسطائیت ہے۔ جماعت اسلامی کے شہداء کے قاتل بے نظیر اور نصیراللہ بابر ہیں۔ حکومت کو ہٹانے کے لیے تمام جماعتیں متحد ہو جائیں۔

24 جون کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ مسلح افغانوں کو لانے کی بات بکواس ہے۔ ہم پاکستان کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ شہادت میری آرزو ہے۔ میرے اوپر پستول تانا گیا۔ گاڑی پر گولیاں برسائی گئیں۔ فوج براہ راست ملک کے حالات ٹھیک نہیں کر سکتی۔ ہم فساد برپا کرنے کے لیے نہیں، فساد مٹانے کے لیے اُٹھے ہیں۔ پانچ ہزار گوریلے ہمارے ساتھ تھے تو اُن میں سے کوئی ایک بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔ ہمارے کارکنوں کی سو سے زیادہ بسوں کو راستوں میں روک کر تلاشی لی گئی، کسی کے پاس چاقو بھی نہیں ملا۔ کسی اہلکار کو ایک خراش تک نہ آئی۔ موجودہ حکومت کا خاتمہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ جماعت اسلامی پورے ملک میں 25 جون کو یوم احتجاج منائے گی۔

مولانا نورانی نے کہا کہ سانحہ راولپنڈی پر جمعہ کو ملک بھر میں یومِ احتجاج منایا جائے گا۔

غائبانہ نمازِ جنازہ

25 جون کو لیاقت باغ راولپنڈی میں 24 جون کو پولیس کے ہاتھوں شہید ہونے والے جماعت اسلامی کے کارکنوں کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں راجہ ظفرالحق، شیخ رشید، تحریک جعفریہ کے سینیٹر جواد ہادی اور سیاسی اور دینی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ قاضی صاحب نے پڑھائی۔

25 جون کو پورے ملک میں یوم احتجاج منایا گیا۔ راولپنڈی میں مظاہرین پر فائرنگ اور لاہور میں شیلنگ کی گئی۔ متعدد افراد زخمی ہوگئے۔

25 جون کو بے نظیر نے اسلام آباد میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ رجعت پسند فوج اور صدر کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال نہیں کر سکیں گے۔ گرفتار ہونے والوں نے

اعتراف کیا ہے کہ وہ افغان کمانڈر تھے۔ بعض عناصر بنیاد پرستی پر مبنی آمریت قائم کرنا چاہتے ہیں، لیکن ہم بنیاد پرستی اور دہشت گردی کو کچل کر رکھ دیں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ پولیس نے اپنے دفاع میں گولی چلائی۔ جماعت اسلامی کے مظاہرے میں اکثریت ایسے افراد کی تھی جنھوں نے افغانستان میں جہاد کی تربیت حاصل کی ہے۔ جماعت اسلامی کے احتجاج سے حکومت کو کوئی خطرہ نہیں۔ اب کوئی جنرل ضیاء الحق نہیں آئے گا۔

دھرنا پروگرام کے نتائج

قاضی صاحب نے بار بار یقین دلایا تھا کہ ہمارا دھرنا پروگرام مکمل طور پر پُرامن ہوگا، لیکن بے نظیر حکومت جس نے کئی محاذوں پر جنگ چھیڑ کر خود کو کمزور کرلیا ہے۔ اس سے بری طرح خوفزدہ ہوگئی۔ اس پروگرام کو ناکام بنانے کے لیے غیر معمولی تشدد سے کام لیا گیا۔ اندھا دھند فائرنگ سے چار افراد جاں بحق ہوگئے۔ حکومت نے دھرنے کو ناکام بنانے کے لیے ہر ممکن حربہ ظلم و جبر اور ریاستی تشدد کو استعمال کیا، لیکن ان تمام رکاوٹوں کے باوجود دھرنے کو ممکن ہی نہیں بلکہ کامیاب بنا کر جماعت اسلامی نے اپنی زبردست تنظیمی صلاحیت، کارکنوں میں سمع و طاعت کے مثالی جذبے اور بڑی سے بڑی قربانی دینے کے عزم کا عملی مظاہرہ کر دیا۔ اس مظاہرے نے حکومت کی چولیں ہلا دیں۔ صاف طور پر نظر آنے لگا کہ حکومت کا وقت بالکل قریب آگیا ہے۔ اس سے قبل نواز شریف نے جو احتجاجی تحریک چلائی تھی۔ اُس سے متوقع نتائج پیدا نہیں ہو سکے تھے۔ 23 جون کی ہڑتال بھی جزوی طور پر کامیاب ہوئی تھی۔ ممبران اسمبلی کے استعفوں کی پیش کش کے باوجود بے نظیر حکومت کو کوئی حقیقی خطرہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس لیے بے نظیر کا کہنا تھا کہ اپوزیشن نے احتجاج کر کے اور ہڑتال کی کال دے کر اپنے شوق پورے کر لیے، اب مذاکرات کرے، لیکن دھرنے نے اس صورت حال کو بالکل بدل کر رکھ دیا۔ سیاسی مبصرین کا کہنا تھا کہ اب بے نظیر حکومت زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی۔

قاضی صاحب کا چار نکاتی مطالبہ

اس سیاسی صورت حال میں قاضی صاحب نے صدر مملکت کے سامنے اپنے چار مطالبات رکھے۔ پہلے تو یہ کہ وہ اپنا آئینی حق استعمال کرتے ہوئے بے نظیر حکومت کو رخصت کر دیں۔ دوسرے یہ کہ چیف جسٹس پر مشتمل عبوری حکومت قائم کی جائے۔ تیسرے یہ کہ عبوری حکومت سب کا بے لاگ احتساب کرے اور چوتھے یہ کہ احتساب کے بعد منصفانہ الیکشن کرائے جائیں جن میں صرف ایسے اُمیدوار حصہ لے سکیں جو آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پر

پورے اُترے ہوں۔

آئین کے تحت صدر کو قبل از مدت مرکزی حکومت کو برطرف کرنے اور قومی اسمبلی کو تحلیل کرنے کا حق حاصل ہے۔ صدر لغاری کئی مواقع پر حکومت کی کارکردگی پر اپنے عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہہ بھی چکے ہیں کہ ضرورت پڑی تو وہ اپنا آئینی حق استعمال کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس لیے پہلے مطالبہ کی تکمیل تو جلد ہی متوقع ہے۔ اسمبلی کی تحلیل کے بعد عبوری حکومت کی تشکیل کا اختیار بھی صدر ہی کو حاصل ہے، لیکن سپریم جوڈیشل کونسل کا آئینی دارہ کار صرف عدلیہ کے اُمور تک محدود ہے۔ اس لیے صدر کی جانب سے چیف جسٹس کمیٹی کو عبوری حکومت بنانے کی دعوت دینا ممکن نظر نہیں آتا۔ پھر بے نظیر نے اس کی پیش بندی کرتے ہوئے کہا کہ بعض عناصر ججوں کو اقتدار کا دانہ ڈال کر اپنی مرضی کے مطابق فیصلے کرانا چاہتے ہیں۔ اُنھیں عبوری حکومت بنانے کا لالچ دیا جا رہا ہے۔ عدلیہ کی عزت اسی میں ہے کہ وہ غیر جانبدار ہے۔ تیسرے عبوری حکومت جن افراد پر بھی مشتمل ہو، اُس کی جانب سے احتساب کے عمل کو یقینی بنانا بھی مشکوک ہے۔ آئین کے مطابق عبوری حکومت کے لیے نوے دن کے اندر الیکشن کرانا ضروری ہے۔ اس لیے کوئی عبوری حکومت اگر چاہے بھی تب بھی اس مدت میں الیکشن کے اُمور کے ساتھ حقیقی احتساب کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ چوتھے اُمیدواروں کی اہلیت اور نااہلی کے بارے میں دستور کے آرٹیکل 62 اور 63 بہت جامع ہیں لیکن آئین میں ان پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لیے کوئی نظام تجویز نہیں کیا گیا ہے، اس لیے ان دفعات کے اندراج کے بعد ہونے والے انتخاب میں ان پر کبھی عمل نہیں ہو سکا اور نہ آئندہ اس کی توقع ہے۔

قاضی صاحب نے بے نظیر حکومت کے خاتمہ کے بعد عبوری حکومت کے قیام، احتساب اور انتخابات کے بارے میں جو تجاویز دیں ہیں، اُن کا پورا ہونا مشکوک ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی تھی کہ اسمبلی کے خاتمے کے بعد بقیہ تین مطالبات پورے نہ ہونے کی صورت میں بھی پہلے ہی سے کوئی ایسا طریقہ کار وضع کیا جاتا کہ ایسی صورت حال میں بھی جماعت کی مساعی اور قربانیوں کا ثمرہ جماعت کو حاصل ہو سکتا اور ملک و ملت کو ایک بحران سے نکل کر دوسرے بحران میں داخل ہونے کے امکان سے بچایا جا سکتا۔

دینی جماعتوں کا اتحاد

28 جون کو چھ دینی جماعتوں جماعت اسلامی جے۔ یو۔ پی (ف)، جے۔ یو۔ آئی (س) جے۔ یو پی، تحریک جعفریہ اور جماعت اہلحدیث نے انتخابی اتحاد کا اعلان کر دیا۔ آئندہ انتخابات کے لیے مشترکہ منشور اور انتخابی پیکج تیار کیا جائے گا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک پریس کانفرنس



مسلم لیگ کے صدر نواز شریف اور جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد
منصورہ میں بات چیت کرتے ہوئے۔

سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ طے پا گیا ہے کہ یہ جماعتیں مشترکہ طور پر جدوجہد کریں گی۔

28 مئی کو جماعت اسلامی کے سینیٹروں اور ارکان اسمبلی نے اپنے استعفے امیر جماعت قاضی حسین کے حوالے کر دیئے۔ امیر جماعت مجلس عاملہ سے مشورے کے بعد انہیں مناسب وقت پر اسپیکر کے حوالے کر دیں گے۔

29 جون کو وزیر داخلہ نصیر بابر نے نواز شریف کے خلاف نااہلی کا ریفرنس دائر کر دیا جس کی بنیاد نواز شریف کا وہ بیان ہے جس میں انہوں نے قاضی حسین احمد کو سیاسی مقاصد کے لیے دس کروڑ روپے فراہم کرنے کا اعتراف کیا تھا۔

نواز شریف نورانی ملاقات

29 جون کو نواز شریف اور مولانا نورانی کے درمیان ایک تفصیلی ملاقات ہوئی۔ جس میں دو نکات پر مشتمل ایک سمجھوتہ کو حتمی شکل دے دی گئی۔ پہلے یہ کہ مسلم لیگ اور ملی یکجہتی کونسل میں شامل جماعتیں موجودہ حکومت کے خاتمے کے لیے مشترکہ جدوجہد کریں گی۔ دوسرے یہ کہ انتخابات کے موقع پر پیپلز پارٹی اور اُس کی حلیف جماعتوں کے خلاف مشترکہ اُمیدوار لانے کے لیے نشستوں پر ایڈجسٹمنٹ کے طریق پر عمل کیا جائے گا۔ مولانا نورانی کو کونسل نے اختیار نہیں دیا تھا کہ وہ اُس کی جانب سے مسلم لیگ سے کوئی معاہدہ کر لیں۔ اس سے صرف ایک دن قبل تو خود مولانا نورانی نے ایک پریس کانفرنس میں چھ دینی جماعتوں پر مشتمل ایک انتخابی اتحاد کا اعلان کیا تھا۔

29 جون کو نواز شریف نے صدر سے پھر مطالبہ کیا کہ وہ حکومت کو بلا تاخیر برطرف کر دیں ورنہ ظلم و ستم سے تنگ آ کر عوام سڑکوں پر نکل آنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ میرے خلاف کرپشن کا کوئی الزام ثابت ہو جائے تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔

نواز شریف قاضی حسین احمد ملاقات

30 جون کو نواز شریف جماعت اسلامی کے دفتر منصورہ تشریف لائے اور انہوں نے قاضی حسین احمد سے تفصیلی مذاکرات کیے۔ ملاقات کے بعد دونوں رہنماؤں نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ میں نے میاں نواز شریف کو ناشتہ کی دعوت دی تھی، وہ تشریف لائے۔ شہدائے راولپنڈی کے لیے تعزیت اور دعائے مغفرت کی۔ انشاء اللہ جانوں کو اس پاکیزہ قربانی سے ایک عظیم اسلامی انقلاب رونما ہو گا۔ موجودہ حکومت سے جان چھڑانے کے لیے ہم نے باہمی تعاون اور رابطوں پر اتفاق کیا ہے۔ ایک کمیٹی تشکیل

دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو مستقبل کے نظام کے بارے میں بھی اپنی سفارشات پیش کرے گی۔ اپنے اپنے پلیٹ فارم سے کی جانے والی جدوجہد میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے۔ ہماری بات چیت مفید رہی ہے۔ عوام کی حمایت سے دو ماہ کے اندر اندر اس بدعنوان اور غیر جمہوری حکومت کا دھڑن تختہ کر دیں گے۔

صوبہ پنجاب

4 جون کو پنجاب کے وزیراعلیٰ سردار محمد عارف نکئی نے وزیراعظم بے نظیر کو پنجاب کی محسن اعظم کے خطاب سے نوازا۔ نکئی نے کہا کہ نواز شریف حکومت نے پنجاب کو صرف 26 ارب روپے دیئے تھے جبکہ بے نظیر نے 71 ارب روپے دیئے۔

بلدیاتی ادارے

26 جون کو سپریم کورٹ نے پنجاب کے تمام بلدیاتی ادارے بحال کر دیئے اور لاہور ہائی کورٹ کا 19 فروری 96ء کا وہ فیصلہ کالعدم قرار دے دیا جس میں بلدیاتی اداروں کے الیکشن کرانے کا حکم دیا گیا تھا۔

پنجاب حکومت نے اس عدالتی فیصلہ پر عمل کرنے کے بجائے اسے غیر موثر بنانے کے لیے فوراً ایک ہی نیا قانون منظور کر لیا جس کی رو سے تمام بلدیاتی اداروں کے ارکان کی رکنیت ختم کر دی گئی۔ اور بلدیاتی اداروں کے تمام اختیارات ایڈمنسٹریٹروں کے حوالے کر دیئے گئے۔ اپوزیشن نے اس پر شدید احتجاج کیا لیکن صوبائی وزیر نے کہا کہ ہم نے قانون سازی کی ہے سپریم کورٹ کے فیصلے کو چیلنج نہیں کیا ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ بلدیاتی اداروں کے ارکان اور عہدیدار تالے توڑ کر دفاتر پر قبضہ کر لیں۔ حکومت بدمعاشی اور غنڈہ گردی پر اتر آئی ہے۔ اسے اسی زبان میں جواب دیا جائے۔ حکومت پارلیمنٹ، عدلیہ اور جمہوری اداروں کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

وزیراعظم بے نظیر نے صدر لغاری سے دو گھنٹے طویل ملاقات کر کے بلدیاتی اداروں کی بحالی اور اس کے بعد اسمبلی میں قانون کی منظوری کے بارے میں صدر کو حکومت کے موقف سے آگاہ کیا۔

چیف جسٹس کا خطاب

30 جون کو اسلام آباد میں فل کورٹ ریفرنس سے خطاب کرتے ہوئے چیف جسٹس سجاد

علی شاہ نے کہا کہ آج عدلیہ مشکل ترین حالات میں اپنا فرض ادا کر رہی ہے۔ بلدیاتی اداروں کی بحالی کے فیصلہ پر عملدر آمد کرنے کے بجائے قانون سازی کرنے سے حکومت بے نقاب ہوگئی ہے۔ حکومت، مقننہ اور عدلیہ کو ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

صوبہ سندھ

یکم جون کو ایک غیر ملکی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے گورنر کمال اظفر نے کہا کہ ایم کیو ایم ایک دہشت گرد جماعت ہے۔ ہٹلر اور مسولینی کی طرح اسے بھی مڈل کلاس کی حمایت حاصل ہے۔ برطانیہ نے الطاف حسین کو پناہ لے کر کوئی اچھی مثال قائم نہیں کی ہے۔ اگر ہم بھی پاکستان میں آئرلینڈ کے کسی لیڈر کو پناہ دے دیں تو برطانیہ کیا محسوس کرے گا۔ وفاقی وزیر این ڈی خان نے کہا کہ ماضی میں حکومتوں نے دہشت گردی سے چشم پوشی کی، ہم نے کراچی میں امن قائم کر دیا۔

محاصرے اور گرفتاریاں

حکومت نے ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن میں مزید شدت پیدا کر دی۔ جون کے پہلے ہفتے میں گلبرگ، ماڈل ٹاؤن، افغان بستی، الکرم سکوائر، اورنگی، کورنگی، لائنز ایریا، کلفٹن، اقبال، تیموریہ، بفر زون، لیاقت آباد، سرجانی ٹاؤن، فیڈرل بی ایریا اور سعود آباد میں چھاپے مار کر یونٹ انچارج سمیت تقریباً 150 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ گلبرگ میں ایک ہسپتال پر چھاپہ مار کر دو افراد کو پکڑا گیا۔ ماڈل ٹاؤن میں تین مسلح افراد کو حراست میں لیا گیا جو پولیس کے مطابق ٹارچر سیل چلاتے تھے۔ افغان بستی سے تین دہشت گرد پکڑے گئے جن سے بڑی تعداد میں اسلحہ برآمد ہوا۔ 2 جون کو الکرم سکوائر سے ایک یونٹ انچارج کو گرفتار کیا گیا جو قتل اور پولیس مقابلوں میں ملوث بتایا گیا۔ 3 جون کو چھاپوں کے دوران تیرہ کم سن بچے بھی حراست میں لے لیے گئے۔ پولیس دروازے توڑ کر اور سیڑھیاں لگا کر گھروں کے اندر کود گئی۔ ایک بچہ اور اس کا والد زخمی ہوگیا۔ 4 جون کو پولیس نے عمران فاروق اور اس کے ساتھیوں کی تلاش میں مختلف بستیوں میں رات بھر چھاپے مارے۔ عمران فاروق کے تین رشتہ دار گرفتار کر لیے گئے۔ لیاقت آباد میں پولیس مقابلہ میں ایم کیو ایم کا ایک نوجوان ہلاک ہوگیا۔ پولیس کے مطابق اس کے ساتھی فرار ہوگئے۔ 5 جون کو پولیس نے سرجانی ٹاؤن میں ایک ٹیچر کے گھر پر ایک نوجوان کی تلاش میں چھاپہ مارا۔ ملزم نہ ملنے پر اس کے باپ اور بھائی کو حراست میں لے لیا گیا۔ 5 جون کو جاوید لنگڑا

کی تلاش میں پولیس نے اورنگی میں چھاپے مار کر چار سگے بھائیوں سمیت چوبیس افراد کو گرفتار کر لیا۔ 7 جون کو بلدیہ تھانے کے حوالات میں ایک نوجوان پراسرار طور پر ہلاک ہوگیا۔ پولیس نے کہا کہ دل کا دورہ پڑنے سے اس کی موت واقع ہوئی ہے۔ 8 جون کو پولیس نے سعود آباد میں چھاپہ مار کر سلیم شہزاد کے گن مین سمیت چودہ افراد کو گرفتار کر لیا۔ عمران فاروق پھر بچ نکلے۔

وزیراعظم کی کراچی آمد

5 جون کو وزیراعظم بے نظیر کی کراچی آمد پر ایئرپورٹ سے بلاول ہاؤس تک ٹریفک جام ہوگیا۔ ایئرپورٹ پر جب پیپلزپارٹی کے کارکنوں نے بے نظیر سے ملنے کی کوشش کی تو پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا۔ جیالوں نے کہا کہ ضیاء دور میں ہم نے کوڑے کھائے اور اب اپنی حکومت میں لاٹھیاں کھا رہے ہیں۔

وزیراعلیٰ عبداللہ شاہ نے وزیراعظم کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ کراچی میں دہشت گردی پر قابو پالیا گیا ہے۔ انہوں نے بھٹو کے مزار کی تعمیر کے لیے ایک کروڑ روپے عطیہ دینے کا اعلان کیا۔

بے نظیر نے کہا کہ ہم نے کراچی میں نواز شریف کی پیدا کردہ خانہ جنگی پر قابو پالیا ہے۔ دہشت گردی کرنے والے عوام کے دوست نہیں ہو سکتے۔ ہم کراچی میں امن چاہتے ہیں۔ حکومت اپوزیشن اور ایم کیو ایم سے بات کرنا چاہتی ہے۔ اپوزیشن لیڈر ملک کو متحد نہیں رکھ سکتے۔ مجھے کرسی کی پروا نہیں۔ ہم قائداعظم کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ بلدیاتی انتخابات میں لاہور بھی فتح کرلیں گے۔ انہوں نے سندھ کی صوبائی حکومت کو ہدایت دی کہ دیہی علاقوں کو بلدیہ کراچی کا حصہ بنایا جائے۔ اس طرح بے نظیر شہر کراچی کو بھی فتح کرنا چاہتی تھیں۔

نواز شریف نے کہا کہ بلدیاتی انتخابات میں ہم پیپلزپارٹی کو عبرت ناک شکست دیں گے۔ مظلوموں کے بیدار ہوتے ہی ظالم بھاگ کھڑے ہوں گے۔ بے نظیر ظلم و تشدد کے ذریعے عوام کو اپنا غلام بنانے کا خیال دل سے نکال دیں۔

آئینی درخواست مسترد

9 جون کو سندھ ہائی کورٹ نے الطاف حسین کی جانب سے اپنے بھائی اور بھتیجے کے قتل کے الزام میں صدر، وزیراعظم، وزیراعلیٰ سندھ اور وزیر داخلہ کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی آئینی درخواست مسترد کر دی۔

سابق جج نظام احمد کا قتل

10 جون کو سندھ ہائی کورٹ کے سابق جج نظام احمد اور ان کے اکلوتے بیٹے ندیم احمد نظام کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ دونوں باپ بیٹے عدالت سے فارغ ہو کر جیسے ہی گھر کے گیٹ پر پہنچے تو فوراً ہی دو مسلح موٹر سائیکل سواروں نے ان کی کار پر عقب سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ نظام احمد موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے جبکہ ان کا بیٹا ہسپتال میں چل بسا۔ ملزمان بلوچ کالونی کی طرف فرار ہو گئے۔ دہشت گرد سیکنڈوں کے اندر کارروائی مکمل کر کے فرار ہو گئے۔ موٹر سائیکل کا نمبر اور قاتلوں کا حلیہ نوٹ نہیں کیا جا سکا۔ چوکیدار نے بتایا کہ جیسے ہی صاحب کی گاڑی گیٹ پر پہنچی تو ملزم نے ڈھائی تین فٹ کے فاصلے سے برسٹ مارا۔ وزیراعظم اور وزیراعلیٰ سندھ نے چند روز قبل ہی دعویٰ کیا تھا کہ دہشت گردی کا خاتمہ کر کے کراچی میں امن قائم کر دیا گیا ہے۔

جون کے دوسرے ہفتے میں بھی پولیس مقابلوں میں ہلاکتوں کے علاوہ چھاپوں کے دوران ڈھائی سو سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

17 جون کو دہشت گردوں نے ریلوے پھاٹک اور پلیٹ فارم پر سوئے ہوئے ایک بچے سمیت پانچ افراد کے سر کچل دیئے۔ دہشت گردوں نے کلہاڑی، چاقوؤں اور وزنی پتھروں سے حملہ کے بعد فائرنگ بھی کی۔ آنکھوں میں کوئی نوکیلی چیز بھی ماری۔

عبداللہ شاہ نے کہا کہ ہم نے دہشت گردوں کی کمر توڑ دی ہے۔ مسلم لیگ کی سندھ میں کوئی سیاسی حیثیت نہیں۔ این ڈی خان نے کہا کہ الطاف حسین کی دہشت گردی کے ثبوت برطانوی حکومت کو فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ نصیربابر نے کہا کہ سیاسی عمل کی بحالی کے لیے سیاسی قوتوں سے ہماری بات چیت جاری ہے۔ اجمل دہلوی نے لندن میں کہا کہ ہم مذاکرات کے ذریعے مسائل کا تصفیہ چاہتے ہیں۔

احتجاجی تحریک

3 جولائی کو قاضی صاحب کی کال پر "مہنگائی مٹاؤ، حکومت ہٹاؤ" تحریک کے دوسرے مرحلے میں صوبائی دارالحکومتوں، ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر دھرنے دیئے گئے۔ مختلف شہروں میں چھاپے مار کر پولیس نے جماعت اسلامی کے متعدد رہنماؤں کو گرفتار کر لیا۔ قاضی صاحب نے لاہور میں احتجاجی دھرنے کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدر اور آرمی چیف اپنا کردار ادا کریں۔ "حکومت کی آخری رسوم کے لیے اسلام آباد چلو" کی کال دوبارہ دیں گے۔ حکومت کے خلاف تحریک میں فوج، پولیس، کلرک، اساتذہ، تاجر اور تمام طبقے شامل ہوں

گے۔ بے نظیر اور زرداری تنہا رہ جائیں گے۔ دو ماہ کے اندر بے نظیر حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ نئی انتخابی فہرستوں، احتساب اور آرٹیکل 62 کے بغیر انتخابات قبول نہیں۔ عبوری حکومت میں کوئی بدکار شامل کیا گیا تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔

4 جولائی کو قاضی صاحب نے کہا کہ ہم فوج کو اقتدار میں لانا نہیں چاہتے۔ سینٹ میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں ایک دینی اور سیاسی جماعت کا قائد ہوں، لیکن ہمارے پرامن جلوس کا راستہ روکنے کے لیے مجھ پر لاٹھیاں برسائی گئیں۔ حکومت کو اسلام آباد میں سیل کرنے کا کیا حق پہنچتا تھا۔ وزیر قانون این ڈی خان نے کہا کہ جماعت اسلامی 24 جون کو طاقت کے زور پر حکومت پر قبضہ کرنا چاہتی تھی۔ اس نے سبق سیکھ لیا۔ اسلامی انقلاب کے لیے قاضی صاحب کا ایجنڈا ناقابل عمل ہے۔ لوگ اب ثقافتی ترقی کے لیے یورپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ملک کی سیاست میں مذہبی جماعتوں کا کوئی کردار نہیں ہوگا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ہماری منزل اسلام کا نفاذ ہے۔ بدعنوان حکمرانوں کے خلاف احتجاج کرنا ہمارا جمہوری حق ہے۔ وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ موجودہ حکومت کو مزید مہلت نہیں دی جا سکتی۔ اسے اب زمین بوس کرنا ہی ہوگا۔ ملک کے اداروں کو تباہ اور وسائل کو لٹتا دیکھ کر میں خاموش نہیں بیٹھ سکتا۔

نواز شریف کا خطاب

4 جولائی کو شیخوپورہ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بدعنوان حکومت کا دور ختم ہونے والا ہے۔ ہماری قربانیاں رنگ لانے والی ہیں، حکمرانوں کی جائیداد اور سرے محل فروخت کر کے قرضے ادا کریں گے۔

بے نظیر کا خطاب

4 جولائی کو اورنگی کراچی میں زبردست حفاظتی انتظامات کے تحت بے نظیر نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قاضی صاحب مجھ سے استعفے کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ بتائیں کہ پچھلے الیکشن میں ان کو کتنے ووٹ ملے تھے۔ یہ بھی بتائیں کہ نواز شریف سے جو دس کروڑ روپے لیے تھے وہ کہاں خرچ کیے۔ عوام کا استحصال کرنے والے پھر متحرک ہو گئے ہیں۔ وہ کبھی اسلام کا نام لیتے ہیں اور کبھی احتساب کا اور کبھی کہتے ہیں کہ بے نظیر ملک چھوڑ کر سرے نکل جا رہی ہے۔ نواز شریف اگر غریبوں کے ہمدرد ہیں تو اپنے کارخانے انہیں دے دیں۔ ہسپتال کے نام پر چندہ بٹورنے والے لاڈلے نے بھی سیاست شروع کر دی ہے۔ سیاست کا جواب سیاست

سے اور گولی کا جواب گولی سے دیا جائے گا۔ اپنی پروگرام کی خاطر اقتدار چھوڑ سکتی ہوں۔ عدلیہ سے میرا کوئی جھگڑا نہیں۔ تقریر کے دوران لوگ، "جھوٹ جھوٹ" کے نعرے لگاتے رہے۔ سٹیج کی طرف جوتے پھینکے گئے، بے قابو ہجوم پر بار بار پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔

بیرونی اخبارات کی رپورٹیں

لندن کے اخبار "اکنامسٹ" نے لکھا ہے کہ جماعت اسلامی کی تحریک نے حکومت کے خلاف عوامی ناراضگی کو آواز فراہم کی ہے۔ بے نظیر حکومت کی مدت مکمل ہونے کے امکانات معدوم ہوگئے ہیں۔ "فار ایسٹرن اکنامک ریویو" نے لکھا کہ قومی بجٹ نے حکومت کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔ آئی ایم الیف کی جانب سے قرضے منظور کرنے کے انکار سے بھی حکومت کی دشواریوں میں اضافہ ہوا ہے۔ بے نظیر حکومت کے خلاف بدعنوانیوں کے الزامات سے اس کی رہی سہی ساکھ بھی جاتی رہی فوج اور عدلیہ کو بیک وقت ناراض کرنا بھی بے نظیر کو مہنگا پڑ سکتا ہے۔ جماعت اسلامی کے مظاہرے اور مسلم لیگ کی ہڑتال میں تشدد کے استعمال سے حکومت پر برے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

7 جولائی کو جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ موجودہ حکومت کا خاتمہ ملک کے مفاد میں ضروری ہوگیا ہے۔ نواز شریف چاہتے ہیں کہ حکومت کے خاتمے کے بعد وہ برسر اقتدار آجائیں۔ وہ ہمارے ساتھ مل کر چلنے کی خواہش کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن جماعت کو پچیس تیس نشستیں دینے کے لیے بھی آمادہ نہیں۔ برملا کہتے ہیں کہ اتنی نشستیں لے کر آپ چاہتے ہیں جب چاہیں ہمیں نکال دیں۔ مسلم لیگ کے ساتھ آنکھیں بند کر کے تعاون کی بات جماعت کے اندر کوئی قبول نہیں کرے گا۔ پیپلز پارٹی کے ساتھ کسی تعاون اور اتحاد کی بات بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ سب یہ چاہتے ہیں کہ حکومت کو جانا چاہیے۔ اسی فریم ورک میں فیصلے کیے جائیں گے، بڑے بڑے احتجاجی پروگرام کر کے ہم صدر اور فوج پر دباؤ ڈال سکتے ہیں اور اپنی قیادت بھی منوا سکتے ہیں۔ مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنی قرارداد میں کہا کہ اپنے تین سالہ دور اقتدار میں اس حکومت نے عوام کو معاشی بدحالی، مہنگائی، فحاشی، عریانی، بے روزگاری اور بدامنی کے سوا کچھ نہیں دیا۔ موجودہ حکومت اور ملک ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ دینی اور سیاسی جماعتیں حکومت کے خلاف جدوجہد میں ہمارا ساتھ دیں۔

شوریٰ کے اجلاس کے بعد صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ قومی وسائل لوٹنے والا ایک محدود طبقہ ملک پر مسلط ہے۔ پارلیمنٹ میں اندھے اور بہرے لوگ بیٹھے ہیں، ظلم کا مقابلہ کرنے کے لیے سیاسی جماعتوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ ہم سیٹوں کا کوٹہ یا ڈرائیونگ سیٹ نہیں مانگتے۔ مسلم لیگ اور جماعت اسلامی مل کر ایک کمیٹی بنالیں جو ایسے امیدواروں کو ٹکٹ دے جو آرٹیکل 62 اور 63 پر پورے اترتے ہوں۔ میں اپنے کارکنوں سے یہ کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ وہ شراب کی دکانیں اور جوئے کے اڈے چلانے والوں اور عوام کا پیسہ لوٹنے والوں کو ووٹ دیں۔ انتخابات سے قبل احتساب ضروری ہے۔ عدلیہ کی نگرانی میں عبوری حکومت قائم کی جائے۔ میں بے نظیر حکومت یا کسی معین قریشی کی حکومت میں ہونے والے انتخابات کو ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ صدر کرپٹ حکومت کو توڑ دیں، لٹیروں کو بھاگنے کا موقع نہیں دیں گے۔ سارا نقشہ ہمارے ذہن میں ہے۔

مشترکہ جدوجہد پر اتفاق

7 جولائی کو اسلام آباد میں نواز شریف، اجمل خٹک، مولانا نورانی اور ساجد نقوی نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری جماعتوں مسلم لیگ، اے این پی، جے یو پی اور تحریک جعفریہ نے موجودہ حکومت سے نجات کے لیے مشترکہ جدوجہد کرنے پر اتفاق کر لیا ہے۔ ہم نے ملک سے یزیدیت کے نشانات مٹانے کا عزم کر لیا ہے۔ نگران حکومت کے تحت اسی سال کے دوران وسط مدتی انتخابات کرائے جائیں۔

7 جولائی کو سینٹ میں مختلف سیاسی جماعتوں اے این پی، جے یو پی، پختونخواہ پارٹی، این ڈی اے، پی پی پی (شہید بھٹو گروپ)، تحریک جعفریہ اور پی این پی کے سینٹروں نے سینٹ میں ایک آزاد پارلیمانی گروپ قائم کر لیا۔ یہ گروپ اپوزیشن کے جائز مطالبات کی حمایت اور حکومت کے جمہوریت کش اقدام کی مخالفت کرے گا۔

نظر ثانی کی درخواست

7 جولائی کو ججوں کی تقرری کے بارے میں نظر ثانی کی درخواست کے موقع پر وفاقی حکومت کے وکیل چودھری اعتزاز احسن نے بنچ میں چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی شمولیت پر اعتراض کرتے ہوئے بنچ دوبارہ تشکیل دینے کی استدعا کی، جسے قبول نہیں کیا گیا۔ اعتراض منظور نہ ہونے پر حکومت نے نظر ثانی کی درخواست واپس لے لی۔ فل بنچ نے درخواست واپس لینے کی بنا پر اسے مسترد کر دیا۔

چیف جسٹس کو مشورہ

وزیر اعظم بے نظیر نے چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ سے اپنی ملاقات کے دوران کہا کہ جو کچھ ہوا اسے آپ بھول جائیں اور اپنی ضد چھوڑ دیں۔ آپ دل کے مریض ہیں، بیرون ملک چلے جائیں، علاج کرائیں اور آرام کریں۔ چیف جسٹس نے کہا کہ میں ضد نہیں کر رہا۔ عدالت نے آئین اور قانون کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔ اس پر عملدر آمد کیا جانا ملک و قوم کے مفاد میں ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ عدلیہ کی بالادستی کو پاؤں تلے روندا جا رہا ہے۔ بے نظیر نے آئینی جرم کیے ہیں۔ صدر اسمبلی توڑیں۔ الطاف حسین نے کہا کہ عدلیہ کے خلاف بے نظیر کا طرز عمل غداری کے مترادف ہے۔ اس کا نوٹس لیا جائے۔ صدر لغاری نے کہا کہ ججوں کی تقرری کے بارے میں اپنے کچھ تحفظات کے باوجود حکومت عدالتی فیصلے پر عملدر آمد کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔

بے نظیر مرتضیٰ ملاقات

7 جولائی کو بے نظیر کی دعوت پر میر مرتضیٰ بھٹو نے ان سے وزیر اعظم ہاؤس میں ملاقات کی۔ اس ملاقات کے بعد مرتضیٰ نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ہمارے درمیان اختلافات کی خلیج مزید وسیع ہو گئی ہے۔ بے نظیر کا اقتدار میں رہنا ملک و قوم کے لیے نقصان دہ ہے۔ بے نظیر کو حالات کی سنگینی کا احساس نہیں۔ وہ "سب اچھا ہے" کی رٹ لگا رہی ہیں۔ مڈ ٹرم الیکشن ہوں یا قومی حکومت کا قیام عمل میں آئے ہم خوش آمدید کہیں گے۔

نا اہلی کے ریفرنس

9 جولائی کو مسلم لیگ (جونیجو) کے سینیٹر محمد طارق چودھری نے اعلیٰ عدالتوں سے ججوں کے خلاف ریمارکس پاس کرنے پر بے نظیر کے خلاف نا اہلی کا ریفرنس سینٹ کے چیئرمین کے حوالے کر دیا۔ پیپلز پارٹی کے سینیٹر قادر چانڈیو نے اعلیٰ عدالتوں کا مذاق اڑانے پر نواز شریف کے خلاف ایک ریفرنس دائر کر دیا۔ وسیم سجاد نے یہ دونوں ریفرنس یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ بے نظیر اور نواز شریف قومی اسمبلی کے ممبر ہیں اس لیے ریفرنس وہیں دائر کیا جا سکتا۔ اس پر طارق چودھری نے اپنا ریفرنس قومی اسمبلی کے سپیکر کے حوالے کر دیا۔

10 جولائی کو نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا کہ نئے انتخابات سے محاذ آرائی میں اضافہ ہو گا۔ اس وقت مفاہمت کی ضرورت ہے۔ حکومت کو مدت مکمل کرنے دی جائے۔ بے نظیر نے کہا کہ

بزرگ سیاست دان جمہوریت کے عدم استحکام میں فریق نہیں بن سکتے۔ میں عدلیہ اور اپوزیشن دونوں کی عزت کرتی ہوں۔ نواز شریف سے مذاکرات کے لیے تیار ہوں، اپوزیشن نے مذاکرات کی تجویز پھر مسترد کر دی۔

نواز، قاضی ملاقات

10 جولائی کو نواز شریف اور قاضی صاحب کے درمیان دونوں جماعتوں کے رہنماؤں کی موجودگی میں ڈیڑھ گھنٹے تک مذاکرات ہوئے، دونوں نے آدھ گھنٹے تک تنہائی میں بھی ملاقات کی۔ اس بات پر اتفاق رائے ہوا کہ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔

دھرنے کا آغاز

10 جولائی کو لاہور میں قاضی صاحب کی اپیل پر اسمبلی ہال کے سامنے دھرنے کا آغاز ہوگیا۔ جو یکم اگست تک جاری رہے گا۔ پشاور میں سرحد اسمبلی کے باہر دھرنے سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ صدر کا آئینی فرض ہے کہ وہ حکومت کو فی الفور برطرف کریں۔ دیمک زدہ حکومت کو آخری دھکا دینے کی ضرورت ہے۔

ٹائم کا تجزیہ

10 جولائی کو ہفت روزہ "ٹائم" نے اپنی اشاعت میں لکھا کہ ماضی کی طرح اب پھر بے نظیر بھٹو نے اس خطرہ کا اظہار کیا ہے کہ ان کی مقابل قوتیں ملک کو اسلامی بنیاد پرستی کی راہ پر لے جانا چاہتی ہیں۔ لیکن ان کا یہ نعرہ اب بے نظیر کی گلو خلاصی نہیں کرا سکتا کیونکہ وہ کسی محاذ پر بھی صحیح حکمت عملی اپنانے میں کامیاب نہیں ہوسکیں۔ صرف آئی ایم ایف ہی نہیں بلکہ ملک کا تاجر طبقہ بھی ان سے نالاں ہے۔ اس لیے بے نظیر حکومت اپنی مدت پوری کرتی نظر نہیں آتی۔ لوگ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حکومت کتنی دیر اور برسر اقتدار رہ سکے گی۔

امریکی سفیر کی ملاقات

15 جولائی کو بھارت میں متعین امریکی سفیر نے اسلام آباد میں نواز شریف سے ایک طویل ملاقات کر کے پاک بھارت تعلقات اور کشمیر کی صورتحال پر بات چیت کی۔ امریکی سفیر نے بتایا کہ نئی بھارتی حکومت مسئلہ کشمیر سمیت تمام مسائل پر پاکستان سے مذاکرات کے لیے مثبت

رویہ رکھتی ہے۔ بے نظیر نے اس ملاقات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر کے مسئلہ پر خفیہ سفارت کاری قبول نہیں۔ سری نگر میں بہنے والے خون سے غداری نہیں کی جاسکتی۔

سیاسی حلقوں میں یہ بات بحث کا موضوع بن گئی کہ بھارت میں متعین امریکی سفیر نے کشمیر کے مسئلہ پر حکومت پاکستان کے بجائے اپوزیشن لیڈر نواز شریف سے بات چیت کیوں کی؟ وہ حکومت اور عوام کو اس کے ذریعہ کیا پیغام دینا چاہتے تھے؟

روپے کی قدر میں کمی

16 جولائی کو حکومت نے ڈالر کے مقابلہ میں چودھویں بار روپے کی قیمت میں آٹھ پیسے کی مزید کمی کردی۔ اس سے غیر ملکی قرضوں کی مد میں تیرہ ارب روپے کا اضافہ ہوگیا۔ 24 جولائی کو پھر پندرہویں بار روپے کی قیمت میں کمی کی گئی۔ اس طرح گزشتہ آٹھ مہینوں میں روپے کی قدر میں سولہ فی صد کمی کی جاچکی ہے۔ اس سے پاکستان کو پچاس ارب روپے سالانہ کا نقصان ہوگا۔ آئندہ آٹھ ہفتوں میں پاکستان کو ایک ارب ڈالر قرض اور سود کی مد میں ادا کرنا ہیں جن کی ادائیگی کے لیے پچاس کروڑ ڈالر فوراً ہی درکار ہیں۔ پاکستان اپنی تاریخ کے بدترین اقتصادی بحران کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لیکن اس کی اصلاح کے لیے کسی عزم اور ارادے کے اظہار کے بجائے اقتصادی امور کے مشیر جعفری نے کہا کہ روپے کی قیمت میں سارے سال کمی ہوتی رہے گی۔ بجلی کے نرخوں میں بھی جب چاہیں گے اضافہ کرلیں گے۔ ایسے مشیر اور وزیر جس حکومت کو میسر ہوں اسے گرنے سے کون بچا سکتا ہے۔

ٹرین مارچ کا پروگرام

17 جولائی کو قاضی صاحب نے اعلان کیا کہ احتجاجی ٹرین مارچ 20 جولائی کو لاہور سے شروع ہو کر 22 جولائی کو حیدر آباد میں اختتام پذیر ہوگا۔ نواز شریف آئیں اور ہمارے ساتھ مہم میں شریک ہو جائیں۔ عبوری حکومت کی نشان دہی ہم کریں گے، صدر نے اپنا آئینی کردار ادا نہ کیا تو انہیں بھی جانا ہوگا۔

بے نظیر نے کہا کہ ہم لانگ مارچ، دھرنوں، ٹرین مارچ اور گھیراؤ سے مرعوب نہیں ہوں گے۔ حکومت کے خاتمے کا خواب دیکھنے والے ناکام رہیں گے۔ اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں گی، یہ لوگ 1998ء تک انتظار کریں۔

20 جولائی سے جماعت اسلامی کراچی نے ایمپریس مارکیٹ میں اپنے دھرنے پروگرام کا آغاز کردیا۔ اس میں ہزاروں کارکنوں نے شرکت کی۔

ٹرین مارچ

20 جولائی کو قاضی حسین احمد کی قیادت میں لاہور سے ٹرین مارچ کا آغاز ہو گیا۔ لاہور سٹیشن "بے نظیر الوداع" کے نعروں سے گونج اٹھا۔ قاضی صاحب نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ٹرین مارچ اور دھرنا ظالم حکمرانوں کا دھڑن تختہ کر دیں گے۔ ہم عوامی طاقت کے ذریعے دیانت دار لوگوں کو برسراقتدار لانا چاہتے ہیں۔ 3 اگست کو بے نظیر حکومت ختم ہو جائے گی۔ اعجاز الحق نے بھی شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم قاضی صاحب کی تحریک ہائی جیک نہیں کریں گے۔ ان کے پیچھے چلیں گے اب اسلامی انقلاب آئے گا۔ صدر حکومت کو برطرف کریں اور آرٹیکل 62 کے مطابق انتخابات کرائیں۔ قوم کا سودا ہوا تو فوجی جرنیل بھی ذمہ دار ہوں گے۔ لاہور سے حیدر آباد تک ہر سٹیشن پر کارکنان اپنی اپنی جماعتوں کے پرچم لہراتے ہوئے گاڑی کی آمد سے قبل ہی بڑی تعداد میں جمع ہوتے رہے۔ گاڑی کے سٹیشن کی حدود میں پہنچتے ہی فضا "الوداع الوداع بے نظیر الوداع" "راشہ راشہ قاضی راشہ" "وزیراعظم نواز شریف" اور ضیا الحق زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھتی۔ مظاہرین سے جگہ جگہ اعجاز الحق، جاوید ہاشمی اور حافظ محمد ادریس نے بھی خطاب کیا۔

پہیہ جام ہڑتال

21 جولائی کو اپوزیشن کی اپیل پر ملک بھر میں پہیہ جام ہڑتال ہوئی۔ سڑکیں اور شاہراہیں سنسان پڑی رہیں، سینما گھروں میں تالے ڈال دیئے گئے، کئی پروازیں منسوخ کر دی گئیں، مختلف علاقوں میں ہوائی فائرنگ اور دھماکے ہوئے۔ اسی روز ٹرانسپورٹروں نے بھی ہڑتال کی اور کہا کہ اگر ہمارے مطالبات منظور نہ کیے گئے تو 30 جولائی سے غیر معینہ مدت کے لیے ہڑتال کی جائے گی۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ٹرانسپورٹرز پر عائد ٹیکس واپس لیے جائیں۔ اور پولیس کے ماہانہ بھتے بند کیے جائیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حکومت نے ٹرانسپورٹرز کے ساتھ مذاکرات میں ٹیکسوں پر نظرثانی کرنے کا وعدہ کیا اور فوری طور پر پٹرول کی قیمت میں معمولی سی کمی کا بھی اعلان کر دیا۔

خصوصی عدالتیں

27 جولائی کو لاہور میں ہائی کورٹ کے پانچ رکنی بنچ نے انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتوں کو غیر آئینی قرار دے دیا اور وفاقی حکومت کو ہدایت کی کہ وہ ان عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کو عام عدالتوں میں منتقل کر دے۔ البتہ عدالتیں جو فیصلے کر چکی ہیں ان کی قانونی

حیثیت متاثر نہیں ہوگی۔ 24 جولائی کو وفاقی حکومت کی درخواست پر سپریم کورٹ نے لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ معطل کر دیا۔ حکومت کی اپیل کی سماعت سپریم کورٹ کی فل بنچ کے روبرو ہوگی۔

نواز شریف نے کہا کہ عوام کی قربانی جاگیرداروں اور حکمرانوں کے روشن مستقبل کے کام آرہی ہے۔ ہم عوامی قوت سے بے نظیر حکومت کا خاتمہ کر دیں گے۔ حکومت کے کرتوت سامنے ہیں۔ صدر اسے برطرف کریں، شہباز شریف نے کہا کہ حاکم علی زرداری نے اربوں روپے بیرون ملک بھجوا دیئے۔ لندن میں دو ملین ڈالر سے اپارٹمنٹ اور پیرس میں قیمتی ولاز خریدے ہیں۔ لوٹ مار کے اس عمل پر صدر نیرو کی طرح بانسری بجا رہے ہیں۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ اگر صدر کو بے نظیر اور زرداری کے کرپشن کا علم نہیں تو یہ ان کی نا اہلی ہے۔ ہم ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کے مسائل کے حل کے لیے میدان میں نکل آئے ہیں۔ حکمران ٹولے کو اقتدار سے الگ کر کے دم لیں گے۔ حکومت اقتدار سے علیحدہ ہو جائے۔ ججوں پر مشتمل عبوری حکومت تشکیل دی جائے جو آئین اور قانون کے مطابق انتخابات کرائے۔ 24 جولائی کو سیاسی رہنما حکومت کے خلاف مشترکہ اعلامیہ پر غور کریں گے۔

بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف احتجاجی سیاست کا راستہ ترک کر کے مذاکرات کریں۔ عدالتیں اور پوری قوم اسمبلی توڑنے کے صدارتی اختیار کو مسترد کر چکی ہیں۔ اپوزیشن جو چاہے سو کر لے لیکن صدر اسمبلیاں نہیں توڑیں گے۔ کسی بڑے اتحاد کی کوشش، تحریک عدم اعتماد کی تیاری، اجتماعی استعفوں کی بات، ملک گیر کامیاب ہڑتالیں، احتجاجی تحریک، سندھ میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال، گرانی، بے روزگاری، عدلیہ سے محاذ آرائی اور صدر لغاری کا حکومت کی کارکردگی سے مایوسی کا اظہار حکومت کے چل چلاؤ کے واضح مظاہر ہیں لیکن ان سب کے باوجود بے نظیر حقائق کو جھٹلا کر اپنی ضد پر قائم ہیں اور کسی اصلاح پر آمادہ نہیں۔

بریگیڈیئر امتیاز کی رہائی

23 جولائی کو ہائی کورٹ کی راولپنڈی بنچ نے انٹیلی جنس بیورو کے سابق سربراہ بریگیڈیئر ریٹائرڈ امتیاز احمد کی آخری مقدمہ میں بھی ضمانت منظور کر کے ان کی رہائی کا حکم دے دیا۔ 28 جولائی کو دو سال سے زائد عرصے تک حراست میں رہنے کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔

اپوزیشن جماعتوں کا اجلاس

24 جولائی کو لاہور میں نواز شریف کی دعوت پر پندرہ سیاسی جماعتوں مسلم لیگ، جماعت

اسلامی، جے یو پی (نورانی)، تحریک جعفریہ، اے این پی، جے یو پی (نیازی)، جمعیت اہلحدیث، جمہوری وطن پارٹی، ایم کیو ایم (الطاف)، جے یو آئی (س)، قومی محاذ آزادی، پاکستان نیشنل پارٹی، سندھ نیشنل الائنس، جماعت اہلحدیث اور آزاد گروپ کا ایک سربراہی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں منظور کیے جانے والے مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ حکومت ریاست کے بنیادی اداروں اور عوام کے خلاف جنگ میں مصروف ہے۔ اس لیے اسے اقتدار سے ہٹانا ضروری ہوگیا ہے۔ بے لاگ احتساب کے لیے مستقل کمیشن بنایا جائے، غیر جانبدار حکومت اور خود مختار الیکشن کمشن کے تحت انتخابات کرائے جائیں۔ امیدواران آرٹیکل 62 اور 63 پر پورے اترتے ہوں۔ اجلاس میں ایک پندرہ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی جو بے نظیر حکومت کو ہٹانے کے لیے اپنی سفارشات پیش کرے گی۔

جماعت اسلامی کو مذاکرات کی دعوت

25 جولائی کو وفاقی وزیر این ڈی خان نے جماعت کے سیکرٹری جنرل سید منور حسن سے ملاقات کر کے باضابطہ دعوت دی اور کہا کہ اس مقصد کے لیے جماعت اپنی ٹیم مقرر کر دے۔ انہوں نے کہا کہ اب اقتدار میں نہ غلام اسحٰق خان ہیں اور نہ ہی جنرل اسلم بیگ۔ ہماری حکومت کو کوئی خطرہ درپیش نہیں پھر بھی ہم سیاسی مسائل بات چیت کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن منور حسن نے این ڈی خان پر واضح کر دیا کہ جماعت حکومت کے ساتھ مذاکرات کے لیے تیار نہیں۔ مذاکرات بااختیار لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ بے نظیر عوامی مینڈیٹ کھو چکی ہیں۔

مذاکرات کی پیش کش مسترد ہونے پر برہم ہو کر نصیر بابر نے امیر جماعت پر الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے کہا کہ قاضی صاحب بتائیں کہ کیا اسلامک فرنٹ کے پلیٹ فارم سے انتخابی مہم میں کروڑوں روپے کا خرچ قانون شکنی نہیں تھی۔ وہ بتائیں کہ افغان جہاد کے دوران ادویات کی فراہمی کا ٹھیکہ کس نے لیا تھا اور نوشہرہ میں کس کا پلازہ تعمیر ہو رہا ہے۔

قاضی صاحب نے کہا کہ سب جانتے ہیں کہ نوشہرہ میں میرا کوئی پلازہ نہیں۔ 1976ء میں پشاور میں ایک مکان بنایا تھا اب کئی سال سے منصورہ میں چار کمروں کے ایک چھوٹے سے فلیٹ میں رہائش پذیر ہوں۔

جلسہ عام سے خطاب

25 جولائی کو موچی دروازہ لاہور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف

نے کہا کہ بے نظیر اور زرداری نے بلاول ہاؤس فروخت کر کے سامان باہر بھجوا دیا ہے لیکن میں انہیں بھاگنے نہیں دوں گا۔ ہم نے امپورٹڈ حکمرانوں کے سومنات کو ڈھانے کا عہد کر رکھا ہے۔ صدر کو نظر نہیں آ رہا کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنا آئینی کردار ادا کریں۔

26 جولائی کو قاضی صاحب نے شہدائے راولپنڈی کی یاد میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم شہداء کے خون سے غداری نہیں کریں گے۔ ہمیں اپنی منزل تک جانے کا راستہ معلوم ہے۔ ایک چور کو اتار کر دوسرے کو لانا نہیں چاہتے۔ صدر نے قاتل حکمرانوں کا ساتھ نہ چھوڑا تو ان کی نمازیں اور روزے کس کام آئیں گے۔ 27 مارچ کو خواتین کے احتجاجی دھرنے سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ حکومت کے دن پورے ہو گئے ہیں۔ اسے ہر صورت میں جانا ہو گا۔ آئندہ نسلوں کے بہتر مستقبل اور ملک کی ترقی کے لیے خواتین جہاد کبیر کے لیے تیار ہو جائیں۔ مظلوم طبقات کو ظلم سے نجات دلائیں گے۔

28 جولائی کو گلف نیوز نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا کہ صدر لغاری نے قاضی حسین احمد سے رابطہ کر کے مسائل کے حل کے لیے انہیں بے نظیر بھٹو سے ملاقات کرنے کی تجویز پیش کی جسے قاضی صاحب نے مسترد کر دیا۔

کابینہ میں توسیع

30 جولائی کو وزیر اعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے انہیں وفاقی کابینہ میں توسیع کے بارے میں اعتماد میں لیا۔ 31 جولائی کو وفاقی کابینہ میں توسیع کے دوسرے مرحلہ میں آٹھ وفاقی وزراء آصف زرداری، نواز کھوکھر، ارباب جہانگیر، اقبال حیدر، جہانگیر بدر، نوید قمر، راؤ سکندر اور چودھری عبدالستار اور سات وزرائے مملکت نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھا لیا۔ مرتضیٰ پویا کو وزیر اعظم کا خصوصی معاون بنا دیا گیا۔ اس موقع پر وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ کابینہ میں تمام قابل ذکر جماعتوں جونیجو لیگ، نواز لیگ، بی این ایم اور مینگل گروپ کو نمائندگی دی گئی ہے۔ میری حکومت صحیح معنوں میں قومی حکومت ہے۔ کابینہ میں مزید توسیع مارچ 97ء میں ہو گی۔ عام انتخابات مقررہ وقت پر 98ء میں ہوں گے۔

خلیج ٹائمز کا تبصرہ

دبئی کے کثیر الاشاعت اخبار "خلیج ٹائمز" نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ یہ توسیع ایک ایسے وقت کی گئی ہے جبکہ حکومت پر ہر جانب سے غیر ترقیاتی اخراجات کم کرنے کے لیے دباؤ ہے۔ نواز کھوکھر کو بھی کابینہ میں شامل کیا گیا ہے جبکہ بے نظیر حکومت ہی نے انہیں

بد عنوانی کے الزامات میں گرفتار کیا تھا۔ معلوم نہیں کہ ان پر عائد مقدمات واپس لیے گئے یا برقرار ہیں۔ کابینہ میں ان کی شمولیت حیران کن ہے۔ آصف زرداری کو بھی وفاقی وزیر بنانے پر بے نظیر کو تنقید کا سامنا کرنا پڑے گا۔

31 جولائی کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ ملک غنڈوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ عوام "حکومت ہٹاؤ" تحریک میں ہمارا ساتھ دیں۔ ہمارے کارکن ثابت کر چکے ہیں کہ وہ تحریک چلانے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ ہم اس تحریک کو شاندار اسلامی انقلاب برپا ہونے تک جاری رکھیں گے۔ موجودہ افراتفری، بے چینی اور مصیبت کے باوجود اگر صدر خاموش تماشائی بنے رہے تو انہیں بھی ظلم میں برابر کا شریک سمجھا جائے گا۔

31 جولائی کو چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے پھر کہا کہ حکومت ججوں کی تقرری کے بارے میں عمل کرنے سے گریز کر رہی ہے۔ جن ججوں کو ہٹانا تھا ان کے بارے میں کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا۔ چیف جسٹس بلوچستان کی سپریم کورٹ میں مستقل تقرری کی سفارش کی مگر اس پر بھی عمل نہیں کیا گیا۔

لاہور ایئرپورٹ پر بم دھماکہ

22 جولائی کو لاہور ایئرپورٹ پر ساڑھے بارہ بجے دن بم کے خوفناک دھماکہ میں چھ افراد ہلاک اور 65 زخمی ہوگئے۔ ہلاک شدگان کے اعضاء دور دور تک بکھر گئے۔ چاروں طرف خون ہی خون تھا۔ ایئرپورٹ پر تخریب کاری کی یہ پہلی واردات تھی۔ اسی روز سرگودھا میں بھی بم دھماکے میں بارہ افراد شدید زخمی ہوگئے۔ صدر لغاری نے کہا کہ پاکستان میں بم دھماکوں میں بھارت کے ملوث ہونے کے شواہد ملے ہیں۔ ہم بھارت سے اس پر احتجاج کریں گے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ایسی بزدلانہ کارروائیوں سے عوام اور حکومت کو مرعوب نہیں کیا جا سکتا۔ وزیر داخلہ نصیر بابر نے کہا کہ دہشت گردوں کی تربیت کے لیے زیر زمین ادارے بن گئے ہیں۔ انکرم سکوائر کراچی ان کا گڑھ ہے۔ بعض مذہبی جماعتیں بھی تخریبی کارروائیوں میں ملوث ہیں۔ جہاد کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ 137 دہشت گردوں کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ امریکی ماہرین سے تحقیقات کرائیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت ہوائی اڈوں جیسے حساس مقامات کی حفاظت میں بھی ناکام ہو چکی ہے۔ آج تک کوئی ایک مجرم بھی گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ حکومت خود مستعفی ہو جائے۔

30 جولائی کو بے نظیر نے کہا کہ پنجاب میں بم دھماکوں میں ملوث جن دہشت گردوں کو گرفتار کیا گیا ہے انہوں نے ان واقعات میں غیر ملکی ہاتھ کے ملوث ہونے کا اعتراف کر لیا ہے۔ ایس ایس پی لاہور نے بھی بتایا کہ گرفتار ہونے والے ملزمان میں سے ایک نے اعتراف کیا ہے

کہ وہ بم بنانے کی تربیت حاصل کرنے کے لیے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بھارت گیا تھا اور ہم نے "را" کے کہنے پر پاکستان میں بموں کے دھماکے کیے ہیں۔

30 جولائی کو عید میلاد النبی کی شب لاہور میں داتا دربار کے باہر دو گروپوں کے خونریز تصادم میں دس بے گناہ افراد گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ اور 34 شدید زخمی ہو گئے۔ بچے پاؤں تلے روندے گئے، پولیس نے متعدد افراد کو حراست میں لے لیا۔

صوبہ سندھ

یکم جولائی کو پولیس نے اورنگی کا محاصرہ کر کے تلاشی لی۔ فائرنگ کے تبادلہ میں ایم کیو ایم کا ایک نوجوان ہلاک ہوگیا۔ جس کے متعلق پولیس نے کہا کہ وہ دس مقدمات میں ملوث تھا۔ 3 جولائی کو بھی ایک ملزم پولیس مقابلہ میں مار ڈالا گیا۔ تقریباً دو سو افراد حراست میں لے لیے گئے۔ 4 جولائی کو پولیس نے ایم کیو ایم کے ناظم آباد دفتر پر چھاپہ مار کر ملزم افضال سمیت چار دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا۔ ان سے اسلحہ اور دستی بم برآمد ہوئے۔ افضال کی گرفتاری پر دس لاکھ روپے کا انعام مقرر تھا۔ 5 جولائی کو ٹارگٹ آپریشن میں گلشن اقبال اور اورنگی میں چھاپے مار کر پولیس نے ایم کیو ایم کے سیکٹر انچارج سمیت درجنوں افراد کو گرفتار کر لیا۔ تین نوعمر لڑکوں کو زمین پر لٹا کر پولیس نے ان پر ڈنڈوں کی بارش کر دی اسی دوران مختلف علاقوں میں فائرنگ کی وارداتوں میں ایک عورت سمیت پانچ افراد ہلاک ہو گئے۔ 4 جولائی کو پیپلز پارٹی کے ایک کارکن عمران کو اغوا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا گھر بھی لوٹ لیا گیا۔

بے نظیر کا خطاب

3 جولائی کو کراچی میں جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ اگر الطاف حسین تشدد اور ہڑتال کی سیاست ختم کر دیں تو وہ پاکستان واپس آ سکتے ہیں۔ الطاف حسین کی ایماء پر غلطیاں کرنے والے نوجوان آئندہ تشدد نہ کرنے کی ضمانت دیں تو انہیں رہا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ غوث علی شاہ کے دور حکومت میں ایجنسیوں نے ایم کیو ایم بنائی۔ انہوں نے الطاف حسین سے کہا کہ تم ٹیکسی چلا رہے ہو ہم تمہیں بندوق دیتے ہیں۔ تم بندوق چلاؤ۔ میری ماں مہاجر ہے، وہ بمبئی میں رہتی تھیں۔ میں ہجرت کرنے والوں کے دکھ کو سمجھتی ہوں۔ کسی کے گھر میں ماتم دیکھنا نہیں چاہتی۔ مجھے فہیم کمانڈو کے مرنے پر بھی دکھ ہوا تھا۔ میں مہاجروں کے لیے امن کا پیغام لے کر آئی ہوں۔ الطاف حسین نے کہا کہ مفتوحہ بستیوں پر ریاستی طاقت کا استعمال کر کے مہاجروں سے جھوٹی محبت کے دعوے کیے جا رہے ہیں۔ مہاجر نوجوانوں کا قتل ہی

بے نظیر کا اصل کراچی پیکج ہے۔

خطرناک قیدیوں کا فرار

6 جولائی کو کرنٹ والی دیوار میں ایک چوڑا شگاف ڈال کر سات خطرناک ڈاکو جو بیڑیوں کے بغیر وارڈ میں رکھے گئے تھے، ڈسٹرکٹ جیل سکھر سے فرار ہوگئے۔ ڈیوٹی افسر کو گرفتار کرلیا گیا اور جیل کے حکام سمیت 27 افراد کو معطل کر دیا گیا۔

کراچی میں قتل وغارت گری

6 جولائی سے 17 جولائی تک کراچی میں چھاپوں کے دوران 160 افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔ پانچ افراد پولیس مقابلوں میں ہلاک ہوگئے۔ اور دس لوگ فائرنگ کی مختلف وارداتوں میں قتل ہوگئے۔ 6 جولائی کو پولیس نے جاوید لنگڑا کی تلاش میں چھاپے مارے۔ جاوید بچ نکلا لیکن مجیدا سپیڈ کا گن مین گرفتار کر لیا گیا۔ پاپوش نگر کے قبرستان میں چھپے ہوئے پانچ دہشت گردوں کو گرفتار کر کے ان سے اسلحہ اور لوٹا ہوا مال برآمد ہوا۔

صدر لغاری نے کہا کہ حکومت کی کوششوں سے کراچی میں دہشت گردی کی وارداتوں میں کمی ہوئی ہے۔ مستقل امن کے لیے سیاسی مفاہمت ضروری ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم نے کراچی میں امن قائم کر دیا۔ ہم کراچی کو پاکستان کا ترقی یافتہ اور مثالی شہر بنا دیں گے۔ یہاں ایشیا کا سب سے بڑا پل تعمیر کیا جا رہا ہے۔ بلدیاتی انتخابات اسی سال ہوں گے۔ عام انتخابات اپنے مقررہ وقت پر ہوں گے۔ وفاقی وزیر این ڈی خان نے کہا کہ ہم ایم کیو ایم کے عوامی مینڈیٹ کا احترام کرتے ہیں۔ ہم مل بیٹھ کر معاملات طے کرنا چاہتے ہیں۔ اجمل دہلوی کراچی شہر کے بڑے بھائی ہیں۔ وہ ہماری طرف محبت سے دیکھیں۔ اجمل دہلوی نے کہا کہ مذاکرات میں غیر جانبدار مبصرین کو شامل کیا جائے اور طے شدہ امور پر عمل کو یقینی بنانے کے لیے کمیٹی بنائی جائے۔

صوبہ کا مطالبہ

19 جولائی کو حقیقی کے چیئرمین آفاق احمد نے نشتر پارک کراچی میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دشمنوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لیے جنوبی سندھ کا قیام ناگزیر ہوگیا ہے۔ جو کراچی، حیدر آباد اور سکھر کے ان علاقوں پر مشتمل ہوگا جن کا تعین بھٹو نے کوٹہ کی بنیاد پر کیا تھا۔ آئین کے آرٹیکل 239 کے تحت نئے صوبے کا مطالبہ غداری نہیں۔ سندھ اسمبلی کے 109 ممبران کے ایوان میں شہری علاقوں کے 27 ارکان اپنے مفادات کے حق

میں کوئی فیصلہ اسمبلی سے نہیں کرا سکتے۔

سندھ اتحاد تحریک کے کارکنوں نے نئے صوبے کے قیام کے خلاف احتجاج کیا، سڑکوں پر ٹائر جلائے اور دکانیں بند کرانے کی کوشش کی۔ پولیس نے اٹھارہ افراد کو گرفتار کر لیا۔

جاوید لنگڑا کی گرفتاری

17 جولائی کو پولیس نے دعویٰ کیا اُس نے جاوید لنگڑا کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ گرفتاری اُس کے ساتھی ٹونی کی نشان دہی پر عمل میں آئی جو اس کے ساتھ بھارت سے واپس آیا تھا۔ فاروق دادا کے جن ساتھیوں کو چند دن قبل گرفتار کیا گیا تھا انھوں نے 100 سے زائد وارداتوں کا اعتراف کر لیا۔ ایک ملزم نے پولیس کے ساتھ 43 قتل سمیت 57 سنگین وارداتوں کا اعتراف کر لیا۔

جولائی کے آخری دنوں میں بھی چھاپوں کے دوران تقریباً 250 افراد گرفتار کر لیے گئے اور متعدد فائرنگ کی وارداتوں میں ہلاک ہوگئے۔ 20 جولائی کو رضا اسکوائر کا پانچویں مرتبہ محاصرہ کر کے 210 فلیٹوں کی تلاشی لی گئی جو رات گئے تک جاری رہی۔ 150 افراد حراست میں لے لیے گئے، کوئی اسلحہ نہیں ملا۔ تلاشی کے دوران بجلی بند رہی۔ 22 جولائی کو فاروق دادا کے گن مین سمیت 14 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ 25 جولائی کو چھاپہ مار کر یونٹ انچارج اور سرگرم کارکن سمیت 8 افراد کو پکڑ لیا گیا۔ یونٹ انچارج پولیس پر فائرنگ اور کئی دوسری سنگین وارداتوں میں ملوث بتایا گیا۔ 27 جولائی کو اورنگی میں۔ دس دہشت گرد اسلحہ سمیت گرفتار کر لیے گئے۔ 27 جولائی کو ملیر میں حقیقی کے سیکٹر انچارج آفاق حسین اور یونٹ انچارج اکرم حسین کو کلاشن کوف کا برسٹ مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ آفاق احمد نے کہا کہ نئے صوبہ کی تحریک کو کچلنے کے لے دہشت گردی کا آغاز ہو گیا۔ 30 جولائی کو کورنگی میں ایم۔ کیو۔ ایم کا ایک کارکن مبینہ پولیس مقابلہ میں ہلاک کر دیا گیا۔ وہ قتل، اقدام قتل اور فائرنگ کے 40 سے زائد مقدمات میں ملوث بتایا گیا۔

30 جولائی کو وزیراعظم بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ شرپسند عناصر کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے گا۔ سیاسی جدوجہد کی آڑ میں تشدد کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

صوبہ سرحد

15 جولائی کو اے۔این۔پی کی رہنما بیگم نسیم ولی نے صوبے کے وزیر اعلیٰ آفتاب شیرپاؤ کے بطور رکن صوبائی اسمبلی نااہل قرار دینے اور سابق وزیر اعلیٰ صابر شاہ کی حکومت کی بحالی کے

لیے ایک آئینی درخواست سپریم کورٹ میں دائر کر دی۔ درخواست میں کہا گیا کہ شیرپاؤ نے مہران بنک سے 12 کروڑ روپے حاصل کر کے ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے مسلم لیگ اور اے۔ این۔ پی کی مخلوط حکومت گرائی۔

صوبہ بلوچستان

12 جولائی کو آواران شہر میں ایک اسپتال کو وہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کے خلاف مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین نے خصدار کے قریب ڈپٹی کمشنر کے دفتر پر ہلہ بول دیا اور کئی گاڑیوں کو آگ لگا دی۔ لیویز سے مقابلہ میں 12 افراد ہلاک اور 25 زخمی ہو گئے۔ 13 جولائی کو مزاری اور بگٹی قبائل میں خونریز تصادم کے نتیجے میں 8 افراد ہلاک اور 35 زخمی ہو گئے۔

آزاد کشمیر

30 جولائی کو مظفر آباد میں آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کے 38 نومنتخب ارکان نے حلف اٹھا لیا۔ مسلم کانفرنس کے 9 ارکان اسمبلی تقریب سے غیر حاضر رہے۔ پیپلز پارٹی کے بیرسٹر سلطان محمود بلامقابلہ وزیر اعظم، ممتاز حسین راٹھور اسپیکر اور اسرار عباسی ڈپٹی اسپیکر منتخب کر لیے گئے۔ یہ دونوں بھی بلامقابلہ کامیاب ہوئے۔ بیرسٹر سلطان نے سردار قیوم کو مل جل کر کام کرنے کی دعوت دی۔ بے نظیر نے کہا کہ آزاد کشمیر میں پیپلز پارٹی کی کامیابی ہماری کشمیر پالیسی پر عوامی اعتماد کا اظہار ہے۔ سردار قیوم کی حکومت بد عنوانی میں ملوث تھی۔

12 اگست کو مسلم کانفرنس کے سکندر حیات کو آزاد کشمیر کی صدارت سے ہٹا دیا گیا۔ اسمبلی کے 55 میں سے 39 ارکان نے تحریک عدم اعتماد کے حق میں ووٹ دیا۔ ووٹنگ کے موقع پر مسلم کانفرنس اور جماعت اسلامی کے ارکان اجلاس میں نہیں آئے۔ اس سے قبل سکندر حیات نے خود اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ اسمبلی کے اسپیکر قائم مقام صدر ہو گئے۔ 25 اگست کو سردار محمد ابراہیم خاں 39 ووٹ لے کر آزاد جموں و کشمیر کے تیسری بار صدر منتخب کر لیے گئے۔ جماعت اسلامی نے اُن کے حق میں ووٹ دیا جبکہ مسلم کانفرنس کے 13 ارکان نے پولنگ کا بائیکاٹ کیا۔

اپوزیشن جماعتوں کا اجلاس

6 اگست کو لاہور میں نواز شریف کی صدارت میں پندرہ اپوزیشن جماعتوں کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا جس میں بے نظیر حکومت کے خلاف تحریک کو "پاکستان بچاؤ تحریک" کا نام دیا

گیا۔ 10 اگست کو ملک گیر ہڑتال کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا اور حکومت کو متنبہ کیا گیا کہ سی۔ ٹی۔ بی۔ ٹی پر دستخط قبول نہیں کیے جائیں گے۔ بے نظیر حکومت کے جرائم پر مبنی ایک وہائٹ پیپر بھی شائع کیا جائے گا۔

سرتاج عزیز نے پریس کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کرنے اور اسمبلیوں سے استعفے دینے کا اصولی فیصلہ ہو چکا ہے۔ جب اُن سے دریافت کیا گیا کہ کیا جماعت اسلامی کے مطالبہ کے مطابق عبوری حکومت دو سال کے لیے ہوگی اور وہ الیکشن سے قبل احتساب کرے گی تو سرتاج عزیز نے کہا کہ یہ دونوں باتیں 24 جولائی کے مشترکہ اعلامیہ میں شامل نہیں ہیں جس پر جماعت اسلامی نے بھی دستخط کیے ہیں۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ "پاکستان بچاؤ تحریک" کا قائد کون ہوگا تو انہوں نے کہا کہ آج کے اجلاس کی صدارت نواز شریف نے کی ہے اور آئندہ اجلاسوں کی صدارت بھی وہی کریں گے۔ 6 اگست کو نوابزادہ نصراللہ خاں نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے ملک کی سیاسی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔

صدر لغاری کا انتباہ

6 اگست کو صدر لغاری نے کہا کہ اسمبلیوں کی کارکردگی اطمینان بخش نہیں ہے۔ قانون سازی کے بجائے آرڈی نینس جاری کرنا پڑتے ہیں۔ ملک و قوم کے مفاد میں ہوا تو میں اسمبلی توڑنے کا آئینی اختیار استعمال کر سکتا ہوں۔ خواہ اسے کوئی پسند کرے یا نہ کرے۔ اپوزیشن لیڈروں سے میرا رابطہ ہے۔ میں محاذ آرائی کے خاتمے کے لیے جو کچھ ہو سکتا ہے، کروں گا۔

ملک گیر ہڑتال

10 اگست کو اپوزیشن، تاجروں اور ڈاکٹروں کی کال پر کراچی سے پشاور تک مکمل ہڑتال ہوئی۔ چاروں صوبوں میں کاروبار زندگی معطل رہا۔ ٹرانسپورٹ اور تعلیمی ادارے بند رہے۔ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کی اپیل پر ڈاکٹروں نے بھی ملک گیر ہڑتال کی سرکاری اور نجی اسپتالوں میں کام بند رہا۔ تاجروں نے اگلے روز بھی ہڑتال جاری رکھی اور کہا کہ اگر انکم ٹیکس اور سیلز ٹیکس کے بارے میں اُن کے مطالبات منظور نہ کیے گئے تو پھر سول نافرمانی کے ساتھ غیر معینہ مدت کے لیے ہڑتال کی جائے گی۔ وزیر مملکت مخدوم شہاب الدین نے کہا کہ ہڑتالوں سے کام نہیں چلے گا سیلز ٹیکس دینا پڑے گا ورنہ تاجروں کو 5 سال قید اور 50 ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

نواز شریف نے کہا کہ کامیاب ہڑتال حکمرانوں کی سیاسی موت ہے۔ اب وقت آگیا ہے

کہ صدر اپنا آئینی کردار ادا کریں۔ غیر جانبدار نگراں حکومت قائم کر کے انتخابات کر دیئے جائیں۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ہڑتال ریفرنڈم ہے۔ عوام نے فیصلہ دے دیا۔ بے نظیر حکومت کا خاتمہ اسی سال ہو گا۔ صدر اسلام اور ملک دشمن حکومت کو برطرف کریں۔ پھر اسلامی انقلاب کا سفر شروع ہو گا۔ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا شکنجہ توڑنے کے بعد انتخابات ہوں گے۔ نواز شریف گندے انڈوں کو نکال باہر کریں۔ مولانا نورانی نے کہا کہ صدر آئین کے مطابق نگران حکومت تشکیل دیں۔ شیخ رشید نے کہا کہ تبدیلی ایوان کے اندر ہو یا وسط مدتی انتخابات ہوں۔ آئندہ وزیر اعظم نواز شریف ہی ہوں گے۔

امریکی سینیٹر کی آمد

10 اگست کو پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے امریکی سینیٹر براؤن نے وزیر اعظم بے نظیر سے طویل ملاقات کی۔ بے نظیر نے کہا کہ بھارت کے جارحانہ عزائم اور مقبوضہ کشمیر میں مظالم علاقائی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔ سینیٹر براؤن نے بری فوج کے سربراہ جہانگیر کرامت سے بھی ملاقات کی۔ جہانگیر کرامت نے کہا کہ ہمارے عزائم جارحانہ نہیں لیکن ہم اپنے دفاع سے غافل نہیں رہ سکتے۔

فوجی حکام کا اجلاس

12 اگست کو آرمی چیف کی صدارت میں کور کمانڈروں کا پانچ گھنٹے طویل اجلاس ہوا جس میں ملک کی سلامتی اور دفاع کے بارے میں اہم صلاح مشورے ہوئے۔ بعد میں جہانگیر کرامت نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے کور کمانڈروں کے اجلاس کی کارروائی کے بارے میں بتایا اور دیگر اہم اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔

کرپشن کا کینسر

13 اگست کو عالمی بنک کے نائب صدر شاہد جاوید برکی نے نے کہا کہ پاکستان میں کرپشن کا کینسر ہر ادارے میں پھیل چکا ہے۔ کرپشن کرنے والوں میں قانون کا کوئی خوف نہیں رہا۔ معیشت کو مکمل تباہی سے بچانے کے لیے سخت مالیاتی ڈسپلن کی ضرورت ہے۔ ہر سطح پر احتساب کا عمل بروئے کار لایا جائے۔

وفاقی حکومت نے گزشتہ 9 ماہ کی مدت میں سترھویں بار ڈالر کے مقابلہ میں روپے کی قیمت میں مزید 12 پیسے کی کمی کر دی۔ وزارت پٹرولیم نے اچانک پٹرول اور فرنس آئل کی قیمتوں

میں اضافہ کر دیا حالانکہ عالمی منڈی میں ان کی قیمتوں میں مسلسل کمی ہو رہی ہے۔

جاوید جبار کا استعفیٰ

13 اگست کو سابق سینیٹر اور اطلاعات و نشریات کے سابق وزیر مملکت جاوید جبار نے پیپلز پارٹی کی بنیادی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا اور کہا کہ وہ آزادی کی گولڈن جوبلی کے موقع پر پارٹی رکنیت سے مستعفی ہو رہے ہیں۔

مسلم لیگ نے وفاقی وزیر نواز کھوکھر کے خلاف نااہلی کا ریفرنس دائر کر دیا۔ وہ پارٹی سے بے وفائی کے مرتکب ہوئے ہیں اس لیے انہیں نااہل قرار دے کر اُن کی نشست خالی قرار دی جائے۔

قاضی صاحب کا سینٹ سے استعفیٰ

14 اگست کو لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ میں سب سے پہلے سینٹ سے مستعفی ہو رہا ہوں۔ جماعت کے دوسرے ارکان اپوزیشن کے ساتھ استعفے دیں گے۔ اگر اپوزیشن نے تمام ممبران فوراً مستعفی ہو جائیں تو کھیل ختم ہو جائے گا اور سول نافرمانی کی نوبت نہیں آئے گی۔ جماعت اسلامی کی مجلس عاملہ نے بعد میں قاضی صاحب کے سینٹ سے مستعفی ہونے کی منظوری دے دی۔

ترکی کے وزیر اعظم کا دورہ

ترکی کے وزیر اعظم نجم الدین اربکان جب 12 اگست کو پاکستان کے دو روزہ سرکاری دورہ پر اسلام آباد پہنچے تو اُن کا پُرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ اربکان نے کہا کہ ترکی مسئلہ کشمیر پر پاکستان کی حمایت کرتا ہے۔ وزیر اعظم بے نظیر نے اربکان سے کہا کہ وہ پاکستان کی مذہبی جماعتوں کو قومی دھارے میں شامل ہونے کا مشورہ دیں اور انہیں حکومت کے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ کریں۔

16 اگست کو کراچی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ میں نے سینٹ سے استعفیٰ دے کر پہل کر دی ہے۔ مسلم لیگ اور دوسری جماعتیں بھی مستعفی ہو کر میدان میں آ جائیں۔ پارلیمنٹ کے اندر سے کسی چیز کی توقع نہیں۔ صدر حکومت کو برطرف کر دیں ورنہ انہیں خود بھی جانا ہو گا۔ کسی معین قریشی کو مسلط نہیں ہونے دیں گے۔ بعد میں لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں قاضی صاحب نے کہا کہ اگر میرا دامن صاف نہ ہوتا تو میں کرپٹ افراد کے خلاف زبان کھولنے کی جرات نہ کرتا۔ اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ارکان نے

قومی بنکوں کے دو سو ارب روپے کے قرضے ہڑپ کر لیے ہیں۔ این۔ ڈی۔ خاں کا بیٹا اُن کی وزارت میں ایک لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ پر ملازم ہے۔

16 اگست کو لاہور میں پنجاب مسلم لیگ کی جنرل کونسل سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ ملک کو بچانے کے لیے میں نے سر پر کفن باندھ لیا ہے۔ مجھے کشکول توڑنے کی سزا دی گئی۔ ہم اقتدار میں آ کر تیس دن میں خلفائے راشدین کا نظام نافذ کر دیں گے۔ نائب قاصد سے صدر تک سب کا احتساب ہو گا۔ ایسا نظام عدل لائیں گے کہ لوگ حکمرانوں سے پوچھ سکیں کہ قمیص کا کپڑا کہاں سے آیا۔ ناجائز جائیدادیں بحق سرکار ضبط کر لی جائیں گی۔ ظالم بہت جلد کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔

بے نظیر نے نواز شریف سے دریافت کیا کہ انھوں نے ضیاء الحق کے اور اپنے پہلے دور میں خلافت راشدہ کا نظام کیوں نافذ نہیں کیا۔ وہ بنیاد پرستوں کو خوش کرنے کے لیے یہ نعرہ لگا رہے ہیں۔ اسمبلی کے خلاف سازش کی جا رہی ہے لیکن مجھے کرسی کی پروا نہیں۔ حکومت کی تبدیلی محض ایک خواب ہے۔ اپوزیشن تین سال سے اسمبلیوں سے مستعفی ہونے کی بات کر رہی ہے۔ انھیں استعفے دینے ہیں تو ابھی دے دیں۔ ہمیں موقع ملے گا کہ ضمنی انتخابات کرا کے پارلیمنٹ میں دو تہائی اکثریت حاصل کر لیں۔ اپوزیشن وہ حربے استعمال نہ کرے جو میں کر چکی ہوں۔ ایک دھکا اور دو کے نعروں کا وقت گزر گیا۔

مسلم لیگ کا صدارتی انتخاب

17 اگست کو اسلام آباد میں مسلم لیگ کے جنرل کونسل کے اجلاس میں نواز شریف کو دوسری بار تین سال کے لیے بلامقابلہ مسلم لیگ کا صدر منتخب کر لیا گیا۔ صدر منتخب ہونے پر نواز شریف نے کہا کہ وی۔ آئی۔ پی کلچر ختم کرایا جائے گا۔ برائیوں کے خاتمے کے لیے انقلابی اقدامات کریں گے۔ "پاکستان بچاؤ تحریک" کا نتیجہ نئے انتخابات کی صورت میں نکلے گا جس میں 90 فیصد نتائج ہمارے حق میں آئیں گے۔ برسر اقتدار آ کر 1947ء سے اب تک جائیداد بنانے والوں کا احتساب کریں گے۔ بعد میں کوئٹہ میں ایک جلسہ عام میں نواز شریف نے کہا کہ 25 اگست سے بے نظیر کے خلاف تحریک شروع ہو جائے گی۔ بے نظیر کو ہٹا کر دم لیں گے۔

صدر ضیاء الحق کی برسی

17 اگست کو جنرل ضیاء الحق کی برسی کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکومت کو ہٹانے کے لیے محب وطن جماعتیں میدان میں اُتر چکی ہیں۔ حکومت نے

پوری قوم کو کنگال کر دیا۔ عوام کے منہ سے نوالہ چھین لیا۔ حکومت نے استعفیٰ نہیں دیا۔ تو سول نافرمانی کی تحریک چلا کر اس سے چھین لیا جائے گا۔ وزیر اعظم ہاؤس کی طرف مارچ کریں گے۔ قاضی حسین احمد اور سمیع الحق کو ساتھ رکھیں گے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ مسلم لیگ اور جماعت اسلامی میں کوئی اختلاف نہیں۔ سمیع الحق نے کہا کہ عالم اسلام کو ضیاء الحق جیسے قائدین کی ضرورت ہے۔ اعجاز الحق نے کہا کہ اب بے نظیر کے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔

سرے محل کی خرید

21 اگست کو نواز شریف نے برطانیہ میں سرے کے مقام پر 335 ایکڑ پر مشتمل وسیع و عریض محل کی خریداری کے دستاویزی ثبوت قومی اسمبلی میں پیش کر دیئے۔ بے نظیر اور آصف زرداری نے اسے اپنے دوست جاوید پاشا کے توسط سے 25 لاکھ اسٹرلنگ پونڈ میں خریدا ہے۔ محل کی آرائش کے لیے قیمتی سامان اور نوادرات بلاول ہاؤس سے پال نامی پراسرار شخص کو بھیجے گئے۔ جائیداد کی خریداری کے بارے میں جھوٹ بول کر بے نظیر نے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ انہیں نااہل قرار دے کر ان کی اسمبلی کی رکنیت ختم کی جائے۔ صدر مملکت پاکستان کی تاریخ کے اس بڑے اسکینڈل میں اپنی خاموشی ترک کریں اور بے نظیر سے استعفیٰ طلب کریں۔

رضا ربانی نے کہا کہ نواز شریف سرے محل کے بارے میں کوئی ثبوت پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ وہ خود بھی بتائیں کہ لندن میں جس فلیٹ میں ان کے صاحبزادے رہتے ہیں، وہ کس کی ملکیت ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ اگر نواز شریف، عمران اور اعجاز الحق کے لندن میں گھر ہو سکتے ہیں تو ہمارے کیوں نہیں۔

24 اگست کو راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اسلام آباد کی طرف مارچ کرنے کی باری آنے والی ہے۔ عوام تیار رہیں۔ سرکاری ملازمین بھی مارچ کے ساتھ چلیں گے۔ "پاکستان بچاؤ تحریک" نواز شریف کو وزیر اعظم بنانے کی تحریک نہیں ہے۔

اپوزیشن کے جلسوں کے اشتہارات ملک کے تمام روزناموں میں 25 اگست کو شائع ہوئے۔ اشتہار کے وسط میں دوسرے قائدین کے ناموں سے اوپر "قائد پاکستان جناب محمد نواز شریف" درج تھا۔ جماعت اسلامی کے سیکرٹری اطلاعات امیر العظیم نے اپنے اخباری بیان میں کہا کہ نواز شریف دولت کے بل پر اپنی لیڈر شپ ابھارنے کے لیے مشترکہ پلیٹ فارم استعمال کر رہے ہیں اور خود کو قائد کی حیثیت سے پیش کر رہے ہیں؟ آئندہ وہ اس سے گریز کریں۔ آئندہ اشتہارات میں اس کی اصلاح کر لی گئی۔ دونوں اشتہارات کی نقول منسلک ہیں۔

قاضی حسین احمد کا سینٹ سے استعفیٰ

25 اگست کو قاضی صاحب نے سینٹ سے اپنا استعفیٰ سینٹ کے چیئرمین کو اپنے ایک خط کے ساتھ ارسال کر دیا۔ حالات کی اصلاح کے لیے قاضی صاحب نے اپنے خط میں ایک آٹھ نکاتی فارمولا پیش کیا جس کے مطابق موجودہ اسمبلیوں کو توڑ دیا جائے۔ بعد میں ایسے افراد پر مشتمل عبوری حکومت قائم کی جائے جو پہلے خود کو احتساب کے لیے پیش کریں، اپنے اور اپنی اولاد کے اثاثوں کا اعلان کریں، اُن کا جواز فراہم کریں اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے اپنے اثاثوں میں کوئی اضافہ نہ کرنے کا بھی عہد کریں۔ یہ عبوری حکومت مردم شماری کرائے تاکہ نشستوں کا تعین اور وسائل کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے ہو سکے۔ انتخابی فہرستوں کو درست کیا جائے۔ ایک آزاد اور خود مختار الیکشن قائم کیا جائے اور اُس کے ساتھ ایک ایسا مستقل ادارہ بھی تشکیل دیا جائے جو آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت اُمیدواروں کی جانچ پڑتال کا حق ادا کر سکے۔ مناسب طریقہ انتخاب اختیار کیا جائے، پھر عبوری حکومت آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کر کے اقتدار منتخب، امین وار دیانت دار حکومت کے سپرد کر دے جو خود کو عوام اور عدلیہ کے احتساب سے بالاتر نہ سمجھے۔ اعلیٰ عدالتیں اس پورے عمل کی براہ راست نگرانی کریں۔ بعد میں قاضی صاحب نے کراچی میں کہا کہ جاگیرداروں اور جرنیلوں کے پاس ہمارے مسائل کا حل نہیں۔ صدر لغاری کو اپنی مرضی نہیں بلکہ ملکی مفاد بے میں بے نظیر حکومت کو برطرف کرنا ہوگا۔ چیئرمین کے نام خط کا مقصد یہ تھا کہ قاضی صاحب عوام کو اپنے فارمولے سے آگاہ کر سکیں کیونکہ ان آٹھ نکاتی مطالبات کی منظوری کا تو کوئی حق چیئرمین کو حاصل نہیں تھا۔ 26 اگست کو نواز شریف نے ان تجاویز سے اپنے اختلافات کا اظہار کر دیا اور کہا کہ عبوری حکومت کو قانون سازی کا کوئی اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ اُس کا کام نوے دن کے اندر انتخابات کرانا ہے۔ اس سے زائد کوئی مینڈیٹ ہمیں قبول نہیں۔ جماعت اسلامی کی قیادت خواہ کوئی بیان بھی دے، ہمیں اُس کا جواب نہیں دینا چاہیے۔ ہمارے قومی مفاد میں اور ملک بچانے کے لیے بے نظیر کو ہٹانا ہماری اولین ترجیح ہے۔ نواز شریف نے عمران خان کو تحریک میں شمولیت کی دعوت دی۔ رانی پور میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت جلد ہی دھڑام سے گرنے والی ہے۔ حکمرانوں کو مسلم لیگی سیلاب بہا کر لے جائے گا۔ اُن کا حشر فرعون جیسا ہوگا۔ اس موقع پر پیر آف رانی پور نے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔

قاضی صاحب نے کہا کہ نواز شریف مجھے اور میں نواز شریف کو قائد نہیں مانتا۔ "بے نظیر ہٹاؤ" کے ایک نکتے پر اتفاق ہے۔ اس کے بعد ہمارا راستہ الگ اور اُن کا راستہ الگ ہے۔

"پاکستان بچاؤ تحریک" کی ریلیوں میں خود میں شریک نہیں ہو رہا ہوں لیکن اُن میں جماعت کی نمائندگی ہوتی ہے۔ نواز شریف نے قاضی صاحب کے بیان پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔

اپوزیشن کا جلسہ عام

25 اگست کو اپوزیشن کا پہلا احتجاجی جلسہ پشاور میں منعقد ہوا جس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ پاکستان کو بچانے کے لیے بے نظیر کو بھگانا ہوگا۔ لاکھوں پٹھان ایک ایک پتھر بھی ماریں تو پیپلز پارٹی دوبارہ اقتدار میں نہیں آسکے گی۔ جلسے سے اجمل خٹک، پیر زکوڑی، قاضی خالد اور غفور احمد نے بھی خطاب کیا اور سرحد مسلم لیگ اور اے۔ این۔ پی کے 28 ارکان اسمبلی نے اپنے استعفے نواز شریف کے سپرد کر کے اُنہیں جب چاہیں پیش کرنے کا اختیار دے دیا۔

28 اگست کو کراچی میں ایک ریلی سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام نے تبدیلی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اسلام آباد جائیں گے تو فیصلہ کیے بغیر واپس نہیں آئیں گے۔ ہم سرے محل کی ویڈیو فلم عوام کو دکھائیں گے۔ حکمرانوں کی کشتی ڈوب رہی ہے۔ اسے کوئی بچا نہیں سکتا۔ مسلم لیگی کارکن نعرے لگاتے رہے "پاکستان کو بچانا ہے، نواز شریف کو لانا ہے۔" نصیر بابر نے کہا کہ ہم پُرامن ریلیوں میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔ اپوزیشن سول نافرمانی کی تحریک نہیں چلا سکتی۔

29 اگست کو قاضی صاحب نے پشاور میں نے کہا کہ چاروں صوبوں کے لاکھوں افراد اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گے اور حکومت کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیں گے۔ کرپٹ حکمرانوں کو فرار ہونے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

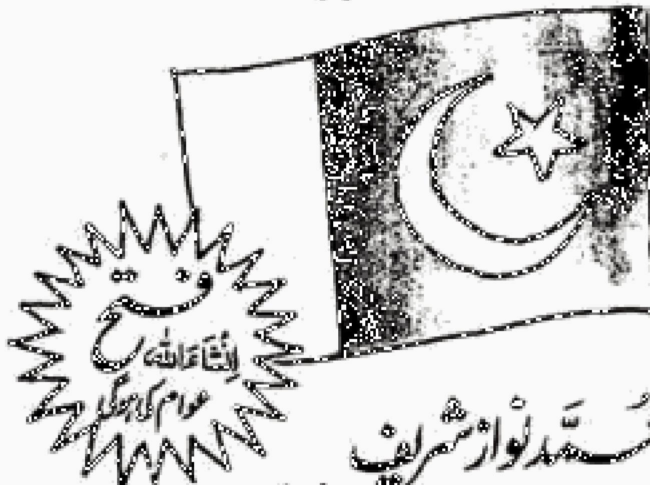
بے نظیر نے کہا کہ سازشی عناصر کو منہ کی کھانی پڑے گی۔ حکومت کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں لیکن عوام ہمارے ساتھ ہیں۔ ہمارے نزدیک سیاست عبادت ہے۔ علماء کی پگڑی اچھالنے والے آج انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ قاضی صاحب اپنا دامن دیکھ کر ہمارے اوپر الزام لگائیں۔ 29 اگست کو چکوال میں ارکان اسمبلی سے بات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ مجھے دھمکیوں کی پروا نہیں، حکومت ہر حال میں اپنی مدت پوری کرے گی۔ عوام خود حکومت کی حفاظت کریں گے۔ ہم قرضے ہڑپ کرنے والوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ 1996ء بلدیاتی انتخابات کا سال ہے۔

جو بچے ہیں سنگ سمیٹ لو کہ وطن تمہارا تو لٹ چکا

کرپٹ اور بدعنوان حکمرانوں پر

عوام کی فیصلہ کن یلغار

پشاور میں 25 اگست 1996ء بروز اتوار پہلا احتجاجی جلوس





قائد پاکستان جناب **محمد نواز شریف**

• جناب قاضی حسین احمد • جناب اجمل خٹک • جناب پروفیسر ساجد میر • جناب صاحبزادہ فضل کریم • جناب ساجد نقوی • جناب مولانا شاہ احمد نورانی • جناب میر عبدالجبار • جناب اجمل دہلوی • جناب مولانا سمیع الحق • جناب ظفر اللہ خان جمالی • جناب حاصل بزنجو • جناب معراج محمد خان • جناب ممتاز علی بھٹو • پیر صاحب زکوڑی شریف • جناب صاحبزادہ عارف وٹو پیری۔

عوام کے انقلابی کارواں کی قیادت کریں گے اور اسلام کی سربلندی، ملک کی سلامتی، جمہوریت کی بقا، عوام کی خوشحالی، انصاف وانسانی حقوق کے حصول اور تباہ شدہ معیشت کی بحالی کیلئے ان تمام قائدین اور ان کی جماعت نے ایک ساتھ آگے بڑھنے کا عزم کرلیا ہے۔

پروگرام

تاریخ	شہر	مقام اجتماع	وقت روانگی	دن
25 اگست 1996ء	پشاور	جناح پارک	10 بجے صبح	اتوار
28 اگست 1996ء	کراچی	ایکسپریس مارکیٹ	2 بجے بعد از دوپہر	بدھ
3 ستمبر 1996ء	کوئٹہ	شاہراہ جناح	3 بجے سہ پہر	منگل
5 ستمبر 1996ء	لاہور	نیلا گنبد	بعد نماز ظہر	جمعرات

پاکستان بچاؤ تحریک

میٹ دی پریس سے خطاب

30 اگست کو مردان میں "میٹ دی پریس" پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ پارلیمنٹ گندگی کا ڈھیر ہے۔ گندگی کے مکمل خاتمے کے بغیر میں وہاں دوبارہ نہیں جاؤں گا۔ ہم موجودہ حکومت کے خاتمے کے بعد عبوری حکومت اور احتساب کے بارے میں اپنا ایجنڈا رکھتے ہیں۔ اس میں جو ہمارا ساتھ نہیں دیتا اُس کا راستہ الگ اور ہمارا راستہ الگ ہے۔ کرپشن نے ملک کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ صدر ہمت سے کام لے کر حکومت کو چلتا کر دیں۔ عوامی تحریک اور صالح قیادت ہی ملک کو بچا سکتی ہے۔ بے نظیر حکومت کے خاتمے کے لیے ہم ہر ایک سے تعاون کریں گے۔

31 اگست کو قاضی صاحب نے عوام کے نام اپنے کھلے خط میں سینٹ سے مستعفی ہونے اور حکومت کے خلاف تحریک چلانے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اپنی غیر آئینی جمہوری روش کے باعث بے نظیر حکومت حکمرانی کا حق کھو چکی ہے۔ عوام پارلیمنٹ سے مایوس ہو چکے ہیں۔

31 اگست کو چکلالہ ایئربیس پر وزیر اعظم بے نظیر نے کہا کہ 1988ء میں اقتدار میں آ کر میں نے امریکہ سے پچاس ایف 16 طیارے خریدنے کا سودا کیا تھا لیکن 1990ء میں ہماری حکومت رخصت کر دی گئی۔ جس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑا۔ ہم جوہری پروگرام کی قیمت پر ایف 16 طیارے قبول نہیں کریں گے۔ براؤن ترمیم کے تحت پاکستان کو 370 ملین ڈالر کا فوجی سامان فراہم کیا جائے گا۔ اس سوال کے جواب میں کہ کیا کمیشن کھانے کے معاملہ کی وجہ سے میراج 2000 طیاروں کی خریداری متاثر ہوگئی ہے، بے نظیر نے کہا کہ یہ سودا بہت چھان پھٹک کے بعد ہوا تھا۔ ویسے تو یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ دفاعی سامان کی خریداری کے سودوں میں کمیشن کوئی نہ کوئی تو ضرور وصول کرتا ہے، اس لیے میں چاہتی ہوں کہ یہاں بھی امریکی نظام اپنایا جائے جس میں دفاعی سودوں میں اوپن کنسلٹنٹس (Open Consultants) ہوتے ہیں اور سب کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس نے کتنا کمیشن وصول کیا ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ ہم مٹھی بھر عوام کو قوم کے مستقبل سے نہیں کھیلنے دیں گے۔

صوبہ سندھ

اگست کا آغاز کراچی میں ایم۔ کیو۔ ایم کے دو کارکنوں کی پولیس مقابلہ میں ہلاکت سے ہوا۔ پولیس کے مطابق کلاکوٹ میں ہلاک کارکن مقبول دہشت گردی کی وارداتوں میں ملوث تھا۔ 14 اگست تک ایم۔ کیو۔ ایم کے 8 افراد پولیس مقابلوں میں ہلاک کیے گئے اور 110 کو

حراست میں لیا گیا۔ 5 اگست کو مڈنائٹ آپریشن میں دولہا سمیت 35 افراد گرفتار کر لیے گئے جن میں ایم۔ کیو۔ ایم کے اسمٰعیل اور یعقوب کالیا بھی شامل ہیں جو پولیس کو متعدد وارداتوں میں مطلوب تھے۔ 7 اگست کو شاداب اور بابو ڈکیٹ ہلاک ہوگئے جن کی پولیس کو تلاش تھی۔ 10 اگست کو پولیس نے حقیقی کے دو دفاتر کی تلاشی لینے کے بعد اُنہیں سیل کر دیا۔ کوئی قابل اعتراض مواد نہیں ملا۔ 11 اگست کو پولیس مقابلہ میں ایم۔ کیو۔ ایم کا سرگرم کارکن شہباز کوبرا مارا گیا۔ پولیس نے بتایا کہ وہ بھارت سے تربیت لے کر آیا تھا۔ 12 اگست کو پولیس مقابلہ میں تین افراد ہلاک ہوگئے۔ 13 اگست کی رات کو پولیس نے چھاپے مار کر ایم۔ کیو۔ ایم کے درجنوں افراد کو گرفتار کر لیا۔ الطاف حسین نے کہا کہ مہاجر نوجوانوں کا قتل عام یوم آزادی پر مہاجروں کے لیے حکومت کا تحفہ ہے۔ اشتیاق اظہر کو صلاح مشورہ کے لیے لندن طلب کر لیا۔ نواز شریف نے لاہور میں کہا کہ ہم کراچی میں عوام پر زیادتیاں کرنے والوں اور گولیاں برسانے والے پولیس اہلکاروں کا احتساب کریں گے۔ محترمہ نے کراچی کو تباہ، سندھ کو برباد اور پاکستان کو ویران کر رکھا ہے۔ نصیر بابر نے کہا کہ کراچی میں دہشت گردی کا قلع قمع کیا جا چکا ہے۔ رینجرز وہاں مستقل طور پر رہیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ دہشت گرد مہاجر نہیں بلکہ نصیر بابر ہیں۔ کوئی مائی کا لعل مہاجروں کو دہشت گرد قرار نہیں دے سکتا۔ 7 اگست کو حیدر آباد میں عوامی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے مطالبہ کیا کہ محصورین پاکستان کو فوری طور پر وطن واپس لایا جائے۔ اس موقع پر اداکار محمد علی نے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ حکومت پاکستان کے ترجمان نے کہا کہ بہاریوں کو پاکستان میں نہیں لایا جائے گا۔

سپاہ صحابہ ریلی پر فائرنگ

14 اگست کو سپاہ صحابہ پاکستان کی ریلی مزار قائد پر حاضری دینے کے لیے مارٹن روڈ سے گزر رہی تھی کہ دو کاروں میں سوار دس دہشت گردوں نے دو اطراف سے اچانک ایک کھلی پک اپ پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس سے 13 افراد ہلاک اور 15 شدید زخمی ہوگئے۔ صوبائی حکومت نے ملزمان کی گرفتاری کے لیے 20 لاکھ روپے انعام کا اعلان کر دیا لیکن یہ حکومت کی نااہلی تھی کہ اُس نے ریلی کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں کیا جو اجازت لے کر نکالی گئی تھی۔

16 تا 31 اگست ایم۔ کیو۔ ایم۔ کے 6 افراد پولیس مقابلوں میں ہلاک اور 273 گرفتار کر لیے گئے۔ 17 اگست کو گلشن اقبال میں چھاپہ مار کر دولہا سمیت 13 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ فاروق دادا کے ایک ساتھی اور دو سیکٹر انچارج بھی پکڑے گئے۔ 21 اگست کو پولیس نے آدھی رات کے وقت ناظم کراچی میں ایک مکان پر چھاپہ مار کر چار سال سے روپوش سندھ اسمبلی کے سابق رکن اُسامہ قادری کو گرفتار کر کے کسی نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا۔ اُن سے اسلحہ بھی

برآمد ہوا۔ الطاف حسین نے کہا کہ حراست کے دوران اُسامہ قادری پر تشدد کیا جا رہا ہے، لیکن پولیس نے اُسامہ قادری کو گلبرگ تھانہ میں صحافیوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اُسامہ نے صحافیوں سے کہا کہ تشدد سے متعلق الطاف حسین کا بیان خدشات پر مبنی ہے۔ میری والدہ روزانہ مجھ سے ملاقات کرتی ہیں۔ اُسامہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگی تھی اور اُن کی ایک انگلی مڑی ہوئی تھی۔ 25 اگست کو مڈنائٹ آپریشن میں ایک سیکٹر انچارج فاروق دادا اور طارق چمبر کے ساتھی سمیت 105 افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ 31 اگست کو آصف چکلا کے ساتھی سمیت گیارہ افراد گرفتار کیئے گئے۔

بلدیاتی انتخابات

وزیراعظم بے نظیر نے اعلان کیا کہ بلدیاتی انتخابات دسمبر میں ہوں گے۔ متحدہ اپوزیشن نے ان انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت کی نگرانی میں کوئی انتخابات منصفانہ نہیں ہو سکتے۔

مذاکراتی ٹیم کے سربراہ اجمل دہلوی نے کہا کہ مذاکرات اور مفاہمت کا مرحلہ ختم ہو گیا۔ پاکستان کو بچانے کے لیے موجودہ حکومت کو ہٹانا ضروری ہے۔ اب صرف حکومت کے خاتمے، نگران حکومت کے قیام اور آزادانہ انتخابات کے لیے بات ہو سکتی ہے۔

نواز شریف نے کہ بے نظیر نے کراچی کی رونقیں برباد کیں۔ ہزاروں گھر تباہ کر دیئے۔ ہزاروں ماؤں کی گودیں اجاڑ دیں۔ ہزاروں بچوں کو یتیم بنا دیا۔ ہم کراچی اور سندھ کو آباد کریں گے۔ اُن کی رونقیں بحال کریں گے۔ لٹیرے حکمرانوں سے خون کے ایک ایک قطرہ کا حساب لیں گے۔ کراچی والوں کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، پوری قوم اُن کے ساتھ ہے اور خود کراچی بھی جاگ اٹھا ہے۔

مسئلہ کشمیر

17 اگست کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے کشمیر کے مسئلہ کو اپنے ایجنڈے سے خارج کر دیا کیونکہ اس معاملہ پر سلامتی کونسل میں گزشتہ پانچ برسوں میں سرے سے کوئی بحث ہی نہیں ہوئی۔ پاکستانی مشن کئی دنوں تک اخراج کی اس کارروائی سے بے خبر رہا۔ بعد میں مشن نے سلامتی کونسل کے صدر کو اس پر ایک احتجاجی مراسلہ ارسال کیا۔ 25 اگست کو پاکستان اور عرب ممالک کے مطالبہ پر سلامتی کونسل کے ورکنگ گروپ نے کشمیر اور فلسطین کے مسائل کو سلامتی کونسل کے ایجنڈے میں شامل کرنے پر اتفاق کر لیا۔

یکم ستمبر 96ء کو نواز شریف نے مسلم لیگ ہاؤس میں کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چودہ جماعتوں کے ہمراہ بے نظیر کو ہٹا کر ملک کو بچائیں گے۔ "پاکستان بچاؤ تحریک" ہی سول نافرمانی کی تحریک ہے۔ انتخابات اسی سال ہوں گے اور ہم دو تہائی اکثریت سے جیتیں گے۔ 3 ستمبر کو کوئٹہ میں ایک بڑی ریلی کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ حکمران ٹولہ صرف چند دنوں کا مہمان ہے۔ ہم انہیں اسلام آباد سے باہر پھینک دیں گے۔ بے نظیر نے ملک کو تباہ کر دیا۔ قومی دولت لوٹنے والوں کو ہم چوراہوں پر پھانسی دیں گے۔ مہنگائی، بے روزگاری اور بے حیائی پھیلانے والی حکومت کو ہٹانے میں حصہ لینا جہاد ہے۔ ریلی میں شریک کارکنان نے بے نظیر کے پتلے پر جسے کالے کپڑے پہنائے گئے تھے اور گلے میں کشکول تھا، ڈنڈوں کی بارش کی۔ بے نظیر بھٹو نے کراچی میں کہا کہ صدر، عدلیہ اور فوج سے میرے مثالی تعلقات ہیں۔ اس عوامی دور میں کسی جرنیل کی مرضی نہیں چلے گی۔ میری حکومت نہیں جا رہی، کوئی معین قریشی نہیں آئے گا۔ میں ہر حال میں سیاسی میدان میں رہوں گی۔ نواز شریف میرے دوست اور بھائی ہیں۔ وزارت عظمیٰ میرے پاس رہے گی یا اُن کے پاس رہے گی۔ قاضی صاحب منافقت کی سیاست چھوڑ دیں۔ ہم دونوں کی چھٹی کرا کے اُس کے اقتدار میں آنے کا خواب کبھی پورا نہیں ہو گا۔

قاضی صاحب پر الزامات

یکم ستمبر کو نصیر بابر نے پھر قاضی صاحب کے بھائی پر ایک پلازہ تعمیر کرنے، اُس کی دکانیں پگڑی پر دینے اور جائیداد ٹیکس ادا نہ کرنے کے الزامات لگائے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ بے نظیر نے ریٹائرڈ بوڑھے جرنیل نصیر بابر کو عمر کے آخری حصے میں دوسروں پر گندگی اچھالنے کی ڈیوٹی پر لگا دیا ہے۔ پیپلز پارٹی سرے سے پاؤں تک غلاظت اور گندگی میں دھنسی ہوئی ہے۔ اُسے ملک میں کوئی ایماندار نظر نہیں آتا۔ میں امین ہوں اور ضمیر کی آواز میرا سرمایہ ہے۔ میرے بھائی نے اگر کوئی بے قاعدگی کی ہے تو وزیر داخلہ عدالت میں کیوں نہیں جاتے۔ میری جائیداد کی تفصیل ریکارڈ پر موجود ہے۔ اس کے علاوہ کوئی جائیداد اور ثابت ہو جائے تو سزا بھگتنے کو تیار ہوں۔ قاضی صاحب کے بھائی قاضی عطاء الرحمٰن نے کہا کہ وزیر داخلہ نے جھوٹ بولا ہے۔ میرے بھائی پر کیچڑ اچھالنے کے لیے مجھے نشانہ بنایا گیا۔ قاضی حسین احمد بطور ممبر پارلیمنٹ اپنے جائیداد اور واجبات کا گوشوارہ چیف الیکشن کمشنر کے پاس جمع کرا چکے ہیں جبکہ جملہ 787 ممبران میں سے 563 ممبران نے جن میں قومی اسمبلی کے اسپیکر، مرکزی اور صوبائی وزراء بھی شامل ہیں یہ گوشوارے جمع نہیں کرائے۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کا بیان

یکم ستمبر کو ممتاز ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر قدیر نے کہا کہ کہوٹہ لیبارٹری میں ہم مسلح افواج کے لیے جدید ترین سسٹم تیار کر رہے ہیں۔ سی۔ ٹی۔ بی۔ ٹی (جوہری ہتھیاروں کی آزمائش پر پابندی کا جامع منصوبہ) پر دستخط کرنے سے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت متاثر نہیں ہوگی۔
امریکی سفیر نے امریکن سینٹر میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ اگر پاکستان سی۔ ٹی۔ بی۔ ٹی پر دستخط کر دے تو اُس کے لیے اقتصادی ترقی اور خوشحالی کے دو دروازے کھل سکتے ہیں۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب منیر اکرم نے کہا کہ ہم اس معاہدہ پر دستخط اُسی وقت کریں گے۔ جب بھارت بھی کر دے گا۔ صدر لغاری نے کہا کہ بھارت 120 ایٹم بم بنا سکتا ہے تو پاکستان بھی ایٹمی صلاحیت رکھتا ہے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ ہمارا ایٹمی پروگرام پُرامن ہے۔

یوسف ہارون اور معین قریشی کی آمد

بزرگ سیاست دان یوسف ہارون نے امریکہ سے پاکستان پہنچ کر سیاست دانوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ سابق نگران وزیراعظم معین قریشی بھی کراچی پہنچ گئے۔ عام طور پر ایسے حضرات کی آمد کو کسی تبدیلی کا پیش خیمہ قرار دیا جاتا رہا ہے۔ معین قریشی نے بلاول ہاؤس کراچی میں بے نظیر سے ملاقات کر کے مختلف اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔ معین قریشی نے اسلام آباد میں کہا کہ حکومت کی میعاد مکمل کرنے کا انحصار عوام پر ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ حکومت میں تبدیلی کی افواہیں بالکل بے بنیاد ہیں۔ ہم اپنی مدت پوری کریں گے۔ اقتدار میں آنے کے چور دروازے بند کئے جا چکے ہیں۔ ہر طرف امن و امان ہے۔ کوئی تحریک یا دھرنا حکومت کو نہیں ہٹا سکتا۔ عوام کی مرضی سے اقتدار میں آئے ہیں، اُن کی مرضی ہی سے جائیں گے۔ نواز شریف کسی دباؤ کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دے کر انھوں نے غلطی کی تھی۔ ہم ایسی غلطی نہیں دہرائیں گے۔ میں اپوزیشن کے ساتھ بامقصد مذاکرات کے لیے تیار ہوں۔

زرداری کے بارے میں انکشاف

یکم ستمبر کو آل انڈیا ریڈیو نے بتایا کہ آصف زرداری کی وفاقی کابینہ میں شمولیت آرمی چیف جہانگیر کرامت کی خفگی کا باعث ہوئی۔ کابینہ کی وفاقی اُمور سے متعلق کمیٹی کے اجلاس میں جہانگیر کرامت نے زرداری کی شمولیت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ کابینہ کے رکن نہیں ہیں، اس لیے زرداری کو اجلاس سے اُٹھ کر جانا پڑ گیا۔ اس کے بعد وزیراعظم نے

زرداری کو وفاقی وزیر بنا کر کابینہ کا رکن بنا لیا تاکہ وہ بلا روک ٹوک تمام اجلاسوں میں شرکت کر سکیں۔ ریڈیو نے کہا کہ ہتھیاروں کی خریداری میں زرداری اربوں ڈالرز سے کھیل چکے ہیں۔

مسلم لیگ کے سیکریٹری اطلاعات بنیامین رضوی نے لندن میں سرے محل کے گیٹ پر ایک گھنٹے تک دھرنا دیا۔ بنیامین نے کہا کہ سرے محل کی ایک ایک اینٹ قومی خزانے کو لوٹ کر خریدی گئی ہے۔ وہاں موجود درجنوں افراد نے بے نظیر کے خلاف اور نواز شریف کے حق میں نعرے لگائے۔

اٹک میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے عمران خاں نے کہا کہ زرداری نے لندن میں 20 کروڑ کی جائیداد خریدی ہے، جس کے دستاویزی ثبوت میرے پاس موجود ہیں۔ عوام بھوک اور مہنگائی سے مر رہے ہیں اور زرداری لندن میں محل خرید رہے ہیں۔

"سنڈے ایکسپریس" لندن نے بھی انکشاف کیا کہ آصف زرداری نے لندن کے مہنگے ترین علاقے میں دو لگزری فلیٹ خریدے ہیں۔ ایک فلیٹ میں حاکم علی زرداری اپنی اہلیہ کے ساتھ رہائش پذیر ہیں۔ اس علاقے میں چھوٹے فلیٹ کی قیمت بھی پانچ لاکھ پاؤنڈ سے کم نہیں۔

زرداری نے کہا کہ ہمارے خلاف مہم کا مقصد ہمیں تنگ کرنا ہے۔ اگر امریکہ، برطانیہ یا فرانس میں ہماری جائیدادیں ہوتیں تو کیا ہم صرف ایک ہفتہ وہاں قیام کرتے۔ دنیا بھر کے لوگ تو پاکستان میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں تو پھر ہم سرمایہ ملک سے باہر کیوں منتقل کرنے لگے۔ جیل میں مجھے عبادت کرنے کا موقع ملا ہے۔ بچے سیاست میں آنا چاہیں گے تو انہیں منع نہیں کروں گا۔

این۔ڈی۔خاں کی شہریت

2 ستمبر کو ڈپٹی اپوزیشن لیڈر گوہر ایوب نے قومی اسمبلی میں کہا کہ وزیر قانون این۔ڈی۔ خاں نے پاکستان آ کر ابھی تک شہری بننے کی درخواست نہیں دی ہے۔ انہیں فوری طور پر ملک بدر کر کے بھارت دھکیل دیا جائے۔ اسپیکر نے کہا کہ کوئی غیر پاکستانی الیکشن نہیں لڑ سکتا۔ این۔ ڈی۔ خاں تو کئی بار پاکستان میں الیکشن لڑ چکے ہیں۔

بابا تنکہ کے ہاں حاضری

5 ستمبر کو وزیراعظم بے نظیر نے وزیراعلیٰ سرحد آفتاب شیرپاؤ، وفاقی وزیر محمد افضل خاں اور مس ناہید کے ہمراہ مانسہرہ میں بابا تنکہ کے ہاں حاضری دی۔ وہ سفید رنگ کے لباس میں ملبوس

تھیں اور ایک بڑی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ ہاتھ میں تسبیح تھی۔ وہ زائرین کے لیے بنائی گئی جگہ پر بیٹھ گئیں اور بابا سے دعا کرانے کے بعد ہیلی کاپٹر کی طرف چل دیں۔ بے نظیر کو احساس ہو گیا تھا کہ اُن کے اقتدار کی کشتی بھنور میں پھنس چکی ہے۔ اُس کو بچانے کے لیے اب وہ تنکوں کا سہارا لینا چاہتی ہیں۔

نادہندگان کی فہرست

وزیر داخلہ نے قومی اسمبلی میں قرض نادہندگان کی ایک فہرست پیش کر دی۔ اس کے مطابق 35 مالیاتی اداروں سے قرضے وصولی جن میں اتفاق فاؤنڈری اور اُس کے ڈائریکٹران سرفہرست ہیں۔ شجاعت برادران دوسرے نمبر پر ہیں۔ فہرست میں جتوئی، خالد کھرل، طارق رحیم، امین فہیم اور گوہر ایوب کے نام بھی شامل ہیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ شریف فیملی نادہندہ اور چور ہے۔ اُس نے قوم کو لوٹا۔ اتفاق فاؤنڈری کے علاوہ اپنے دوسرے اداروں کے لیے چار ارب 59 کروڑ روپے کے قرضے حاصل کئے۔ ہم نادہندگان سے بلاامتیاز قرضے وصول کریں گے۔ اگر نواز شریف نے لوٹی ہوئی دولت واپس نہیں کی تو میں اُن کا پیٹ چاک کر کے یہ رقم نکلوا لوں گا۔ سول نافرمانی کرنے والوں کو اپنی زندگی جیل میں گزارنا پڑے گی۔ ہم دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوں گے۔

گورنر اسٹیٹ بنک ڈاکٹر محمد یعقوب نے کہا کہ پانچ سو خاندان ستر فیصد قرضوں کے نادہندہ ہیں۔ آئین اور قانون میں ایسی ترامیم کی جائیں کہ نادہندگان کے خلاف مقدمات کا تیزی سے فیصلہ ہو سکے اور انہیں سزا مل سکے۔ مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ حکمران طبقہ کا محاسبہ بھی ضروری ہے۔

نواز شریف نے قومی اسمبلی میں کہا کہ اعلیٰ ججوں پر مشتمل ایک احتسابی کمیشن مقرر کر کے اُسے یہ اختیار دیا جائے کہ وہ نادہندگان اور خیانت کرنے والوں پر سیاست میں حصہ لینے پر پابندی لگا دے۔ بے نظیر بتائیں کہ انہوں نے 15 کروڑ کا سرے محل کہاں سے خریدا۔ آصف زرداری نے ایک دن میں 30 کروڑ برطانیہ بھیجے۔ سیکرٹ فنڈ سے بے نظیر نے دو کروڑ اور نصیر بابر نے سات کروڑ روپے لیے۔ ملک کو دیوالیہ بنانے والوں کا یوم حساب قریب ہے۔ بے نظیر کو اقتدار میں لانے والی قوتوں نے بھی اُن کے سر سے ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ اُن کی حکومت کے خاتمہ کی تیاریاں مکمل ہو گئی ہیں۔

آئی۔ ایم۔ ایف نے 600 ملین ڈالر کی قسط روک لی۔ غیر ملکی بنکوں نے حکومت پاکستان سے لین دین روک دیا۔ ملکی معیشت کو تباہی سے بچانے کے لیے صدر لغاری نے آئین کے آرٹیکل 235 کے تحت مالیاتی ایمرجنسی نافذ کرنے کے لیے صلاح مشورے شروع کر دیئے،

لیکن بے نظیر نے کہا کہ مالیاتی ایمرجنسی کے نفاذ کا کوئی امکان نہیں ہے۔

قیمتوں میں اضافے

5 ستمبر کو ریلوے کے کرایوں میں مزید دس فیصد اضافہ کر دیا گیا۔ بجٹ کے بعد سے اب تک 25 فیصد اضافہ کیا جا چکا ہے۔ پیٹرول، ڈیزل، مٹی کے تیل، شکر اور گھی کی قیمتوں میں بھی اضافہ کر دیا گیا۔ حکومت نے روپے کی قیمت میں بھی مزید ساڑھے تین فیصد کمی کا اعلان کر دیا اور کہا کہ یہ قوم کے مفاد میں ہے۔ اس سے برآمدات میں اضافہ ہو گا۔ سٹہ بازی کی حوصلہ شکنی ہوگی اور سمندر پار پاکستانیوں کی رقوم کی آمد شروع ہو جائے گی۔ پورے ملک اور بالخصوص تاجر برادری اور صنعت کاروں نے ان اقدامات کے خلاف احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ یہ اضافے اور سیلز ٹیکس واپس لیا جائے جس پر اقتصادی اُمور کے مشیر وی۔ اے۔ جعفری نے کہا کہ سیلز ٹیکس واپس نہیں لیا جائے گا۔ ایسا کرنا آئی۔ ایم۔ ایف کے ساتھ جو سمجھوتہ کیا گیا ہے، اُس کی خلاف ورزی ہوگی۔ نمائندہ تنظیموں نے کہا کہ اس شخص نے ملکی معیشت کا ستیاناس کر دیا، ہم اُسے تسلیم نہیں کرتے۔

کالاباغ ڈیم

6 ستمبر کو صدر لغاری نے کہا کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر سے صوبہ سندھ کا پانی کم نہیں ہو گا۔ اس بارے میں جلد ہی چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ سے ملاقاتیں کر کے انہیں ڈیم بنانے کی طرف مائل کروں گا۔ لیکن صدر کے اس اظہار خیال کے بعد وفاقی حکومت نے کالاباغ ڈیم کے منصوبہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا اور کہا کہ کالاباغ ڈیم کے بجائے چاروں صوبوں میں چھوٹے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں گے۔ وفاقی حکومت کا یہ بیان صدر کی سبکی کا سبب بنا۔

صدر لغاری کا انٹرویو

7 ستمبر کو ایک ہفت روزہ کو انٹرویو دیتے ہوئے صدر لغاری نے کہا کہ کرپشن سے نجات کے لیے ایک انقلابی پروگرام کی ضرورت ہے۔ میں آرڈیننس کے ذریعے قانون سازی کا مخالف ہوں۔ اپوزیشن کو آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے احتجاج کرنے کا حق حاصل ہے۔ حکومت اور اپوزیشن مل کر مڈ ٹرم الیکشن کے مطالبہ کا جائزہ لیں۔ اگر میں نے ضروری سمجھا تو حکومت کو برطرف کر دوں گا۔

صدر لغاری کے اس دوٹوک بیان کے بعد تو بے نظیر کی یہ خوش فہمی ختم ہو جانا چاہیے

تھی کہ صدر ان کے بندے ہیں اور وہ کبھی ان کی حکومت کو برطرف نہیں کریں گے۔ صدر کو یہ آئینی حق حاصل ہے اور وزیراعظم بے نظیر آئین میں ترمیم کرا کے ان کے اس اختیار کو سلب کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ صدر نے بہرحال اپنا یہ عندیہ ظاہر کر دیا کہ حکومت وسط مدتی انتخابات کرانے پر آمادہ ہو جائے ورنہ اسے خود چلتا کر دیں گے۔

8 ستمبر کو قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ نواز شریف اور ان کے اہل خانہ کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں میں ان پر معذرت خواہ ہوں۔ میں تمام امور میں نواز شریف کے ساتھ مذاکرات کے لیے تیار ہوں۔ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ نواز شریف اور بے نظیر اقتدار میں نہ ہوں۔ لیکن ہم طالع آزماؤں کو اقتدار میں نہیں آنے دیں گے۔

لیکن بے نظیر کے اس مصالحانہ رویہ کے جواب میں نواز شریف نے کہا کہ اصل قصور بے نظیراور ان کے ساتھیوں کا ہے۔ بے نظیر حکومت کی رخصتی، غیر جانبدار نگران اور حکومت کے قیام اور نئے انتخابات کی تاریخ پر مذاکرات ہو سکتے ہیں۔

8 ستمبر کو ہفت روزہ "ٹائم" کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ میں اقتدار نہیں چھوڑوں گی اور نہ ہی کسی نگران حکومت کو آنے دوں گی۔ عوام میوزیکل چیئر گیم سے عاجز آ چکے ہیں۔ ہمارے اوپر کرپشن کا کوئی الزام ثابت نہیں کیا جا سکا ہے۔ ایسے الزامات لگانا کوئی نئی بات نہیں۔

صدر لغاری کا بیرونی دورہ

10 ستمبر کو صدر لغاری اسلام آباد ایئرپورٹ سے یوگنڈا کے سرکاری دورے پر روانہ ہو گئے۔ خلاف معمول وزیراعظم بے نظیر یا وفاقی کابینہ کا کوئی رکن خدا حافظ کہنے ایئرپورٹ پر موجود نہیں تھا۔ بے نظیر نے اپنی صفائی دیتے ہوئے کہا کہ میں مصروفیات کے باعث صدر کو خدا حافظ نہیں کہہ سکی۔ صدر کے ساتھ میرے کوئی اختلاف نہیں ہیں۔ ہمارے درمیان کوئی بے اعتمادی، غلط فہمی یا جھگڑا نہیں۔ بیوروکریٹس ایسی خبریں دیتے ہیں۔ افسر شاہی کو منتخب حکومت کے ساتھ تعاون نہ کرنے کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ صدر کے ساتھ میرے اختلافات کی افواہیں خود بخود دم توڑ جائیں گی۔ ملک اقتصادی ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ فوج نے جمہوری نظام میں مداخلت کے امکان کو مسترد کر دیا ہے۔ ایرانی انقلاب سے مذہبی انتہاپسندوں کو شہ ملی ہے۔

علامہ یزدانی کا قتل

12 ستمبر کو سپاہ محمد کے سربراہ علامہ حیدر عباس یزدانی کو اسلام آباد میں ان کی رہائش گاہ

میں عصر اور مغرب کے درمیان نامعلوم حملہ آوروں نے گولیاں مار کر قتل کر دیا۔ ان کی والدہ گولیوں کی آواز سن کر بالائی منزل سے نیچے آئیں تو وہ خون میں لت پت پڑے تھے۔ انہوں نے دوڑ کر قریبی امام بارگاہ میں اطلاع دی لیکن ان کی واپسی تک علامہ کی روح پرواز کر چکی تھی۔ ان کی نماز جنازہ میں شیعہ اور سنی علماء نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ نماز جنازہ علامہ ساجد نقوی نے پڑھائی۔ آغا پویا نے کہا کہ علامہ یزدانی کے قتل میں عراق اور بھارت ملوث ہیں۔

وزیر داخلہ نصیر بابر نے کہا کہ اکتوبر میں حکومت کا نہیں قاضی حسین احمد کا دھڑن تختہ ہو گا۔ وہ ملک میں مارشل لاء لگوانے کا خیال اپنے دل سے نکال دیں۔

15 ستمبر کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے میر مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ بے نظیر نے پیپلز پارٹی کو مسلم لیگ بنا دیا ہے۔ بے نظیر کا اپنا کوئی ووٹ بینک نہیں۔ وہ اپنے باپ کے خون پر سیاست کر رہی ہیں۔ بھٹو کے قاتلوں کو اپنی حکومت میں وزیر اور گورنر بنا دیا ہے۔ وہ اپنے مفاد کی خاطر بھٹو کی سزائے موت کو بھی ایک تاریخی فیصلہ قرار دے سکتی ہیں۔ ملکی دولت اور عوامی سرمایہ لوٹنے والوں میں سے آج تک کوئی بھی جیل نہیں گیا۔ زرداری دس پرسنٹ سے نوے پرسنٹ بن چکا ہے۔ وزیراعظم کی سیکرٹری ناہید خاں رشوت کے عوض پارٹی ٹکٹ دیتی ہے۔ ملک میں روٹی مہنگی اور ہیروئن سستی ہو رہی ہے۔ ہم بے نظیر کو بے نقاب کرتے رہیں گے۔

15 ستمبر کو تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے اسلام آباد میں کہا کہ آصف زرداری نے دو کروڑ روپے کی شاپنگ کی۔ لیکن انکم ٹیکس کی مد میں انہوں نے ایک پیسہ بھی ادا نہیں کیا۔ ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس پر سالانہ ایک ارب ستر کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں۔

15 ستمبر کو بے نظیر نے کہا کہ لغاری، اسحٰق خاں نہیں کہ اسمبلی توڑ دیں۔ میرے اور صدر کے درمیان تعلقات میں ہم آہنگی ہے۔ انہوں نے مشکل وقت میں ہمارے ساتھ لاٹھیاں کھائیں اگر وہ اس وقت نہیں بھاگے تو اب وہ ہمارا ساتھ کیوں چھوڑیں گے۔ صدر لغاری سے ایسا اقدام کرنے کی توقع رکھنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ وہ چور دروازے سے اقتدار میں آنا چاہتے ہیں ہم پروپیگنڈے سے نہیں ڈرتے۔ ہم نے ٹیکس چوروں اور نادہندگان کو پہلی مرتبہ قابو میں کیا ہے۔ انہیں معاف نہیں کیا جائے گا۔ نواز شریف نے مذاکرات کی دعوت قبول نہ کی تو سیاسی عدم استحکام کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ ہمارے جذبہ خیر سگالی کو ہماری کمزوری نہ سمجھا جائے۔ بے نظیر نے مولانا فضل الرحمن سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اپوزیشن میرے اور صدر کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ میں صدر کا دل سے احترام کرتی ہوں۔

شہباز شریف نے کہا کہ بے نظیر نے خود چور دروازے سے اقتدار میں آنے کے لیے

اسمبلی تڑوائی تھی۔ محترمہ اگر مذاکرات کی دعوت دیتی ہیں تو پہلے نگران حکومت کے تحت انتخابات کرانے کا اعلان کریں۔

16 ستمبر کو نواز شریف نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں صدر کلنٹن کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستانی عوام نے بے نظیر کو سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کا مینڈیٹ نہیں دیا ہے۔ حکمران ٹولے کا سرے محل کے علاوہ بیرون ملک جائیداد کی خرید کا ایک مزید سکینڈل سامنے آگیا ہے۔

ہائی کورٹ کا فیصلہ

17 ستمبر کو لاہور میں ہائی کورٹ کی راولپنڈی بنچ نے اپنے فیصلے میں کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو کی برسی کے موقع پر محکمہ ڈاک کی طرف بھٹو کا یوم شہادت لکھنا توہین عدالت کے زمرے میں نہیں آتا۔ علم دین کو لاہور ہائی کورٹ نے پھانسی کی سزا دی لیکن آج بھی انہیں غازی اور شہید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ملک قاسم کی رحلت

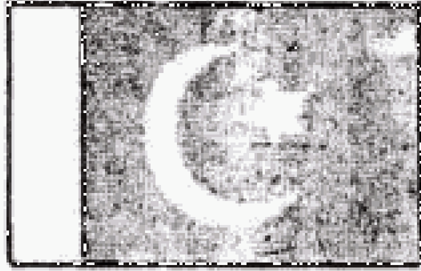
17 ستمبر کو پاکستان مسلم لیگ (قاسم گروپ) کے سربراہ وفاقی انٹی کرپشن کمیٹی کے چیئرمین اور سینٹ میں قائد ایوان ملک محمد قاسم طویل علالت کے بعد لاہور کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ وہ پھیپھڑوں کے کینسر میں مبتلا تھے اور حال ہی میں امریکہ سے علاج کرا کے واپس آئے تھے۔

عالمی بینک کے صدر کا دورہ

عالمی بینک کے صدر جیمز ولفنسن پاکستان کے دورہ پر آنے والے تھے۔ لیکن بینک کے نائب صدر شاہد برکی نے اپنی تحریری رپورٹ میں کہا کہ اس وقت پاکستان میں سیاسی عدم استحکام ہے۔ بے نظیر حکومت ڈگمگا رہی ہے اور تباہی کے کنارے پر ہے، ان حالات میں بینک کے صدر کا دورہ پاکستان وزیراعظم بے نظیر کے لیے "جھوٹا اعتماد" ثابت ہوگا۔ 18 ستمبر کو واشنگٹن سے اعلان کیا گیا کہ عالمی بینک کے صدر نے اپنا دورہ پاکستان منسوخ کر دیا ہے۔ عالمی بینک کے صدر کے دورہ کی منسوخی سے یہ یقین پختہ ہو گیا کہ بے نظیر حکومت کے خاتمے کا آخری فیصلہ ہو چکا ہے۔

نااہل اور بدعنوان حکمران ٹولے سے پاکستان کو بچانے کیلئے

عوام کی فیصلہ کن یلغار





28 اگست کو کراچی میں
لسبیلہ چوک سے
3 بجے سہ پہر

دوسرا احتجاجی جلوس

جس کی قیادت

قائدین پاکستان

- میاں محمد نواز شریف
- قاضی حسین احمد
- محمد اجمل خٹک
- پروفیسر ساجد میر
- صاحبزادہ فضل کریم
- علامہ ساجد نقوی
- مولانا شاہ احمد نورانی
- میمن عبدالجبار
- اجمل دھلوی
- مولانا سمیع الحق
- میر ظفر اللہ خان جمالی
- یوسف مستی خان
- معراج محمد خان
- ممتاز علی بھٹو
- مولانا معین الدین لکھوی

پیر صاحب زکوڑی شریف اور صاحبزادہ عارف روہڑی کریں گے

... اسلام کی سربلندی، ملک کی سلامتی، جمہوریت کی بقا، عوام کی خوشحالی، بے لاگ انصاف کے حصول اور تباہ شدہ معیشت کی بحالی کیلئے اپنے قائدین کے قدم سے قدم ملا کر چلیئے۔ فتح انشاء اللہ آپ کی ہو گی

آئندہ پروگرام کے مطابق

تیسرا احتجاجی جلوس	3 ستمبر کو لیاقت پارک کوئٹہ سے 3 بجے سہ پہر نکالا جائیگا
چوتھا احتجاجی جلوس	5 ستمبر کو نیلا گنبد لاہور سے 3 بجے سہ پہر نکالا جائے گا

پاکستان بچاؤ تحریک

محمد علی سنارا کی گرفتاری

مرتضیٰ بھٹو پارٹی کے ایک رہنما محمد علی سنارا کو کراچی میں بم دھماکوں کے الزام میں پولیس نے گرفتار کر کے نامعلوم جگہ پر پہنچا دیا۔ گرفتاری کی یہ خبر سن کر مرتضیٰ بھٹو ان کی تلاش میں کئی تھانوں اور سی آئی اے سنٹر گئے جہاں پولیس کے مطابق انہوں نے اپنے مسلح ساتھیوں کی مدد سے ڈیوٹی پر موجود پولیس اہلکاروں سے اسلحہ چھینا اور افسران کو دھمکیاں دیں۔ 19 ستمبر کو ڈی آئی جی کراچی ڈاکٹر شعیب سڈل نے کہا کہ مرتضیٰ بھٹو کے خلاف کراچی پولیس سے سرکاری اسلحہ چھیننے، پولیس افسران کو دھمکیاں دینے اور سرکاری ڈیوٹی میں مداخلت کرنے کے الزام میں گارڈن تھانے میں مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ تاہم مرتضیٰ بھٹو کو فوری طور پر گرفتار نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ ان کی پارٹی کے ایک سو سے زائد کارکن گرفتار کر لیے گئے ہیں۔

مرتضیٰ بھٹو کی پریس کانفرنس

20 ستمبر کو پیپلز پارٹی (شہید بھٹو) کے چیئرمین میر مرتضیٰ بھٹو نے 70 کلفٹن میں ایک ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بم دھماکے حکومت نے خود اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے کرائے ہیں۔ میری جماعت ایک سیاسی جماعت ہے جو آئین اور قانون کی پابندی پر یقین رکھتی ہے۔ لیکن میری جماعت کے خلاف آپریشن کیا جا رہا ہے۔ جس کا مقصد شہر کے امن و امان کو تباہ کرنا ہے۔ کراچی پولیس محمد علی سنارا کی گرفتاری کا انکار کر رہی ہے جبکہ وزیر داخلہ اس کا اقرار کر رہے ہیں۔ وزیر داخلہ نصیر بابر اور وزیر اعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ کراچی میں امن و امان کے نام پر سیکرٹ فنڈ سے کروڑوں روپے کھا رہے ہیں۔ میں حکومت کے منفی ہتھکنڈوں کے سامنے جھکوں گا نہیں بلکہ حالات کا مقابلہ کروں گا۔ ہمارے کارکن بھی روپوش نہیں ہوں گے۔ میں ضمانت قبل از گرفتاری بھی نہیں کراؤں گا۔ میں گرفتاری دینے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن مجھے زبردستی گرفتار کرنے کی کوشش کی گی تو پھر شدید مزاحمت کروں گا اور نتائج کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔ ایک سوال کے جواب میں میر مرتضیٰ بھٹو نے کہا کہ میری جماعت اپوزیشن کی تحریک میں شامل نہیں ہوگی۔ ہم نہیں چاہتے کہ پرانے کرپٹ لوگ اور ضیاء الحق کی باقیات دوبارہ اقتدار میں آ جائیں۔

میر مرتضیٰ بھٹو کی پولیس فائرنگ سے ہلاکت

20 ستمبر کی شب مرتضیٰ بھٹو یوسف گوٹھ سرجانی ٹاؤن میں ایک جلسہ سے خطاب کرنے کے بعد واپس آ رہے تھے کہ ان کی رہائش گاہ 70 کلفٹن کے نزدیک پولیس اور دیگر ایجنسیوں

کی بھاری تعداد نے ان کی گاڑی کو گھیر کر روک لیا اور انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ اسی دوران مرتضیٰ کے محافظوں اور پولیس میں تلخ کلامی کے بعد فائرنگ کا تبادلہ شروع ہوگیا جو نصف گھنٹے تک جاری رہا۔ پولیس نے کہا کہ اپنے تحفظ کے لیے ہمیں جوابی کارروائی کرنا پڑی۔ فائرنگ کے نتیجے میں مرتضیٰ بھٹو شدید زخمی ہوگئے۔ ان کے سینے میں پانچ گولیاں لگیں اور ایک گولی گلے کے پار ہوگئی۔ ان کی گاڑی بھی گولیوں سے چھلنی ہوگئی۔ کار کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ زخمی ہونے کے 55 منٹ کے بعد مرتضیٰ کو مڈ ایسٹ ہسپتال پہنچایا گیا۔ وہ تین گھنٹے تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہے۔ اسی دوران آغا خان ہسپتال سے ایک ایمبولینس انہیں لینے کے لیے آئی لیکن انہیں منتقل کرنے کی اجازت نہیں مل سکی۔ غنویٰ بھٹو اور بچوں کو ڈیڑھ گھنٹے بعد اطلاع مل سکی۔ وہ ہسپتال پہنچے تو ڈاکٹر مصنوعی تنفس کی کوشش کر رہے تھے۔ انہیں خون کی بارہ بوتلیں لگائی گئیں لیکن جسم خون قبول نہیں کر رہا تھا۔ ان کی اہلیہ اور بیٹی مرتضیٰ کے پاؤں کی مالش کرتی رہیں کمسن فاطمہ بلکتی رہی۔ "میرا خون لے لو، میرے بابا کو بچالو۔" غنویٰ بھی آہ و فغاں کرتی رہیں۔ "واپس آ جاؤ، میر صاحب واپس آ جاؤ۔" گیارہ بج کر چالیس منٹ پر انہیں سرجری کے لیے لایا گیا لیکن آپریشن کے دوران سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے آخری بیٹے میر مرتضیٰ بھٹو نے رات بارہ بجے زخموں کی تاب نہ لا کر دم توڑ دیا اور ان کی جان بچانے کی کوششیں کامیاب نہ ہوسکیں۔ دس منٹ کے بعد ان کے انتقال کی تصدیق کر دی گئی۔ ہسپتال کی بالائی منزل پر ان کی بیوی، بیٹی اور دیگر خواتین دھاڑیں مار کر رو رہی تھیں۔

مرتضیٰ بھٹو کے علاوہ ان کے قریبی ساتھی عاشق جتوئی سمیت چھ افراد بھی فائرنگ کے نتیجے میں جاں بحق ہوگئے۔ ان کی نعشیں رات گئے تک جائے وقوعہ پر پڑی رہیں۔ تقریباً دس دوسرے افراد بھی خون میں لت پت پڑے زخموں سے کراہ رہے تھے۔ ایک زخمی نے کہا کہ میر صاحب پولیس سے باتیں کر رہے تھے کہ فائرنگ شروع ہوگئی۔ رینجرز اور پولیس کی بھاری تعداد نے 70 کلفٹن کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ پولیس نے صحافیوں اور فوٹوگرافروں کو زدوکوب کر کے ان کے کیمرے اور بیگ چھین لیے۔ پولیس نے بتایا کہ اے ایس پی کلفٹن محمد شاہد اور ایس ایچ او کلفٹن حق نواز سیال بھی زخمی ہونے والوں میں شامل ہیں۔

وزیراعظم بے نظیر خصوصی طیارہ کے ذریعے رات بارہ بجے اسلام آباد سے کراچی کے لیے روانہ ہوئیں۔ 21 ستمبر کی صبح وہ مڈ ایسٹ ہسپتال میں اپنے بھائی مرتضیٰ کا سر اپنے ہاتھوں میں لیے مسلسل روتی رہیں۔ میت کے پاس سپارہ پڑھا۔ وہ ایک گھنٹہ ہسپتال میں رہیں۔ بے نظیر وزیراعلیٰ پر برس پڑیں کہ فائرنگ کا حکم کس نے دیا۔ انہیں بتایا گیا کہ مرتضیٰ حفاظتی فائرنگ کی لپیٹ میں آگئے۔ عبداللہ شاہ نے فائرنگ میں ملوث افسران اور ملازمین کو معطل کرنے کا حکم دے دیا۔ بے نظیر نے کہا کہ اب ہمارے خاندان میں صرف تین خواتین بچی ہیں۔ یہ مرتضیٰ کے مرنے کے دن نہیں تھے۔ ہمارا راستہ مختلف لیکن خون ایک تھا۔ ہم نے ایک گود میں آنکھیں

کھوئیں۔ 18 ستمبر کو میں نے مرتضیٰ کو سالگرہ کی مبارکباد دی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ دو دن بعد وہ ہم سے جدا ہو جائیں گے۔ مرتضیٰ کی ہلاکت کی خبر سن کر نصرت بھٹو بھی لندن سے کراچی کے لیے روانہ ہو گئیں۔

21 ستمبر کی شام کو مرتضیٰ بھٹو کو ان کے آبائی قبرستان گڑھی خدا بخش میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ تدفین میں غنویٰ کے سوا کوئی اور موجود نہ تھا۔ بے نظیر بھی اپنے بھائی کا آخری دیدار نہیں کر سکیں۔ آصف زرداری اور کسی دوسرے وزیر نے بھی جنازے میں شرکت نہیں کی۔ پورے سندھ میں سوگ اور احتجاج منایا گیا۔ کاروبار بند رہا۔ لیاری کراچی میں دوسرے دن بھی احتجاج جاری رہا۔ مشتعل ہجوم نے دو پولیس چوکیوں کو آگ لگا دی۔ سڑکوں پر ٹائر جلائے اور پتھراؤ کیا۔ مرتضیٰ بھٹو کو طیارہ کے اغوا کیس میں شہرت ملی تھی۔ ضیاء الحق کے دور حکومت میں وہ اپنے بھائی شاہنواز بھٹو کے ساتھ جلا وطن رہے۔ بے نظیر کے دور حکومت میں ان کی مرضی کے خلاف واپس آئے تو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ عدالت سے ضمانتوں پر رہائی ملی۔ بے نظیر کے ساتھ ان کے اختلافات میں اضافہ ہوتا رہا۔

21 ستمبر کو وزیر داخلہ نے اسلام آباد میں کہا کہ مرتضیٰ سے سیاسی اختلاف ہو سکتا ہے لیکن وہ بہادر اور اصول پسند تھے۔ مرتضیٰ قتل کیس کے مکمل حقائق میرے پاس ہیں۔ میں جلد ایوان کو اعتماد میں لوں گا۔ ڈاکٹر شعیب سڈل نے کراچی میں کہا کہ پولیس نے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے کارروائی کی تفتیش کے دوران سارا سے معلوم ہوا تھا کہ "را" کے تربیت یافتہ افراد مرتضیٰ کے ساتھ چلتے ہیں۔ انہیں مطلوبہ افراد کی گرفتاری اور اسلحہ کی بازیابی کے لیے روکا تھا۔ ہمیں ان کی جانب سے مزاحمت کی توقع نہیں تھی۔

22 ستمبر کو مصطفیٰ جتوئی امریکہ سے کراچی پہنچ گئے۔ انہوں نے عاشق جتوئی کی موت کو جتوئی خاندان کے لیے ایک سانحہ قرار دیا۔ گاؤں جا کر انہوں نے عاشق جتوئی کی قبر پر فاتحہ پڑھی۔

22 ستمبر کو صوبائی حکومت نے سندھ ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس محمد علی بلوچ کی سربراہی میں ایک انکوائری ٹریبونل قائم کر دیا۔ جو مرتضیٰ بھٹو کیس کی تحقیقات کرے گا۔ اسی دن انسداد دہشت گردی کی عدالت نے مرتضیٰ کے آٹھ کارکنوں کو ریمانڈ پر پولیس کی تحویل میں دے دیا۔ ایف آئی اے کے مطابق ملزمان چار گاڑیوں میں سوار تھے۔ روکنے پر ٹھہرنے کے بجائے انہوں نے پولیس پر فائرنگ شروع کر دی۔

22 ستمبر کو بے نظیر بھٹو نے لاڑکانہ میں اپنے خاندان کے آبائی رہائش گاہ "المرتضیٰ" میں جانے کی کوشش کی تو وہاں موجود ہزاروں مشتعل افراد نے وزیراعظم کی گاڑی پر پتھراؤ کیا اور انہیں المرتضیٰ میں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ وزیراعظم، آصف زرداری، گورنر اور وزیراعلیٰ

سندھ اور وفاقی وزراء انتظامیہ کے مشورہ پر نوڈیرو واپس چلے گئے۔ سکیورٹی گارڈ کے کلیرنس دینے سے انکار کی وجہ سے صدر بھی المرتضیٰ جا کر بیگم نصرت بھٹو اور غنویٰ سے تعزیت نہیں کر سکے۔ سوگواران مرتضیٰ کے قتل کا الزام بے نظیر اور آصف زرداری پر لگا رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ پولیس کی یہ مجال نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ ان کے اشارے کے بغیر مرتضیٰ کو مار ڈالتے۔ نواز شریف نے فون پر نصرت بھٹو اور غنویٰ سے اظہار تعزیت کیا۔

وائس آف جرمنی نے کہا کہ مرتضیٰ کی ہلاکت سے بے نظیر کی سیاست پر سنگین نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔ پولیس کے ہاتھوں ان کے قتل نے خوفناک ہلچل پیدا کر دی ہے۔ اس قتل میں حکمرانوں کو ملوث کیا جا رہا ہے۔ رسالہ "ٹائم" نے لکھا کہ مرتضیٰ نے اپنے قتل سے چند گھنٹے قبل بے نظیر سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا تھا۔ پولیس کو بدعنوان قرار دیتے ہوئے اس پر عدالت سے ماورا ہلاکتوں میں ملوث ہونے کے الزامات لگائے تھے۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ بھٹو خاندان کا چراغ گل کرنے میں ان کی اپنی فیملی شامل ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ پولیس کے ہاتھوں مرتضیٰ کا قتل قومی سانحہ ہے۔ شیخ رشید نے کہا کہ مرتضیٰ کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں کی گئی۔ نصرت بھٹو نے کہا کہ مرتضیٰ کا قتل گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ غنویٰ نے بھی اسے سازش قرار دیتے ہوئے کہا کہ میں مقدمہ درج کراؤں گی۔ آصف زرداری نے کہا کہ سازشیوں نے بڑی سوچ بچار کے بعد بے نظیر کے بجائے مرتضیٰ کو قتل کیا۔

23 ستمبر کو کراچی میں قرآن خوانی کے موقع پر بے نظیر مسلسل روتی رہیں۔ انہوں نے کہا کہ دو ماہ قبل مرتضیٰ مجھ سے خوشی خوشی ملا تھا۔ ہمارے دشمن اس ملاقات پر خوش نہیں تھے۔ غم کا سیلاب ہماری خوشیاں بہا کر لے گیا۔ قتل کی سازش کو منظرعام پر لاؤں گی۔ مرتضیٰ کی موت اتفاقی نہیں نشانہ بنا کر گولی ماری گئی۔ آئی جی اور ڈی آئی جی کا موقف درست نہیں۔ فائرنگ کا تبادلہ نہیں ہوا۔ ایم کیو ایم سے وابستہ قاتل شہر میں کھلے عام گھوم رہے ہیں۔ پولیس کو صرف میرا بھائی ہی نظر آیا۔ قاتلوں کی سزا تک چین سے نہیں بیٹھوں گی۔ بھٹو خاندان کے باقی افراد کے خلاف بھی سازشیں ہو رہی ہیں۔ میرے قتل کی سازش بھی تیار ہے۔ میں بھٹو خاندان کو ملکی سیاست سے نکال باہر کرنے کی ہر سازش کا ہمت اور جرات سے جواب دوں گی۔ اپوزیشن رہنماؤں کو تحفظ فراہم کرنے کے چکر میں اپنے بھائی سے محروم ہوگئی۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ وزیراعلیٰ سندھ اور ڈی آئی جی کراچی کو ہٹایا نہیں جا رہا ہے۔ آصف زرداری پر قتل کا الزام لگانے کا کوئی جواز نہیں۔ میں اس معاملے میں بالکل بے قصور ہوں۔ لیکن پیپلز پارٹی (شہید بھٹو) کے سیکرٹری جنرل راؤ رشید نے کہا کہ مرتضیٰ بھٹو کے قتل میں وزیراعلیٰ سندھ اور وزیر داخلہ ملوث ہیں۔

تحقیقاتی ٹربیونل

24 ستمبر کو مرتضیٰ بھٹو فائرنگ کے تحقیقاتی ٹریبونل میں سندھ ہائی کورٹ کے مزید دو ججوں کا اضافہ کر دیا گیا۔ ٹریبونل ایک ماہ میں اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔ غنویٰ نے اسے مسترد کر کے مطالبہ کیا کہ ٹربیونل کی نگرانی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس خود کریں۔ مرتضیٰ، عاشق جتوئی اور ان کے ساتھیوں کو حکومت نے قتل کر دیا ہے۔ قتل کی ایف آئی آر بھی درج نہیں کی جا رہی ہے۔ اس کے لیے بھی ہائی کورٹ سے رجوع کرنا پڑا ہے۔ میرے 42 سالہ بہنوئی عاشق جتوئی کو مرتضیٰ کے ساتھ پولیس مقابلہ کا ڈرامہ رچا کر مارا گیا۔ اگر عاشق جتوئی کو بروقت طبی امداد مہیا کر دی جاتی تو انہیں بچالیا جا سکتا تھا۔ سات گھنٹے تک ان کی میت نہیں دی گئی۔ اس واقعہ کے پانچ چشم دید گواہوں کو پولیس نے مسلسل حراست میں رکھا ہوا ہے تاکہ وہ کہیں وہ حقائق سے پردہ نہ اٹھا دیں۔ زیر حراست افراد پر دباؤ ڈال کر اپنی مرضی کے بیانات حاصل کیے جا رہے ہیں۔ نامزد ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔

26 ستمبر کو مرتضیٰ بھٹو کے قتل کے خلاف کراچی سمیت پورے سندھ میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ تمام تجارتی مراکز اور تعلیمی ادارے بند رہے۔ ٹرانسپورٹ بھی غائب رہی۔ سرکاری دفاتر میں حاضری نہ ہونے کے برابر تھی۔ کراچی میں پراسرار دھماکے ہوئے، پولیس موبائلوں پر حملے کیے گئے، لاڑکانہ بھی کریکر کے دھماکوں سے گونج اٹھا۔

حق نواز سیال

پولیس ذرائع نے بتایا کہ 20 ستمبر کو فائرنگ کے تبادلہ میں کلفٹن تھانے کے انچارج حق نواز سیال بھی زخمی ہوئے۔ غنویٰ نے مطالبہ کیا کہ میڈیکل بورڈ ان کے زخموں کا معائنہ کرے۔ ان کی درخواست پر قائم میڈیکل بورڈ نے معائنہ کے بعد سیال کے زخم کو خود ساختہ قرار دے دیا۔ بورڈ نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ زخم قریب سے چلائے گئے آتشیں اسلحہ سے لگا ہے۔ مرتضیٰ کیس کے اس اہم کردار حق نواز سیال کو 28 ستمبر کی شب 2 بج کر 5 منٹ پر ان کے کوارٹر میں پراسرار طور پر ہلاک کر دیا گیا۔ ان کی بیوہ کنیز فاطمہ نے پولیس کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ میں پانی پینے کے لیے اٹھی تو دیکھا کہ میرے شوہر کی ناک سے خون بہہ رہا تھا، میں نے سفید شلوار قمیص پہنے ہوئے دو افراد کو دیوار پھاندتے ہوئے دیکھا۔ سیال کی پراسرار ہلاکت نے مرتضیٰ قتل کو اور بھی پیچیدہ بنا دیا۔

غنویٰ نے کہا کہ پولیس کے ساتھ اور انٹیلی جنس بیورو کا ایک افسر مرتضیٰ کے قتل کا ذمہ دار ہے۔ پہلے سے پوزیشن لیے ہوئے خودکار اسلحہ سے لیس پولیس افسران نے مرتضیٰ کو 70

کلفٹن کے نزدیک روکا- جب مرتضیٰ نے گاڑی کی کھڑکی سے جھانکا تو نشانہ بنا کر پولیس نے ان پر گولیاں چلا دیں- وفاقی اور صوبائی حکومت مرتضیٰ کی مقبولیت سے خائف تھی-

آصف زرداری کی مونچھیں

ملک بھر میں یہ بات گفتگو کا موضوع بنی ہوئی تھی کہ مرتضیٰ کے قتل سے قبل آصف زرداری نے اپنی مونچھیں کیوں صاف کرا دیں اور چشمہ کا استعمال ترک کر کے اپنا حلیہ کیوں تبدیل کیا ہے- یہ افواہ گرم تھی کہ ایک حالیہ ملاقات کے دوران زرداری اور مرتضیٰ کے درمیان سخت کلامی ہوئی جس کے دوران زرداری کی ایک طرف کی مونچ صاف کر دی گئی- اس لیے مجبوراً نہیں دوسری طرف کی مونچھ بھی صاف کرنا پڑ گئی- لیکن آصف زرداری نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ مونچھیں بچوں کو پسند نہیں تھیں، وہ بار بار ضد کرتے تھے کہ میں مونچھیں نہ رکھوں- اس لیے میں نے اپنی مونچھیں صاف کرا دیں- یہ محض اتفاق ہے کہ ادھر میں نے مونچھیں صاف کرائیں اور ادھر مرتضیٰ کا قتل ہو گیا، اس کا مرتضیٰ کی ہلاکت سے کوئی تعلق نہیں- حال ہی میں لندن میں آنکھ کا آپریشن کرایا ہے اس لیے لینز کے استعمال کی وجہ سے چشمہ کی ضرورت باقی نہیں رہی- مرتضیٰ اور میرے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا- جہاز میں ان سے ملاقات ضرور ہوئی تھی لیکن کوئی تلخ کلامی نہیں ہوئی- میں نے کبھی ان کے خلاف کوئی بیان نہیں دیا- مجھے بھٹو خاندان کی وجہ سے عزت ملی ہے- مرتضیٰ کا قتل ایک فیملی ٹریجڈی ہے-

وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ نے اعلان کیا کہ میر مرتضیٰ بھٹو کی ہلاکت سے متعلق حقائق کی نشاندہی کرنے والوں کو پچاس لاکھ روپے کا انعام دیا جائے گا- ان کے قتل کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہ کیا جائے- گورنر کمال اظفر نے سانحہ کلفٹن پر ایک جامع رپورٹ صدر لغاری کو ارسال کر دی جس میں کہا گیا ہے کہ انتظامیہ نے غلط طریقہ اختیار کیا-

صدر لغاری کے اقدامات

مرتضیٰ بھٹو کے قتل کے دوسرے ہفتہ 21 ستمبر کو صدر لغاری نے ججوں کی تقرری کے بارے میں سپریم کورٹ میں ایک ریفرنس دائر کر دیا جس میں صدر نے عدالت عظمیٰ سے یہ دریافت کیا کہ کیا ججوں کی تقرری کے بارے میں صدر، وزیر اعظم کے مشورے کا پابند ہے- وفاقی حکومت سپریم کورٹ کے 20 مارچ 96ء کے فیصلے پر عملدر آمد کرنے میں لیت و لعل سے کام لے رہی تھی اور وزیر اعظم بے نظیر کا اصرار تھا کہ اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کی تقرری کے بارے میں صدر ان کے مشورہ کے پابند ہیں- اس ریفرنس سے صدر اور وزیر اعظم کے درمیان

اختلافات کی شدت ابھر کر سامنے آگئی۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ صدر شریف اور فرض شناس شخصیت کے حامل ہیں۔ سپریم کورٹ سے وضاحت طلب کر کے انھوں نے ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔ صدر اپنے آئینی اختیارات استعمال کر کے حکومت کو برطرف کریں اور ملک کو بحران سے نکالیں۔ مرتضیٰ کے قتل کے بعد پیپلز پارٹی ختم ہو گئی۔ اب نواز شریف ڈھیل نہ دیں اسمبلیوں سے باہر آئیں اور ساتھ مل کر تحریک چلائیں۔ نواز شریف اور ان کے ساتھی اسمبلیوں سے مستعفی نہ ہوئے تو جماعت اسلامی کے ارکان اپنے استعفے دے دیں گے۔ ہماری جدوجہد ظالم اور مظلوم کے درمیان جنگ ہے۔ ہم ایک ڈاکو کو ہٹا کر دوسرے کو لانا نہیں چاہتے۔

صدر سے ملاقات

26 ستمبر کو نواز شریف نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے تین گھنٹے طویل ملاقات کی۔ بعد میں نواز شریف نے کہا کہ صدر نے ہماری اس بات سے اتفاق کر لیا ہے کہ ملک میں معاملات آئین کے مطابق نہیں چل رہے ہیں۔ اقتصادی بحران شدید ہو چکا ہے۔ بحران کے خاتمے کے لیے قوم سے نیا مینڈیٹ لینا ضروری ہو گیا ہے۔ صدر نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو اپنے آئینی اختیارات استعمال کر کے اسمبلیاں توڑ دوں گا۔

وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا کہ صدر لغاری نے میرے کالے دوپٹہ کا بھی لحاظ نہیں کیا۔ میری حکومت کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ پہلے ہی سے کہا جا رہا تھا کہ ستمبر یا اکتوبر میں بحران پیدا ہو گا۔ یہ لوگ جمہوری حکومت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ میرے بھائی مرتضیٰ کا قتل، سپریم کورٹ میں صدارتی ریفرنس اور صدر نواز شریف ملاقات ایک ہی سازش کی کڑیاں ہیں۔ صدارتی ترجمان نے اپنے بیان میں کہا کہ وزیر اعظم بے نظیر ایسے غیر ذمہ دارانہ بیانات دینے سے گریز کریں۔

کراچی میں ملین مارچ

جمعہ 27 ستمبر کو جماعت اسلامی کراچی کے زیر اہتمام مزار قائداعظم سے ٹاور تک ملین مارچ کا اہتمام کیا گیا۔ مارچ کے شرکاء ایک سرا نمائش کے پاس اور دوسرا میلوں دور ٹاور پر تھا۔ لوگوں نے سروں اور بازوؤں پر اللہ اکبر کی پٹیاں باندھ رکھی تھیں۔ خواتین اور بچے بھی بڑی تعداد میں شامل تھے۔ حکومت کے خلاف فلک شگاف نعرے لگائے گئے، کارکنوں نے کچھ دیر گرو مندر کے نزدیک دھرنا بھی دیا۔ قاضی حسین احمد نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کراچی



پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر دھرنے کے شرکاء منور حسن کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں۔



قاضی حسین احمد اور مولانا نورانی شیلنگ سے بچنے کے لئے آنکھوں پر رومال رکھے، ساتھ میں حافظ ادریس

کے ملین مارچ نے بے نظیر حکومت پر عدم اعتماد کا اظہار کر دیا۔ حکمران اگر خود مستعفی نہ ہوں تو صدر بے نظیر کو برطرف کر دیں ورنہ اکتوبر میں ملک بھر کے عوام اسلام آباد کی طرف مارچ کر کے اس ملین مارچ سے بھی بڑا مظاہرہ کریں گے آئین کے آرٹیکل 62 کے تحت صوم و صلوٰۃ کے پابند وزیراعظم اور وزراء پر مشتمل عبوری حکومت بنائی جائے۔ متناسب نمائندگی کے تحت انتخابات کرائے جائیں، مکمل اسلامی انقلاب سے کم کوئی چیز قابل قبول نہیں ہوگی۔ لٹیروں سے قومی دولت کی پائی پائی وصول کی جائے گی۔ بے نظیر اور آصف زرداری کا احتساب ہوگا۔ صدر نے عوامی خواہشات کو نظر انداز کیا تو زبردست انقلاب برپا ہوگا۔

لغاری، بے نظیر ملاقات

28 ستمبر کو وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے چھ گھنٹے طویل ملاقات کی۔ اس دوران بار بار تعطل ہوتا رہا۔ صدر نے حکومت کی خامیوں کی نشاندہی کی گلہ شکووں کا سلسلہ جاری رہا۔ صدر نے کہا کہ نواز شریف سے ان کی ملاقات حکومت کے خلاف سازش نہیں تھی۔ اسے قومی تناظر میں لیں، بے نظیر نے صدر کو یقین دلایا کہ وہ انہیں شکایت کا کوئی موقع نہیں دیں گی۔ سرکاری پریس نوٹ میں کہا گیا کہ وزیراعظم امریکہ سے واپسی پر دوبارہ صدر سے ملاقات کریں گی۔ آصف زرداری نے کہا کہ صدر اور وزیراعظم میں اختلاف رائے کو باہمی تلخی نہیں کہا جاسکتا۔

بری فوج کے سربراہ جنرل جہانگیر کرامت نے بھی صدر اور وزیراعظم سے اہم ملاقاتیں کیں۔

باوثوق ذرائع نے بتایا کہ اس ملاقات میں صدر نے بے نظیر کو قبل از انتخابات کرانے کا اشارہ دے دیا۔ اپوزیشن سینٹ کے انتخابات سے قبل مارچ میں 97ء میں اور حکومت 97ء میں انتخابات کرانا چاہتی ہے۔ بے نظیر امریکہ سے واپسی پر اپوزیشن کے سامنے اپنی تجویز رکھیں گی۔

بے نظیر کی چیف جسٹس سے ملاقات

28 ستمبر کو وزیراعظم بے نظیر نے چیف جسٹس سجاد علی شاہ سے ملاقات کر کے چوبیس گھنٹے کے اندر 20 مارچ کے عدالتی فیصلے پر عملدرآمد کرنے کی یقین دہانی کرا دی۔ 30 ستمبر کو ججوں کی تقرری سے متعلق فیصلے پر عمل کرنے کے لیے صدر نے وزیراعظم کے مشورہ سے ایک نوٹیفکیشن جاری کر دیا جس کے مطابق ہائی کورٹ کے 29 جج مستقل اور گیارہ کو سبکدوش کر دیا گیا۔ اس طرح فیصلے کے 194 دن کے بعد اس پر عمل کیا گیا۔ لاہور ہائی کورٹ کے سبکدوش

ہونے والے بعض ججوں نے کہا کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔

30 ستمبر کو حکم کے اجراء کے بعد بھی صدارتی ذرائع نے کہا کہ سپریم کورٹ میں دائر کردہ ریفرنس اس کے باوجود واپس نہیں لیا جائے گا۔ صدر کی خواہش ہے کہ سپریم کورٹ کی رائے سے یہ ہمیشہ کے لیے طے پا جائے کہ ججوں کی تقرری کے بارے میں صدر، وزیراعظم کے مشورہ کا پابند ہے یا نہیں ہے۔

30 ستمبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ صدر ریفرنسز کے چکر میں پڑ کر ہمیں فریب نہ دیں۔ حکومت اور ایوانوں میں اگر چور اور بدمعاش براجمان ہوں تو اصلاح کون کرے گا؟ ہم آئین کے مطابق سسٹم کی بحالی کے لیے میدان میں نکلے ہیں۔ بے نظیر حکومت چند دنوں کی مہمان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ امریکہ میں ہوں اور ان کی چھٹی ہو جائے۔ اس صورت میں ہم آصف زرداری کو یرغمال بنا کر رکھیں گے تاکہ بے نظیر واپس آئیں اور ان سے حساب لیا جائے۔ عبوری حکومت نے اپنا فرض ادا نہ کیا تو اس کے خلاف بھی تحریک چلائیں گے۔ راستہ میں لندن میں قیام کے دوران بے نظیر نے کہا کہ میں نے منشیات کے سمگلروں اور غیر ملکی دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کر کے اپنے بہت سے دشمن بنا لیے ہیں۔ مرتضیٰ کے قتل کے بعد میں تنہا ہو گئی ہوں۔ ماضی میں کرپشن کے خاتمے کے لیے آمریت کے قیام کے لیے جواز پیدا کیا گیا لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ ایٹمی معاملے پر یکطرفہ پابندی قبول نہیں۔

ٹنڈو بہاول کیس

1992ء میں کیپٹن راشد جمیل کی ٹیم نے ٹنڈو بہاول کے نو دیہاتیوں کو "را" کا ایجنٹ قرار دے کر ہلاک کر دیا تھا۔ اصل حقیقت کے انکشاف کے بعد فوجی عدالت نے سرعت کے ساتھ مقدمہ کی سماعت کر کے راشد جمیل کو سزائے موت اور تیرہ کو عمر قید کی سزا سنا دی۔ لیکن بڑے ملزم راشد کو پھانسی دینے میں تاخیر پر 11 ستمبر کو مقتولین کی تین رشتہ دار خواتین نے خود کو گیارہ بجے دن خصوصی عدالت کے سامنے پٹرول چھڑک کر آگ لگا لی۔ لوگوں نے بچانے کی کوشش کی شدید زخمی حالت میں انہیں ہسپتال لے جایا گیا۔ دو خواتین زیب النساء اور حاکم زادی جانبر نہ ہو سکیں اور انہوں نے دم توڑ دیا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ انصاف کے حصول میں تاخیر کے باعث ہاری خواتین نے خود سوزی کی۔ 16 اکتوبر کو سپریم کورٹ نے فوجی عدالت کے فیصلے کے خلاف حق اپیل کی درخواست مسترد کرتے ہوئے سزائے موت برقرار رکھی۔ 28 اکتوبر کو سنٹرل جیل حیدر آباد میں راشد جمیل کو پھانسی دے دی گئی۔

مسئلہ کشمیر

5 ستمبر کو صدر کلنٹن نے واشنگٹن میں کہا کہ اگر وہ دوبارہ منتخب ہوگئے تو مسئلہ کشمیر حل کرا دیں گے۔ 13 ستمبر کو فلسطین کے صدر یاسر عرفات نے اسلام آباد میں صدر لغاری اور وزیراعظم بے نظیر سے ملاقاتوں کے موقع پر کہا کہ کشمیر کے مسئلہ پر وہ پاکستان کے موقف کی حمایت کرتے ہیں اور ثالث کا کردار ادا کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔ پاکستان کے دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ امریکہ کی خواہش کے مطابق پاکستان بھارت کے ساتھ مذاکرات کرنے پر تیار ہے۔

19 ستمبر کو جماعت اسلامی کے نائب امیر سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ حکومت نے مسئلہ کشمیر پر امریکہ سے سودا کرلیا۔ امریکہ نے کشمیر کو خودمختار اور نیم خودمختار حصوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ تیار کرلیا ہے۔ بھارت کی ملی بھگت سے اس منصوبہ کے مطابق شمالی علاقے پاکستان کا حصہ بن جائیں گے۔ آزاد کشمیر کو نیم خودمختار ریاست کی حیثیت دے دی جائے گی اور کنٹرول لائن کو معمولی ردوبدل کے ساتھ بین الاقوامی سرحد کا درجہ دیا جائے گا۔

افغانستان

26 ستمبر 96ء کو طالبان افغانستان کے دارالحکومت کابل میں داخل ہوگئے۔ اہم مقامات پر قبضہ کرلیا۔ ہزاروں افراد ہلاک ہوگئے۔ ربانی، حکمت یار اور احمد شاہ مسعود کابل سے چلے گئے۔ 27 ستمبر کو طالبان نے ملا محمد ربانی کی قیادت میں سولہ رکنی حکمران کونسل قائم کردی۔ ملک بھر میں شریعت کے نفاذ کا اعلان کردیا گیا۔ بیرون ملک تمام سفیر معطل کردیئے گئے۔ طالبان حکومت نے سفارتی مشنوں کو مکمل تحفظ کی یقین دہانی کرائی۔ افغانستان کے سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ، ان کے بھائی شاہ پور احمد زئی اور دوسرے دو ساتھیوں کی اقوام متحدہ کے دفتر سے نکال کر آریانہ سکوائر میں سرعام پھانسی دے دی گئی۔

28 ستمبر کو آرمی چیف جہانگیر کرامت نے وزیراعظم بے نظیر سے ملاقات کرکے افغانستان کی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ 29 ستمبر کو حکومت پاکستان نے افغانستان میں طالبان حکومت کو تسلیم کرلیا۔ اس طرح طالبان حکومت کو تسلیم کرنے والا پاکستان پہلا ملک بن گیا۔

بے نظیر کا دورہ امریکہ

یکم اکتوبر 96ء کو جب بے نظیر براستہ لندن نیویارک پہنچیں تو ایئرپورٹ پر پاکستانی حکام نے ان کا استقبال کیا۔ بیگم نصرت بھٹو بھی ان کے ہمراہ تھیں، ان کی حالت غیر تھی۔ وہ بیگم

شمیم این ڈی خان سے گلے لگ کر کافی دیر تک روتی رہیں، ان کی بیٹی صنم انہیں سہارا دے کر گاڑی تک لے گئیں۔

3 اکتوبر کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ گزشتہ سات برسوں کے دوران چالیس ہزار کشمیری بھارتی تسلط کے خلاف اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ اقوام متحدہ اپنی قراردادوں پر عمل کرائے۔ بے نظیر نے سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان اور جرمنی اور جاپان پر مشتمل ایک کثیر القومی کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش کی جس میں پاک بھارت تنازعات کے حل، ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ اور جنوبی ایشیا میں امن اور خوشحالی کے لیے مذاکرات کا فریم ورک بنایا جا سکے۔ امریکہ اور بھارت نے یہ تجویز مسترد کر دی اور کہا کہ کشمیر کا مسئلہ پاکستان اور بھارت کے درمیان دو طرفہ مذاکرات کے ذریعہ حل کیا جائے۔

احتساب کمیشن کا قیام

یکم اکتوبر کو نواز شریف نے احتساب کمیشن کے قیام کے لیے ایک پرائیویٹ بل قومی اسمبلی میں پیش کر دیا۔ حکمران پارٹی کے ارکان نے کہا کہ یہ بل غور کے لیے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اپوزیشن نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطلب اسے سرد خانے میں ڈالنا ہو گا۔ اس پر ایوان میں رائے شماری کرائی گئی۔ حکومت کو 87 اور اپوزیشن کو 52 ووٹ ملے۔ جتوئی، جمالی، اچکزئی، بلخ مزاری نے اپوزیشن کا ساتھ دیا لیکن اس کے باوجود حکومت نے قومی اسمبلی میں اپنی نمایاں برتری ثابت کر دی۔ بے نظیر نے کہا کہ ہمیں ایوان میں اکثریت حاصل ہے اگر کسی کو اس میں شک ہے تو عدم اعتماد کی تحریک لے آئے۔ نواز شریف نے کہا کہ حکومت ملک کو درپیش بحران سے نہیں نکال سکتی۔ نئے مینڈیٹ کی ضرورت ہے۔ صدر نے اپنا آئینی کردار ادا نہ کیا تو وہ بھی ملکی تباہی کے ذمہ دار ہوں گے۔

یکم اکتوبر کو صدارتی ذرائع نے بتایا کہ ایوان صدر کے دروازے وزیراعظم اور قائد حزب اختلاف دونوں کے لیے مساوی طور پر کھلے ہیں۔ ایوان صدر ہر اس اقدام کی حوصلہ افزائی کرے گا جو ملک کے اعلیٰ ترین مفاد میں ہو۔

صدر سے ملاقاتیں

یکم اکتوبر کو جنرل جہانگیر کرامت نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے ملک کی سیاسی صورتحال اور قومی سلامتی کے بارے میں صلاح مشورے کیے۔ حامد ناصر چٹھہ نے بھی صدر سے ملاقات کی۔ 2 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے صدر سے ملاقات ایک گھنٹے تک

ملاقات کی۔ انہوں نے صدر سے اسمبلیاں توڑنے کا مطالبہ کیا۔

2 اکتوبر کو صدر سے ملاقات کے بعد ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ 24 اکتوبر کو لاکھوں عوام اسلام آباد میں دھرنا دیں گے۔ صدر کے سامنے اپنا نقطہ نظر پیش کر دیا ہے۔ ہم صدر کے اقدام کا انتظار کیے بغیر عوامی قوت سے تبدیلی لائیں گے۔ بے نظیر حکومت چند دنوں کی مہمان ہے، ہماری تحریک کسی کو وزیراعظم کے عہدہ سے ہٹا کر دوسرے کو وزیراعظم بنانے کے لیے نہیں بلکہ اسلامی انقلاب کے لیے ہے۔ ہم پرامن عددی قوت سے برائیوں کے گھر "House Of Evils" کو گرا دیں گے۔ مولانا نورانی، سمیع الحق، ساجد نقوی، حمید گل، اعجاز الحق اور عمران خان دھرنے میں ہمارا ساتھ دیں گے۔ نواز شریف آگے نہ بڑھیں ہمارا ساتھ دیں۔

2 اکتوبر کو نواز شریف نے کراچی میں مرتضیٰ بھٹو کی بیوہ غنویٰ بھٹو سے ان کے شوہر کی شہادت پر اظہار تعزیت کیا بعد میں وہ عاشق جتوئی کے مکان پر گئے جہاں ان کے والد پیر محمد جتوئی سے تعزیت کی اور مطالبہ کیا کہ ایف آئی آر میں درج ملزمان گرفتار کیے جائیں۔

5 اکتوبر کو اجمل خٹک نے چٹھہ سے ملاقات کر کے تبدیلی کے متبادل طریقوں پر بات چیت کی۔ ایوان میں تبدیلی کے لیے چٹھہ نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ نواز شریف خود بھی "ان ہاؤس" تبدیلی کے لیے رابطے کرتے رہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ "ان ہاؤس" تبدیلی لاحاصل ہے۔ چٹھہ کو وزیراعظم بنانے سے کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ اصلاح کا کام انگریزوں کے شاگردوں سے نہیں ہو گا۔ مکمل اسلامی انقلاب لانا ہو گا۔ عوام بڑی تبدیلی چاہتے ہیں۔ 24 اکتوبر کو ہم پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے ہوں گے۔ پورا علاقہ احتجاج کرنے والوں سے بھر جائے گا۔ حکومت لاکھوں افراد کے سمندر میں بہہ جائے گی۔ نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے بندوبست کر لیا ہے۔ قاضی صاحب اسلام آباد میں داخل نہیں ہو سکتے۔

اس دوران پورے ملک میں حکومت کی تبدیلی کی افواہیں گشت کرتی رہیں۔ نگران وزیراعظم کے طور پر مختلف نام سامنے آتے رہے۔ سابق وزیر داخلہ صاحبزادہ یعقوب نے کہا کہ ان کا نام نگران وزیراعظم کی فہرست میں شامل نہیں ہے۔

5 اکتوبر کو سٹیٹ بینک کے ڈپٹی گورنر نے قومی اسمبلی کی کمیٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا کہ سو ارب 28 کروڑ روپے سے زائد کے قرضے ڈوب گئے ہیں۔ اس کی وجوہات میں حکومت کی آئے دن کی بدلتی ہوئی مالی پالیسیاں، سیاسی تقرریاں اور دباؤ شامل ہیں۔ متعلقہ قوانین بھی نادہندگان کے حق میں ہے۔ کابینہ نے نادہندگان کی شناخت اور وصولیابی کے لیے ایک کمیشن کے قیام کی منظوری دے دی۔

وزیراعظم کی صدارت میں اقتصادی ماہرین کا اجلاس رات گئے تک جاری رہا۔ آٹھ

کروڑ ڈالر کی امداد کے حصول کے لیے بے نظیر نے آئی ایم ایف کے پیکج پر عملدرآمد کرنے کی ہدایت دے دی۔ بجلی، گیس اور پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ کیا جائے گا۔ جنرل سیلز ٹیکس کا دائرہ وسیع کیا جائے گا۔ بے نظیر نے کہا کہ آئی ایم ایف سے اتفاق رائے ہوگیا ہے۔ ملک میں کوئی بحران نہیں۔ سرتاج عزیز نے کہا کہ حکومت نے پہلے ہی 120 ارب روپے کے ٹیکس لگا کر ملک میں بحران پیدا کر دیا ہے۔ عوامی ریلی اس بحران اور بے چینی کا خاتمہ کر دے گی۔

پاکستان بچاؤ ریلی

7 اکتوبر کو "پاکستان بچاؤ، بے نظیر ہٹاؤ" ریلی میں 15 سیاسی جماعتوں کے زیر اہتمام لاکھوں افراد نے لاہور میں نیلا گنبد سے اسمبلی چوک تک احتجاجی مارچ کیا۔ خواتین کی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ عوام کے بے مثال مارچ نے فیصلہ دے دیا کہ بے نظیر کی چھٹی ہوگئی۔ بے نظیر کا دورہ امریکہ بھی بے مقصد اور ناکام رہا۔ کلنٹن نے بھی کہہ دیا کہ محترمہ اب چلی جاؤ۔ بے نظیر انتخابات کا اعلان کر دیں۔ فائدہ میں رہیں گی۔ منتخب ہو کر قائد حزب اختلاف بن سکتی ہیں۔ میں اپنی جان نچھاور کر دوں گا لیکن قوم پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔ قوم تبدیلی چاہتی ہے۔ تاخیر ہوئی تو عوامی طوفان کو کوئی روک نہیں سکے گا۔

ریلی کے موقع پر کچھ لوگوں نے پنجاب اسمبلی کی عمارت پر حملہ کر کے اس کا مرکزی دروازہ اور بالکونی توڑ ڈالی، اندر گھس کر توڑ پھوڑ کی۔ سابق وزیراعظم جونیجو اور سابق صدر ضیاء الحق کی تصاویر کے شیشے توڑ ڈالے۔ قائداعظم کی تصویر کو کھینچ کر نیچے گرا دیا۔ اسی دوران پر یہ افواہ پھیل گئی کہ پولیس نے چار کارکنوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس پر مشتعل ہجوم نے اسمبلی کے دروازے کو آگ لگا دی، جنگلے اور لائٹیں توڑ دیں۔ پولیس نے زبردست شیلنگ کی جس کی شدت سے متعدد افراد بے ہوش ہوگئے۔ کچھ ہجوم میں کچلے گئے، ایک شخص پیٹ میں گولی لگنے سے زخمی ہوگیا۔

18 اکتوبر کو قائداعظم کی تصویر کی بے حرمتی کے واقعہ پر سینٹ میں زبردست ہنگامہ آرائی ہوئی۔ حکومت نے کہا کہ اس سے اپوزیشن کا چہرہ بے نقاب ہوگیا جبکہ اپوزیشن نے الزام لگایا کہ عوامی ردعمل کا رخ موڑنے کے لیے حکومت نے ایجنسیوں کے ذریعہ بابائے قوم کی تصویر کی بے حرمتی کا قابل مذمت واقعہ کرایا۔ وزیراعظم نے پنجاب اسمبلی جا کر قائداعظم کی تصویر آویزاں کی۔

بے نظیر کا پیغام

وزیراعظم سیکرٹریٹ کے ایک سینئر افسر نے نواز شریف سے ملاقات کر کے بے نظیر کا ایک پیغام پہنچایا اور مارچ 1997ء میں انتخابات کرانے کا عندیہ دے دیا لیکن نواز شریف نے اسے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ جب تک بے نظیر 96ء میں انتخابات کرانے کا اعلان نہیں کرتیں ان سے کوئی بات چیت نہیں ہوسکتی۔ شہباز شریف نے کہا کہ سب کو مل کر بے نظیر کی گرتی ہوئی دیوار کو دھکا دینا ہوگا۔

باوثوق ذرائع کے مطابق صدر لغاری نے وفاقی وزراء، مشیر اور بیوروکریٹس پر مشتمل 29 ناپسندیدہ افراد کی ایک فہرست وزیراعظم کو فراہم کر دی۔

صدر سے ملاقاتیں

8 اکتوبر کو مولانا نورانی، مولانا فضل الرحمن اور جتوئی نے صدر سے ملاقاتیں کیں۔ جتوئی سے بات کرتے ہوئے صدر نے کہا کہ اگر حکومت نے میرا خط سنجیدگی سے نہیں لیا تو اسے پچھتانا ہوگا۔ مولانا نورانی نے کہا کہ صدر پر دباؤ بڑھ رہا ہے۔ مارچ سے قبل کچھ ہو جائے گا۔ ایوان صدر کے ایک پریس ریلز میں کہا گیا کہ سیاست دان صدر کی جانب سے بیانات دینے سے گریز کریں۔ صدر کسی سازش کے تحت نہیں بلکہ قومی مفاد میں اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔

9 اکتوبر کو صدر لغاری نے 70 کلفٹن جا کر غنویٰ بھٹو سے ملاقات کر کے تعزیت کی۔ انہوں نے مرتضیٰ کے قاتلوں کے خلاف کارروائی کی یقین دہانی کرائی اور کہا کہ مرتضیٰ کے اہل خاندان کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

10 اکتوبر کو یوتھ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ بے نظیر تسبیح کے دانوں پر اپنے اقتدار کے دن گن رہی ہیں۔ مسلم لیگ، پیپلز پارٹی، جے یو آئی اور دوسری جماعتوں کے مظلوم طبقات کے بھی ہم ترجمان ہیں۔ ہمارا جھگڑا لٹیروں، ڈاکوؤں اور ظالموں سے ہے۔ موجودہ اسمبلیوں سے کسی خیر کی توقع عبث ہے۔ ہمارا دھرنا پاکستان کو کرپٹ حکومت سے نجات دلا دے گا۔ احتجاج کے نتیجہ میں فوج نہیں آئے گی۔ اس نے ماضی سے سبق سیکھا ہے، جماعت اسلامی کے ترجمان نے کہا کہ اب دھرنا 24 اکتوبر کے بجائے 27 اکتوبر کو ہوگا۔

ملک میں بدلتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر نواز شریف نے اپنا بیرونی دورہ منسوخ کر دیا۔ انہیں 11 اکتوبر کو لندن روانہ ہونا تھا جہاں الطاف حسین سے ملاقات کے بعد وہ امریکہ روانہ

ہوتے۔

صدر سے ملاقات

10 اکتوبر کو وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے پانچ گھنٹے طویل ملاقات کی۔ صدر نے بگڑتی ہوئی معاشی صورتحال، بدامنی اور کرپشن کے واقعات پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ صدر نے مشورہ دیا کہ حکومت اپوزیشن کے تعاون سے احتسابی نظام کے بارے میں قانون سازی کرے۔ ملک میں تبدیلی کا مطالبہ شدت اختیار کرچکا ہے۔ حکومت کو مزید اقتدار میں رہنے کے لیے اس دباؤ کو ریلز کرنا ہوگا۔ دونوں کے درمیان نصف گھنٹے تک ون ٹو ون ملاقات بھی ہوئی۔

ملاقات کے بعد صحافیوں سے بات کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہماری ملاقات کامیاب رہی۔ صدر کے ساتھ جو معمولی غلط فہمیاں تھیں، وہ بھی دور ہوگئیں۔ اب ہر ہفتہ صدر سے ملاقات ہوا کرے گی۔ ان سے صلاح مشورہ کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو جائے گا۔ میں اکثریتی ووٹوں کی بنیاد پر وزیراعظم منتخب ہوئی ہوں۔ اپوزیشن کے پاس طاقت ہے تو عدم اعتماد کی تحریک لے آئے۔ ہم سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، میں استعفیٰ نہیں دوں گی۔

اس ملاقات کے بعد بی بی سی نے کہا کہ صدر کے ذہن میں کیا ہے اس کا پتا تو نہیں چلتا لیکن قرائن اور حالات سے یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ اب دونوں کے درمیان کسی مفاہمت کا امکان باقی نہیں بچا ہے۔ صدر لغاری اسمبلی توڑنے کا فیصلہ کرچکے ہیں، اب انہیں محض مناسب وقت اور حالات کا انتظار ہے۔

مرتضیٰ بھٹو قتل کیس

12 اکتوبر کو پیپلز پارٹی (شہید بھٹو) پنجاب کے صدر ملک ساجد پرویز اور سیکرٹری اطلاعات نوید چودھری نے لاہور میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ مرتضیٰ کے قتل کا منصوبہ نصیر بابر اور آئی بی کے سربراہ مسعود شریف نے مل کر تیار کیا تھا۔ اس ضمن میں ہمارا ایک وفد جلد ہی صدر، چیف جسٹس آف پاکستان اور آرمی چیف سے ملاقاتیں کرے گا۔

13 اکتوبر کو سندھ نیشنل فرنٹ کے چیئرمین ممتاز علی بھٹو نے 70 کلفٹن میں غنویٰ بھٹو سے تعزیت کرنے کے بعد اخبار نویسوں سے کہا کہ بھٹو کے نام پر حکمرانی کرنے والوں نے مرتضیٰ کو قتل کرایا ہے۔

15 اکتوبر کو غنویٰ بھٹو نے وزیراعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ کا تعزیتی خط یہ کہتے ہوئے قبول

کرنے سے انکار کر دیا کہ صوبائی حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے میں آپ کو مرتضیٰ اور ان کے ساتھیوں کے قتل سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتی۔

حکومت سندھ نے سانحہ کلفٹن کے اہم کردار پولیس افسر واجد علی درانی کو فوری طور پر معطل کر دیا۔ وہ 20 ستمبر کے واقعہ کے وقت 70 کلفٹن سے چند سو گز کے فاصلے پر موجود تھے۔

17 اکتوبر کو پولیس نے غنویٰ بھٹو اور عاشق جتوئی کی بیوہ بدر النساء کو کرائم برانچ میں بیان دینے کے لیے طلب کیا۔ دونوں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔

ٹربیونل کی تقرری

17 اکتوبر کو وفاقی حکومت کی درخواست پر چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے مرتضیٰ بھٹو اور دیگر سات افراد کے قتل کی تحقیقات کے لیے سپریم کورٹ کے جج ناصر اسلم زاہد، سندھ ہائی کورٹ کے جسٹس علی محمد بلوچ اور جسٹس ڈاکٹر غوث محمد پر مشتمل ایک تحقیقاتی ٹربیونل مقرر کر دیا۔

بھٹو گروپ کے رہنما مجیب پیرزادہ نے کہا کہ ہمارے دل میں جج اسلم زاہد کی بہت عزت ہے۔ لیکن ٹربیونل کے اختیارات بہت محدود ہوتے ہیں۔ ٹربیونل نہ ایف آئی آر درج کر سکتا ہے نہ قتل کا مقدمہ چلا سکتا ہے اور نہ ہی سزا دے سکتا ہے۔ ہمارے چار زخمی گواہ ابھی تک جیل میں ہیں۔

بے نظیر کی تعزیت

18 اکتوبر کو بے نظیر اپنے بھائی مرتضیٰ بھٹو کے قتل کے 28 روز بعد تعزیت کے لیے کسی پروٹوکول کے بغیر 70 کلفٹن گئیں۔ بے نظیر نے ایک گھنٹے تک بیگم نصرت بھٹو اور غنویٰ بھٹو سے علیحدگی میں بات چیت کی اور یقین دہانی کرائی کہ اصل مجرموں کو جلد بے نقاب کیا جائے گا۔ انہوں نے یہ درخواست بھی کی کہ چہلم کے موقع پر کوئی سیاسی بیان نہ دیا جائے۔

20 اکتوبر کو صدر لغاری کی ہدایت پر 70 کلفٹن کو رینجرز کی تحویل میں دے دیا گیا۔ چار بکتر بند گاڑیاں اور آٹھ موبائلیں اردگرد پہرہ دیں گی۔ صدر سے ملاقات کے موقع پر غنویٰ نے پولیس پر اپنے عدم اعتماد کا اظہار کیا تھا۔

20 اکتوبر کو عمران خان نے 70 کلفٹن جا کر غنویٰ سے تعزیت کی اور کہا کہ اصل مجرم نہیں پکڑے جا رہے ہیں۔ مرتضیٰ کے قتل پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔

22 اکتوبر کو غنویٰ نے کہا کہ جب تک اصل قاتل آزاد ہیں میں بے نظیر سے صلح نہیں کروں گی۔ وہ اپنی والدہ سے ملنے آئی تھیں۔ وہ مرتضیٰ کے قتل میں ڈاکٹروں کی غفلت کو مورد الزام ٹھہرا رہی تھیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ایسا نہیں ہے۔

22 اکتوبر کو جج جسٹس ناصر اسلم زاہد کی سربراہی میں تحقیقاتی ٹریبونل نے کارروائی کا آغاز کر دیا۔ 24 اکتوبر کو سندھ پولیس نے مرتضیٰ قتل کیس میں مرتضیٰ کے ذاتی ملازم اصغر علی کی طرف سے درج کیے گئے مقدمہ کی بنا پر اے ایس آئی سمیت گیارہ پولیس اہلکاروں کو گرفتار کر لیا۔

مرتضیٰ کا چہلم

25 اکتوبر کو المرتضیٰ لاڑکانہ میں مرتضیٰ بھٹو اور ان کے ساتھیوں کی رسم چہلم کا آغاز صبح آٹھ بجے قرآن خوانی سے ہوا۔ میونسپل سٹیڈیم میں ایک بڑے جلسے سے خطاب کرنے کے لیے جب غنویٰ قرآن کے سائے میں جلسہ گاہ آئیں تو ان کا زبردست استقبال کیا گیا۔ انہوں نے دس منٹ تک اردو میں تقریر کر کے لوگوں کو حیران کر دیا۔ غنویٰ نے کہا کہ میں مرتضیٰ بھٹو کے مشن کی تکمیل کے لیے سیاست میں حصہ لوں گی۔ مرتضیٰ کے قتل میں آصف زرداری، عبداللہ شاہ اور جنرل بابر ملوث ہیں۔ ٹریبونل کو مکمل اختیارات نہیں۔ بی بی سی نے کہا کہ پہلی مرتبہ آصف زرداری کو مرتضیٰ قتل میں ملوث قرار دیا گیا ہے۔

25 اکتوبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں مرتضیٰ کے رسم چہلم کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ مرتضیٰ کے قتل کی تحقیقات کے لیے برطانوی ماہرین کی ایک ٹیم جلد ہی پاکستان آ رہی ہے۔ مرتضیٰ سے آخری ملاقات میں نصرت بھٹو کو پارٹی کا سربراہ بنانے پر اتفاق ہوگیا تھا۔ خدا دل کے راز فاش کرنے پر مجبور نہ کرے۔ جمہوریت کے دشمنوں نے میرے باپ اور بھائیوں کا خون کیا۔ حقائق سامنے آجائیں پھر بھی مرتضیٰ نہیں ملے گا۔ اس واقعہ سے فورسز کی بدنامی ہوئی ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا دباؤ مجھے استعفیٰ دینے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ قاضی صاحب نے بے نظیر کی تقریر کو غیر ذمہ دارانہ طرز فکر کا نتیجہ قرار دیا اور کہا کہ اپنے بھائی کے قتل کو انہیں اپنی کرسی مستحکم کرنے کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

آئی ایم ایف سے مذاکرات

13 اکتوبر کو وزیراعظم کے خصوصی معاون شاہد حسن اور ڈاکٹر یعقوب آئی ایم ایف سے مذاکرات کے لیے واشنگٹن روانہ ہوگئے۔ نیویارک میں سابق وزیراعظم معین قریشی اور

دوسرے ماہرین نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ حکومت کو آئی ایم ایف کی شرائط تسلیم کرنا پڑیں گی۔ ورنہ پاکستان میں بڑی سیاسی تبدیلی آسکتی ہے۔ وزیراعظم کے اقتصادی مشیر وی اے جعفری اور منصوبہ بندی کے ڈپٹی چیئرمین قاضی علیم کو ان کی ذمہ داریوں سے فارغ کر دیا گیا۔ اسی لیے وہ مذاکراتی ٹیم میں شامل نہیں تھے۔

13 اکتوبر کو اسلام آباد میں صدر لغاری کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا جس میں وزیراعظم، چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور اقتصادی مشیروں نے شرکت کی۔ صدر لغاری نے ملک میں امن و امان کی صورتحال پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ اجلاس میں زرعی ٹیکس لگانے اور آئی ایم ایف کی شرائط منظور کرنے کے بارے میں جرات مندانہ فیصلوں کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

14 اکتوبر کو وفاقی کابینہ زرعی ٹیکس لگانے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکی۔ نواز شریف کی صدارت میں اپوزیشن کے اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ آئی ایم ایف پیکج کے بارے میں حکومت پارلیمنٹ کو اعتماد میں لے۔ نواز شریف نے کہا کہ اسمبلیوں سے استعفوں کا فیصلہ نومبر میں کیا جائے گا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ جماعت اسلامی کے تمام ارکان پارلیمنٹ اور اسمبلی ہمارے دھرنا پروگرام سے قبل مستعفی ہو جائیں گے۔ "ان ہاؤس" تبدیلی کا مطلب ہے "آدھا تمہارا، آدھا ہمارا، عوام جائیں بھاڑ میں" نظام کی تبدیلی کی جدوجہد میں صدر لغاری ہمارا ساتھ دیں۔ وہ پیپلزپارٹی کے مخصوص کلچر کے آدمی نہیں ہیں، اسمبلیاں ہر حال میں ٹوٹیں گی۔

14 اکتوبر کو جنرل جہانگیر کرامت نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کر کے تازہ سیاسی صورتحال، کرپشن کے خاتمے اور دیگر امور پر تبادلہ خیال کیا۔

15 اکتوبر کو وفاقی وزیر این ڈی خان نے کہا کہ قاضی حسین احمد پر یہ الزام کہ وہ جمہوری نظام کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں، درست نہیں ہے۔ 27 اکتوبر کا دھرنا ان کا جمہوری حق ہے۔ امید ہے یہ پرامن ہوگا۔ میں اس ضمن میں پروفیسر خورشید احمد سے ملاقات کر چکا ہوں، دوسروں سے بھی رابطہ ہو رہا ہے۔

15 اکتوبر کو چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے سپیکر یوسف رضا گیلانی کی رہائش گاہ پر ان سے سوا گھنٹے کی ون ٹو ون ملاقات میں قومی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ اس سے قبل وہ چیئرمین سینٹ وسیم سجاد سے بھی ملاقات کر چکے ہیں۔

15 اکتوبر کو اسلام آباد میں ایک مقدمہ کی سماعت کے دوران چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا کہ موجودہ حالات افسوس ناک ہیں۔ ملکی معیشت تباہی کے کنارے پہنچ گئی ہے۔ عدالت قرضے معاف کرانے والے قوانین کا جائزہ لے گی اور نئی قانون سازی کے لیے رہنما لائن فراہم کریں گی تاکہ قرضے معاف کرانے کے راستے بند ہو سکیں۔

17 اکتوبر کو وزیراعظم بے نظیر نے صدر لغاری سے ایک اور ملاقات کی جو ڈیڑھ گھنٹے جاری رہی۔ لیکن خلاف معمول اس ملاقات کے بعد کوئی بیان جاری نہیں ہوا۔

صدر لغاری کا خط

17 اکتوبر کو صدر لغاری نے وزیراعظم کے نام اپنے خط میں اس جانب ان کی توجہ مبذول کرائی کہ بعض وفاقی وزراء اور حکومتی ارکان پارلیمنٹ مملکت کے انتظامی معاملات میں بے جا مداخلت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وزیراعظم اس بات کو یقینی بنائیں کہ آئندہ سرکاری افسران کی تقرریوں، تبادلوں اور دیگر امور میں بے جا مداخلت نہیں ہوگی۔

وزیراعظم ہاؤس میں اس خط نے تہلکہ مچا دیا۔ اب بے نظیر میں پہلے جیسے دم خم نہیں رہے تھے۔ انہوں نے اپنے جوابی خط میں صدر کا شکریہ ادا کیا اور خلوص دل کے ساتھ ان کی تجاویز پر عمل کرنے کی یقین دہانی کرائی اور کہا کہ تقرریوں اور تبادلوں کے بارے میں آئندہ کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔ تاہم ایسی مداخلت کی ذمہ داری صرف ارکان پارلیمنٹ پر نہیں ڈالی جا سکتی۔

صدر اور وزیراعظم کے درمیان ملاقاتوں اور خطوط کے تبادلوں کے باوجود ان کے درمیان اختلافات ختم نہیں ہوسکے۔ ایک سرکاری اہلکار نے کہا کہ صدر اور جی ایچ کیو کا موقف بے نظیر سے مختلف ہے۔اس وقت سرکاری اور کاروباری سرگرمیاں جمود کا شکار ہیں۔ یہ تشویش ناک صورتحال کسی وقت بھی کوئی فیصلہ کن موڑ لے سکتی ہے۔

برطانوی جریدے "اکنامسٹ" نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ اگلا نومبر کا مہینہ بے نظیر کے لیے فیصلہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔ سارے مسائل خود ان کے پیدا کردہ ہیں۔ افراط زر بیس فیصد تک پہنچ گیا ہے، اپنی حکومت بچانے کے لیے بے نظیر کو صدر، عدلیہ، فوج اور آئی ایم ایف کو مطمئن کرنا ہوگا۔

ایک حالیہ سروے کے مطابق وزیراعظم بے نظیر کے تین سالہ دور اقتدار میں اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں پچاس فیصد اضافہ ہوا ہے۔

17 اکتوبر کو ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے عمران خان نے کہا کہ ملک کی باگ ڈور ہمیں دے دی جائے تو تین سال کے اندر ملک کو ایشیا کا ٹائیگر بنا دیں گے۔ بے نظیر اور نواز شریف کے بارے میں قاضی صاحب کا موقف درست ہے۔

لاہور میں ایک امریکی سفارت کار نے کہا کہ پاکستان کی سیاسی تبدیلیوں میں امریکی کردار کا تاثر درست نہیں ہے۔ ہم بے نظیر یا نواز شریف میں کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے۔

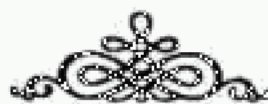
زرداری کی پُراسرار روانگی

17 اکتوبر کو اچانک آصف زرداری لاہور سے دبئی کے راستے لندن کے لیے روانہ ہوگئے۔ ان کے ایک دوست شیرازی ان کے ہمراہ ہیں۔ وہ اچانک اسلام آباد سے لاہور آئے۔ ڈھائی گھنٹے گورنر ہاؤس میں رہے۔ ان کے چار بریف کیس ایئرپورٹ لے جائے گئے، لاہور سے دبئی جانے والی پی آئی اے کی پرواز میں ان کا سامان بک کیا گیا۔ دو بورڈنگ کارڈ گورنر ہاؤس لائے گئے، جہاز کی روانگی کے وقت وہ ایئرپورٹ پہنچے، زرداری اور شیرازی جہاز میں سوار ہونے والے آخری مسافر تھے۔ ان کی آمد کے انتظار میں پرواز میں پندرہ منٹ تاخیر ہوئی۔ ان کے دورے اور اس کے مقاصد کو بالکل خفیہ رکھا گیا۔ 22 اکتوبر کو زرداری کے ایک دوسرے قریبی دوست فوزی کاظمی بھی کراچی سے دبئی کے لیے روانہ ہوگئے۔ شہباز شریف نے کہا کہ وفاقی وزیر زرداری کا چوروں کی طرح ملک سے فرار ہونا باعث شرم ہے۔ انھیں واپس لایا جائے۔ عمران خان نے کہا کہ آصف زرداری ملک کی سب سے بڑی بیماری ہے، وہ کرپٹ ترین شخص ہے۔

بے نظیر کا انٹرویو

18 اکتوبر کو ایک انگریزی روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے وزیراعظم بے نظیر نے کہا کہ مجھے صدر، فوج یا مغربی ممالک نے وزیراعظم نہیں بنایا ہے۔ جب تک عوام چاہیں گے میں وزیراعظم رہوں گی۔ صدر مجھ سے مشورہ کیے بغیر پارلیمنٹ کو خط اور سپریم کورٹ کو ریفرنس نہیں بھیج سکتے۔ صدر کو فنی اعتبار سے اس بارے میں غلط مشورہ دیا گیا ہے۔

حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ آئینی طور پر حکومت تبدیل نہیں کی جاسکتی۔ اگر عدالتوں کے ذریعے پارلیمانی نظام کو صدارتی نظام میں تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ وزیراعظم ہاؤس میں آکر استعفیٰ نہیں دیں گی۔



باب 19

جماعت اسلامی کی دھرنا مہم اور حکومت

جماعت اسلامی نے دھرنا مہم میں دو دن کی توسیع کر دی۔ اب یہ 27 سے 29 اکتوبر تک مسلسل تین روز جاری رہے گا۔ قاضی صاحب نے خواتین سے اپیل کی کہ وہ 28 اکتوبر کو اس میں بچوں سمیت شامل ہو جائیں تاکہ 29 اکتوبر کو بے نظیر حکومت کے ساتھ دھرنا ختم ہو۔ صدر تذبذب سے نکل کر فوری طور پر حکومت کو چلتا کر دیں۔ انتخابات سے قبل احتساب کا عمل ضروری ہے۔ جو دو سال سے کم عرصے میں بھی مکمل ہو سکتا ہے۔ راجہ ظفر الحق نے قاضی صاحب سے ملاقات کر کے بتایا کہ اپوزیشن جماعتیں دھرنے میں بھرپور شرکت کریں گی۔ اکبر بگٹی کی جمہوری وطن پارٹی نے بھی دھرنے میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ جنرل حمید گل نے کہا کہ وہ بھی اس میں شرکت کریں گے۔ عبدالستار ایدھی نے بھی تعاون کی پیش کش کر دی۔ عمران خان نے کہا کہ ہم دھرنے میں جماعت کا ساتھ دیں گے۔ حامد ناصر چٹھہ نے شرکت سے معذرت کر لی۔

اسلامی نظام کا نفاذ

18 اکتوبر کو لاہور میں مینار پاکستان کے سائے میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے زیر اہتمام ایک بڑے اجتماع سے بطور مہمان خصوصی خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ اگر میں دوبارہ وزیر اعظم بنا تو سب سے پہلے اسلامی نظام نافذ کروں گا۔ جو پوری قوم کی خواہش ہے۔ جمعیت کے سربراہ پروفیسر ساجد میر نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ موجودہ حکومت فحاشی، عریانی، بدعنوانی اور لادینیت کو فروغ دے رہی ہے۔ نواز شریف اقتدار میں آ کر ملک کو ان سے

نجات دلائیں گے۔

صدر لغاری کا اعتراض

صدر لغاری نے وزیراعظم کو ایک خط ارسال کیا جس میں انہوں نے کہا کہ حکومت نے احتساب بل کے مسودہ کی کابینہ میں منظوری لینے اور اسے اسمبلی میں پیش کرنے سے قبل صدر کو باضابطہ طور پر اس کی اطلاع نہ دے کر آئین کے آرٹیکل 46 کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس آرٹیکل کے مطابق وزیراعظم کا فرض ہے کہ وہ صدر کو کابینہ کے فیصلوں اور قانون سازی کے بارے میں تجاویز سے مطلع رکھیں۔ صدر نے سپیکر قومی اسمبلی سے احتساب کے بارے میں قانون سازی کی تفصیل طلب کرلی۔

نواز شریف نے کہا کہ یہ بل عدلیہ کو یرغمال بنانے اور آئینی اداروں کو اپنا تابع بنانے کی ایک سازش ہے۔ سرکاری بل میں 32 ارکان اسمبلی کو یہ اختیار دینا تجویز کیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی جج کو جبری چھٹی پر بھیج سکتے ہیں۔ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کے احتساب کا اختیار آصف زرداری اور نواز کھوکھر کو نہیں دیا جاسکتا۔ بل کسی صورت میں منظور نہیں ہونے دیا جائے گا۔ بے نظیر، ان کے شوہر اور کرپٹ ساتھی احتساب سے نہیں بچ سکتے۔ بے نظیر بتائیں کہ آصف زرداری کسی خفیہ مشن پر باہر گئے ہیں۔ وہ مستعفی ہو کر اپنی جان بچالیں ورنہ انہیں زبردستی الگ کر دیا جائے گا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ وزیراعظم احتساب کے بارے میں مخلص ہیں تو مستعفی ہو کر خود کو احتساب کے لیے پیش کریں۔ عمران خان نے کہا کہ صدر کرپٹ حکومت کو ہٹا کر نئی ٹیم کو موقع دیں۔ نواز شریف کرپٹ نظام کو بچانے کے لیے کوشاں ہیں۔

بے نظیر کی ملاقاتیں

21 اکتوبر کو وزیراعظم بے نظیر نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے احتساب بل کے بارے میں اپنا موقف بیان کیا۔ لیکن اس ملاقات میں بھی تعلقات میں کسی بہتری کے بجائے مزید تلخیوں ہی میں اضافہ ہوا۔ اسی روز بے نظیر نے وزیراعظم ہاؤس میں آرمی چیف سے دو گھنٹے تک مذاکرات کیے اور آئی ایم ایف سے معاہدہ سے متعلق تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ بے نظیر نے انہیں یقین دلایا کہ دفاعی بجٹ میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور ملک کی موجودہ صورتحال میں بری فوج کے سربراہ کی غیر جانبداری پر ان کو خراج تحسین پیش کیا۔

اپنے غیر دانشمندانہ اور غیر حکیمانہ اقدامات کے باوجود بے نظیر اس خام خیالی میں مبتلا تھیں کہ ملاقاتیں انہیں بحران سے نکال سکتی ہیں۔ پارلیمنٹ میں مطلوبہ اکثریت نہ رکھنے کے

باوجود انہوں نے آئین میں ترمیم کا 13 واں بل قومی اسمبلی میں پیش کر کے خود اپنی شامت کو دعوت دی اور صدر مملکت سے مخالفت میں مزید اضافہ کر لیا۔ صدر سے اپنی بے نتیجہ ملاقات کے بعد پھر کہا کہ میں استعفیٰ نہیں دوں گی۔ صدر نے کہا کہ جب بھی ملک و قوم کے مفاد میں ہو گا وہ اپنا آئینی اختیار استعمال کریں گے۔ ان حالات میں بے نظیر اپنی برطرفی کو تو نہیں روک سکتیں۔ ملک بھر میں تبدیلی کی قیاس آرائیاں عام ہو گئیں، سیاسی ذرائع کے مطابق تبدیلی کا "کاؤنٹ ڈاؤن" شروع ہو چکا ہے۔ اکتوبر کے آخری یا نومبر کے پہلے ہفتے میں فیصلہ کن اقدام متوقع ہے۔ اس کے باوجود بے نظیر نے پھر کہا کہ اسمبلیاں ٹوٹنے کا کوئی امکان نہیں، نئے انتخابات کی باتیں کرنے والے غلط فہمی کا شکار ہیں۔

دھرنے کے خلاف اقدامات

وفاقی حکومت نے دھرنا روکنے کے لیے طاقت کا استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ قافلے راستے میں روک لیے جائیں گے۔ سرگرم کارکنوں کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ نصیر بابر نے کہا کہ دھرنا دینے والوں کو اسلام آباد میں نہیں آنے دیا جائے گا۔ 22 اکتوبر کو راولپنڈی میں راجہ امتیاز، ملک عبدالرؤف اور شبیر احمد کو گرفتار کر کے نامعلوم جگہ منتقل کر دیا گیا۔ 23 اکتوبر کو ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، گجرات، جہلم، منڈی بہاء الدین، سیالکوٹ، شیخوپورہ، ہزارہ اور نوشہرہ میں جماعت کے کارکنوں کے گھروں پر چھاپے مار کر سینکڑوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ پشاور میں پولیس نے ریلی پر شیلنگ اور لاٹھی چارج کر کے صوبہ سرحد کے امیر پروفیسر ابراہیم، پارلیمانی لیڈر عنایت الحق اور سراج الحق کو گرفتار کر لیا۔ اسلام آباد اور چارسدہ میں بھی ریلی پر لاٹھی چارج کر کے متعدد رہنماؤں کو گرفتار کر لیا گیا۔ راولپنڈی میں جیلیں اور تھانے جماعت کے کارکنوں سے بھر گئے۔ دھرنا کو ناکام بنانے کے لیے انتظامیہ کو فری ہینڈ دے دیا گیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ یہ گرفتاریاں دھرنے میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں۔ کارکنان 27 اکتوبر کو اسلام آباد کی شاہراہوں پر خون کی طرح دوڑ جائیں اور کسی رکاوٹ کو خاطر میں نہ لائیں۔ ہم دھرنے کے دوران اسلام آباد میں امن و امان کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ لیکن حکومت نے طاقت کا استعمال کیا تو نتائج کی وہ خود ذمہ دار ہو گی۔ ہمارے پرامن قافلے پارلیمنٹ ہاؤس پہنچ کر دم لیں گے۔ قاضی صاحب نے کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ درود شریف پڑھتے ہوئے آئیں اور قرآن پاک کا نسخہ اپنے ہمراہ لائیں۔ جمعیت علماء پاکستان نے بھی دھرنے میں شرکت کا اعلان کر دیا۔ مولانا نورانی، جنرل (ر) اظہر اور حامد سعید کاظمی بھی موجود ہوں گے۔ شیخ رشید نے کہا کہ میں دھرنے میں شرکت کروں گا۔ قوم جماعت اسلامی اور مسلم لیگ میں اتحاد کی خواہاں ہے۔

منی بجٹ

22 اکتوبر کو سٹیٹ بینک کے گورنر ڈاکٹر محمد یعقوب نے ایک پریس کانفرنس میں تیرہ ارب روپے کے نئے ٹیکس لگانے کا اعلان کر دیا۔ روپے کی قیمت میں ساڑھے آٹھ فیصد مزید کمی کر دی گئی۔ پٹرول اور گیس کی قیمتوں میں دس فیصد اضافہ کیا گیا۔ درآمدات پر تین فیصد سروس چارجز عائد کر دیئے گئے، غیر ملکی سفر کے کرایوں، پاسپورٹ فیس اور ایئرپورٹ ٹیکس کی شرح میں بھی اضافہ کر دیا گیا۔ ملک کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ منی بجٹ کا اعلان گورنر سٹیٹ بینک سے کرایا گیا۔ بے نظیر نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ صوبوں کو مرکز سے کوئی اضافی یا ہنگامی گرانٹ نہیں ملے گی۔ وہ اپنا بجٹ خسارہ زرعی ٹیکس لگا کر پورا کریں۔
نواز شریف نے کہا کہ ٹیکسوں میں اضافہ اور روپے کی قدر میں کمی کا فیصلہ قوم کی کمر توڑ دے گا۔ اس طرح وفاقی بجٹ خود بخود پانچ فیصد کم ہو گیا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ مہنگائی میں 25 فیصد اضافہ ہو جائے گا۔ پروفیسر خورشید احمد نے کہا کہ مالی بل کے اعلان کا کوئی اختیار سٹیٹ بینک کو حاصل نہیں ہے۔

سالانہ رپورٹ

24 اکتوبر کو سٹیٹ بینک نے 96-1995 کی سالانہ رپورٹ جاری کر دی۔ رپورٹ کے مطابق دوران سال حکومت اپنے اقتصادی اہداف حاصل نہیں کر سکی۔ ناقص کارکردگی کی وجہ سے بجٹ خسارے میں اضافہ ہوا۔ حکومت نے ہدف سے 26 ارب روپے کے اضافی قرضے لیے۔ برآمدات اپنے ہدف سے آدھی رہ گئیں جبکہ درآمدات میں چھ فیصد اضافہ ہو گیا۔ افراط زر کی شرح میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ رپورٹ میں حکومت کو مالیاتی شعبوں کی اصلاح پر متوجہ کیا گیا۔

ہڑتال کی کال

23 اکتوبر کو اپوزیشن جماعتوں کے اجلاس کے بعد اسلام آباد میں ایک پریس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے منی بجٹ کے خلاف 26 اکتوبر کو ملک گیر ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ وزیراعظم نے اپنی یقین دہانیوں کے باوجود صرف چار ماہ بعد پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر منی بجٹ پیش کر دیا۔ عوام کی خوشحالی کے وعدے کیے گئے، بے نظیر کو سازش کے ذریعے اقتدار میں لانے والے اب قوم کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ موجودہ حکومت کو ختم کر کے فوری طور پر نئے انتخابات کرائے جائیں۔ تاجروں نے ہڑتال کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ آج تک وزیر خزانہ کے

ہوتے ہوئے سٹیٹ بینک کے گورنر نے ٹیکسوں کے نفاذ کا اعلان نہیں کیا۔ جماعت اسلامی اور ایم کیو ایم نے بھی ہڑتال کی بھرپور حمایت کا اعلان کر دیا۔ بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری نے کہا کہ ہڑتال ملک کے خلاف سازش ہے۔

وفاقی حکومت نے وزیر خزانہ مخدوم شہاب الدین کی جگہ نوید قمر کو وزیر خزانہ مقرر کر دیا۔

صدر سے قاضی صاحب کی ملاقات

24 اکتوبر کو قاضی حسین احمد نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ملاقات کی۔ اس دوران بیشتر وقت نصیر بابر بھی موجود رہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ دھرنے کے پرامن رکھنے کی ضمانت دینے کے باوجود حکومت تصادم کا راستہ اختیار کر رہی ہے۔ ہم بدمزگی نہیں چاہتے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وزیراعظم لاشیں گرانا چاہتی ہیں۔ صدر نے وزیر داخلہ سے کہا کہ وہ پارلیمنٹ کے علاوہ اسلام آباد کے بجائے راولپنڈی میں اپنا مظاہرہ کرے۔ اس کے کارکن اسلام آباد میں داخل نہیں ہو سکتے۔ نصیر بابر نے صدر لغاری کی تجویز کو مسترد کر کے ثابت کر دیا کہ حکومت سیاسی حالات کے رخ کا اندازہ کرنے میں قطعی طور پر ناکام اور اپنے انجام سے بے خبر ہے۔ دوسروں کو اسلام آباد میں داخل ہونے کی دھمکی دینے والے اس حقیقت سے لاعلم تھے کہ اسلام آباد سے ان کی اپنی بے دخلی بہت نزدیک ہو سکتی ہے۔

قاضی صاحب نے کہا کہ ہم ہر صورت میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کریں گے۔ یہ ہمارا آئینی حق ہے۔

25 اکتوبر کو نواز شریف نے کہا کہ ہم قاضی صاحب کے دھرنے کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ 1996ء تبدیلی کا سال ہے۔ سردار شیرباز خان مزاری نے کہا کہ دھرنا قوم کی آواز ہے، حکومت بوکھلا گئی ہے۔

آصف زرداری کے گھوڑے

آصف زرداری کے گھوڑوں کا پورے ملک میں چرچا ہے۔ وزیراعظم ہاؤس میں ان کے گھوڑوں کے لیے خصوصی اصطبل تعمیر کیے گئے ہیں۔ 13 سے 15 اکتوبر کے دوران دو دن کے اندر انتہائی قیمتی 28 گھوڑے مر گئے تھے۔ 24 اکتوبر کو لاہور ہائی کورٹ نے زرداری کو ہدایت دی کہ وہ 25 نومبر کو عدالت میں آ کر ان گھوڑوں کے مرنے کے اسباب کی وضاحت کریں اور یہ بتائیں کہ ان گھوڑوں کو ملک میں لانے سے قبل ان کے ڈاکٹری معائنہ سمیت تمام ضروری

تقاضے پورے کیے گئے تھے یا نہیں۔

ٹرینوں پر پابندی

25 اکتوبر حکومت پاکستان نے ایکسپریس ٹرینوں کی راولپنڈی داخلے پر پابندی عائد کردی اور ان کے روٹ تبدیل کر دیئے، ہزاروں مسافروں کو اس بناء پر پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ اسلام آباد کے تمام تعلیمی ادارے تین دن کے لیے بند کر دیئے گئے۔ جماعت کے کارکنوں کی گرفتاریوں اور چھاپوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ بے نظیر ناوان دوستوں کی بے بنیاد رپورٹوں پر احمقانہ کارروائیاں نہ کریں۔

125 اکتوبر کو پولیس نے جماعت اسلامی صوبہ سرحد کے مرکزی دفتر پر چھاپہ مار کر تیرہ افراد کو گرفتار کر لیا اور دعویٰ کیا کہ اس نے دفتر سے ڈائنامائٹ، اسلحہ، کارتوس اور دھماکہ خیز مواد برآمد کیا ہے۔ قاضی حسین احمد نے اسے سفید جھوٹ اور عوام کو گمراہ کرنے کی سازش قرار دیا اور کہا کہ گرفتاریاں ہمارا راستہ نہیں روک سکتیں۔ حکومت اس درجہ خوفزدہ ہے کہ بسیں روک کر تلاشیاں لی جا رہی ہیں، داڑھی والوں اور قرآن مجید رکھنے والوں کو اتار دیا جاتا ہے۔ لیکن ان تمام رکاوٹوں کے باوجود ہمارے قافلے اسلام آباد پہنچنا شروع ہو گئے ہیں۔

بے نظیر نے کہا کہ جماعت اسلامی کے انتہا پسندوں کے ہاتھوں میں قرآن اور پیچھے کلاشنکوف اور بم ہوں گے۔ یہ اسلام آباد میں دہشت گردی کرنا چاہتے ہیں۔ ہم انہیں اسلام آباد میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ وہ اپنی سیاسی قوت کا مظاہرہ لیاقت باغ پنڈی میں کریں۔ نصیر بابر نے کہا کہ اگر حکمت یار کے حامیوں نے دھرنے میں شرکت کی تو ان کے حامیوں اور اہل خانہ کو فوری طور پر پاکستان بدر کر دیا جائے گا۔

ہڑتال

26 اکتوبر کو متحدہ اپوزیشن، تاجر برادری اور ٹرانسپورٹروں کی اپیل پر منی بجٹ اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کے خلاف پورے ملک میں مکمل ہڑتال ہوئی، احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ وزیراعظم کے پتلے جلائے گئے، پولیس نے مظاہرین پر لاٹھی چارج کیا اور گرفتاریاں کیں۔ بی بی سی اور دیگر عالمی نشریاتی اداروں نے کہا کہ ہڑتال ہر لحاظ سے کامیاب رہی، نظام زندگی مفلوج ہو گیا۔

نواز شریف نے کہا کہ تاریخی ہڑتال کے ذریعہ قوم نے بے نظیر حکومت پر اپنے عدم اعتماد کا اظہار کر دیا۔ بے نظیر فوری طور پر مستعفی ہو جائیں۔ بحران کا واحد حل عبوری حکومت کے تحت فوری انتخابات ہیں، اپوزیشن عوام کی توقعات پر پوری اترے گی۔ 96ء کو تبدیلی کا سال

بنانے کا ہمارا عزم رنگ لا رہا ہے۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ عوام نے اپوزیشن کی ہڑتال مسترد کر دی۔ اسی طرح دھرنا بھی ناکام بنا دیں گے۔

وسیم سجاد کا اظہار خیال

26 اکتوبر کو قائم مقام صدر وسیم سجاد نے کہا کہ صدر لغاری نے بیرون ملک روانگی کے وقت جو پیغام مجھے دیا ہے وہ ایک قومی راز ہے۔ اس وقت عوام صرف کرپشن ہی سے نہیں بلکہ دیگر کئی مسائل سے بھی پریشان ہیں۔ اگر اسمبلی توڑنے کے حالات پیدا ہوئے تو اس بارے میں سوچوں گا۔ آئینی ماہرین نے کہا کہ قائم مقام صدر کو صدر کے مکمل اختیارات حاصل ہوتے ہیں، وہ بھی اسمبلی توڑ سکتے ہیں۔

لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ

26 اکتوبر کو لاہور ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے جماعت اسلامی کی رٹ درخواست پر اپنے فیصلے میں کہا کہ شہریوں کی نقل و حرکت پر پابندی عائد نہیں کی جا سکتی۔ کارکن پرامن طور پر پارلیمنٹ ہاؤس تک جا سکتے ہیں۔ حکومت سفارت خانوں کی حفاظت کے لیے رینجرز متعین کر سکتی ہے۔ جماعت کے نائب امیر اسلم سلیمی نے عدالت کو یقین دلایا کہ ہم پارلیمنٹ کے جنگلے سے آگے نہیں بڑھیں گے۔ شرکاء قاضی صاحب کے خطاب کے بعد پرامن طور پر منتشر ہو جائیں گے۔

لیاقت بلوچ نے کہا کہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے باوجود ہمارے متعدد جلوسوں کو اسلام آباد جانے سے زبردستی روک دیا گیا ہمارے سینکڑوں کارکن گرفتار کر لیے گئے، عدلیہ لاہور انتظامیہ کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی کرے۔ جماعت اسلامی کے صدر دفتر منصورہ لاہور کی تمام ٹیلی فون لائنیں اور فیکس کاٹ دیئے گئے۔ مینار پاکستان کے قریب دھرنا پروگرام میں شرکت کے لیے جانے والے کارکنوں پر رات بارہ بجے پولیس نے دھاوا بول دیا اور زبردست شیلنگ کی۔ کئی افراد زخمی ہو گئے۔ نائب امیر لیاقت بلوچ کو اپنے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ دوسرے مقامات پر بھی ہزاروں کارکنان گرفتار کر لیے گئے۔ لیاقت بلوچ کو 28 ساتھیوں سمیت ریمانڈ پر جیل بھیج دیا گیا۔ فیصل آباد، لاہور، لالہ موسیٰ، وزیر آباد اور چکوال ریلوے سٹیشنوں پر ٹرینوں کو روک کر تلاشی لی گئی، ہزاروں کارکنوں کو اتار لیا گیا۔ فیصل آباد میں چناب ایکسپریس کی بوگیاں علیحدہ کر دی گئیں۔ پنڈی پہنچنے میں کامیاب ہونے والے ڈھائی ہزار کارکنان کو گرفتار کر کے اڈیالہ

جیل لے جایا گیا۔

26 اکتوبر کو سینکڑوں اہلکاروں نے صوبہ سرحد کے سابق امیر مولانا گوہر رحمٰن کی گرفتاری کے لیے دارالعلوم پر چھاپہ مارا لیکن مولانا وہاں موجود نہیں تھے۔ قاضی حسین احمد اور دوسرے متعدد رہنما گرفتاری سے بچنے کے لیے کسی محفوظ مقام پر منتقل ہو گئے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ہمارے کارکن کبھی قانون ہاتھ میں نہیں لیتے۔ حکومت عدلیہ کے احکام کی پابندی کرے۔

27 اکتوبر کو حکومت نے راولپنڈی اور اسلام آباد کی مکمل ناکہ بندی کر دی۔ اسلام آباد ایک قلعہ بند شہر میں تبدیل ہو گیا۔ شہر پر ہیلی کاپٹر پرواز کرتے رہے۔ تمام داخلی راستوں کو بند کر کے خاردار تار لگا دیئے گئے۔ پنڈی شہر کا پورے ملک سے سڑک اور ریل کا رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ صرف فضائی سروس بحال رہی۔ راوی، جہلم اور چناب کے تمام پل بند کر دیئے گئے، لوگوں نے کشتیوں پر دریا عبور کیے۔

دھرنا

چاروں طرف سے ناکہ بندی کے باوجود ہزاروں افراد دھرنا پروگرام میں شرکت کے لیے مری روڈ راولپنڈی پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ قاضی صاحب اچانک ایک گلی سے نکل کر مری روڈ پر آئے تو کارکنوں نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ قاضی صاحب، مولانا نورانی، اعجاز الحق، شیخ رشید، جاوید ہاشمی، کے ایم اظہر، سید منور حسن، حافظ ادریس میاں مقصود، ڈاکٹر کمال، مولانا عبدالجلیل، تحریک جعفریہ کے کارکنان اور دوسرے رہنما جب گیارہ بجے دن کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جلوس کو لے کر اسلام آباد کی طرف بڑھے تو زبردست شیلنگ شروع ہو گئی۔ فیض آباد چوک سے لیاقت باغ تک آٹھ کلومیٹر کا علاقہ دن بھر میدان جنگ بنا رہا۔ راولپنڈی کی تاریخ کی سب سے زیادہ شدید شیلنگ کی گئی۔ متعدد افراد بے ہوش ہو گئے، آنسو گیس سے گھریلو خواتین اور سکولوں کے معصوم طلباء بھی متاثر ہوئے، پولیس نے آنسو گیس کے وہ شیل استعمال کیے جن کا سول آبادی پر استعمال ممنوع ہے۔ اس سے متاثرہ شخص کی آدھے گھنٹے کے لیے بینائی ختم ہو جاتی ہے اور اسے ٹھیک ہونے میں تین گھنٹے لگتے ہیں۔ فائرنگ اور شیلنگ سے سینکڑوں کارکن زخمی ہو گئے۔ انہیں راولپنڈی کے جنرل ہسپتال لے جایا گیا۔ انتظامیہ نے مری روڈ پر رکاوٹیں ہٹانے اور شرکاء کو اسلام آباد جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ ہزاروں کی تعداد میں آنسو گیس کے گولے پھینکے گئے۔ اس کے باوجود قاضی صاحب، مولانا نورانی اور دوسرے رہنما ٹرک پر بیٹھے رہے۔ قاضی صاحب نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم لاٹھی اور گولی سے خوفزدہ نہیں۔ وزیراعظم ہاؤس خالی کرائیں گے۔ مولانا نورانی نے کہا کہ ہم حکومت کو گرا کر دم لیں گے۔ اعجاز الحق نے کہا کہ آج انقلاب کا آغاز ہو گیا۔ جاوید

بدعنوان، ظالم، خون چوسنے والی
حکومت کے خلاف

قرآن پاک کا نسخہ ہمراہ لائیں
درود شریف پڑھتے آئیں

احتجاجی دھرنا

27 اکتوبر اسلام آباد

زیرِ قیادت قاضی حسین احمد
امیر جماعت اسلامی پاکستان

ہاشمی نے کہا کہ پوری قوم کی نظریں اس مارچ پر ہیں۔ شیخ رشید نے کہا کہ عل کر نہیں بیٹھیں گے تو انقلاب نہیں آئے گا۔ منور حسن نے کہا کہ ظلم کا نظام ختم کر کے رہیں گے۔ آنسو گیس کے بادلوں میں جلوس نے مولانا نورانی کی قیادت میں نماز ظہر ادا کی۔ اعجاز الحق شیل لگنے سے زخمی ہو گئے۔ انہیں ہسپتال لے جایا گیا۔ جاوید ہاشمی کے کندھے پر شیل لگا' مظاہرین مری روڈ کے ساتھ ملحقہ گلیوں میں پھیل گئے۔ عوام نے بھرپور تعاون کیا۔ پانی اور گیلے کپڑے فراہم کیے' اپنے گھروں اور دفاتر میں پناہ دی۔

اسلام آباد میں مظاہرہ

اسلام آباد میں بھی آبپارہ کے علاقے میں تقریباً بارہ بجے جماعت کے سینکڑوں کارکن حکومت کی تمام رکاوٹوں کو ناکام بناتے ہوئے مختلف گلیوں اور بازاروں سے شاہراہ پر آ گئے اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف بڑھنے لگے۔ پولیس کی بھاری نفری نے جلوس پر لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کے گولے پھینکے متعدد کارکن زخمی اور بے ہوش ہو گئے جنہیں ایمبولینس میں ڈال کر ہسپتال لے جایا گیا۔ لاٹھی چارج اور شیلنگ کے باوجود کارکن قرآن پاک اٹھائے ہوئے "الوداع' الوداع' بے نظیر! الوداع" کے نعرے لگاتے رہے۔ نصیر بابر دھرنا کا جائزہ لینے کے لیے بار بار فضا میں چکر لگاتے رہے۔

قاضی صاحب نے کہا کہ غیور عوام نے آٹھ گھنٹے تک ریاستی جبر کا مقابلہ کر کے اپنی فتح ثابت کر دی۔ انہوں نے مظاہرین پر ممنوعہ گیس کے استعمال کی مذمت کی۔ اور دھرنے میں شرکت پر مولانا نورانی' شیخ رشید' اعجاز الحق' جاوید ہاشمی' جنرل اظہر اور تحریک جعفریہ کا شکریہ ادا کیا۔ قاضی صاحب نے اعلان کیا کہ 28 اکتوبر کو بھی دھرنا جلوس نکالے جائیں گے۔ 11 نومبر کو ملک بھر کی خواتین اسلام آباد کی طرف مارچ کریں گی۔

28 اکتوبر کو رکاوٹوں' وحشیانہ لاٹھی چارج' اندھا دھند شیلنگ اور فائرنگ کے باوجود سید منور حسن کی قیادت میں ہزاروں کارکن پارلیمنٹ ہاؤس پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ کارکنوں کی حکمت عملی نے انتظامیہ کو چکرا دیا۔ مظاہرین نے شکرانے کے نوافل پڑھے اور منور حسن کی امامت میں نماز عصر ادا کی۔ پولیس نے اپنا غصہ نکالنے کے لیے مظاہرین پر آنسو گیس کے گولوں کی بوچھاڑ کر دی۔

قاضی حسین احمد' سید منور حسن' نعمت اللہ خان' غفور احمد اور جماعت کے تقریباً تین ہزار کارکن گرفتار کر لیے گئے۔ اعجاز الحق کو صبح سویرے ہی حراست میں لے لیا گیا۔ قاضی حسین احمد' منور حسن اور غفور احمد کو بعد میں رہا کر دیا گیا۔ اپنی رہائی کے بعد قاضی صاحب نے ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس میں کہا کہ وہ 29 اکتوبر کو راولپنڈی کے جلسہ عام میں اپنے آئندہ لائحہ

عمل کا اعلان کریں گے۔

28 اکتوبر کو نصیر بابر نے کہا کہ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے چالیس، پچاس افراد کے اجتماع کو دھرنا نہیں کہا جا سکتا، دھرنا ناکام ہو گیا۔ جماعت اسلامی جنگ ہار گئی، دھرنوں اور ہڑتالوں سے حکومت کو کوئی خطرہ نہیں۔ حکومت کو عوامی تائید حاصل ہے وہ اپنی آئینی مدت پوری کرے گی۔ حکومت اب بھی مذاکرات کے لیے آمادہ ہے۔

28 اکتوبر کو لاہور ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس نذیر بھنڈاری نے ازخود نوٹس لیتے ہوئے سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کر کے لوگوں کی نقل و حرکت محدود کرنے پر راولپنڈی کے ڈی آئی جی، ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی کو توہین عدالت کا نوٹس جاری کر دیا۔ فاضل جج نے کہا کہ خدانخواستہ غیر ملکی فوج نے تو پنڈی یا اسلام آباد پر حملہ نہیں کر رکھا تھا۔ جسٹس بھنڈاری نے کہا کہ انتظامیہ اور پولیس افسران غیر قانونی احکامات ماننے سے انکار کر دیں۔ نصیر بابر نے کہا کہ اگر ہائی کورٹ نے مجھے طلب کیا تو کہوں گا کہ وہ خود آ کر صورتحال سنبھال لیں۔

جلسہ عام سے خطاب

29 اکتوبر کو کمیٹی چوک راولپنڈی میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ لغاری کو اگر صدر رہنا ہے تو وہ بے نظیر کو برطرف کر دیں۔ ہماری تحریک ابھی ختم نہیں ہوئی۔ حقیقی عادلانہ اسلامی نظام کے قیام تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ بے نظیر نے کہا تھا کہ لوگوں کے آگے قرآن اور پیچھے کلاشنکوف ہو گی۔ ہمیں کلاشنکوف کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ پر ایمان ہمارا اسلحہ ہے۔ ہم چار دن سے یہاں ہیں اور کسی کا سائن بورڈ تک نہیں ٹوٹا۔

قاضی صاحب نے اسلام آباد کے مختلف تھانوں کا دورہ کر کے زیر حراست کارکنان سے ملاقاتیں کیں۔ ہسپتالوں میں زخمی کارکنان کی عیادت کی، آبپارہ مارکیٹ جا کر وہاں کے دکانداروں اور مکینوں کا شکریہ ادا کیا۔

بیرونی تبصرے

28 اکتوبر کو برطانوی اخبار "فنانشل ٹائمز" نے لکھا کہ بے نظیر اپنی سیاسی بقاء کی جنگ لڑ رہی ہیں۔ کرپشن کے خاتمے کے لیے انہیں صدر اور فوج کو مطمئن کرنا ہو گا۔ اپنی وزارت عظمیٰ کے دوران خود بھی کرپشن میں ملوث ہونے کے الزام کی وجہ سے سردست انہیں نواز شریف کی جانب سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ بی بی سی نے کہا کہ بے نظیر حکومت شدید دباؤ میں

ہے لیکن فی الحال ان کی حکومت کے جلد رخصت ہونے کے امکانات نہیں ہیں۔

امریکی محکمہ خارجہ کے ایک عہدیدار نے کہا کہ اسلام آباد میں دھرنا، احتجاج اور ہڑتالیں پاکستان کا داخلی معاملہ اور جمہوری عمل کا حصہ ہیں۔ ہمارے سفارت کاروں کو ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ پاکستان میں ہماری کوئی پسندیدہ شخصیت نہیں ہے، ہر منتخب رہنما ہمارے لیے قابل قبول ہے۔

جماعت اسلامی کے کارکن کی شہادت

27 اکتوبر کو جماعت کے مرکزی دفتر منصورہ لاہور کے باہر پولیس کی فائرنگ سے ایک کارکن حافظ محمد سعید شدید زخمی ہوگئے تھے۔ 29 اکتوبر کو زخموں کی تاب نہ لاکر ہسپتال میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ قاضی صاحب نے اسلام آباد سے لاہور واپس پہنچ کر ریگل چوک پر محمد یوسف کے جنازہ میں شریک افراد سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیش محلوں میں بیٹھے ہوئے ظالم حکمرانوں کے خلاف ہماری جنگ جاری رہے گی۔ جب تک کہ غریب کو اس کا حق اور مظلوم کو انصاف نہیں مل جاتا۔ نواز شریف نے کہا کہ حافظ محمد یوسف کی شہادت بے نظیر حکومت کی انسان کشی کی بدترین مثال ہے۔ مولانا نورانی نے کہا کہ حکومت آخری ہچکیاں لے رہی ہے۔ پروفیسر خورشید احمد نے حکومت سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا۔

30 اکتوبر کو اعجاز الحق کو رہا کر دیا گیا۔ انہیں ایک جلوس کی شکل میں ان کی رہائش گاہ تک لایا گیا۔ انہوں نے کہا 12 نومبر کو عوامی ریلی اسلام آباد کی طرف مارچ کر سکتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس سے قبل ہی حکومت کا کام تمام ہو جائے۔

وزیراعظم بے نظیر نے کہاہ سازش کی سیاست کا دور ختم ہوچکا ہے۔ الیکشن کرانا وزیراعظم کا حق ہے۔ فوج مکمل طور پر غیر جانبدار ہے۔ مخلوط حکومت بن سکتی ہے۔ شہید بھٹو گروپ کی اکثریت بیرونی ممالک کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے۔ ان سے مفاہمت نہیں ہوسکتی۔ ممتاز بھٹو نے کہا کہ بے نظیر، بھٹو خاندان کا نام استعمال نہ کریں۔ بھٹو خاندان بے نظیر کی حماقتوں کا ذمہ دار نہیں۔ انہوں نے نہ تو خود اپنے والد کی موت کا بدلہ لیا اور نہ ہی لینے دیا۔ آصف زرداری نے کہا کہ اگر میں مرتضیٰ کے قتل کا الزام لگنے پر مستعفی ہو جاؤں تو پھر پوری کابینہ کو استعفیٰ دینا پڑے گا۔

قومی اسمبلی کی کارکردگی

قومی اسمبلی نے نومبر 1995 سے اکتوبر 1996ء تک اپنے پارلیمانی سال کے 365 دنوں

میں صرف 375 گھنٹے کام کیا۔ قومی اسمبلی کا فی گھنٹہ خرچ تین لاکھ بیس ہزار روپے ہے۔ 217 ارکان میں سے چٹھہ سمیت 122 ارکان بالکل خاموش رہے۔ بے نظیر نے صرف 210 منٹ خطاب کیا۔ وزیر اعظم کے خلاف پہلی مرتبہ لفظ "کمینہ" استعمال کیا گیا، جس پر تحریک استحقاق پیش کی گئی۔

صدر اور عدلیہ سے محاذ آرائی

صدر لغاری نے ججوں کی تقرری کے بارے میں سپریم کورٹ میں دائر ریفرنس واپس لینے کی وزیر اعظم بے نظیر کی درخواست مسترد کر دی اور کہا کہ ان کے اقدامات کا مقصد ملکی مفادات کا تحفظ اور آئین کی بالادستی برقرار رکھنا ہے۔

9 اکتوبر کو سپریم کورٹ میں صدارتی ریفرنس کی سماعت کے موقع پر وکیل شاہد حامد نے خود کو صدر کے نمائندہ کی حیثیت سے پیش کیا۔ جس پر اٹارنی جنرل قاضی جمیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ صدر اور وفاقی حکومت کا اصل نمائندہ میں ہوں۔ اس پر چیف جسٹس نے صدر مملکت کا وہ خط پڑھ کر سنایا جس میں شاہد حامد کو انہوں نے اپنا وکیل مقرر کیا ہے۔ اٹارنی جنرل قاضی جمیل نے صدر کی جانب سے ان کے علاوہ کسی اور وکیل کی خدمات حاصل کرنے پر عہدہ سے استعفیٰ دے دیا جسے صدر نے منظور کر لیا اور شاہد حامد کو ایوان صدر کا وکیل بنا دیا۔

ایڈووکیٹ قاضی جمیل کے چیمبر کے ایک وکیل نے پشاور ہائی کورٹ میں جسٹس سجاد علی شاہ کی تقرری کے خلاف رٹ دائر کی تھی جو بعد میں واپس لے لی گئی تھی۔ چیف جسٹس کے قریبی ذرائع نے وزیر اعظم کو مشورہ دیا تھا کہ وہ قاضی جمیل کی جگہ کوئی اور وکیل مقرر کر لیں اور قاضی جمیل کو اپنا قانونی مشیر بنا لیں لیکن بے نظیر نے یہ مشورہ ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

18 اکتوبر کو وزیر اعظم بے نظیر نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے نئے اٹارنی جنرل کے لیے اقبال حیدر کا نام پیش کیا جس سے صدر نے اتفاق کر لیا۔

22 اکتوبر کو صدارتی ریفرنس کی سماعت کے دوران چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے وزیر مملکت رضا ربانی کے اس بیان کا سخت نوٹس لیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ جج مقدس گائے نہیں ہیں، ان کا بھی احتساب ہونا چاہیے۔ اٹارنی جنرل اقبال حیدر نے معافی مانگی اور کہا کہ وہ اس پر شرمندہ ہیں۔

عدلیہ کی خود مختاری

31 اکتوبر کو چیف جسٹرز کمیٹی کے اجلاس میں جو چیف جسٹس سجاد علی شاہ کی صدارت میں

منعقد ہوا، عدلیہ کی انتظامیہ سے علیحدگی میں تاخیر پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے مناسب جوڈیشل مجسٹریٹوں کی تقرری میں غیر معمولی تاخیر سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

31 اکتوبر کو باوثوق ذرائع نے بتایا کہ صدر نے وزیراعظم کی پاور شیئرنگ کی پیش کش مسترد کر دی اور کہا کہ بے نظیر حکومت کرپشن کی تمام حدود عبور کر گئی ہے۔ صدر نے ان کی برطرفی کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ ابھی مناسب وقت کا تعین نہیں ہوا ہے۔

فوجی افسران کو سزائیں

30 اکتوبر کو بے نظیر حکومت کے خلاف سازش کرنے اور فوجی بغاوت کے ذریعے اسلامی انقلاب برپا کرنے کے الزام میں جنرل کورٹ مارشل نے بریگیڈیئر مستنصر کو چودہ سال، میجر جنرل عباسی کو سات سال، کرنل عنایت اللہ کو چار سال اور کرنل آزاد منہاس کو دو سال قید کی سزائیں سنا دیں۔ بری فوج کے سربراہ نے فیصلے کی توثیق کر دی۔ سپریم کورٹ نے رٹ درخواست مسترد کر دی۔ تمام افسران صوفی محمد اقبال کے مرید تھے جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔ وہ ٹیکسلا میں اپنے آستانہ پر تبلیغ کرتے تھے اور یہ افسران ان کی تبلیغی نشستوں میں شرکت کیا کرتے تھے۔

وٹو کی درخواست کی سماعت

20 اکتوبر کو وٹو کی درخواست کی سماعت کے دوران لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے حکومت پنجاب سے دریافت کیا کہ کیا وہ منظور وٹو کو ایوان میں اپنی اکثریت ثابت کرنے کا موقع دے سکتی ہے۔ ایڈووکیٹ جنرل نے کہا کہ وہ ہدایت لے کر اس بارے میں کچھ کہہ سکتے ہیں۔ صوبے میں یہ قیاس آرائی کی جا رہی تھی کہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ عدالت وٹو حکومت کو بحال کر دے۔

22 اکتوبر کو صدر لغاری نے وفاقی حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ پنجاب میں عدالتی فیصلے کی روشنی میں کسی امکانی تبدیلی کے پیش نظر ہارس ٹریڈنگ کا راستہ اختیار نہ کرے۔ اور نہ ہی ارکان اسمبلی کو دوسرے شہروں میں منتقل کیا جائے۔ صدر نے وزیراعلیٰ نکئی کو بھی ہدایت دی کہ وہ وٹو کی ممکنہ بحالی کی صورت میں جمہوری روایات کا احترام کریں۔ لیکن صدر کی ان ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 29 اکتوبر کو پی ڈی ایف نے اپنے 72 ارکان اسمبلی کو وزراء کی قیادت میں کراچی، پشاور، آزاد کشمیر اور دیگر علاقوں میں بھجوا دیا۔ آصف زرداری ان

کی نگرانی پر مامور ہیں۔

30 اکتوبر کو لاہور ہائی کورٹ نے وٹو کیس میں اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا۔ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب منظور وٹو نے عدالت کو یہ تحریری یقین دہانی کرائی کہ اگر عدالت انہیں وزیر اعلیٰ کے عہدہ پر بحال کرتی ہے تو وہ پنجاب اسمبلی کو نہیں توڑیں گے۔

صوبہ سندھ

کراچی میں مڈ نائٹ آپریشن کا سلسلہ جاری رہا۔ یکم تا 7 اکتوبر سی آئی اے اور پولیس نے شب کو شریف آباد، بلدیہ، الکرم، سکوائر، راجپوت کالونی، نیو کراچی، کورنگی، عثمان آباد اور مختلف علاقوں میں چھاپے مار کر بچوں، ایم کیو ایم کے یونٹ انچارج سمیت 69 افراد کو گرفتار کر لیا اور پولیس کے مطابق بھاری تعداد میں اسلحہ اور لوٹا ہوا مال برآمد ہوا۔ اورنگی اور کورنگی میں ہوائی فائرنگ ہوئی۔ پولیس کے ایک گشتی دستے اور تھانیدار پر نامعلوم افراد نے فائرنگ کی۔ پولیس نے دعویٰ کیا کہ ایم کیو ایم کے روپوش سیکٹر انچارج نوید مرتضیٰ کو پندرہ سرکاری اہلکاروں سمیت چالیس افراد کے قتل کے الزام میں مطلوب تھا، فائرنگ کے تبادلہ کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے پاس سے محمد مجتبیٰ نام کا جعلی شناختی کارڈ ملا اور ملزم نے دو فوجیوں اور ایک سپاہی کو قتل کرنے کا اعتراف کر لیا۔

19 اکتوبر کو نصیر بابر نے کہا کہ ہم نے سندھ اور کراچی میں دہشت گردوں کا صفایا کر کے امن قائم کر دیا۔ اس لیے آپریشن مڈ نائٹ جیکالز اب ختم کیا جا رہا ہے۔ ایم کیو ایم کو چندہ دینے والے پاکستانیوں کو مشرق وسطیٰ سے بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔

بے نظیر کی صدر لغاری سے ملاقات

یکم نومبر کو وزیر اعظم بے نظیر نے اچانک ایوان صدر جا کر صدر لغاری سے ملاقات کر کے منظور وٹو کیس پر تبادلہ خیال کیا۔ عدالت عالیہ نے وٹو کیس میں اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا تھا اور وٹو کی وزیر اعلیٰ کے عہدہ پر بحالی کے قوی امکان کے پیش نظر حکومت نے پنجاب اسمبلی کے اراکین کو مختلف محفوظ مقامات پر منتقل کرنا شروع کر دیا تھا۔ صدر نے عدالتی فیصلے سے قبل ہارس ٹریڈنگ کی اطلاعات پر اپنی تشویش کا اظہار کیا اور ہدایت کی کہ عدالتی فیصلوں پر اس کی روح کے مطابق عمل کیا جائے اور بدعنوانیوں کی روک تھام کی جائے۔ بے نظیر نے صدر کو ان کی ہدایات پر عمل کرنے کی یقین دہانی کرائی۔

اس یقین دہانی کے باوجود 2 نومبر کو پنجاب اسمبلی کے متعدد ارکان کو مری، پشاور، مظفر

آباد، سوات اور کراچی منتقل کر دیا گیا۔ دس صوبائی وزراء نگرانی کے لیے ان کے ہمراہ ہیں۔ خفیہ ایجنسیوں کے درجنوں اہلکار ان کی نگرانی پر مامور ہیں۔ کراچی میں پنجاب اسمبلی کے ارکان کی میزبانی کے فرائض دو وفاقی وزراء اور ایک صوبائی وزیر انجام دے رہے ہیں۔ انہیں وڈیروں کے خالی بنگلوں میں رکھا گیا ہے۔ اور ان کی تفریح طبع کے لیے بھی خاطر خواہ انتظامات موجود ہیں۔ بے نظیر اور آصف زرداری جوڑ توڑ کے لیے خود بھی لاہور میں قیام پذیر ہیں۔ بی بی سی نے کہا کہ اب تک 64 ارکین اسمبلی کو پنجاب سے باہر منتقل کیا جا چکا ہے۔

وٹو کا صدر لغاری کے نام خط

منظور وٹو نے صدر لغاری کے نام اپنے ایک خط میں کہا کہ انہیں سیاسی طور پر ناکام بنانے کے لیے پنجاب اسمبلی کے اراکین کو زبردستی مختلف مقامات پر منتقل کیا جا رہا ہے۔ وٹو نے صدر سے اپیل کی کہ وہ ان غیر آئینی اقدامات کو رکوائیں۔ شہباز شریف نے کہا کہ اراکین کی آزادانہ نقل و حرکت کو ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ نواز شریف نے کہا کہ پنجاب میں ہارس ٹریڈنگ جمہوریت کا گلا گھونٹنے کے مترادف ہے۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ صدر یرغمال ارکان اسمبلی کو آزاد کرائیں۔

آصف زرداری نے لاہور میں کہا کہ اگر عدالت نے وٹو کے حق میں فیصلہ دیا تو ہم ان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک لائیں گے۔ نصیر بابر نے کہا کہ وٹو اپنی اکثریت ثابت نہیں کر سکیں گے۔ ہمیں ان سے کوئی خطرہ نہیں۔

2 نومبر کو پنجاب اسمبلی میں پارٹی پوزیشن یہ تھی:

پیپلز پارٹی اور اس کی حلیف جماعتیں	114
پاکستان مسلم لیگ (نواز)	91
پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)	30
وٹو گروپ	3
دوسری جماعتیں اور آزاد ممبران	10
	248

پارٹی پوزیشن سے ظاہر ہے کہ وٹو عدالت کے ذریعے ممکنہ بحالی کے بعد نواز شریف کی حمایت کے باوجود اسمبلی میں اکثریت حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن بطور وزیر اعلیٰ وہ اسمبلی توڑنے کی ایڈوائس دے کر پنجاب میں نئے انتخابات کے لیے راہ ہموار کر سکتے ہیں۔ پیپلز پارٹی اس امکان کو روکنا چاہے گی۔

منظور وٹو حکومت کی بحالی

3 نومبر کو لاہور ہائی کورٹ کی چیف جسٹس مسٹر جسٹس خلیل الرحمٰن، مسٹر جسٹس میر اے شیخ اور مسٹر جسٹس ملک محمد قیوم پر مشتمل فل بنچ نے وٹو حکومت بحال کر دی۔ اس طرح وہ چھٹی مرتبہ وزیر اعلیٰ بنے۔ عدلیہ نے اپنے متفقہ فیصلے میں کہا کہ گورنر دس روز سے قبل ان سے اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے نہیں کہیں گے۔ نیز گورنر ارکان اسمبلی کی حاضری اور ایسے ماحول کو یقینی بنائیں جس میں وہ آزادانہ ماحول میں اپنے ووٹ کا حق استعمال کر سکیں۔ ہارس ٹریڈنگ کی روک تھام کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں۔ مسٹر جسٹس خلیل الرحمٰن نے کہا کہ عدلیہ کی حکومت سے کوئی لڑائی نہیں ہے۔ ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ یہ دیکھنا ہمارا کام نہیں ہے کہ فیصلوں کے اثرات کیا ہوں گے۔

صدر لغاری نے میاں منظور وٹو کو وزیر اعلیٰ کے منصب پر بحالی پر مبارکباد دی اور امید ظاہر کی کہ وہ آئین اور قانون پر سختی کے ساتھ عمل کریں گے۔ وٹو نے کہا کہ اعتماد کا ووٹ لینے کے لیے انہیں ساٹھ دن کی مہلت ملنی چاہیے۔ میں اس بارے میں سپریم کورٹ سے رجوع کروں گا۔ وٹو نے لاہور میں مقیم وفاقی وزراء سے تمام سہولتیں واپس لے لیں اور کہا کہ یہ وزراء لاہور میں بیٹھ کر ہارس ٹریڈنگ کر رہے ہیں۔ وٹو نے صدر سے اپیل کی کہ وہ گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل (ر) راجہ سروپ خان کو ارکان اسمبلی پر دباؤ ڈالنے سے روکیں۔

عدم اعتماد کی تحریک

وٹو کی بحالی کے فوراً بعد پیپلز پارٹی اور اس کی حلیف جماعتوں کے 85 ارکان اسمبلی نے ایک بج کر 25 منٹ پر ان کی حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرا دی۔ یہ اس بات کی پیش بندی تھی کہ وٹو اسمبلی توڑنے کی ہدایت نہ دے سکیں۔ آئینی لحاظ سے جس سربراہ حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک داخل کرائی جا چکی ہو وہ اسمبلی توڑنے کی ایڈوائس نہیں دے سکتا۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت وٹو کی بحالی کے فیصلے پر عملدرآمد میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ عدم اعتماد کی تحریک کا مقصد ہارس ٹریڈنگ کا نیا بازار گرم کرنا ہے۔ جس پر کروڑوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں۔ ہم بے نظیر حکومت کو جلد ہی چلتا کر دیں گے۔

3 نومبر کو اسلام آباد میں بے نظیر نے اپنی پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم عدالتی فیصلے کا احترام کریں گے لیکن سیاسی اقدامات اور حکمت عملی ہمارا حق ہے۔ بعض عناصر پاکستان میں صدارتی نظام لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں خفیہ مذاکرات پر یقین نہیں رکھتی۔

نواز شریف آئینی ترامیم کرانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں جس میں صدر سے اسمبلی توڑنے کا اختیار واپس لینا بھی شامل ہے تو ہم ان کی مرضی کے مطابق مڈٹرم الیکشن کرا دیں گے۔

گارڈین کا تبصرہ

3 نومبر کو لندن کے اخبار "گارڈین" نے لکھا کہ صدر لغاری نے اپنے قریبی حلقے میں کہا کہ وہ ملک کے بااثر طبقے کا کلین اپ چاہتے ہیں۔ مقتدر حلقوں نے بدعنوان افراد کی ایک فہرست تیار کی ہے۔ صدر ان کے خلاف کرپشن کے الزامات کی تحقیقات کرانا چاہتے ہیں۔ اس فہرست میں بااثر سیاست دانوں اور افسروں کے علاوہ وزیراعظم بے نظیر، آصف زرداری اور نواز شریف کے نام بھی شامل ہیں۔

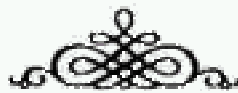
3 نومبر کو سپریم کورٹ کے بنچ کے روبرو ججوں کی تقرری کے حوالے سے صدارتی ریفرنس کی سماعت کے موقع پر صدر کے وکیل شاہد حامد نے کہا کہ آٹھویں آئینی ترمیم سے اختیارات میں توازن آ گیا ہے۔ ماضی میں صدر روبوٹ بن گئے تھے۔ اس ترمیم کی وجہ سے پارلیمانی نظام صدارتی نظام میں تبدیل نہیں ہوا ہے۔

3 نومبر کو قاضی حسین احمد نے دیر میں ایک بڑے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ظالم اور مظلوم کے درمیان معرکہ فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو چکا ہے۔ بے نظیر حکومت کا جلد ہی خاتمہ ہو جائے گا۔ ان کی کرپٹ حکومت کے خاتمے کے بعد اگر ہماری مرضی کے خلاف عبوری حکومت کا ڈھانچہ تشکیل دیا گیا تو ہم اسے نہیں چلنے دیں گے۔

ممتاز بھٹو نے کہا کہ حکومت خود مستعفی ہو جائے ورنہ بے نظیر کو گھسیٹ کر کرسی سے اتارنا پڑے گا۔ بے نظیر نے خود اعتراف کیا ہے صدر، عدلیہ اور فوج ان کے خلاف ہیں۔

بے نظیر کی صدر سے ملاقات

3 نومبر کو وزیراعظم بے نظیر نے ایوان صدر میں صدر لغاری سے ایک اہم ملاقات کی۔ بری فوج کے سربراہ بھی اس ملاقات میں موجود تھے۔ وٹو حکومت کی بحالی کے مضمرات اور پنجاب کے گورنر راجہ سروپ کو سبکدوش کرنے کے معاملات زیر غور آئے۔ بے نظیر نے پھر ہارس ٹریڈنگ میں ملوث نہ ہونے کی یقین دہانی کرائی۔



باب 20

اور اسمبلی ٹوٹ گئی

منگل 5 نومبر کی شب دو بجے آئین کے آرٹیکل 58 (2) بی کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے صدر فاروق لغاری نے قومی اسمبلی کو توڑ دیا۔ جس کے نتیجے میں بے نظیر حکومت برطرف ہوگئی۔ باوثوق ذرائع نے بتایا کہ یہ فرمان جاری کرنے سے قبل صدر اور وزیراعظم کے درمیان چھ گھنٹے طویل ملاقات ہوئی۔ صدر کے اصرار کے باوجود بے نظیر نے اسمبلی توڑنے کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اس ملاقات کے بعد صدر نے اپنے ساتھیوں کو طلب کیا اور اسمبلی برخاست کرنے کا فرمان تیار کرنے کی ہدایت دی۔ بے نظیر نے 20 اکتوبر 1996ء کو اپنی حکومت کے تین سال مکمل کیے تھے۔ صدارتی اختیار کے تحت جو جنرل ضیاء الحق کے دور میں آئین کا حصہ بنے تھے، محمد خان جونیجو، بے نظیر بھٹو، نواز شریف اور اب دوبارہ بے نظیر کا خاتمہ عمل میں آیا۔

بے نظیر بھٹو کو اپنی برطرفی کی اطلاع ایوان صدر کے فیکس سے ملی۔ اس کے موصول ہوتے ہی انہوں نے اپنے عملے کے تمام ارکان کو وزیراعظم ہاؤس طلب کرکے اس صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ بے نظیر بار بار صدر لغاری سے فون پر رابطہ کی کوشش کرتی رہیں لیکن ان سے بات نہیں ہوسکی۔ حکومت کے خاتمے کے وقت آصف زرداری گورنر ہاؤس لاہور میں تھے۔

بے نظیر نے رات سوا دو بجے عبداللہ شاہ کو اسمبلی ٹوٹنے کی اطلاع دی اور انہیں اسلام آباد طلب کرلیا۔ بی بی سی ٹیلی ویژن لندن نے رات تین بجے کی خبروں میں بے نظیر حکومت کے خاتمے کی اطلاع دی۔ یہ خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ خوشی اور اطمینان کی ایک لہر دوڑ گئی۔ لوگ سڑکوں پر نکل آئے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے رہے، ملتوں مٹھائی تقسیم کی گئی، شکرانے کے نوافل پڑھے گئے۔ بعض مقامات پر لوگوں نے خوشی میں ہوائی

فائرنگ بھی کی۔ پیپلز پارٹی کے مضبوط گڑھ لیاری اور لاڑکانہ میں بھی جشن کا سماں تھا۔

حفاظتی انتظامات

حکومت کے خاتمے کے اعلان سے قبل ہی تمام ایئرپورٹ سیل کر دیئے گئے تھے' مسلح افواج نے ملک کے اہم مقامات اور حساس تنصیبات پر اپنے فرائض سنبھال لئے۔ پاک فوج نے وزیراعظم ہاؤس کا انتظام سنبھال کر وہاں موجود سکیورٹی کے عملے کو فارغ کر دیا۔ کسی کو وزیراعظم ہاؤس میں داخل ہونے یا باہر آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ فوج نے رات سوا ایک بجے گورنر ہاؤس لاہور کا بھی محاصرہ کر لیا۔ خار دار تاریں بچھا کر اس کا راستہ بند کر دیا گیا۔ کراچی میں بھی گورنر ہاؤس اور وزیراعلیٰ ہاؤس پر رینجرز متعین کر دیئے گئے۔ "خلیج ٹائمز" نے وفاقی مبصرین کے حوالے سے لکھا کہ بے نظیر حکومت کی برطرفی کے تمام مراحل میں فوج کا مکمل عمل دخل رہا۔ فوج کو اپنے اقدامات کے خلاف کہیں بھی کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

بے نظیر سمیت تمام ارکان اسمبلی پر بیرون ملک جانے پر پابندی لگا دی گئی۔ رات گئے انٹیلی جنس بیورو کے سربراہ مسعود شریف کو لاہور میں گرفتار کر لیا گیا۔ آصف زرداری کے پرنسپل سٹاف آفیسر رائے سکندر بھی گرفتار کر لیے گئے۔ حیدر آباد آئی بی کے سربراہ اختر میمن اور دوسرے دو افسران بھی گرفتار کر لیے گئے۔ مرتضیٰ بھٹو کیس کے اہم کردار معطل ایس ایس پی واجد علی درانی کو حفاظتی تحویل میں لے کر نامعلوم جگہ منتقل کر دیا گیا۔ وفاقی سیکرٹری سلمان فاروقی کو او ایس ڈی بنا دیا گیا۔ احمد صادق اور رعنا شیخ برطرف کر دیئے گئے۔ پلاننگ کمیشن کے چیئرمین قاضی علیم کو سبکدوش کر دیا گیا۔

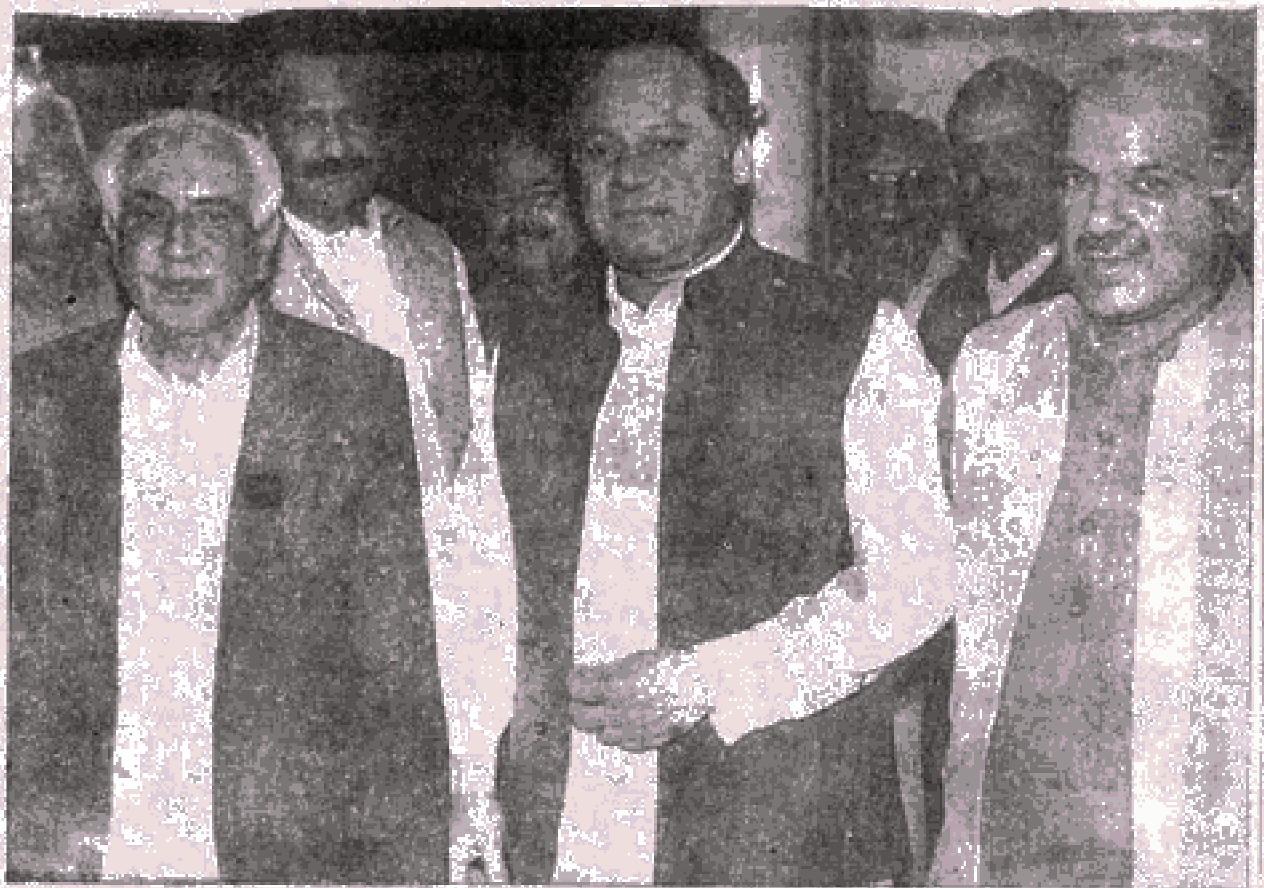
وزیراعظم سیکرٹریٹ' وزیراعظم ہاؤس' انٹیلی جنس بیورو' وزیراعظم کا معائنہ کمیشن اور حیدر آباد' کوئٹہ' نوشہرہ اور مردان کے بیورو دفاتر کا ریکارڈ سیل کر دیا گیا۔ کراچی میں آئی بی کے عملے نے ریکارڈ سیل کرنے والے اہلکاروں کی آمد سے قبل اہم ریکارڈ نذر آتش کر دیا۔

نگران وزیراعظم

صدر لغاری نے قومی اسمبلی کے سابق سپیکر ملک معراج خالد کو نگران وزیراعظم مقرر کر دیا۔ منگل 5 نومبر کی شام ایوان صدر میں معراج خالد اور ان کی کابینہ کے نو ارکان صاحبزادہ یعقوب' شاہد حامد' عمر خان آفریدی' عابدہ حسین' شفقت محمود' ارشاد حقانی' جاوید جبار' بریگیڈیئر صادق نواز اعوان اور ڈاکٹر زبیر نے ایک سادہ تقریب میں اپنے عہدوں کا حلف اٹھایا۔ صدر لغاری نے ان سے حلف لیا۔ معراج خالد 1977ء اور 1988ء میں قومی اسمبلی کے سپیکر اور



صدر فاروق لغاری نگران وزیر اعظم معراج خالد سے حلف لیتے ہوئے



نگران وزیر اعظم معراج خالد مسلم لیگی راہنما میاں نواز شریف اور
میاں شہباز شریف کے ہمراہ

پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں۔ اگلے دن وفاقی کابینہ میں تین مزید وزراء فخر الدین، جی ابراہیم، فرید اللہ خان اور عبداللہ جے میمن کا اضافہ ہوگیا۔ چند روز بعد مزید تین وفاقی وزراء افضل خان، ڈاکٹر غفار جتوئی اور ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھایا۔

ملک معراج خالد نے کہا کہ قوم سنگین مسائل سے دوچار ہے۔ میں ملک میں آزادانہ، منصفانہ انتخابات کراؤں گا۔ میں تمام سیاست دانوں کو اعتماد میں لوں گا۔ انہوں نے نوابزادہ نصر اللہ خان کے گھر جا کر ان سے ملاقات کی۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نگران وزیر اعظم اور ان کی کابینہ کی تقریب حلف برداری کے موقع پر صحافیوں کو اس میں شرکت سے روک دیا گیا۔

قاضی حسین احمد نے کہا کہ عبوری کابینہ میں ایک خاص طبقے کی شمولیت پر ہم مطمئن نہیں ہیں۔ امیدواروں کی اہلیت کے بارے میں ہمارا مطالبہ نہیں مانا گیا تو ہم بے نظیر حکومت کی طرح عبوری حکومت کو بھی تخت سے اتار سکتے ہیں۔ نواز شریف نے معراج خالد کو نگران وزیر اعظم بننے کی مبارکباد دی۔

صدارتی فرمان

5 نومبر کو جاری ہونے والے بے نظیر حکومت کی برطرفی سے متعلق صدارتی فرمان میں کہا گیا کہ ملک میں ایسی صورتحال پیدا ہو چکی ہے جس میں وفاقی حکومت کو آئین کے مطابق چلانا ممکن نہیں رہا تھا اور عوام سے رجوع کرنا لازمی ہوگیا تھا۔ سابق وزیر اعظم بے نظیر نے میر مرتضیٰ بھٹو اور ان کے ساتھیوں کے قتل کا الزام صدر مملکت اور بعض حکومتی اداروں پر عائد کیا جبکہ مرتضیٰ کی بیوہ نے سازش کا الزام آصف زرداری، عبداللہ شاہ اور آئی بی کے سربراہ مسعود شریف اور بعض اعلیٰ سرکاری حکام پر عائد کیا ہے۔ وزیر اعظم نے ججوں کی تقرری کے بارے میں سپریم کورٹ کے فیصلے کی توہین کی اور اس کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں۔ صدر مملکت کو اطلاع دیئے بغیر کرپشن کے خاتمہ کا بل قومی اسمبلی میں پیش کر دیا جس میں بائیس ارکان قومی اسمبلی کو یہ اختیار دیا جا رہا تھا کہ ان کی شکایت پر سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے کسی بھی جج کو جبری رخصت پر بھیجا جا سکے گا۔ عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کی آئینی مدت ختم ہونے کے باوجود اس پر مکمل طور پر عمل نہیں کیا گیا۔ آئین کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے ججوں، اعلیٰ فوجی اور سول حکام کے ٹیلی فون ٹیپ کیے گئے اور ان کی گفتگو سنی گئی۔ رشوت ستانی اس حد تک بڑھ گئی کہ اس سے قومی سلامتی کو خطرہ لاحق ہوگیا۔ وزیر داخلہ اپنے اعلان کے باوجود مستعفی نہیں ہوئے۔ جن کے خلاف کرپشن کے فوجداری مقدمات درج تھے انہیں وفاقی کابینہ میں شامل کر لیا گیا اور یہ کہ پاکستان پٹرولیم اور برما کیسٹرول کے حصص کابینہ اور صدر کی اجازت کے بغیر کم قیمت پر فروخت کر کے قومی خزانہ کو کئی ارب روپے کا نقصان پہنچایا گیا۔

صدر لغاری کا خطاب

5 نومبر کی شام کو صدر فاروق لغاری نے قوم سے اپنے خطاب میں کہا کہ میری سب سے بڑی وفاداری اللہ تعالیٰ کے ساتھ پھر مادر وطن اور پھر آئین کے ساتھ ہے۔ میں آئین کی پاسداری کروں گا۔ گزشتہ تین برسوں میں کراچی اور ملک کے دوسرے حصوں میں آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پولیس مقابلوں اور حراست کے دوران ہزاروں افراد کو ان کی زندگیوں سے محروم کیا گیا۔ معمول کی اطمینان بخش صورتحال جلد بحال ہو جائے گی۔ لاقانونیت اور بد نظمی کا بحران جلد ختم ہو جائے گا۔ ملک کی معیشت کو سنبھالا دیا جائے گا۔ امن و امان بحال ہو گا۔ کرپشن کا خاتمہ کیا جائے گا۔ ناقص کارکردگی کیا اصلاح کی جائے گی، ملکی خزانہ کی ایک ایک پائی پوری احتیاط کے ساتھ خرچ کی جائے گی۔ وی آئی پی سہولتیں فوری طور پر ختم کر دی جائیں گی، ٹیکسوں کی وصولیابی کی مشینری کی اصلاح کی جائے گی۔ ہر حال میں الیکشن آئینی مدت کے اندر انشاء اللہ 3 فروری 1997ء کو کرائے جائیں گے جو آزادانہ اور منصفانہ ہوں گے۔

5 نومبر کو واشنگٹن میں ایک سینئر امریکی اہلکار نے کہا کہ بظاہر بے نظیر حکومت کی برطرفی آئین کے مطابق ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ بے نظیر حکومت کی برطرفی کے دن 5 نومبر کو ڈیمو کریٹک پارٹی کے امیدوار بل کلنٹن ریپبلیکن پارٹی کے باب ڈول کو شکست دے کر دوسری مدت کے لیے امریکہ کے صدر منتخب ہو گئے۔

معزول وزیراعظم کے شوہر آصف زرداری شادی سے قبل کراچی کے ایک معمولی بلڈر تھے۔ 1979ء میں زرداری خاندان نے سات لاکھ روپے کے اثاثوں کا اعلان کیا تھا۔ اب ان کے اثاثے اربوں روپے تک جا پہنچے ہیں۔ آصف زرداری پر سودوں، معاہدوں اور کنٹریکٹ پر کمیشن لینے کا الزام عام ہے۔ ایک اندازے کے مطابق بے نظیر حکومت کے دوران 500 ارب روپے کرپشن کی بھینٹ چڑھ گئے۔ زرداری کے علاوہ ناہید خان، مسعود شریف، احمد صادق اور نصیر بابر نے کرپشن، لوٹ مار اور اختیارات کا ناجائز استعمال کیا۔ زرداری کے بیشتر ساتھی روپوش ہو گئے۔ پیپلز پارٹی کے بعض کارکنوں کا یہ کہنا سچ ثابت ہو گیا کہ آصف زرداری بے نظیر کو لے ڈوبیں گے۔

بے نظیر حکومت کے خاتمے کے بعد یہ توقع کی جا رہی تھی کہ صدر لغاری قوم کو بے لاگ احتساب کرنے، لوٹی ہوئی دولت واپس لینے اور کرپٹ عناصر کو عبرت ناک سزائیں دینے کی یقین دہانی کرائیں گے لیکن صدارتی فرمان اور صدر لغاری کا قومی خطاب اس لحاظ سے مایوس کن تھا۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انتہائی اقدام بغیر ضروری تیاری کے عجلت میں اٹھایا گیا ہے وہ نہ تو اپنے اقدام کے حق میں مضبوط، مدلل اور تسلی بخش وجوہات بیان کر سکے اور نہ

ہی کوئی ایسا مربوط لائحہ عمل پیش کر سکے جس کی روشنی میں فی الحقیقت یہ یقین پیدا ہوتا کہ آئندہ قوم کو کرپشن، بدعنوانی، ناانصافی سے نجات مل سکے گی اور انتخابات کے نتیجہ میں ایک ایسی معقول، محبت وطن اور محبب عوام حکومت برسر اقتدار آسکے گی۔ جو ملک کو اس دلدل سے نکال سکے۔

نواز شریف کی پریس کانفرنس

5 نومبر کو اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت کی رخصتی کا فیصلہ قوم کی امنگوں کا ترجمان ہے۔ عوام جیت گئے، کرپٹ حکمران ہار گئے۔ معاشی بحران اور کرپشن کے باعث عوام بے نظیر حکومت سے نالاں تھے۔ قوم کی دعاؤں سے اللہ نے ایک بڑے عذاب سے نجات دے دی۔ ہم صدر لغاری کے اقدام کا خیرمقدم کرتے ہیں۔ معراج خالد ہمیں قبول ہیں۔ ہم دیانت دار افراد کو منتخب کرائیں گے۔ اپنی اصلاح کریں گے۔ جو کہیں گے وہ کر کے دکھائیں گے، ہم اقتدار میں آکر آئی ایم ایف کے معاہدہ پر نظر ثانی کریں گے۔ آندھی آئے یا طوفان انتخابات نہیں رکنے چاہئیں۔ احتساب عبوری حکومت نہیں کمیشن کرے گا۔ بے نظیر کہتی تھیں کہ میں 1998ء تک وزیراعظم رہوں گی۔ اللہ کو ان کا غرور پسند نہیں آیا اور وہ گھر چلی گئیں۔ آصف زرداری پر جب مصیبت پڑی تو طیارہ تیار رکھنے کے باوجود فرار نہیں ہو سکے۔ 1997ء مسلم لیگ کا سال ہوگا۔ بے نظیر حکومت کا خاتمہ ہماری تین سالہ جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ ہمارے کارکنوں نے اس جدوجہد میں اپنا خون دیا ہے۔ احتساب کا نعرہ لگا کر انتخابات روکنا دستور کی خلاف ورزی ہے۔ احتساب کے بعد انتخابات کی بات کرنے والے مفاد پرست ہیں۔ حکومت الیکشن کے علاوہ دوسرے کاموں میں خود کو ملوث نہ کرے۔ مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ صدر اور نگران حکومت بروقت انتخابات کرائیں۔ الیکشن کو سبوتاژ کرنے والے عناصر کی مزاحمت کی جائے گی۔

بے نظیر حکومت کے خاتمے کا تمام تر کریڈٹ نواز شریف نے اپنی جھولی میں ڈال لیا۔ انہوں نے جماعت اسلامی کی مثالی تحریک اور اس کے مخلص کارکنوں کی جانی قربانیوں کو بھی یکسر فراموش کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ احتساب کا مطالبہ کرنے کے "جرم" نے اسے مفاد پرست ٹولے کے لقب سے بھی نواز دیا۔ نواز شریف، بے نظیر حکومت کی برطرفی اس لیے زیادہ ہی خوش تھے۔ کہ انہیں اقتدار بالکل قریب نظر آرہا تھا۔ احتساب اور اصلاحات کا عمل ان کے اقتدار میں آنے کی راہ میں رکاوٹ بن سکتا تھا۔

مجلس شوریٰ کی قرارداد

7 نومبر کو جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنی قرارداد میں مطالبہ کیا کہ سابقہ حکومتوں کے کرپٹ افراد کے احتساب کو اولیت دی جائے۔ نااہل افراد کو الیکشن میں حصہ لینے سے روکا جائے۔ آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پر عملدر آمد کو یقینی بنایا جائے۔ غیر جانبدار آزاد الیکشن کمیشن قائم کیا جائے۔ فوج کی نگرانی میں مردم شماری کرائی جائے، بوگس شناختی کارڈ منسوخ کیے جائیں، متناسب نمائندگی کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ قاضی حسین احمد نے صدارتی اقدام کو درست قرار دیتے ہوئے کہا کہ بہتر مستقبل کے لیے سب کا بلاامتیاز احتساب کیا جائے۔

جماعت اسلامی نے بے نظیر کی کرپٹ حکومت کے خاتمے کے لیے کلیدی کردار ادا کیا۔ اس کے مطالبات معقول ہونے کے باوجود اس کا امکان بہت کم ہے کہ ان پر عمل کیا جا سکے۔ ایسی صورت میں جماعت کا لائحہ عمل کیا ہو گا اس پر پوری طرح سوچ بچار نہیں کیا گیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ پہلے احتساب اور پھر انتخابات جمہوری عمل کے منافی ہے۔ 1973ء کے آئین میں احتساب کے طریقے موجود ہیں۔

الطاف حسین نے صدر کے فیصلے کو جرات مندانہ قرار دیا۔ صدر اور نگران وزیر اعظم ہمارے ساتھ انصاف کریں۔ آرمی چیف مہاجروں کو گلے لگائیں۔ قاتلوں اور ظالموں کا احتساب کیا جائے۔ ہم ملکی بقاء کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ عوام 8 نومبر کو یوم تشکر منائیں اور شکرانے کے نوافل ادا کریں۔ کارکن روپوشی برقرار رکھیں۔ احتساب کے بغیر بے نظیر حکومت کی برطرفی کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

برطانوی جریدے "اکنامسٹ" نے لکھا کہ احتساب کے بغیر انتخابات پاکستان کے موجودہ بحران کا حل نہیں ہو سکتے۔ بے نظیر اور نواز شریف دونوں پر عائد الزامات کی تحقیقات کرائی جائے۔ ملک کو نئے چہرے کی نہیں بلکہ نظام کی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

بے نظیر اور آصف زرداری کی نظر بندی

5 نومبر کو بے نظیر کو وزیر اعظم ہاؤس میں نظر بند رکھا گیا۔ انہیں کسی سے ملاقات کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ناہید خان اور سابق وزراء نواز کھوکھر اور شیر افگن نے بے نظیر سے ملاقات کے لیے وزیر اعظم ہاؤس جانے کی کوشش کی لیکن انہیں راستے ہی میں روک دیا گیا۔ البتہ بے نظیر نے ٹیلی فون پر ناہید خان سے بات کرتے ہوئے کہا کہ عوامی مینڈیٹ پر شب خون مارا گیا ہے۔ صدر سازشی عناصر کے ٹریپ میں آ گئے۔ ہم صدارتی اقدام کو سپریم کورٹ میں چیلنج کریں گے۔ آصف زرداری حساس ادارے کے عملے کی تحویل میں ہیں۔ 5 نومبر کو دوپہر تک

انھیں گورنر ہاؤس لاہور میں رکھا گیا اور شام کے وقت ایک خصوصی طیارہ کے ذریعے انھیں اسلام آباد میں ایک محفوظ مقام پر منتقل کر دیا گیا۔ کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز نے اس بات پر اپنی تشویش کا اظہار کیا کہ سرکاری طور پر ابھی تک یہ نہیں بتایا گیا کہ بے نظیر حفاظتی تحویل میں ہیں یا زیر حراست ہیں۔

عدلیہ سے رجوع

6 نومبر کو لاہور ہائی کورٹ میں بے نظیر، ان کے بچوں اور آصف زرداری کی نظر بندی کے خلاف رٹ درخواستیں دائر کر دی گئیں۔ بے نظیر کو حبس بے جا میں رکھنے کی رٹ درخواست کی سماعت کے موقع پر حکومت نے عدالت میں داخل کیے گئے اپنے تحریری جواب میں کہا کہ سابق وزیر اعظم بے نظیر حراست میں نہیں بلکہ حفاظت میں ہیں۔ اسمبلی کی تحلیل کے بعد وزیر اعظم ہاؤس پر تحفظ کی فراہمی کے لیے پولیس دستہ متعین کیا گیا ہے۔

لاہور ہائی کورٹ نے آصف زرداری کی درخواست پر اٹارنی جنرل اور ایڈووکیٹ جنرل کو نوٹس جاری کر دیے کہ وہ متعلقہ حکام سے بات کر کے جمعرات 7 نومبر کو عدالت میں پیش ہوں۔
7 نومبر کو ڈپٹی اٹارنی جنرل نے عدالت کو بتایا کہ آصف زرداری کو تحفظ امن عامہ کے تحت نظر بند کیا گیا ہے۔ ان کی جان کو کوئی خطرہ نہیں۔ عدالت نے کہا کہ نظر بندی کا حکم نامہ 14 نومبر کو عدالت میں پیش کیا جائے۔

پیپلز پارٹی فارورڈ بلاک

6 نومبر کو پیپلز پارٹی میں فارورڈ بلاک قائم کر دیا گیا جو زرداری مخالف گروپ کے ارکان پر مشتمل ہے۔ پیپلز پارٹی کے ذرائع نے بتایا کہ بے نظیر پہلے ہی اس بات سے واقف تھیں کہ صدر لغاری پیپلز پارٹی میں اپنا گروپ بنا رہے ہیں۔ فارورڈ بلاک کو صدر کی پشت پناہی حاصل ہے۔ سابق تجربات اس بات پر شاہد ہیں کہ اس طرح کی کوشش کبھی کامیاب ثابت نہیں ہوتیں۔

پیپلز پارٹی کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے رکن اور سابق وفاقی وزیر صالح حیات نے کہا کہ بے نظیر نے اپنی ذات سے بالاتر ہو کر عوام کے لیے قربانیاں نہیں دیں۔ پارٹی کی ہائی کمان نے پنجاب کے ساتھ منصفانہ سلوک نہیں کیا۔ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے صوبے کے معاملات چلائے گئے۔ حکومت کے خاتمے میں بے نظیر کا اپنا قصور ہے۔

پیپلز پارٹی کا احتجاج

6 نومبر کو اسلام آباد میں پیپلز پارٹی کے مرکزی دفتر سے بے نظیر حکومت کی بے رخی پر صدر لغاری کے خلاف سیکرٹری جنرل شیخ رفیق احمد کی قیادت میں ایک جلوس نکالا گیا۔ جلوس میں شریک مرد اور خواتین صدر کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے پارلیمنٹ ہاؤس کی جانب بڑھے۔ پولیس نے انہیں روک دیا اور کہا کہ اسلام آباد میں دفعہ 144 نافذ ہے۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کر دیا جس پر انہوں نے پولیس پر پتھراؤ کیا جس سے دو پولیس والے زخمی ہو گئے۔ ایک کار میں سوار چند مظاہرین پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ کار سے اتر کر انہوں نے بے نظیر حکومت کی برطرفی کے خلاف نعرے بازی کی۔ پولیس نے انہیں فوری طور پر گرفتار کر لیا۔ جماعت اسلامی کے پُرامن اجلاس کے لیے اسلام آباد کو سیل کرنے والوں پر اتنی جلد خود بھی اسلام آباد سیل کر دیا گیا۔

بے نظیر کا بیان

6 نومبر کو برطرف وزیر اعظم بے نظیر نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ صدر نے میری حکومت کو برطرف کرنے کے لیے جو الزامات لگائے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ لغاری نے اقتدار کی ہوس میں اسمبلی توڑ کر ہم سے وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت کی ہے۔ لغاری کو صدر پی ڈی ایف نے بنوایا۔ انہوں نے اسی پی ڈی ایف کی حکومت کو برطرف کر کے جمہوری عمل کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ وہ میرے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو ضیاء الحق نے میرے والد کے ساتھ کیا۔ وہ امیر المومنین بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا بدلہ انہیں خدا کی عدالت میں ملے گا۔ آصف زرداری کو آئی ایس آئی کے ذریعہ اغوا کرایا گیا۔ معاشی بحران صدر لغاری نے خود پیدا کیا۔ اپنے چند آدمیوں کے ذریعے انہوں نے ملک میں معاشی بحران کی افواہیں پھیلائیں۔ میری حکومت کی برطرفی میں ضیاء دور کے سابق فوجیوں کا ہاتھ ہے۔ عوام میری کال کے منتظر ہیں۔ میں اس راز اور سازش سے پردہ ضرور اٹھاؤں گی۔ صدر لغاری منصفانہ انتخابات نہیں کرائیں گے۔ وہ مستعفی ہو کر اپنا منصب چیئرمین سینٹ کے حوالے کر دیں۔ اسمبلیاں توڑنے کے خلاف میں عدالت میں جاؤں گی اور دیکھوں گی کہ کیا عدالتیں ایک صوبے اور دوسرے صوبے کے وزیر اعظم کے بارے میں ایک ہی قانون پر عمل کرتی ہیں۔ امید ہے عدالتیں ہم سے بھی انصاف کریں گی۔ سبکدوشی کے بعد مجھے سکون ملا ہے۔ میرا ضمیر مطمئن اور ذہن صاف ہے۔

نواز شریف نے کہا کہ سندھ اور پنجاب کے وزیر اعظم کی بات کرنا بے نظیر کو زیب نہیں

دیتا۔

آصف زرداری سے ملاقات

7 نومبر کو بے نظیر بھٹو، نصیر بابر، ناہید خاں اور تینوں بچوں نے سہالہ ریسٹ ہاؤس میں آصف زرداری سے ملاقات کی۔

نگران وزیر اعظم

7 نومبر کو ملک معراج خالد پی۔ آئی۔ اے کی پرواز سے اکانومی کلاس میں سفر کر کے اسلام آباد سے لاہور پہنچے۔ ٹریفک اشاروں پر اُن کی گاڑی رکتی رہی۔ راستہ میں اُنھوں نے اخبار بھی خریدا۔ لاہور میں اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے ملک معراج نے کہا کہ آصف زرداری کے خلاف الزامات موجود ہیں جو بہت جلد سامنے آ جائیں گے۔ سیاست دانوں کے احتساب کے لیے قانون بہت جلد آ رہا ہے جو اس کی زد میں آئیں گے، وہ انتخابات میں حصہ لینے کے نااہل ہو جائیں گے۔ پہلے احتساب ہو گا، پھر انتخاب ہو گا۔ عام انتخابات ہر صورت میں 3 فروری کو ہوں گے۔ ہم مردم شماری انتخابی اصلاحات، حلقہ بندیوں اور الیکشن کمیشن کی تقرری جیسے معاملات میں نہیں پڑیں گے۔ ان سے انتخابی عمل معرض خطر میں پڑ سکتا ہے۔ بعد میں اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ملک معراج خالد نے کہا کہ چند روز میں سب کو معلوم ہو جائے گا کہ آصف زرداری کے خلاف کیا الزامات ہیں۔ مسروقہ مال ضرور برآمد کیا جائے گا۔ بے نظیر اور نواز شریف سمیت سب کا احتساب ہو گا لیکن احتساب کے نام پر ہم اپنی مدت میں توسیع کے لیے سپریم کورٹ سے رجوع نہیں کریں گے۔ انتخابات لازماً وقت پر ہوں گے۔ اُنھیں آزادانہ اور منصفانہ بنانے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کئے جائیں گے۔ نگران کابینہ میں شامل کوئی شخص انتخابات میں حصہ نہیں لے گا۔ کابینہ نے اپنے اجلاس میں انتخابات کو غیر جانبدارانہ اور منصفانہ بنانے کے لیے اہم اقدامات کی منظوری دے دی۔ کابینہ کے ارکان نے اپنی تنخواہوں میں پچاس فیصد کمی کا اعلان کر دیا۔

8 نومبر کو معراج خالد نے لاہور میں نواز شریف سے اُن کی رہائش گاہ پر 35 منٹ تک بند کمرے میں ملاقات کی۔ بعد میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ وہ دوسرے سیاسی رہنماؤں سے بھی ملاقاتیں کریں گے۔ نواز شریف نے مانسہرہ میں کہا کہ انتخابات میں بھاری مینڈیٹ کے ساتھ جیت کر مسلم لیگ مرکز اور چاروں صوبوں میں اپنی حکومتیں بنائے گی۔ بے نظیر کو عوام نے ہمیشہ کے لیے سیاست سے نکال دیا ہے۔ اب وہ اپنے تین سالہ دور حکومت کا

حساب دیں گی۔ مسلم لیگ اور اُس کی حلیف جماعتوں کا اتحاد موجود ہے۔ ہم مزید اتحادوں میں نہیں پڑیں گے۔ پہلے احتساب اور پھر انتخابات کا نعرہ لگانے والے آمریت کے خواہش مند ہیں۔ احتساب کی بنیاد پر الیکشن کا التوا غیر آئینی عمل ہوگا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ احتساب سے ڈرنے والے خود لٹیرے ہیں۔ احتساب کے بغیر دکھوں کا مداوا نہیں ہو سکتا۔ پانچ مذہبی جماعتوں جماعت اسلامی، ج۔ یو۔ پی، ج۔ یو۔ آئی (س) تحریک جعفریہ اور جماعت اہلحدیث نے مطالبہ کیا کہ نگران حکومت کا بھی احتساب کیا جائے۔ چہرے بدل کر ایک بار پھر کرپٹ لوگوں کو قوم پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ معراج خالد نے کہا کہ بے رحم احتساب ہوگا۔ بڑی مچھلیوں کو سزا دیں گے۔ وفاقی وزارت داخلہ کی جانب سے بتایا گیا کہ چھ وفاقی وزراء بشمول آصف زرداری، انور سیف اللہ، سید نوید قمر، یوسف تالپور اور سابق خصوصی مشیر شاہد حسن اور ناہید مخاں کے علاوہ پچاس سے زائد سینئر سرکاری افسران اور ارکان اسمبلی کے خلاف اربوں روپے کے سرکاری وسائل خورد برد کرنے کے الزامات کے حوالے سے اہم دستاویزات اور ثبوت اکٹھے کر لیے گئے ہیں۔ چند روز میں اہم رپورٹ صدر اور نگران وزیراعظم کے حوالے کر دی جائے گی۔ وفاقی کابینہ نے ارکان پارلیمنٹ کو الاٹ کئے گئے۔ 192 پلاٹ منسوخ کر دیئے۔ کابینہ نے سیاست دانوں اور بدعنوان عناصر کے احتساب کے خلاف احتساب آرڈی نینس کی منظوری دے دی۔ شہباز شریف نے صدر لغاری سے ملاقات کر کے احتساب آرڈی نینس کے بارے میں بات چیت کی۔ صدر نے اُنہیں یقین دلایا کہ انتخابات ہر حال میں 3 فروری ہی کو ہوں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ آصف زرداری کے خلاف کرپشن کے ایسے ٹھوس الزامات ہیں جن کا مہذب معاشرہ میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہم اقتدار میں آ کر برائیوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں گے۔ معراج خالد نے کہا کہ مردم شماری، حلقہ بندیوں اور نئی انتخابی فہرستوں کا کام تین ماہ میں مکمل نہیں ہو سکتا۔ سیاسی پارٹیاں خود دفعہ 62 اور 63 پر پورے اترنے والے اُمیدواروں کو میدان میں لائیں۔ عوام خود بھی پاک دامن افراد کو منتخب کریں۔ اصغر خاں نے کہا کہ انتخابات سے قبل مردم شماری ہونا چاہیے، لیکن نواز شریف نے کہا کہ یہ کام آئندہ حکومت پر چھوڑ دیا جائے۔

8 نومبر کو وفاقی حکومت نے بے نظیر بھٹو کو وزیراعظم ہاؤس خالی کرنے کی ہدایت کر دی۔ وہ اپنی والدہ اور تینوں بچوں کے ہمراہ وزیراعظم ہاؤس کو خیرباد کہہ کر گلزار ہاؤس منتقل ہوگئیں۔ حکمرانوں کو اپنے دور اقتدار میں اس حقیقت کا ادراک نہیں ہوتا کہ حالات کا ایک ہی پلٹا انہیں عرش سے فرش پر لا سکتا ہے۔

صوبوں میں نگران حکومتوں کا قیام

قومی اسمبلی کی تحلیل اور وفاقی حکومت کی برطرفی کے بعد چاروں صوبوں میں بھی نگران

حکومتوں کا قیام ناگزیر تھا۔ سندھ، سرحد اور بلوچستان میں اس کی تکمیل ہو گئی، لیکن صوبہ پنجاب میں قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے اس میں تاخیر ہو گئی۔ 11 نومبر کو صدر لغاری نے پیپلز پارٹی کے رہنماء اور سابق وزیر خواجہ طارق رحیم کو پنجاب کا گورنر بنا دیا۔ 16 نومبر کو وزیر اعلیٰ وٹو سمیت پنجاب اسمبلی کے پیپلز پارٹی، جونیجو لیگ، دوسری جماعتوں اور اپوزیشن کے 138 ارکان اسمبلی نے اپنے استعفے پیش کر دیئے۔ وٹو نے کہا کہ تین صوبائی اسمبلیاں تحلیل ہو چکی ہیں۔ قوم ذہنی طور پر نئے انتخابات کے لیے تیار ہے، میں اس عمل میں رکاوٹ نہیں بننا چاہتا۔ گو عدم اعتماد کی تحریک نمٹانے کے لیے سپریم کورٹ نے حکم دیا تھا کہ وہ 17 نومبر کو اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کریں۔ وہ اس سے ایک دن قبل خود ہی مستعفی ہو گئے۔

17 نومبر کو گورنر خواجہ طارق رحیم نے پنجاب اسمبلی توڑ دی۔ گورنر نے اپنے فرمان میں کہا کہ وزیر اعلیٰ اور ارکان اسمبلی کی اکثریت مستعفی ہو چکی ہے۔ لہٰذا اسمبلی اور حکومت کے باقی رہنے کا کوئی جواز نہیں۔ گورنر نے پیپلز پارٹی کے میاں افضل حیات کو پنجاب کا نگران وزیر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ وزیر اعلیٰ اور اُن کی دو رکنی کابینہ انظہار الحق اور ثریا بانو نے اپنے عہدوں کا حلف اُٹھایا۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ بعد میں کابینہ میں توسیع کی جائے گی۔

صوبہ سندھ

دو روز تک تعطل اور غیر یقینی کے بعد 7 نومبر کو سوا بارہ بجے دن گورنر کمال الدین اظفر نے سندھ اسمبلی تحلیل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ گورنر کی جانب سے جاری کردہ چارج شیٹ میں زیر حراست سینکڑوں افراد کو جعلی پولیس مقابلوں میں ہلاک کرنے اور مرتضیٰ بھٹو، عاشق جتوئی اور اُن کے چھ حامیوں کو ہلاک کرنے کے الزامات شامل تھے۔ بڑے پیمانے پر غیر قانونی اقدامات آپریشن اور اقربا پروری کے باعث اسمبلی تحلیل کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

7 نومبر کو صدر لغاری نے سندھ نیشنل فرنٹ کے سربراہ ممتاز بھٹو کو سندھ کا وزیر اعلیٰ مقرر کر دیا۔

ممتاز بھٹو کنفیڈریشن کے حامی ہیں۔ وہ صدر لغاری کے شکار کے ساتھی ہیں۔ بے نظیر نے کہا کہ ممتاز بھٹو پیپلز پارٹی کے دشمن ہیں، اُن کی موجودگی میں منصفانہ انتخابات کا کوئی امکان نہیں۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ حکومت پر ماورائے عدالت ہلاکتوں کا الزام غلط ہے۔ ممتاز بھٹو ہمیں قبول نہیں۔ صدر اور گورنر دونوں جمہوریت کے قاتل ہیں، وہ مستعفی ہو جائیں۔

8 نومبر کو ممتاز بھٹو نے غنویٰ بھٹو سے ملاقات کر کے اُنہیں یقین دلایا کہ انصاف فراہم کیا جائے گا۔ 9 نومبر کو سندھ ہائی کورٹ کے حکم پر کلفٹن تھانے میں مرتضیٰ بھٹو کیس کی ایف۔ آئی۔ آر درج کر لی گئی۔ مرتضیٰ کے قتل کے الزام میں شعیب سڈل، واجد درانی، مسعود

شریف، نواز سیال، ذیشان کاظمی اور دیگر کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا۔ واجد درانی اور مسعود شریف گرفتار کر لیے گئے۔ سڈل نے ضمانت قبل از گرفتاری کرالی۔

12 نومبر کو سندھ کی 9 رکنی کابینہ کنور ادریس، نبی بخش، بھرگڑی، اللہ ودایو سومرو، عبدالرزاق جیلانی، درشن بیچو سہو، مقبول رحمت اللہ، انیتا غلام علی، مظفر صادق بھٹی اور جام کرم علی نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھالیا۔ پانچ وزراء کا تعلق ممتاز بھٹو کی پارٹی سے ہے۔ جام کرم علی نے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر انتخاب لڑا تھا۔ بعد میں آغا مسعود حسین کو بھی کابینہ میں شامل کر لیا گیا۔ ممتاز بھٹو نے کہا کہ پیپلز پارٹی ڈاکو ڈاکو کی پارٹی ہے۔ اگلے انتخاب میں میرا بیٹا بے نظیر کا مقابلہ کرے گا۔ الطاف حسین نے کہا کہ وزیراعلیٰ سندھ کی تقرری میں ایم۔ کیو۔ ایم کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ حقیقی نے کہا کہ سندھ کابینہ میں ایک مہاجر بھی شامل نہیں ہے۔

سندھ حکومت نے موبائل ٹیلی فون پر سے پابندی اٹھالی جو جون 95 میں عائد کی گئی تھی۔

17 نومبر کو حیدر آباد میں نگران وزیراعلیٰ ممتاز بھٹو کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ ان پر الزام ہے کہ انھوں نے 1986ء میں جی۔ ایم سید کی سالگرہ کی تقریب میں پاکستان کے خلاف نعرے لگائے تھے۔ 19 نومبر کو سپریم کورٹ کی فل بینچ نے ممتاز بھٹو کی اپیل پر سندھ ہائی کورٹ کے بغاوت کے مقدمہ میں ممتاز بھٹو کو اشتہاری ملزم قرار دینے کے فیصلے کو کالعدم قرار دے کر انہیں گرفتار نہ کرنے کی ہدایت دے دی۔

21 نومبر کو سید عبداللہ شاہ اور نثار کھوڑو نے سندھ اسمبلی توڑنے کے حکم کو سندھ ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ درخواست میں استدعا کی گئی کہ ایک مقدمہ میں مفرور ملزم کو بطور وزیراعلیٰ کی تقرری کو کالعدم قرار دیا جائے۔

صوبہ سرحد

صوبہ سرحد کے گورنر میجر جنرل (ر) خورشید علی خاں نے استعفیٰ دے دیا۔ صدر لغاری نے ان کی جگہ سرحد کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس ابن علی کو گورنر مقرر کر دیا۔ 8 نومبر کو صوبہ سرحد کے قائم مقام گورنر جسٹس ابن علی نے سرحد اسمبلی توڑنے سے انکار کر دیا۔ جس پر صدر لغاری نے 11 نومبر کو لیفٹیننٹ جنرل (ر) عارف بنگش کو سرحد کا گورنر بنا دیا۔ اپنے عہدہ کا حلف اٹھانے کے 21 گھنٹے بعد 12 نومبر کو نئے گورنر عارف بنگش نے صوبائی اسمبلی تحلیل کر کے شیرپاؤ حکومت اور کابینہ کو برطرف کر دیا۔ فرمان میں کہا گیا کہ شیرپاؤ حکومت کو بدعنوانی اور بدانتظامی کے الزامات کے باعث برطرف کیا گیا ہے۔ راجہ سکندر زماں نگران وزیراعلیٰ مقرر کیے کر دیے گئے۔ 14 نومبر کو بیرسٹر ظہور الحق، جسٹس ولی محمد، کرنل غفار، مفتی محمد ادریس، بابر نسیم، محب

کیانی، محمد علی جان، پیر ہدایت اللہ زکوڑی اور مخدوم عطاء الرحمٰن پر مشتمل 9 رکنی کابینہ نے حلف اٹھالیا۔

صوبہ بلوچستان

سندھ کی طرح بلوچستان کے وزیراعلیٰ نواز ذوالفقار علی مگسی نے بھی اسمبلی توڑنے سے انکار کر دیا۔ 8 نومبر کو گورنر بلوچستان لیفٹیننٹ جنرل (ر) عمران اللہ خان نے بلوچستان اسمبلی توڑ دی اور صوبائی کابینہ کو برطرف کر دیا۔ گورنر نے اپنے فرمان میں صوبائی حکومت پر اقربا پروری، رشوت ستانی، قانون اور آئین کی خلاف ورزی قبائلی تنازعات اور قتل عام پر قابو نہ پانے، صوبہ میں اسلحہ، گولہ بارود اور منشیات کی اسمگلنگ روکنے میں ناکامی کے الزامات عائد کئے۔

سابق صوبائی وزیر صادق عمرانی نے بلوچستان ہائی کورٹ میں اسمبلی توڑنے کے خلاف درخواست دائر کر دی، جسے سماعت کے لیے منظور کر لیا گیا۔ اس کے علاوہ دو سابق وزراء عبدالقادر اور عبداللہ جان نے بھی براہ راست سپریم کورٹ میں بلوچستان اسمبلی کی تحلیل کو چیلنج کر دیا۔ اُن کا موقف تھا کہ صدر کی خواہش پر گورنر نے بے بنیاد الزام لگا کر اسمبلی توڑی ہے۔

صدر لغاری سے ملاقاتیں

10 نومبر کو بری فوج کے سربراہ جنرل جہانگیر کرامت نے صدر لغاری سے دو گھنٹے طویل ملاقات کر کے مختلف اُمور پر تبادلہ خیال کیا۔ اُسی روز مسلم لیگ کے چوہدری نثار نے صدر سے ملاقات کر کے نواز شریف کا ایک اہم پیغام پہنچایا۔ ملاقات کے بعد چوہدری نثار نے کہا کہ وہ مطمئن ہیں اور اس ملاقات کے بعد الیکشن کے بروقت ہونے میں تمام شکوک کا ازالہ ہو گیا۔

قاضی حسین احمد نے بھی صدر سے ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ صدر نے ہمیں نگران حکومت میں شرکت کی دعوت دی، جس پر ہم نے معذرت کر لی۔ صدر نے یقین دلایا ہے کہ نگران حکومت کا کوئی فرد آئندہ انتخابات میں حصہ نہیں لے گا۔ قاضی صاحب نے تجویز پیش کی کہ انتخابی اخراجات کی حد مقرر کر کے اس سے تجاوز کرنے والوں کو نااہل قرار دیا جائے۔ پیشہ ور سیاست دان پیسہ کے بل پر کامیاب ہو جاتے ہیں۔

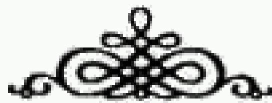
12 نومبر کو سینیٹر اشتیاق اظہر کی قیادت میں ایم۔ کیو۔ ایم کے چار رکنی وفد نے صدر سے ملاقات کر کے اسمبلیاں توڑنے کا خیر مقدم کیا۔ وفد نے مہاجروں کو جائز سیاسی اور معاشی حقوق دینے، شہری علاقوں کے خلاف قوانین واپس لینے اور کراچی میں پولیس مقابلوں اور حراست میں

ہلاکتوں کی تحقیقات کے لیے خصوصی کمیشن کے قیام کا مطالبہ کیا۔ صدر نے زیادتی کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی یقین دہانی کرائی۔

ایگزٹ کنٹرول لسٹ

11 نومبر کو وفاقی حکومت نے بے نظیر بھٹو، آصف زرداری، نصیر بابر اور اعلیٰ افسران سمیت ایک سو سے زائد افراد کے ملک چھوڑنے پر پابندی عائد کر دی۔ ملک کے تمام ہوائی اڈوں کو یہ فہرست جاری کر دی گئی جس میں مسلم لیگ کے شہباز شریف، پرویز الٰہی، سعید قادر اور اختر رسول کے نام بھی شامل ہیں۔

نگران وفاقی حکومت نے اعلان کیا کہ 3 فروری کو قومی اسمبلی کے انتخابات ہوں گے۔ حسب سابق دو دن کے وقفہ کے بعد 5 فروری کو صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوں گے۔



باب 21

بے نظیر حکومت عدالت میں

بے نظیر نے آصف زرداری کی حراست کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ رٹ میں کہا گیا کہ آصف زرداری ایک قانون پسند اور باعزت شہری ہیں۔ وہ 25 اکتوبر کو سرکاری فرائض کی انجام دہی کے لیے لاہور گئے تھے۔ گورنر ہاؤس لاہور سے مسلح وردی پوش افراد انہیں غیر قانونی طور پر گرفتار کر کے راولپنڈی لے گئے۔ زرداری کو غیر قانونی طور پر نظر بند کیا گیا ہے۔ اُن کی رہائی کا حکم جاری کیا جائے۔

11 نومبر کو بے نظیر نے اسلام آباد میں کہا کہ صدر لغاری نے احتسابی عمل کے خوف سے ہماری حکومت برطرف کی ہے۔ انہیں اپنے محاسبہ کا خوف تھا۔ صدر کے بیٹے اور برادر نسبتی پر بھی الزامات ہیں۔ مرتضیٰ کے قتل میں بھی وہ ملوث ہیں۔ اسمبلی کو توڑنا اسی سازش کا حصہ ہے۔ صدر لغاری پیپلز پارٹی کو توڑنا چاہتے ہیں۔ کنفیڈریشن کے حامیوں اور نادہندگان کو حکومت میں شامل کیا گیا ہے۔ اُن کے ہاتھ صاف نہیں۔ گندے ہاتھ منصفانہ الیکشن نہیں کرا سکتے۔ آصف زرداری اور مرتضیٰ بھٹو میں کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ آخری بار دونوں نے جہاز میں اکٹھے سفر بھی کیا۔ لیکن بھٹو گروپ کے ترجمان نے کہا کہ بے نظیر اور زرداری لاشوں کے تاجر ہیں۔ شاہنواز بھٹو کی لاش پر سودے بازی کے بعد اب بے نظیر، مرتضیٰ کا لہو فروخت کرنا چاہتی ہیں۔

سپریم کورٹ میں رٹ

11 نومبر کو قومی اسمبلی کے اسپیکر سید یوسف رضا گیلانی نے قومی اسمبلی توڑنے کے صدارتی فرمان کو سپریم کورٹ اسلام آباد میں چیلنج کر دیا۔ یہ رٹ درخواست مسلم لیگ کے نائب

صدر افتخار گیلانی نے دائر کی۔ درخواست میں کہا گیا کہ حکومت معمول کے مطابق چل رہی تھی، کوئی بحران نہیں تھا جو اسمبلی توڑنے کا جواز بنتا۔ صدر نے آئین اور اپنے حلف کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جلدبازی میں یہ فرمان جاری کیا۔ درخواست میں قومی اسمبلی بحال کرنے کی استدعا کی گئی۔

19 نومبر کو سپریم کورٹ کے رجسٹرار نے بے نظیر کی رٹ اس اعتراض کے ساتھ واپس کر دی کہ درخواست میں توہین آمیز اور عامیانہ زبان استعمال کی گئی ہے۔ قانونی معاملے کو اسکینڈلائز کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ضروری تبدیلیوں کے بعد درخواست دوبارہ دائر کی جا سکتی ہے۔ بے نظیر نے کہا کہ اُن کی درخواست کی واپسی امتیازی سلوک کے مترادف ہے۔ رجسٹرار خود عدالت بن گئے ہیں۔ 21 فروری کو بے نظیر نے ترمیم شدہ رٹ دوبارہ دائر کر دی تھی جس میں قابل اعتراض پیراگراف حذف کر دیئے گئے۔ 23 نومبر کو ترمیم شدہ آئینی درخواست کو ایک بار پھر واپس کر دیا گیا۔ سپریم کورٹ نے کہا کہ اگر کوئی مقدمہ اسکینڈلائز کرنے والا ہے تو رجسٹرار کو درخواست واپس کرنے کا اختیار ہے۔ اعتراضات قانون کی نظر میں حتمی ہیں۔ 24 نومبر کو بے نظیر تیسری بار ترمیم رٹ سپریم کورٹ میں دائر کر دی جس میں وہ پیرگراف حذف کر دیئے گئے جن پر رجسٹرار نے اعتراض کیا تھا۔ بے نظیر کے وکیل اعتزاز احسن نے رجسٹرار کو لکھا ہوا خط بھی واپس لے لیا۔

بے نظیر نے کہا کہ میری حکومت کی برطرفی کا فیصلہ بدنیتی پر مبنی تھا۔ صدر کے الزامات حقائق کے منافی ہیں۔ اس سے قبل بھی 1990ء میں میری حکومت کرپشن اور بدعنوانی کے الزامات لگا کر برطرف کی گئی تھی، لیکن میرے اور زرداری کے خلاف کوئی الزام ثابت نہیں ہو سکا۔ میری حکومت اپنے منشور پر عمل کر رہی تھی لیکن مجھے عوام کی خدمت کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ نواز شریف کی حکومت 25 دن میں بحال ہو سکتی ہے تو میری حکومت بھی بحال کی جائے۔ نواز شریف نے کہا کہ بے نظیر حکومت بحال نہیں ہو سکے گی۔ ہم نے پیپلز پارٹی کی حکومت کی غلطیوں سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ ہمارے ووٹ بنک میں اضافہ ہوا ہے۔

13 نومبر کو نواز شریف نے معراج خالد سے ملاقات کر کے غیرجانبدار الیکشن کے لیے اپنی تجاویز پیش کر دیں جن میں الیکشن کمیشن کی تشکیل نو، شناختی کارڈ کو لازمی قرار دینا اور 93ء کی حدبندیاں برقرار رکھنا اور بینرز اور پوسٹرز پر پابندی لگانا شامل ہیں۔ معراج خالد نے کہا کہ بے رحم احتساب ہو گا۔ بڑی مچھلیوں کو سزا دیں گے۔ مرتضیٰ بھٹو کے قتل کے اصل مجرم جلد سامنے آ جائیں گے۔ اُن کے قتل سازش کے تانے بانے ایک طرف جاتے ہیں۔ کرپشن میں ملوث افراد کو سزا ملے گی۔ اُن کی جائیداد ضبط کر لی جائے گی۔ وہ انتخابات میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔ لوٹی ہوئی دولت باہر سے واپس لائی جائے گی۔ یکم جنوری 1986ء سے 4 نومبر 1996ء تک تمام ارکان پارلیمنٹ، صوبائی اسمبلیوں کے ممبران اور گریڈ 20 سے 22 تک کے تمام افسران کا محاسبہ

کیا جائے گا۔ سلمان فاروقی جیسے افراد کو ضرور گرفتار کیا جائے گا۔ حرام کا مال کھانے والوں سے پائی پائی کا حساب لیں گے۔ سیاسی جماعتیں اہل، باکردار اور دیانت دار اُمیدواروں کو سامنے لائیں۔ عوام آئندہ انتخابات میں بدعنوان لوگوں کا احتساب کریں۔ انتخابات میں دولت کے بے جا استعمال کی اجازت نہیں ہوگی۔ 14 نومبر کو لاہور میں ایک ریلی سے خطاب کرتے ہوئے قاضی حسین احمد نے کہا کہ پہلے احتساب ہوگا اور پھر انتخاب۔ غاصبوں کا پیٹ چیر کر عوام کا ایک ایک پیسہ واپس لائیں گے۔ نواز شریف نے کہا کہ ہم ہنگامی احتساب کے بجائے مستقل احتساب کی بات کرتے ہیں۔ شہباز شریف نے کہا کہ انتخابات کے بجائے احتساب کا نعرہ لگانے والے چور دروازوں سے اقتدار میں آنا چاہتے ہیں۔ 15 نومبر کو بے نظیر نے کہا کہ نگران حکومت نہ احتساب کر سکے گی اور نہ مقررہ مدت میں آزادانہ انتخابات کرائے گی۔ ایوان صدر پیپلز پارٹی کے خلاف سازشوں کا ہیڈ کوارٹر بن چکا ہے۔ نگران حکومتوں میں جو لوگ لائے گئے ہیں، وہ خود احتساب کی زد میں آتے ہیں۔ عوام صدر لغاری کا بھی احتساب کریں گے۔

گرفتاریوں کا آغاز

15 نومبر کو اے۔ پی۔ پی کے سابق ڈائریکٹر جنرل اظہر سہیل، نیشنل بنک کے سابق صدر ایم۔ عباسی، بے نظیر کے پرسنل سکریٹری احمد صادق، سی۔ ڈی۔ اے کے سابق چیئرمین شفیع سہوانی، الائیڈ بنک کے سابق صدر شوکت کاظمی، او جی۔ ڈی۔ سی کے سابق چیئرمین رفعت عسکری گرفتار کر لیے گئے۔ نصیر بابر نے کہا کہ میں گرفتاری کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ صدر نے بار بار مجھے کراچی میں دہشت گردی کے خلاف اس سے بھی زیادہ سخت رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا تھا۔ شعیب سڈل کو صدر کی خواہش پر کراچی کا ڈی۔ آئی۔ جی بنا کر بھیجا گیا۔ میری وجہ سے کراچی میں امن قائم ہوا۔ میرے خلاف کوئی کارروائی ہوئی تو صدر لغاری بھی نہیں بچ نہیں سکیں گے۔

17 نومبر کو نواز کھوکھر کو حراست میں لے کر انہیں اڈیالہ جیل میں نظر بند کر دیا گیا۔ کھوکھر نے انہیں حراست میں نہ لینے کے بارے میں ہائی کورٹ کا حکم نامہ بھی دکھایا، لیکن ایف۔ آئی۔ اے کے افسران نے اس کے باوجود انہیں حراست میں لے لیا۔ 19 نومبر کو جیسے ہی ناہید خاں، بے نظیر کے ہمراہ کراچی سے راولپنڈی پہنچیں، انہیں جہاز سے اُترتے ہی حراست میں لے کر ایک ماہ کے لیے اڈیالہ جیل میں نظر بند کر دیا گیا۔ 21 نومبر کو ہائی کورٹ نے حاجی نواز کھوکھر اور ناہید خاں کو رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن اڈیالہ جیل سے رہا ہونے کے بعد فوراً دونوں کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ ناہید خاں نے کہا کہ میں مضبوط اعصاب کی عورت ہوں، کسی حال میں بھی وعدہ معاف گواہ نہیں بنوں گی۔ برطانیہ میں پاکستان کے سابق ہائی کمشنر واجد شمس

الحسن کو بھی کراچی میں گرفتار کر لیا گیا۔ اُن پر دو لاکھ پونڈ خورد برد کرنے کا الزام ہے۔

بے نظیر کی کراچی آمد

16 نومبر کو بے نظیر بھٹو کا کراچی آمد پر زبردست استقبال کیا گیا۔ وہ کراچی ایئرپورٹ سے پانچ سو کاروں پر مشتمل جلوس کے ہمراہ 9 گھنٹے میں کلفٹن پہنچیں۔ شرکاء پورے راستے میں "وزیراعظم بے نظیر" کے نعرے لگاتے رہے۔ جلوس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر نے کہا کہ ہم کسی آمر کو قبول نہیں کریں گے۔ ہمارے ہاتھ صاف ہیں۔ ہمارا ضمیر مطمئن ہے۔ ہم نے پاکستان کو بچایا اور ملک کی سلامتی کو مستحکم کیا۔ میری ماں میری حکومت کی بحالی کے لیے رات دن دعائیں مانگ رہی ہیں۔ اُن کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ میں لغاری کو اپنا بھائی سمجھ کر اُن کے ساتھ برتاؤ کرتی تھی۔ میں لیڈر تھی اور وہ کارکن تھے۔ لغاری کہتے تھے کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔ اگر کوئی مجھ پر بندوق اٹھائے گا تو وہ اُسے ختم کر دیں گے۔ صدر ہمارے اقدام کی تعریف کرتے تھے اور "ویل ڈن" کہتے لیکن میں اب خراب ہوں اور صدر فرشتہ ہیں۔ مرتضیٰ کو اُس کی بہن کی حکومت ختم کرنے کے لیے قتل کیا گیا۔ صدر لغاری مرتضیٰ کے خون کا حساب دیں۔ ایک فرد قوم کے مقدر کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ میں آج بھی وزیراعظم ہوں اور قومی اسمبلی میں اپنا وجود رکھتی ہے۔ تاوقتیکہ سپریم کورٹ اس کے برعکس فیصلہ نہ دے دے۔ میری حکومت بحال ہو جائے تو میں اپوزیشن کے ساتھ آئینی سمجھوتہ کر کے خود اسمبلی توڑ دوں گی اور غیر جانبدار انتظامیہ کے تحت انتخابات کرائے جائیں گے۔ صدر "کنگز پارٹی" قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مجھے اور نواز شریف کو سیاست سے آؤٹ کر کے کٹھ پتلی وزیراعظم اور کابینہ کے ذریعے اپنی حکومت قائم کرنے کے خواہش مند ہیں۔ احتساب کا نعرہ محض ایک فریب ہے، لیکن ہم اُن کا خفیہ ایجنڈا کامیاب، نہیں ہونے دیں گے۔

زرداری کے گھوڑے

بے نظیر حکومت اور آصف زرداری کی بدعنوانیوں کے بارے میں مختلف باتیں منظرعام پر آنے لگیں۔ بتایا گیا کہ زرداری کے گھوڑوں کے لیے اصطبل کروڑوں روپے کی لاگت سے سی۔ ڈی۔ اے سے تعمیر کرائے گئے۔ اصطبل میں ایئرکنڈیشنز نصب تھے۔ اصطبل میں سیب کے مربے اور پھل کھانے والے گھوڑے ہیں۔ ان گھوڑوں کے لیے مرگلہ کی پہاڑیوں میں خصوصی ٹریک بنائے گئے۔ وزیراعظم ہاؤس میں اونٹ اور کتوں کے لیے بھی علیحدہ علیحدہ کمرے تھے۔ بے نظیر نے کہا کہ گھوڑوں کا خرچہ آصف زرداری خود برداشت کرتے تھے۔ صدر اس بات کا

جواب دیں کہ اُنھوں نے ایوان صدر میں سوئمنگ پول اور شوٹنگ رینج سرکاری خرچ پر کیوں تعمیر کرائے۔ مجھے اب احساس ہو رہا ہے کہ میں لغاری کو صدر بنوا کر غلطی کی تھی۔ کاش میں ناہید خاں کو صدر بنا دیتی وہ کم از کم میری حکومت کو برطرف تو نہیں کرتیں۔ بے نظیر کے خسر حاکم علی زرداری نے کہا کہ بے نظیر اور آصف زرداری دونوں کی جانوں کو خطرہ لاحق ہے۔ مرتضیٰ کے قتل میں آصف زرداری کو ملوث کرنے کی سوچ غیر مرئی حکومت کی ہے۔ آصف اور مرتضیٰ کے درمیان کوئی اختلافات نہیں تھے۔ میں نے کبھی بنکوں سے پیسہ نہیں لیا۔ نواز شریف متبادل قیادت ہیں۔ نگران حکومت کو محاسبہ کا اختیار حاصل نہیں ہے۔

18 نومبر کو صدر لغاری نے کہا کہ اگر قومی اسمبلی نہ توڑی جاتی تو حالات مزید خراب ہو سکتے تھے اور ملک تباہ ہو جاتا۔ البتہ اُنھوں نے بے نظیر حکومت کی خارجہ پالیسی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اُس دوران کشمیر پر بہت کام ہوا۔ صدر نے کہا کہ وہ 3 فروری کو الیکشن کرانے کے اپنے عہد پر قائم ہیں۔

احتساب آرڈی نینس

18 نومبر کو صدر نے احتساب آرڈی نینس 1996ء جاری کر دیا جس کے تحت کرپٹ افراد کے لیے سات سال قید تمام جائیداد کی ضبطی، سرکاری عہدہ سے برطرفی اور عوامی نمائندگی کے لیے پانچ سال تک نااہل قرار دیا جانا شامل ہے۔ صدر مملکت، گورنروں اور مسلح افواج کے سربراہوں کو احتساب سے استثنیٰ حاصل رہے گا۔

بے نظیر بھٹو نے کہا کہ خود کو احتساب کے عمل سے مستثنیٰ کرنے کے بعد صدر لغاری اپنے عہدہ پر قائم رہنے کی اہل نہیں رہے۔ وہ کرسی چھوڑ کر ٹریبونل کے سامنے پیش ہوں اور کسی غیر جانبدار شخص کو قائم مقام صدر بنایا جائے۔

زرداری سے ملاقات

19 نومبر کو بے نظیر نے اپنے بچوں کے ہمراہ سہالہ ریسٹ ہاؤس میں آصف زرداری سے طویل ملاقات کی۔ 21 نومبر کو وہ آصف زرداری سے دوبارہ ملیں۔ 25 نومبر کو زرداری کو مرتضیٰ قتل کیس میں لانڈھی جیل سے منتقل کر دیا۔

20 نومبر کو مرتضیٰ کی بیوہ غنویٰ کو پاکستان کی شہریت مل گئی۔ توقع ہے کہ وہ قومی اسمبلی کا الیکشن لڑیں گی۔ حاکم زرداری نے کہا کہ غنویٰ پیپلز پارٹی کے ووٹ خراب کریں گی۔ 23 نومبر کو لاڑکانہ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے غنویٰ نے کہا کہ مرتضیٰ کے قتل میں صدر لغاری کو ملوث کرنا بے نظیر کا دیوالیہ پن ہے۔ میں نے سابق وزیر اعظم بے نظیر کی دھمکیوں

کی وجہ سے ایف۔ آئی۔ آر میں آصف زرداری کا نام درج نہیں کرایا۔ انتخاب کے ساتھ احتساب بھی ضروری ہے۔

23 نومبر کو قاضی حسین احمد نے کہا کہ فوج سمیت سب کا بے رحمانہ احتساب ہونا چاہیے۔ غیر جانبدار احتسابی کمیشن تشکیل دیا جائے۔ جس میں نڈر اور بہادر افراد شامل ہوں۔ معراج خالد ہمت کر کے وزیر اعظم ہاؤس کو خواتین یونیورسٹی بنا دیں۔ حکومت کے خاتمے کے بعد ہمارا سفر جاری ہے۔ قوم جب سڑکوں پر آئے گی تو ظالم بلوں میں گھس جائیں گے۔ آئندہ نواز شریف یا بے نظیر وزیر اعظم نہیں بنیں گے بلکہ وزیر اعظم جماعت اسلامی کی مرضی سے بنے گا۔ اسلامی انقلاب کا سورج جلد طلوع ہوگا۔ پانچ دینی جماعتوں نے مشترکہ امیدواروں اور نشستوں کی تقسیم پر اصولی اتفاق کر لیا۔ ان جماعتوں نے مطالبہ کیا کہ انتخاب متناسب نمائندگی کے اصول پر کرائے جائیں۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ہی دن ہوں۔ احتساب کے بغیر انتخابات ہوئے تو بدکردار افراد پہلے کی طرح دوبارہ کامیاب ہو جائیں گے۔

نگران وزیر اعظم معراج خالد نے کہا کہ گیارہ سو افراد کراچی میں احرام باندھے اجازت ناموں کے ساتھ حج پر روانگی کے لیے تیار بیٹھے تھے لیکن سابقہ حکومت کو اللہ اور رسول کی شرم بھی نہیں آئی کہ اس نے آخری وقت میں ان کی جگہ مالدار افراد کو سرکاری خرچ پر حج کے لیے روانہ کر دیا۔ اور محروم افراد کی کوئی فریاد نہیں سنی گئی۔

معراج خالد نے اسلام آباد میں کہا کہ مٹھی بھر "سیاسی برہمن" وزارت عظمٰی کے عہدہ کو اپنا پیدائشی حق تصور کرتے ہیں۔ ہم قوم کو ان سیاسی برہمنوں سے نجات دلائیں گے۔ احتساب نہ ہوا تو حالات جوں کے توں رہیں گے اور پھر وہی لوگ اسمبلیوں میں آ جائیں گے۔ احتساب کے لیے دس ہزار افراد کی فہرست تیار کر لی گئی ہے۔ ٹھوس مواد اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ کرپٹ افراد نااہل قرار دے دیئے جائیں گے، لیکن ساتھ ہی انھوں نے کہا کہ ستر روز میں احتساب کا یہ عمل مکمل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لیے تو دو ڈھائی سال کا عرصہ درکار ہے۔ احتسابی عمل کی تکمیل کے لیے انتخابات میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ اگر 3 فروری کو انتخابات نہیں ہوئے تو میں وزیر اعظم نہیں رہوں گا۔ پھر 29 نومبر کو معراج خالد نے لاہور میں کہا کہ قوم دیکھے گی کہ 20 دن کے اندر احتساب کے عمل میں انقلابی تبدیلی آئے گی۔ احتساب میں کسی کو بخشا نہیں جائے گا۔

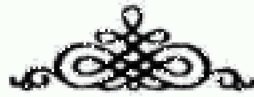
نگران وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود معراج خالد کے سامنے کوئی واضح طریق کار نہیں۔ وہ تضاد بیانی اور فکری انتشار کا شکار ہیں۔ ان کے بیانات اور اعلانات میں یکسوئی مفقود ہے۔ کبھی وہ احتساب کو ناگزیر قرار دیتے ہوئے انقلابی تبدیلیاں کر کے بے لاگ احتساب کرنے، قوم کو سیاسی برہمنوں سے نجات دلانے اور کرپٹ افراد کو نااہل قرار دینے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن اگلی ہی سانس میں کہتے ہیں کہ اس کام کے لیے تو دو ڈھائی سال کا عرصہ

درکار ہے جبکہ اُن کے پاس تو صرف ستر دن باقی بچے ہیں۔ ابتدائی تین ہفتے نگران حکومت نے بالکل ضائع کر دیئے۔ اگلے ستر دنوں میں بھی اُس سے کسی مثبت کارکردگی کی توقع عبث ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نگران حکومت کسی واضح مقاصد کے حصول کے لیے نہیں، بلکہ محض خانہ پری کے لیے ترتیب دی گئی تھی۔

بے نظیر حکومت کے خاتمے کے بعد ملک ایک نئے سیاسی دور میں داخل ہوگیا۔ 5 نومبر کے صدارتی اقدام کو بڑے پیمانے پر سراہا گیا۔ ایک مرتبہ پھر یہ اُمید پیدا ہوگئی کہ اب ملک کو ایک بہتر اور عوام دوست حکومت میسر آسکے گی۔ صدر لغاری نے خود بھی عوام کے جذبات کے پیش نظر اپنے پہلے قومی خطاب میں آئین کی پاسداری کرنے، لاقانونیت کو ختم کرنے، معیشت کو سنبھالا دینے، امن و امان بحال کرنے، کرپشن کا خاتمہ کرنے، ناقص کارکردگی کی اصلاح کرنے اور شفاف انتخابات کے ذریعے اہل اور ایماندار حکومت فراہم کرنے کی یقین دہانی کروائی۔ صدر لغاری نے بے نظیر حکومت پر تنقید کرتے ہوئے فوجداری مقدمات میں ملوث شخص کو حکومت میں شامل کرنے کا تذکرہ بھی کیا۔ صدر لغاری بہتر شہرت کے حامل رہے ہیں۔ عمومی خیال تھا کہ وہ اپنے وعدوں کی پاسداری کریں گے، لیکن قومی اسمبلی کی تحلیل اور بے نظیر حکومت کی برطرفی کے بعد اپنے پہلے ہی اقدام میں مرکز میں مشکوک، مشتبہ، نااہل حتیٰ کہ فوجداری مقدمات میں ملوث شخص کو نگران حکومتوں میں شامل کر کے صدر لغاری نے قوم کو مایوس کر دیا۔ اس طرح اپنی نیک نیتی کی خود نفی کر دی۔ اُن کی بیس روزہ کارکردگی سے یہ ثابت ہوگیا کہ بے نظیر حکومت کی برطرفی کے اصل اسباب وہ نہیں تھے جن کا تذکرہ صدر نے اپنے فرمان اور خطاب میں کیا بلکہ کچھ اور ہی تھے۔ سب کا بے لاگ اور بے رحمانہ احتساب کرنے کے بجائے صدر کے جانبدار اقدامات نے احتساب کے پورے عمل کو مشکوک اور بے معنی بنا دیا۔ احتسابی آرڈی نینس میں اُنھوں نے حکومت کو احتساب سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ اس صورت حال میں بے نظیر نے صدر لغاری کے خلاف ایک جارحانہ رویہ اختیار کر کے اُن پر الزامات کی یلغار کر دی، جبکہ صدر اپنا معقول دفاع کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں تھے۔ اس پوری صورت حال میں میاں نواز شریف خوش اور مطمئن تھے۔ صدر لغاری سے اُن کے تین سالہ اختلافات ختم ہوگئے اور دونوں کے درمیان نزدیکی رابطہ قائم ہوگیا۔ نواز شریف کا موقف تھا کہ نگران حکومت کا کام صرف انتخابات کرانا ہے نہ کہ احتساب کرنا۔ صدر کے یکطرفہ اور غیر مستحکم طرز عمل اور نگران حکومتوں کی ساخت اور اُن کی اہلیت کے پیش نظر اس بات کی کوئی توقع دور دور نظر نہیں آتی کہ بدعنوان عناصر کا احتساب ہو سکے اور یہ کہ آئندہ انتخابات میں کرپٹ، بددیانت، بدعنوان اور ظالم افراد کے بجائے اہل، دیانت دار، معقول اور نیک افراد منتخب ہو سکیں گے۔ اس بات کا شدید خدشہ موجود ہے کہ بے نظیر حکومت کی برطرفی اور نئے انتخابات کا پورا عمل مثبت نتائج

حاصل کرنے میں ناکام رہے اور ملک پر پھر پہلے سے کہیں زیادہ کرپٹ، بدعنوان، ظالم اور عوام دشمن حکومت مسلط ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری پر لغاری پر عائد ہوگی اور وہ خود بھی مکافات عمل سے بچ نہیں سکیں گے۔ بہرحال پوری قوم کی نگاہیں گزشتہ بارہ برسوں میں ہونے والے اگلے پانچویں انتخابات پر مرتکز ہیں۔ خدا کرے کہ یہ انتخابات ملک و ملت کو بحرانوں کی دلدل سے نکال کر ترقی اور خوش حالی کی شاہراہ پر گامزن کر سکیں اور قوم ایک عذاب سے نجات حاصل کر کے کسی دوسرے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائے۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو!





فہرست